رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۳

اُپنشد میگزین

(ماہواری سلسلہ)

بابت ماہ جنوری و فروری ۱۹۲۷ء

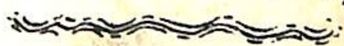
زیر ادارت
شیوبرت لال

دستور العمل

۱ - ؎ سالانہ پیشگی چندہ ؛
۲ - بعد کو سالانہ مجموعہ کی قیمت عہ یا زیادہ ؛
۳ - نمونہ طلبی کا قاعدہ الغط ؛
۴ - خریداروں کو تاریخ اجرا سے عدم وصولی کی شکایت پر ایک ہفتہ کے اندر دوسرا پرچہ
زیادہ دیر ہو جانے کے بعد قیمت طلب ؛
۵ - جملہ خط و کتابت بنام منیجر اُپنشد میگزین معرفت ہندوستانی دواگھر چیل منڈی امرتسر
۶ - جواب کے لئے ارکا ٹکٹ ضروری - ورنہ عدم جواب کی معذرت ؛
۷ - ایڈیٹر کے ساتھ خط و کتابت رادھا سوامی دوام کے پتہ سے ؛

مقاصد

۱ - ویدانت کے اصول پر بالعموم اور اُپنشدوں کے مطالب پر بالخصوص مؤثر خاطر نشین
اور طمانیت بخش روشنی ڈالنا ؛
۲ - اُپنشدوں کے گہرے راز کی عقدہ کشائی ایسے عام فہم طریقہ میں کرنا - کہ مطالعہ کرتے
وقت زندگی کم از کم خیالی طور پر عملی بنتی چلے - اور دلپر ان کی سچائی پتھر کی لکیر بن جائے
۳ - جو باتیں شاعرانہ انداز اور استعارہ کی زبان میں بیان ہوئی ہیں - ان کو معمولی عبارت
میں عام فہم الفاظ میں منتقل کر دینا ؛
۴ - جو بات اس پر بھی ذہن نشین نہ ہو سکے اور خط و کتابت کے ذریعہ ان کو صاف کر دینا
۵ - بھومیکا کے بعد مکمل اُپنشدوں کو بہ احتیاط مع واضح تفسیر کے پیش کرتے رہنا ؛



نوٹ : - اُپنشد میگزین صرف مستقل خریداروں ہی کو ؎ پر ملیگا - بعد کو قیمت واجبی لی جائے گی - ممکن ہے - سال بھر کی کتابوں کی قیمت عہ یا عہ وصول کی جائے - قیمت ہر کتاب کی اس کے ٹائیٹل پیج کے اندراج کے موافق لی جائے گی ؛

فہرست مضامین

جملہ خط و کتابت بنام منیجر اُپنشد میگزین معرفت ہندوستانی دواگھر ہال منڈی امرت سر

جلد ۱
نمبر ۵ و ۶

اُپنشد میگزین

مُطالعہ اور علمی ست سنگ کا ماہواری سلسلہ

بابت ماہ جنوری و فروری سنہ ۱۹۲۶ء

جو رادھا سوامی دھام راج بنارس کی زیر سرپرستی
اشاعت پاتا ہے۔ اور حق پسندوں کی مدد۔ رہبری اور
ہدایت۔ اور حقیقت کے ذہن نشین کرانے کا آسان زبان
میں یقینی ذریعہ ہے

شیو برت لال
مترجم۔ ایڈیٹر۔ اور مُفسر

موضع۔ دفتر اُپنشد میگزین ہندوستانی دواگھر امرت سر سے
ڈاکٹر رام کشور ورما منیجر نے شائع کیا

قیمت ۱۲ نمبروں کی ۲ روپیہ بلا جلد

(آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام گوری ششنکر لال پرنٹر چھپا)

مقدمہ

برسوں سے درخواست کی جا رہی ہے - کہ میں اُپنشدوں کو اُردو
زبان میں ازسرِ نو مرتب کر دوں - اور برسوں ہی سے میں وعدہ کرتا ہوا چلا آیا
ہوں - وقت کم ہے - کام زیادہ ہے - اکثر سفر میں رہنا پڑتا ہے - ست سنگ
کا کام سر پر ہے - روزانہ متعدد خطوط کے جواب ضروری دینے پڑتے ہیں - اس
کے سوا مالی کاروبار دیدہ دانستہ بند کر دیئے گئے - کتابوں کی اشاعت اطباعت
اور ترتیب میں صرف کثیر کی ضرورت ہوا کرتی ہے - یہ سبب ہے - کہ ابھی تک میں
اس کام کو ہاتھ میں نہ لے سکا +

اصرار بڑھتا گیا - تھوڑے سے آدمیوں نے خریدار بننے اور خریدار بنانے
کا وعدہ کیا - اُن کے اصرار - وعدہ اور مدد کی امید پر یہ کام ہاتھ میں لیا گیا +

اُپنشدوں کے پڑھنے والوں کو سب سے پہلے یہ خیال ذہن میں
رکھنا چاہئے - کہ ان کی جڑ مقدس ویدوں میں ہے - وید دنیا کی سب سے
قدیم کتاب ہیں - کوئی ان کو پانچ ہزار برس کی پرانی بتاتا ہے - کوئی تین
ہزار برس کی - یہ اپنی اپنی رائے ہے - ہر شخص کو اپنی رائے ظاہر کرنے کی آزادی
ہے - میری رائے میں وید دنیا کی پیدائش کے وقت سے ہیں - اور وہ
دنیا کے خاتمہ تک رہینگے - اور اگر نظام قدرت کا سلسلہ لامقطوع اور
بغیر ابتدا اور بغیر انتہا کے ہے - تو وید کی بھی یہی حیثیت ہے - وید سرشٹی گیان
ہے - جس کی کبھی موت نہیں ہوتی - یہ میری اپنی رائے ہے - میں اسے ایسا ہی

جاننا۔ ماننا اور سمجھتا بوجھتا ہوں۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ آیا وید کتابی صورت میں کب آمئے۔ اس کا پتہ لگانا محقق عالموں کا کام ہے۔ نہیں اس قسم کی تحقیقات کا شیدائی ہوں۔ اور نہ انس مضموں سے مجھے دلچسپی ہے۔ ہاں ویدوں کی روحانی تعلیم کی طرف نظر رہتی ہے۔ اور جو خیال اس میں ملتے ہیں۔ وہ چاہیے وقت کی نظر سے نئی نئی صورتیں بدل بدل کر ظہور کے طلبۂ میں آتے جاتے رہیں۔ لیکن وہ نئے نہیں ہو سکتے ؎

ویدوں نے جو تعلیم دی ہے۔ اب تک عُلما۔ حکما۔ عُقلا اُسی کے ارد گرد چکر لگا رہے ہیں۔ اس میں کسی نے اب تک ذرا بھی اضافہ نہیں کیا۔ فلسفہ کا بیج وید ہیں۔ درخت۔ شاخ۔ اور پھل پھول۔ لاکھ شان دکھائیں۔ آخر وہ آئے کہاں سے ہیں؟ سب کی ابتدا اور انتہا بیج میں اور بیج ہی سے ہے۔ یہ ویدوں کی حیثیت ہے ؎

اپنشد ان ہی ویدوں کے انگ ہیں۔ اور گیان کانڈ (فلسفہ) ہونے کی وجہ سے وہ عُلما اور حُکما کی کشش کے مرکز رہے ہیں۔ مختلف زبانوں میں ان کے ترجمے ہوئے۔ مختلف طریقہ اور طرز بیان سے ان کے دکھانے کی کوشش کی۔ اور ہزاروں اور لاکھوں آدمیوں کو ان سے روحانی تسلی ملی۔ ان کی تفسیر اور شرحیں بھی لکھی گئیں۔ ان میں سے میں نے اکثر کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن میں کسی ایک کی رائے کا پابند ہو کر نہیں رہا۔ اور نہ پابند ہونا چاہتا ہوں۔ اُپنشد میرے ہاتھ میں ہیں اور میرا اپنا انجو میرے ساتھ ہے۔ میں کسی کسی اہل الرائے کی تفسیر سے متفق بھی نہیں ہوں۔ ان سے مجھے نہ کوئی غرض ہے۔ نہ واسطہ ہے۔ وہ کیا کہ گئے ہیں۔ جنہیں ضرورت ہو۔ وہ ان کا مطالعہ کریں ؎

میں کس طرح اپنشدوں کو سمجھتا ہوں۔ صرف اسی کو اپنے انجو
سے بیان کرونگا۔ اور امید ہے۔ کہ جو انہیں پڑھینگے۔ کم از کم کچھ نہ کچھ
اصلیت سے واقف ہو جائینگے۔ اور ان کے مطالعہ کے بعد اپنے معلومات
میں اضافہ اور اپنی زندگی میں خوشگوار تبدیلی محسوس کرینگے +

اُپنشدوں کی تعداد زیادہ ہے۔ لیکن خاص اپنشد صرف دس مانے
گئے ہیں۔ اور ان کی ترتیب ایک سنسکرت شلوک میں اس طرح کی
گئی ہے:-

ایش۔ کین۔ کٹھ۔ پرشن۔ منڈ۔ مانڈوکیہ۔ تیترے
ایترے۔ یم چہ چھاوندوگیم۔ برہد آرنیہ کم تتھا

یعنی ایش اپنشد۔ کین اپنشد۔ کٹھ اپنشد۔ منڈک اپنشد۔
مانڈوکیہ اپنشد۔ تیترے اُپنشد۔ ایترے اُپنشد۔ چھاندوگیہ اُپنشد
برہد آرنیک اُپنشد۔ یہ دس اپنشد خاص ہیں +

میں پہلے ایش اُپنشد کو ہاتھ میں لیتا ہوں۔ پھر کین کو لونگا۔ اور
اسی ترتیب سے نمبروار تعلق رکھونگا۔ جب یہ دس اُپنشد ختم ہو جائینگے
تو پھر میں دوسروں کی طرف توجہ کرونگا۔ سال میں بارہ نمبر مقرر کئے جائینگے +
یہ کتابیں نمبروار نکلینگی۔ امید ہے۔ کہ یہ جلد تکمیل صورت میں اُردو
دان گروہ کے استفادہ کی نظر سے شائع کر دیجا سکینگی۔ اور ان کو ان
کے مضامین سے ناواقفیت نہ رہیگی +

رادھا سوامی دھام
راج بنارس

شیوبرت لال

دیباچہ

اصلیت

یہ مختصر اپنشد اپنے ڈھنگ میں بہت پُرمغز اور پرمعنی ہے۔ مختصر ہے تو کیا ہوا: فلسفہ کے گہرے رموز نہایت خوبصورتی کے ساتھ اس میں زیر بحث آ گئے ہیں۔ یہ اپنشد واج سینہ سنتہا یعنی شوکل یجر وید کی سنتھا میں سے لی گئی ہے اور

نام

اس کا نام ایش اُپنشد ہے۔ ایش اس وجہ سے نام پڑا۔ کہ اس کے پہلے منتر کا پہلا لفظ ایش ہے۔ ورنہ اسے واج سنیہ سنتھا کہتے تھے۔ چھوٹا نام بڑا کام چھوٹا نام بڑا درشن' اگر یہ ہر دو مثلے کسی کے لئے موزونیت کے ساتھ صادق آتے ہیں۔ تو وہ یہی اُپنشد ہے۔ نام کی وجہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ایش کہلانے کی وجہ سے اس میں صرف ایش یا ایشور ہی کا بیان ہے۔ یہ خیال غلط ہوگا۔ ہاں اس میں ایشور کے ملنے کے طریقہ کا ذکر ضرور ہے ٭

اُپنشدوں کے درمیان اسکی حیثیت

خاص اُپنشدیں دس مانی گئی ہیں۔ ایش۔ کین۔ کٹھ۔ پرشن منڈک۔ مانڈوکیہ۔ تیتریئے۔ ایترے۔ چھاندوگیہ۔ ورِہد آرنیک ان میں سے ایش چھوٹی اور ورِہد آرنیک سب سے بڑی ہے۔ ان کے سوا اور بھی کتنی اُپنشدیں ہیں۔ جن کی تعداد بہت بتائی جاتی

ہے۔ ہر وید کے ساتھ اس کی علیحدہ علیحدہ اپنشدیں ہیں۔ مثلاً
رگ وید کی اُپنشدیں اَیترے آرنیک اور کوشتکی اُپنشدیں ہیں۔
شوکل یجر وید کی اُپنشدیں ورہدآرنیک اور ایش اپنشد ہیں۔
کرشن یجر وید کی اُپنشدیں تیترے اور کٹھ اُپنشدیں ہیں۔
سام وید کی اُپنشدیں چھاندگیہ اور کین اُپنشدیں ہیں۔
اتھرو وید کی اُپنشدیں مُنڈک پرشن۔ مانڈوکیہ وغیرہ وغیرہ ہیں
دس خاص ہیں۔ بارہ زیادہ تر مطالعہ میں رہتی ہیں۔ باقی بہت
چھوٹی چھوٹی ہیں۔ اور ان کے مطالعے کا رواج کم ہے ؀

ایش اُپنشد کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ وہ مُول وید سنہتا سے لی
گئی ہے۔ باقی براہمنوں یا آرنیہ سے لی گئی ہیں ؀

وید سے تعلق

شوکل یجر وید سے ایش اپنشد کے تعلق کا ذکر کر دیا گیا۔ اس
خاص وید کے دو اپنشدوں ورہد آرنیک اور ایش اُپنشد کی جداگانہ
نوعیت ہے۔ ایش اپنشد تو سنہتا (شوکل یجر وید) کا آخری اور
چالیسواں ادھیائے ہے۔ اور ورہد آرنیک شت پتھ براہمن کا
آخری حصہ ہے ؀

مضمون

اس ایش اپنشد میں اٹھارہ منتر ہیں۔ جن میں وِدّیا اَوِدّیا خواہ
پرا اور اپرا وِدّیا کا نہایت دلچسپ اشارہ ہے۔ اور اسی طرح پر برہمہ
اور اپر برہمہ خواہ شدّھ اور شبل برہمہ کی ماہیت کا بھی اشارہ
ہے۔ جس کے نہ جاننے سے نقصان۔ اور جاننے سے فائدہ دکھایا گیا ہے

ساتھ ہی گیان اور کرم کی بالترتیب حیثیت اور ان کے فائدے قائم کر کے ان کے علم اور عمل پر جزوی خفیف۔ اور مختصر روشنی ڈالی گئی۔ سوچنے سمجھنے کے لئے یہ پھر بھی کافی ہے۔ اور اپنشدوں کا بیان زیادہ صراحت وضاحت اور تفصیل کے ساتھ آتا ہے"

ایش اپنشد کا مطالعہ بہت کچھ دیو۔ یان۔ پنتھ اور پتری۔ یان پنتھ کی یاددہانی کراتا ہے۔ پتری۔ یان۔ پنتھ تو بازگشت اور واپسی کا طریق ہے۔ برعکس اس کے دیو۔ یان۔ پنتھ موکش اور مکتی کا راستہ ہے ٭

اکثر ٹیکا کاروں نے اس ضروری اور اہم مسئلہ کو بہت کچھ نظرانداز کیا ہے۔ میں نے اس پر سرسری نظر ڈالی ہے ٭

تین راستے

ایش اپنشد میں تین راستوں کا اشارہ ہے۔ پہلا اندھکار اور تاریکی کا راستہ جس میں کیڑے مکوڑے چلتے اور مرتے کھپتے رہتے ہیں۔ دوسرا کرم کا راستہ۔ تیسرا گیان کا راستہ۔ کرم کے راستے پر معمولی طبیعت والے انسان چلتے ہیں۔ اور گیان گیانیوں کا راستہ ہے ٭

ایش اپنشد نے کرم اور گیان دونوں پر ساتھ ساتھ چلنے کی ہدایت کی ہے۔ اور یہ ہدایت بہت خوبصورت اور مفید ہے۔ جو اپنشد کے مطالعہ کرنے پر خودبخود سمجھ میں آئیگی۔ میں نے اکثر منتروں کے نیچے حاشیہ کے طور پر کہیں کہیں کبیر صاحب کی ساکھیاں جان بوجھ کر دے دی ہیں۔ جن سے وہ مضمون بہت صاف ہو

جاتا ہے۔ اس جُرأت کی صرف یہی غرض ہے۔ ورنہ ان کا کوئی باہمی تعلق نہیں ہے۔ اور میں اس کے لئے پہلے ہی سے معذرت کرنے کو تیار ہوں۔ گو نہ اس کی ضرورت ہے۔ اور نہ اس کے حاشیہ میں شامل کر دینے سے مضمون میں کوئی فرق آتا ہے *



رادھاسوامی دھام

شیوبرت لال

اِیش اُپنشد

مع تفصیل تشریح اور تفسیر کے

منگلاچرن۔ دُعا۔ یا شانتی پاٹھ

پُورنم۔ پُورنم ادم پُورنات پُورن مدچیتے
پُورن سیہ پُورن مادائے پورن میوا و شش یتے

پہلا منتر

آتمک بھاؤ کا آدرش گیان اور جگت کا بھوگ

ایشور سے بسا دو اس سب کو جو کچھ جگتوں (تریلوکی) میں ہے۔ یہ جگت (حرکت کرنے والا) ہے۔ تب تیاگ سے (اُس کا) بھوگ کرو۔ لالچ نہ کرو کس کی دولت؟

تشریح

اس منتر میں کئی باتیں ہیں۔ (۱) ایشور۔ (۲) جگت (۳) جگت کا روپ (۴) تیاگ (۵) بھوگ (۶) لالچ (۷) دھن (۸) لالچ اگر (دھن) ۰

(۱) ایش کے معنی ہیں، حکومت۔ اس لفظ سے جو دنیا کا حاکم ہے۔ وہ ایشور یعنی حکومت کرنے والا ہے ۰

(۲و۳) جگت سنسکرت مادہ گم (حرکت) سے نکلا ہے۔ جو متحرک ہو وہ جگت ہے۔ اس میں سب کچھ آجاتا ہے ۔

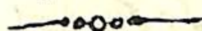
(۴) تیاگ سنسکرت مادہ تیج (چھوڑنے) سے نکلا ہے۔ اس سے مطلب بے تعلقی اور علیحدگی دونو ہے ۔

(۵) بھوگ سنسکرت مادہ بھج (کھانے) سے نکلا ہے۔ اس کا مطلب ہے۔ کھانا۔ پینا۔ خوشی کرنا۔ لذت لینا وغیرہ وغیرہ

(۶) گردھ (لالچ) کا سنسکرت مادہ گردھو (للچانا ۔ کامنا کرنا۔ خواہش کرنا)

(۷) دھن سنسکرت مادہ دھن (پیدا کرنا) ہے۔ اس سے مراد جائداد۔ دولت مویشی وغیرہ ہے ۔

یہ سب الفاظ منتر میں آتے ہیں



اس شوکل یجر ویدی اپنشد کا شانتی پاٹھ نہایت ہی خوبصورت ہے۔ اور یہاں پراس کے داخل کرنے سے یہ پہلا منتر بڑی صفائی کے ساتھ سمجھ میں آویگا۔ شانتی پاٹھ یہ ہے :۔

پورنمد پورنمِ ادم پورناتؔ پورنمدچیتے
پورنسیہ پورنمادا ۔ پورنمیوا وشششتے

ترجمہ وہ (برہمہ) پورن (مکمل) ہے۔ پورن (مکمل) ہے۔ یہ جگت ۔ پورن سے پورن نکلتا ہے۔ پورن کے پورن کو پکڑ کر پورن ہی شیش (باقی) رہتا ہے ۔

ایشور کا یہ آدرش ہے۔ جو رشیوں نے اپنی نظر کے سامنے

رکھا تھا۔ جب تک یہ مکمل خیال معراج نظر کے سامنے نہ ہو۔ تب تک ایشور کا آستک بھاؤ کسی حالت میں بھی پُورا نہیں ہوتا۔ ایشور پُورا ہے۔ اور اس لئے اُس کے جگت کو بھی پُورا ہی ہونا چاہیئے۔ پورا کاریگر جب کام کریگا۔ پُورا ہی کریگا۔ اَدھُورا کبھی نہ کریگا۔ پُورا مکمل ہوتا ہے۔ اَدھُورا ناقص ہوتا ہے۔ یہ خیال رہے۔ کہ پُورے سے جب نکلیگا۔ پُورا ہی نکلیگا۔ اَدھُورا کبھی نہ نکلیگا۔ پُورن کے پُورن (یعنی مکمل کے کمال) کو پکڑ رکھنے سے باقی جو کچھ ہوگا۔ وہ بھی پُورن ہی رہیگا۔

کبیر صاحب ؎

پُورا ستگور سیئے پُورا دھیان لگائے
پُورے سے پورا ملے۔ پُورے ماہیں سمائے

——————:——————

تفسیر۔ اب ایش اُپنشد کے پہلے منتر کی طرف دھیان دیجئے۔ اور اس کا مضمون۔ اور نفس مُراد آئینہ کی طرح صاف ملیگا +

اِس دنیا کو بھوگو۔ اس کی نعمت اور دولت سے بہرہ اٹھاؤ۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ اُسے اور ایشور کے اِس متحرک جگت کو ایشور کے خیال سے بھر دو۔ یہ جگت ایشور کا ہے۔ ایشور اس میں پُورے طرح سے محیط کل ہے۔ جو کچھ یہ جگت ہے۔ اُس میں ایشور ہی دیاپ رہا ہے۔ ایشور کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ یہ خیال دل پر حاوی ہو۔ کسی کے دھن دولت کی خواہش یا لالچ نہ رکھو۔ کیونکہ جہاں لالچ کا خیال آیا۔ دل ناقص ہوگیا۔ نقص میں محدودیت اور تنگی ہے۔ اور تنگ دل آدمی

کبھی ایشور کے کمال کو ذہن نشین نہیں کر سکتا ناقص کا خیال ہمیشہ ناقص رہیگا۔ اور کامل کا خیال ہمیشہ کامل رہیگا۔ یہ قاعدہ مسلّمہ ہے۔ جس کی سچائی میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔

صاحب کے دربار میں کمی کاہو کی ناہنہ
بندہ متعج نہ پاوہی چوک چاکری ماہنہ
(کبیر ساکھی)

لالچ کے ناقص خیال کو بھول کر بھی دل نہ دو۔ تب تم اس جگت کو خوب بھوگو گے۔ اور بھوگو گے۔ ورنہ مکمل بھوگ کا امکان محال ہوگا۔ جو شخص اس طرح تیاگ سے بھوگ کرتا ہے۔ پورا بھوگ اسی کے حصے میں آتا ہے۔ اور جس میں اس طرح کا تیاگ نہیں ہے وہ کیا بھوگیگا! ننگی کیا نہائیگی اور کیا نچوڑیگی۔ سوچو تو سہی یہ دھن کس کا ہے! کون اسے اپنے ساتھ لے گیا! اگر یہ بات سمجھ میں آجائے تو بھوگ اور تیاگ دونو آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔

نانک صاحب
جیسے جل میں کمل نرالم مُرغابی نشانئے
سُرت شبد بھوساگر تریئے نانک نام بکھانئے

—:—

یہ غلط فہم ایشور کے ماننے والے اُس کی پُورنتا کے کمال کو نہیں سمجھتے۔ یہ وجہ ہے۔ کہ ذرا سے دُکھ میں گھبرا جاتے ہیں۔ اور ذرا سے سُکھ میں اپنے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ یہ رات دن ایشور کی نندیا کرتے ہیں۔ اِن کے لبوں پر ہر وقت شکایت کا کلمہ اور آہ کا نعرہ رہتا ہے۔ ان کی ایشور اُستتی بھی ایشور کی نندا ہے۔ دراصل یہ نام کے لئے

ایشور وادی یا ایشور کے ماننے والے ہیں۔ اصل میں اس کی ذات اور صفات دونو کے منکر ہیں۔ دل میں ناقص خیال کے جگہ دینے سے یہ جگت انہیں ناقص نظر آیا کرتا ہے۔ اور دُنیا بیماری مُصیبت مفلسی اور پریشانی سے بھری ہوئی نظر آتی ہے۔ ان میں سے ایشور کے جگت میں کوئی حالت نہیں ہے۔ وہ پورے کا پورا۔ اور مکمل کا مکمل ہے۔ مکمل ایشور کا تصور اس جگت کو مکمل دکھانے لگیگا۔ دِل نقص کے دور ہونے ہی کمال کا نقشہ خیالی نگاہ کے سامنے آجائیگا۔ اُس وقت اس دُنیا کی حالت کچھ اور ہی قسم کی ہوگی۔ خود غرضی۔ نفسانیت اور لالچ یک لخت دور ہو جائینگے۔ اور پھر جو بھوگ ہوگا۔ وہ مکمل بھوگ ہوگا ناقص نہ ہوگا۔ دکھ سُکھ کوئی بھی دل پر اثر انداز نہ ہوسکیگا۔ لالچ خودغرضی اور نفسانیت کا تیاگ ہی اصلی تیاگ ہے

مُصیبت سر پر آئے۔ اُسے موج کی مصلحت سمجھو۔ سُکھ ملے اُسے موج کی برکت جانو۔ ناخوشگوار اور خوشگوار حالتوں کو ایشور سے منسوب کر کے راضی بر رضا رہنے کی عادت ڈالو۔ اسی کا نام ایشور سے تمام جگت کو ڈھکنا۔ یہ تسلیم کا راستہ ہے۔ اور جو اس راستہ پر چلتا ہے۔ وہی اصلی معنی میں حق پرست۔ ایشور پرست اور حقیقت پرست ہے۔

اس واضح تفسیر کے ساتھ پہلے منتر پر بار بار غور کرو۔ تب اس کی ماہیت پر عبور ملیگا۔

آگے کرم کے پھل کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے

دوسرا منتر

کرم کرنے کی بدھی

انسان کرموں کو کرتا ہُوا سو برس تک جینے کی خواہش کرے۔ اس طرح تجھ کو کرم نہ لپٹیگا اس کے سوا انسان کے لئے اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔

تشریح۔ اس منتر میں دو ضروری الفاظ آئے ہیں۔ جو غور کرنے کے قابل ہیں۔ (۱) کرم (۲) کرم کا لپٹنا

کرم۔ سنسکرت مادہ کرن (کرنا) سے نکلا ہے۔ جو کیا جائے وہ کرم ہے۔ یہ کئی طرح کا ہوتا ہے۔ مثلاً (۱) جسم کے کرتب (۲) قدرتی فعل (۳) مذہبی رسم۔ (۴) قومی رواج (۵) بُرے کرم (۶) بھلے کرم وغیرہ

(۲) کرم کا لپٹنا کرم کے پھل کے قیدو بند کا پھنساؤ ہے۔

تفسیر۔ کرم کرنا لازمی ہے۔ بغیر کرم کے کوئی شخص ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتا۔ یہ غیر ممکن ہے۔ ایسا ہو نہیں سکتا۔ کرم کرو۔ آلسی بن کر نہ رہو۔ غفلت اور سُستی۔ کاہلی اور بیکاری میں عمر کو ضائع کرنا قدرتی اصول کے برخلاف ہے۔ کرم تو کرنا ہی پڑیگا اگر اچھا کرم نہیں کرتے۔ تو بُرے کرم کی طرف مائل ہوگے۔ اگر

اچھے برے کرم کا خیال نہیں ہے۔ تو وہ حیوانیت کی زندگی ہو گی۔ جیسے کتا گلیوں کے چورستہ میں پڑا رہتا ہے۔ اُسے بھی آخر کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑتا ہے ؎

لیکن کرم کرم کی نظر سے ہو۔ اور اُس کا اشارہ پہلے منتر میں دیدیا گیا ہے۔ اُس میں بھوگ کا مضمون ہے۔ اس میں کرم کا مضمون ہے۔ دونو کا باہمی تعلق ہے۔ خیال اُوپر سے نیچے تک چلا آتا ہے۔ سلسلہ نہیں ٹوٹتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ پہلا منتر برہمہ گیان کے ادھکاریوں کے لئے ہے۔ دوسرا صرف کرم کے ادھکاریوں کے لئے ہے۔ اُن کی نظر بھوگ اور کرم پر نہیں گئی۔ بھوگ کرم کا پھل ہے جو آدمی کرتا ہے۔ اس کا پھل اُسے لازمی طور پر بھوگنا پڑتا ہے۔ وہاں بھوگ کی تیاگ کے ساتھ ہدایت کی گئی ہے۔ یہاں اُسی تیاگ کا تعلق کرم کے ساتھ بھی ہے۔ بھوگو۔ اس میں حرج نہیں ہے۔ لیکن بے تعلق رہ کر اور دل میں ایشور کا بھاؤ بسا کر بھوگو۔ اس جگت کو ایشور مئے سمجھو۔ اور کرم کرو کرم کئے بغیر بچاؤ نہیں ہے۔ جو کچھ تم نے کرم کئے ہیں اس کا پھل بھوگ رہے ہو۔ اب اس طرح کرم کرو کہ وہ کرم یا کرم کا پھل تم کو لپٹنے نہ پاوے۔ یہاں بھی اُسی تیاگ کا مطلب موجود ہے۔ دونو جگہ بھوگ اور کرم میں ایک ہی قسم کا خیال دیا گیا ہے۔ وہاں تیاگ کی ہدایت ہے۔ کس بات کے تیاگ کی؟ لالچ۔ طمع اور حرص کے تیاگ کی۔ اور یہاں کرم کرنے کی ہدایت اس طرح کی گئی ہے۔ کہ کرم لپٹتے نہیں۔ اور آیندہ کے لئے اُس کے پھل یا

بھوگ کا سلسلہ نہ چلے۔ اس طرح پہلی حالت میں بھوگ لالچ سے خالی رہے۔ دوسری حالت میں کرم بندھن یا قید و بند کا باعث نہ ہونے پائے۔ اس طرح کرم کرتے ہوئے اگر آدمی کو سَو برس تک جینے کی خواہش ہو۔ تو وہ کرم جال کے پھندے سے بچا رہیگا۔

لیکن ایسے کرموں کا اِمکان کیسے ہو؟ اس کا جواب اُپنشد کے رِشی نے نہایت صاف اور واضح شکل میں دے دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کرم لپٹنے نہ پائے۔ سَو برس تک جیو۔ کرم کرتے رہو۔ اور اس کے نتیجے سے تم کو تعلق نہ رہے۔ پھر یہ کرم بندھن کا باعث نہ ہوگا۔ کرم کرنے کی اس سے بہتر تدبیر اور کوئی نہیں ہے۔

(۱) کبیر نربندھن بندھ رہا بندھ نربندھن ہوئے
کرم کرے کرتا نہیں داس کہا دے سوئے

(۲) بھوگ موکش مانگوں نہیں بھگتی دان گورو دیو
اور نہیں کچھ چاہیئے۔ نس دن تیری سیو

(۳) پھل کارن سیوا کرے تجے نہ من سے کام
کہیں کبیر سیوک نہ چہے چوگنا دام

تیسرے منتر میں گیان اور کرم کی راہ سے گمراہ ہونے کا نتیجہ بتایا گیا ہے۔



تیسرا منتر

گیان اور کرم سے گمراہی کا پھل

اسُروں کے لوک اندھیرے گھُپ ہیں۔ جو کوئی اپنے آتما کی ہتیا کرتا ہے۔ وہی مر کر ان میں جاتا ہے ٭

تشریح۔ اس منتر میں کئی لفظ غور طلب ہیں۔ (۱) اسُر (۲) اسُر لوک (۳) آتما (۴) آتم ہنن یا آتم ہتیا ٭

(۱) اَسُر اسے کہتے ہیں۔ جو سُر نہیں ہے۔ یہ سنسکرت مادہ سُر (چمکنے) سے نکلا ہے۔ جس میں چمکنے روشن ہونے اور نورانی رہنے کا وصف ہو۔ وہ سُر یعنی دیوتا ہے۔ اور جس میں تاریکی اور اندھیرا ہو۔ وہ اسُر ہے

(۲) اسُر لوک اس نسبتی رعایت سے اندھیرا ہے۔ کیونکہ وہ نور سے خالی ہے۔ سُر لوک میں روشنی رہتی ہے ٭

(۳) آتما۔ یہ دو سنسکرت مادہ سے نکلا ہے۔ اَت (حرکت) اور مَن (سوچنا) جس میں حرکت اور غور کی طاقت ہو۔ وہ آتما ہے دونوں وصف حرکت کی مترادف (ہم معنی) ہیں۔ ایک باہری ہے دوسری بھیتری ہے۔ جس میں ظاہرا و باطن طریقہ سے حرکت کرنے کا سامان ہو۔ اُسی کو آتما کہا جائیگا ٭

(۴) آتم ہنن یا آتم ہتیا۔ ہنن اور ہتیا دونوں سے مراد

قتل کرنے سے ہے۔ اس لئے اس لفظ کا عام فہم ترجمہ خودکشی ۔ روح کشی ۔ اور ذات کشی ہے ۔ جو شخص اپنے آتما کی حرکت یا غور کی طاقت کو نقصان پہنچاتا ہے ۔ اور اُسے بڑھنے سے روکتا ہے وہی ہتیارا ۔ اور اپنا آپ وِنصائی ہے ۔

اب منتر کی وضاحت کی طرف توجہ کیجیے

تفسیر ۔ آتما کیا ہے؟ جس میں حرکت اور تمیز ہو ۔ برہمہ کیا ہے؟ جس میں بڑھنے اور سوچنے کا وصف ہو ۔ برہمہ سنسکرت مادوں سے بنا ہے ۔ وہ ورِہ (بڑھنا) اور من (سوچنا) ہے ۔ جس میں بڑھنا اور سوچنا ہو وہ برہمہ ہے ۔ اور اسی نظر سے پہلے دو منتروں میں انہیں دو وصفوں کے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ پہلے میں سوچنا ۔ تمیز اور گیان کا خیال دلایا گیا ہے ۔ دوسرے میں کرم ۔ کرتب حرکت کا خیال دلایا گیا ہے ۔ یہ آتما اور برہمہ دونو لفظوں کی اصلی ماہیت ہے ۔ جس کی طرف کمتر توجہ کی گئی ہے ۔ ان دونو کا مقصد ترقی ہے ۔ ترقی کا انحصار ۔ بڑھنے سوچنے ۔ سوچنے بڑھنے یا حرکت اور سوچنے پر ہے ۔ حرکت اور بڑھنا کرم ہے ۔ اور سوچنا یا وچار کرنا گیان ہے ۔ ان میں سے دونو ضروری ہیں ۔ کیونکہ وہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں ۔ اگر کسی نے گیان اور کرم دونو سے تعلق نہ رکھا ۔ تو پھر اس نے اپنے آپ کی ہتیا کی ہو د اس آتم ہتیا یا خودکشی خواہ روح کشی کا نتیجہ اندھکار کے کروں میں جاکر رہنا ہوگا ۔ گیان روشنی ہے ۔ اور اس کی روشنی مکمل ہے ۔

(۱) بھلی ہوئی جو گورو ملے۔ ناتر ہوتی گیان
دیپک جوت پتنگ جوں پڑنا آپے ندان
(۲) بھلی بھئی جو گورو ملے اُن سے پایا گیان
گھٹ ہی ماہنہ چبوترا گھٹ ہی ماہنہ دیوان
(۳) گیان پرکاسی گورُو۔ سوجن بسرو جائے
(کبیر صاحب) جب گوبند کرپا کری۔ تب گورو ملیا آئے

اس لئے یہ یکمال روشنی کا راستہ ہے۔ کرم میں روشنی اور تاریکی دونوں ملی رہتی ہیں۔ اس لئے گو بمقابلہ گیان کے اس کا درجہ کمتر ہو۔ پھر بھی تو روشنی ہے۔ اور وہ روشنی یا نور کسی نہ کسی طرف لے جائیگا لیکن جہاں روشنی ہی نہیں ہے۔ وہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔ اس لئے اندھکار میں پڑے لوگ ایسے لوگوں میں جائینگے۔ جہاں گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ اور وہ نہ گیانی ہیں۔ نہ کرمی ہیں۔ بلکہ کیڑوں مکوڑوں اور حیوانوں کی طرح ہیں۔ ان کے حصے میں یا ان کی قسمت میں لافانیت اور امر پد نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے آتما کی ماہیت کو نہ سمجھ کر اس کو قتل کر رکھا ہے۔ یہ مرینگے کھپینگے اور اور اسی طرح تاریکی میں پڑے رہینگے۔ اور ان کے جنم مرن کا خاتمہ نہ ہوگا۔ اس پر غور کرنے سے تین راستوں کا پتہ لگتا ہے۔ جن کی وضاحت آگے چل کر اپنشدوں میں آئیگی۔ وہ (۱) نور کا راستہ (۲) تاریکی اور نور کا درمیانی راستہ اور (۳) بالکل تاریکی کا راستہ ہیں۔ ایک دیو۔ یان پنتھ کہلاتا ہے۔ جس کی منزل مراد گیان ہے۔ اور اس میں جا کر پھر نیچے کی جانب واپسی کا امکان نہیں

ہے۔ دوسرا اپتری یان پنتھ ہے۔ جس کی منزل مراد کرم اور کرم کے پھل جمینگے۔ اور تجربات کی وسعت سے کبھی نہ کبھی کسی وقت نور کے راستہ میں آجائینگے۔ لیکن افسوناک خطرناک اور عبرتناک تاریکی کا راستہ ہے جس پر کیڑے مکوڑے چلتے ہوئے مرتے جیتے رہا کرتے ہیں۔ اور مرکر اسی دل کے لوگ ہا کو جاتے ہیں۔ جہاں مغفرت یا بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے ؞

اصلی انسان کا راستہ دیو یان (روشنی کا راستہ) ہے۔ جو دیوتاؤں کے لوکوں سے بھی زیادہ منوّر اور نورانی ہے۔ انسان دیوتاؤں سے بھی بزرگ تر ہے۔ ان دیوتاؤں کو بھی برہمہ۔ اور آتما کی ماہیت کا انسان کی طرح علم نہیں ہوتا۔ نقلی انسان کرم کرنے والے اور کرم کے پھل کے خواہشمند رہتے ہیں۔ باقی جن کو گیان اور کرم دونو سے تعلق نہیں ہے۔ وہ کیڑے مکوڑے ہیں۔ آتم ہتیارے ہیں۔ کیا ہوا اگر ان کی صورت انسان کی طرح ہوئی۔ اپنشد نے پہلے منتر میں گیان اور گیان کی زندگی کا اشارہ کیا۔ دوسرے منتر میں کرم کرنے کے طریقہ کی ہدایت کی کہ کرم کس طرح ہو۔ جو قید وبند کے نتیجے نہ پیدا کرسکے۔ اور تیسرے منتر میں اس راہ کی وضاحت کی جو گیان اور کرم دونو سے بیخبری کا ہے ؞

اب آگے چل کر اپنشد آتم تتو کے سمجھانے کی کوشش کرتی ہے

چوتھا منتر
آتما

وہ بے حرکت - من سے زیادہ تیز ہے۔ دیوتاؤں کی اس تک رسائی نہیں ہوتی۔ وہ اِن (دیوتاؤں) سے آگے نکل گیا ہے وہ ٹھہرا ہوا اور سب دوڑنے والوں کے آگے چلا جاتا ہے۔ اُس ٹھہرے ہوئے کے سہارے سُوتر آتما تمام طاقتوں کی علیحدہ علیحدہ تقسیم کرتا ہے۔ (سب کو طاقت دیا کرتا ہے)

تشریح - اس منتر میں کئی لفظ قابلِ غور ہیں۔ (۱) بے حرکت (۲) من (۳) دیوتا (۴) سُوتر آتما۔

(۱) بے حرکت - وہ ہے جو حرکت سے خالی ہو۔

(۲) من - سنسکرت مادہ مَن (جاننے) سے نکلا ہے۔ جس میں مَنن یا سوچنے کی طاقت ہو - وہ من ہے۔

(۳) دیو - سنسکرت مادہ دِو (کھیلنے یا کھیل کرنے) سے نکلا ہے۔ جو کھیل کرتا ہو - کھیلتا ہو - کھیل میں ہو وہ دیو - یا - دیوتا ہے۔ یہ وصف ہمارے اندریوں میں ہے۔ وہ کھیل کے سوا اور کچھ نہیں کرتیں۔ اس لئے دیو - یا - دیوتا کہلاتی ہیں۔ ہر شخص بطور خود سوچ کر اپنے لئے نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ ان اندریوں (خواہ ان دیوتاؤں) میں کھیل کے سوا اور کیا ہے۔ انجھو خود اسے بتا دیگا۔

(۴) سُوتر آتما - سنسکرت مادہ سُو (سینے) سے اور آتما نکلا ہے - جو سئیے وہ سُوت ہے - جو رشتہ کی صُورت سب میں گُتھا اور سب کا گُتھنے والا ہو - اُسے سوتر آتما کہتے ہیں - یہ رچنا کرنے والی دہار ہے - جس کے سُوت میں سب مالکے دانوں کی طرح پروئے ہوئے ہیں - اُپنشد میں اس کے لئے اصلی لفظ عام ٹ رنشوا آیا ہے - جس کا عام فہم ترجمہ سُوتر آتما سے بہتر اور کوئی نہیں ہے - اس لئے اسی کو اصلی ذہنی مُراد کا ظاہر کرنے والا مناسب سمجھا گیا - اِسے تم پران کہو - خواہ کچھ ہی کہہ لو - جو سب میں ہے - سب کو طاقت دیتا ہے - سب کو گتھا ہوُا طاقتور بنا رکھتا ہے وہ سُوتر آتما کہلاتا ہے +

تفسیر - اب منتر کی وضاحت کی طرف توجہ دو -

آتما بے حرکت ہے - ابھی ہم نے آتما یا برہمہ کی تعریف میں کہہ آئے ہیں - کہ جس میں حرکت اور سوچنے کی طاقت ہو - وہ آتما ہے - اور جس میں بڑھنے اور سوچنے کا وصف ہو - وہ برہم ہے - ان سب الفاظ میں حرکت کا اشارہ موجود ہے - اب اُسے بے حرکت - ساکن اور لا تجنب بتایا جا رہا ہے - ممکن ہے - ان دونو باتوں کے یکجا ہونے سے بھرم پیدا ہو - اور اجتماع ضدین کے نقص کا خیال پیدا ہو - اس لئے اُس کی صفائی کر دینا لازمی ہے - مثال سے سمجھو - سمندر اپنی حیثیت سے ساکن ہے - اور اچل نسچل - ٹھہرا ہوا - ساکن اور آدھار محض ہے - لیکن لہروں کی

نظر سے وہ متحرک۔ چلنے والا۔ اور جگہ بدلنے والا پرتیت ہو رہا ہے۔ وہ تو اصل میں جیسا ہے ویسا ہے۔ حرکت۔ جوش۔ تموج۔ اس میں نہیں ہے۔ وہ لہروں میں ہے، جو اس کے سہارے رہتی ہوئی کھیل کیا کرتی ہیں۔ اور ان کی حرکت کی نظر سے اس میں حرکت نظر آتی ہے۔ اور وہ متحرک معلوم دیتا ہے۔ یہ نسبتی نگاہ ہے جیسے کسی صاف شفاف شیشہ کے پاس سرخ یا زرد گلاب کا پھول دھرا ہوا ہو۔ اور اس کی سرخی یا زردی کے عکس پڑنے سے شیشہ کو سرخ یا زرد کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ رنگ اس میں بذاتِ خاص نہیں ہیں۔ بالکل اسی طرح مَن اور اندریوں کے لہرانے سے یہ آتما متحرک اور صاحب غور دکھائی دیتا ہے۔ ان سب کے کھیل اس کے سہارے ہوتے ہیں۔ وہ سہارا محض ہے۔ لیکن ان کی وجہ سے وہ خود کھیل والا کہا جاتا ہے۔ ورنہ آدھار کے سوا وہ اور کچھ نہیں ہے۔ اسی نسبتی نظر کی رعایت سے آتما یا برہمہ میں یہ اوصاف قائم کر کے آہستہ آہستہ بلند نظری دیتی ہوئی اُپنشد اس کے سمجھانے کی کوشش کر رہی ہے۔

یہ بے حرکت ہے۔ من ہزار تیزی والا ہو۔ لاکھ دوڑ سے دوڑ کر جائے۔ لیکن اس آتما کو اپنے سے آگے ہی پاویگا۔

(۱) دوڑت دوڑت دوڑ یا جہاں لگ من کی دوڑ
دوڑ تھکے من تھر بھیا وستو ٹھور کی ٹھور

۲ جیتی لہر سمدر کی تیتی من کی دوڑ
(کبیر صاحب) سبھی ہیرا پائیے جو من آوے ٹھور

اندریاں خواہ اندریوں کے دیوتا ہزار چھلانگیں ماریں جس قدر جلد وہ چوکڑی بھر کر دوڑتی ہیں۔ یہ آتما ان کو آگے ہی آگے نظر آتا ہے۔ اور لطف یہ کہ من اور دیوتاؤں میں سے کسی کی بھی اس تک رسائی نہیں ہوتی۔ وہ یہاں ہے وہ وہاں ہے۔ وہ ادہر ہے وہ اُدہر ہے۔ وہ اوپر ہے۔ وہ اونچے ہے۔ وہ نیچے ہے۔ وہ یہاں وہاں۔ اِدہر اُدہر۔ اوپر نیچے سب میں رہتا ہوا سب کے پرے ہے۔ من اُس تک پہنچتا نہیں۔ اندریوں کے دیوتا اُسے چھو تک نہیں سکتے۔ پکڑنا تو درکنار رہا۔ یہ جہاں جاتے ہیں۔ اُسے وہاں ہی پاتے اور اس سے بھی آگے یقین کرتے ہیں۔ پھر یہ کیا ہے؟ اپنشد جواب دیتی ہے۔ وہ آدھار۔ ہوار علیہ۔ اور سہارا محض ہے۔ جیسے لوہار کی نہائی پر ہر قسم کے لوہے گھڑے جاتے ہیں۔ اور وہ اپنی جگہ کو نہیں چھوڑتا۔ بالکل اسی طرح سب کچھ اُسی کے سہارے پر ہوتا ہے۔ اور وہ خود ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ ان کا ہوتا ہوا۔ ان جیسا ہوتا ہوا۔ ان کے جیسا کام کرتا ہوا۔ ان سے بالکل مختلف ہے۔

بات آسان ہے۔ اور مشکل ہے۔ سمجھ میں آتی ہے۔ اور سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ وہ بات سمجھ۔ آسان اور مشکل سب میں رہتا اور سب کا آدھار بنا ہوا سب سے نیارا ہے۔

پھر یہ من اور دیوتاؤں کے کھیل کس طرح ہوتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس کے سہارے سوتر آتما کی دھارنا کر سب کو طاقت دے دے کر ان سے یہ کھیل کرا رہی ہے۔ یہ سوتر آتما سرشٹی کی دھار ہے۔ جو آتما اور من اور دیوتاؤں کے درمیان پران وغیرہ کی صورتوں میں پھیلی ہوئی۔ سب کو اُس آتما کا سہارا دے دلا کر اور سب کو علیحدہ

علیحدہ طاقت بخش کر متحرک رکھتی ہے۔ اپنے جسم کو دیکھو۔ چوٹی سے ایڑی تک سُوتر آتما کی دھار پھیلی ہوئی سب کو زندہ رکھتی ہے۔ وہی دھار نسوں اور ناڑیوں میں محیط ہو کر آنکھوں کو نور کانوں کو سماعت۔ ناک کو سونگھنے کی لیاقت۔ زبان کو بولنے کی طاقت۔ چمڑے کو چھونے کی حس۔ ہاتھ کو پکڑنے اور چھوڑنے کا بل دے رہی ہے۔ جو بات اس شریر یا جسم کی نسبت کہی گئی ہے۔ وہی تمام برہمانڈ کے لیے بھی سچی ہے۔ وہاں بھی دھاروں ہی کی سرشٹی ہے۔ اُس دھار سے ایک بھی خالی نہیں ہے۔ جس سُوتر آتما کی دھار نے ہمارے تمہارے جسم اور اس کے عضو اور حواس کو گُتھ رکھا ہے۔ اسی نے لوک۔ لوکانتر۔ کرۂ نظام شمسی۔ سیاروں۔ ستاروں۔ آفتاب۔ نواتپ۔ اور ابدال۔ جیو جنتو۔ عناصر وغیرہ سب کو گُتھ دیا ہے۔ اور سب کو جُدا جُدا طاقتیں دے رہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ ہمارے تمہارے جسم میں وہ بیشٹی (جزدی) صورت میں کام کر رہی ہے۔ اور برہمانڈ کے جسم میں وہ سمشٹی (کلی یا مجموعی) صورت میں محیط ہے۔ یہ سُوتر آتما یا مات رشوا ہے۔

کیا یہ سُوتر آتما خود آتما یا برہمہ نہیں ہے؟ ایک معنی میں اُسے ایسا کہہ لو۔ دوسرے معنی میں وہ اُس سے مختلف ہے۔ آتما یا برہمہ تو سہارا محض ہے۔ اُسی کے آدھار پر اس سُوتر آتما کا بھی کھیل ہے۔ اندریہ سب کو طاقت دے کر یہ کھیل کھلا رہا ہے وہ نہ من ہے۔ نہ اندریاں ہے۔ نہ جسم ہے۔ نہ سوتر آتما ہے۔ وہ کیا ہے؟ کس طرح کا ہے؟ کس طرح پر ہے؟ ان سب دلچسپ

سوالوں کا جواب اُپنشد نہایت خوبصورتی۔ صفائی۔ اور وضاحت کے ساتھ آگے چل کر دیگی۔ اُنہیں غور سے پڑھتے چلو۔ تاکہ کچھ تو اُس کا خیال دل میں آوے ٭

پانچواں منتر

آتم سروپ

وہ متحرک (تھرتھراتا) ہے۔ وہ متحرک (تھرتھراتا) نہیں ہے وہ دور ہے۔ وہ نزدیک ہے۔ وہ ان سب کے اندر ہے۔ وہ ان سب کے باہر ہے۔

دُور کہوں تو ہے نہیں دُور دُور سے دُور
سب کے انتر رم رہا۔ سمکھ حال حضور
(کبیر صاحب) گیانی بھُوسے گیان کتھ نکٹ رہا نج رُوپ
باہر کھوجیں باؤرے انتر وستو انوپ

اس کی تفسیر وضاحت کے ساتھ چوتھے منتر میں آگئی ہے دوبارہ اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ٭
اب اُس سے جگت کے ڈھکنے کی تدبیر بتاتے ہیں ٭

چھٹا منتر

آتم درشن

جو سب موجودات (جیو جنتو وغیرہ) کو آتما ہی میں دیکھتا ہے اور سب موجودات میں آتما کو دیکھتا ہے۔ پھر وہ اُس سے نہیں چھپتا ہے۔ (پرہیز نہیں کرتا)

اس منتر میں کوئی لفظ نیا یا ایسا نہیں ہے۔ جو غور طلب ہو۔ مضمون صاف ہے ❖

تفسیر۔ لیکن یہ ممکن کیسے ہے۔ کہ نظر ایسی یکبارگی بن جائے۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ اس نظر کے کوئی کوئی آدمی موجود ہوں۔ جو طبعاً سب کو ایک جیسا اور ایک کو سب جیسا سمجھتے اور جانتے ہوں۔ زیادہ تعداد ایسی نہیں ہے۔ اور یہاں اُپنشد ہدایت کر رہی ہے۔ اور ہدایت ایک قسم کا اشاعتی مضمون ہے۔ اور اشاعتی مضمون ہونے کی وجہ سے وہ غور طلب ہو جاتا ہے ❖

یہ بات وچار سے سمجھ میں آئیگی۔ اور گیان کا تعلق وچار سے ہے۔ غور کرنے سے اس کا ذہن میں آنا اسقدر مشکل نہیں ہے اور بغیر غور کے اس طرف توجہ نہ جائیگی۔ اس لئے مشکل ہے ❖

نگاہ سمندر پسند بن جائے۔ پھر سمندر تو سمندر ہی پر ترتیب ہوگا۔ اُس کے ساتھ ہی بوند بوند میں بھی وہی سمندر لہراتا ہوا نظر آنے لگیگا ❖

سمندر کیا ہے؟ مجموعی اور کُلّی حیثیت کا نام سمندر ہے۔ بُوند کیا ہے؟ جزوی حیثیت کا نام بُوند ہے۔ سمندر میں کیا ہے؟ سمندر اور بُوند میں کیا ہے؟ سمندر۔ دونو ہی میں ایک ہستی محیط ہوئی ہوئی نظر آنے لگیگی۔ جس طرح سمندر سمندر کے اندر ہے۔ جس طرح سمندر بُوند کے اندر ہے۔ اُسی طرح یہ آتما دراصل سب میں ہے۔ اور سب اِس آتما میں ہیں۔ سمندر میں سمندر کے ہونے کا یقین تو سب کو ہے۔ لیکن بُوند میں سمندر کے ہونے کا یقین صرف کسی کسی کو آتا ہے۔ یا آتا ہوگا۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا بُوند سمندر سے جدا ہے؟ جواب ملیگا۔ جدا نہیں ہے۔ پھر سوال کرو۔ کیا سمندر بوند سے جدا ہے۔ جواب ملیگا۔ بوند سمندر سے جدا نہیں ہے۔ اور جب ان کے درمیان جدائی نہیں ہے۔ تو پھر وہ ایک جیسے ہوئے یا نہیں ہوئے؟ اعتراض کیا جاویگا۔ کہ وہ ایک جیسے نہیں ہیں۔ بوند محدود ہے سمندر غیر محدود ہے۔ یہ ان کے درمیان فرق ہے ۔۔

یہ اعتراض ان لوگوں کی طرف سے ہوگا۔ جنہوں نے ایشور سے یا ایشور کے خیال سے اس جگت کو نہیں ڈھکا ہے۔ اور نہ جنہوں نے ابھی تک ایشور سے جگت کے ڈھکنے کے راز سے واقفیت۔ عالمیت اور خصوصیت کی باریکیوں کو سمجھا ہے ورنہ یہ اعتراض اُن کی زبان سے کبھی نہ نکلتا ۔۔

خیر! اس اعتراض کا بھی کا بھی مضائقہ نہیں ہے۔ یہاں محدودیت اور غیر محدودیت کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ یہ سوال سچا ہے۔ ہاں کلیت اور جزویت کا خیال ٹھیک اٹھایا جا سکتا

ہے۔ جزُ اور کل، محدود اور غیر محدود۔ یہ لفظی گورکھ دھندے ہی ہیں۔ لیکن بمقابلہ پہلے لفظوں کے آخری الفاظ نسبتاً بہتر ہیں۔ محدود اور غیر محدود کا سوال نہ لاؤ۔ جزُ اور کل کا سوال کرو اور اعتراض کی صورت بدل جائیگی ٭

سوال۔ کلُ میں کیا ہے؟

جواب۔ کلُ میں کلُ ہے۔ کلُ میں کلُ کے سوا رہنا کیا ہے۔ اور رہ کیا سکتا ہے۔ کلُ میں کلیت ہے۔

سوال۔ جزُ میں کیا ہے؟

جواب۔ جزُ میں جزُ ہے۔ جزُ میں جزُ کے سوا رہتا کیا ہے اور رہ کیا سکتا ہے۔ جزُ میں جزویت ہے۔

سوال۔ بہت صحیح! معقول۔ اور سچا ہے۔ لیکن کیا یہ جزویت کلیت سے بالکل جداگانہ ہے۔ جزُ میں کل قطعی طور پر نہیں ہے؟

اس کا جواب دینا آسان نہیں ہے۔ بغیر کلُ کے جزُ کی ہستی ہی نہیں رہتی۔ اور نہ رہ سکتی ہے۔ اور یہ کلُ ہی ہے۔ جو تمام جزوں میں سمایا ہوا ہے۔ کلُ اجزا کا مجموعہ یا اجزا کی مجموعی صورت ہے۔ اب اعتراض کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور چھپنے منہ کی صورت ہو گئی ٭

جو سب موجودات کے اجزا میں کلُ کو سمایا ہوا۔ اور جو کلُ میں سب موجودات کے اجزا کو سمایا ہوا دیکھتا ہے۔ پھر وہ اس سے نہیں چھپتا (اور نہ اس سے نفرت کرتا ہے)

ہیں نے یہ جزُ اور کل کی مثال صرف اصلیت کے سمجھانے کی نظر سے استعمال کی ہے۔ تاکہ کسی طرح اپنشدوں کے باطنی راز کی سمجھ تو آوے۔ ورنہ یہ کلُ اور جزُ سمندر اور بوُند صرف نسبتی الفاظ ہیں۔ رشی انسانی طبعیتوں کے بھید سے واقف تھے۔ اس وجہ سے زیادہ بہتر۔ محفوظ تر۔ اور عام پسند تر لفظ استعمال کئے۔ انہوں نے پہلے ہی یہ ہدایت کی کہ ایشور سے تمام جگت کو ڈھک دو۔ اور ایشور پسند نظر بنالو۔ پھر وہ ایشور تم کو ہر جگہ نظر آتا جائیگا۔ اور نظر آنے لگا۔ یہ ایشور ہی آتما ہے۔ اور یہ آتما ہی جانوں کی جان۔ جوہروں کا جوہر۔ عطروں کا عطر ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی اور ہے۔ نہ ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اسے تم آتما کہو۔ برہمہ کہو۔ ذات کہو۔ حقیقت کہو۔ کچھ بھی کہو۔ اس کا مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن نفس مُراد۔ مغزِ سخن اور روُحِ کلام کو جذب کر لو۔ تاکہ سمجھنے اور سمجھانے میں دقت نہ رہے ؞

اب منتر کے دوسرے حصہ کی جانب رجوُع کرتے ہیں۔

"جو سب کو آتما میں اور آتما میں سب کو دیکھیگا۔ پھر وہ اس سے نہ چھُپیگا (نہ نفرت کریگا)"

کون نہ چھُپیگا؟ اور کون نہ نفرت کریگا؟

آتما۔ کو پھر ایسے شخص سے نفرت کرنے یا چھپنے کی ضرورت ہی نہ رہیگی۔ وہ آتما کے راز سے بہ آسانی واقف ہو جائیگا۔ اور چونکہ اسے تمام جگت سے ہمدردی ہو جائیگی۔ اور پریم اس کی زندگی کا اصُول ہو جائیگا۔ اس لئے وہ تمام موجودات کا یگانہ

بن جاتا ہے اس چھٹے منتر میں ایک طرح پر ادویت گیان کی رُوح چھپی ہوئی ہے۔ اس لئے میں ذیل میں کبیر صاحب کا کلام لے نقل کرنے کی جُرأت کرتا ہوں۔ جو اس آتما لفظ کے سمجھانے اور ذہن نشین کرانے میں مددگار ہوگا

سبھی کھلونے کھانڈ کے کھانڈ کھلونوں مانہہ
تیسے سب جگ برہم ہیں برہم جگت کے مانہہ
کھانڈ کھلونے دو نہیں کھانڈ کھلونے ایک
تیسے سب جگ دیکھئے کیا کبیر بویک
کھانڈ کھلونے تم کہو ایک ایک نہیں دوے
نام رُوپ دیکھے پرتھک ہاتھی گھوڑے سوئے
اُپجے ایک کھانڈ سے ہاتھی گھوڑے اُونٹ
کھانڈ بچاری پائیا نام رُوپ سب جھونٹ
تینوں ہی ایک ہی جیوتے جیو اتیس جگ جان
برہم چراچر دیا پیا نام رُوپ کو ہان
کبیر لوہا ایک ہے۔ گھڑنے کا ہے پھیر
لوہے سے بکتر بنے لوہے سے شمشیر
نیر ندّھ جوں بُدبُدا بُدبُد ندّھ نیر
تینوں جگ ندّھ برہم ہے برہم میں جگت کبیر

آگے اِس اصول کی پیروی کا نتیجہ دکھایا جاتا ہے

ساتواں منتر

جہاں سب موجودات آتما ہی ہو گیا - وہاں وحدت پسند وگیانی کو بھرم اور رنج کیا ہو سکتے ہیں؟

اس منتر میں دو لفظ (۱) موہ (بھرم) اور (۲) شوک (افسوس یا رنج) سوچنے کے قابل ہیں۔

تشریح - (۱) موہ سنسکرت مادہ مُہ (اگیانی یا بیوقوف ہونے) سے نکلا ہے۔ اس لفظ کے کئی معنی ہیں۔ مثلاً غشی، بیہوشی، جہالت، اگیان، نادانی، دکھ، پریشانی، غلطی، غلط فہمی، حیرت، سرگردانی وغیرہ میں نے اپنے ترجمہ میں بھرم کے لفظ کو اس کے عوض استعمال کیا ہے۔

(۲) شوک سنسکرت مادہ شُچ (رنج کرنے) سے نکلا ہے۔ اس لئے میں نے رنج ہی کو اپنے ترجمہ میں استعمال کیا ہے۔

تفسیر - آتما ایک ہے۔ کُل میں بھی آتما جزو میں بھی آتما۔ اور جب یہ آتما سب میں سب کے ایشور بھاؤ کے دھنک دینے سے نظر آ گیا۔ تو پھر ایسے وحدت پسند گیانی یا وگیانی کو بھرم اور رنج کیوں لگا؟ یہ بنی بنائی سمجھی سمجھائی بوجھی بوجھائی بات ہے

باوِن نِرمَل پاورتی ! - کھری - نکھری - سچی - ستھری !

دکھ تو دوئی اور دو کے سمجھنے سے ہوتا ہے - جہاں ایک ہی ایک ہے - وہاں دکھ کیسا ! یگانگت - وحدت - اور اتحاد میں دکھ نہیں ہے - بیگانگی - مغایرت اور نا اتفاقی میں دکھ ہے - دکھ لفظ کا ترجمہ سنسکرت زبان میں بُرا پکارنا اور بُرا کہنا ہے - جو بُرا نہ کہتا ہے نہ سمجھتا ہے - نہ جانتا ہے - اسے پھر دکھ کیسا !

پریشانی مٹ گئی - حیرانی گئی - سرگردانی دور ہوئی - اب ہر جگہ ہر وقت اور ہر شئے میں ایک ہی ایک ہے - ایک میں دکھ نہیں ہوتا ؛

زندگی کے معمولی تجربات اور واقعات کی طرف نظر کرو - انسان کا بچہ کتّے - بلی - شیر اور سانپ کے بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا دیکھا گیا ہے - وہ اسے نہیں کاٹتے اور اس کی بدخوئی کی سختی کو نظر انداز کر جاتے ہیں - کیونکہ وہ ان میں اور اپنے میں کوئی مغایرت نہیں دیکھتا - اہنسک (معصوم) سادھو جنگل میں شیر اور چیتوں کے درمیان رہتے ہوئے پائے جاتے ہیں - پرند چرند سب محبت سے ان کے گرد حلقہ مارے رہتے ہیں - سبب یہی ہے - کہ وہ ان کے اور اپنے آتما میں فرق نہیں سمجھتا - برعکس اس کے تم مغایرت پسندوں کے کرتب کی طرف نظر کرو - تم اگر بلی کے بچہ کو پکڑنے جاؤ - تو وہ اپنے پنجے نکالیگا - بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا وہ پنجوں کو سکوڑے اور موڑے رکھیگا - چڑی مار جب بستیوں سے گزرتے ہیں - کوّے - کتّے سب شور مچاتے ہیں -

کیونکہ انکا دل مغایرت پسند بن گیا ہے۔ انہیں اس کے ساتھ ہمدردی اور محبت نہیں ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ انسان کی وضع فطری کے برخلاف اصول کا عامل ہے ٭

سارے جگت کے ایشور کے بھاؤ سے ڈھک دینے پر جہاں سب میں ایک آتما نظر آنے لگا۔ اسی وقت سے بھرم اور رنج کا خاتمہ ہو گیا۔

آتم انبھو جب بھیا تب نہیں شوک وِکھاد
چِنتر دیپ سم ہو رہا۔ تج کر باد بواَد
لِکھا لکھی کی ہے نہیں دیکھا دیکھی کی بات
دُلہا دُلہن مل گئے پھیکی پڑی برات
سُکھ پتی ناہیں سب گلے مَن بُدھی۔ چِت پرکاس
چھک ناہیں پڑے بھیا کو نٹا کر کو داس
سم درشی سنگور کیا بھرم بھیا سب دُور
ہُوا اُجارا گیان کا اُدگا نِرمل سُور
سَم درشی سنگور کیا بھرم بھیا سب دُور
دُوجا کوئی دیکھوں نہیں رام رہا بھرپُور
سم درشی سنگور کیا دیا ستیہ کا گیان
جہاں دیکھوں تہاں ایک ہی دُوجا ناہیں آن
سم درشی سنگور کیا مِٹیا بھرم وِکار
جہاں دیکھوں تہاں ایک ہی صاحب کا دیدار
سم درشی تب جانیئے سیتل سمتا ہو سے

سب جیووں کی آتما لکھے ایک سی ہوئے

(کبیر صاحب)

یہ اس منتر کی تفسیر ہے۔

آتما کے درشن کر لینے سے گیانی کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔
اُس کا بیان آگے آئیگا ؂

آٹھواں منتر

آتم درشن

وہ گیانی اب اُس نورانی جسم رنگ اور ناڑیوں سے آزاد - اور پاپ (نقص) سے پاک (برہمہ) کو پہنچ گیا ہے جس کوی (ودّیا وان) انادی (لا انتہا) منیشی (عقیل) سب کے گھیرنے والے سویمبھو (قائم بالذّات) (برہمہ) نے ہمیشہ کے لیئے ٹھیک ٹھیک فرائض کو دائمی مدتوں کے لیئے ترتیب دے رکھا ہے ؂

تشریح:- اِس منتر کے ترجمہ میں اختلافات ہیں۔ میں نے اِس وجہ سے صرف لفظی ترجمہ سے تعلق رکھا ہے۔ تاکہ غلط فہمی نہ پھیلے۔ یہ بطورِ خود واضح اور صاف ہے ؂

تفسیر۔ اِس طرح پر آتم انبھو۔ آتم درشن۔ آتم گیان اور آتم ساکشاتکار کے ہوتے ہی گیانی کی نظر اِس قدر اُونچی ہوجاتی ہے۔ کہ اُس کی رسائی برہمہ تک ہوجاتی ہے۔ اور وہ سمجھ جاتا ہے کہ برہمہ ایک پرم پرتتو۔ اصلی جوہر اور سب سے اعلےٰ اصول ہے اور یہ جو سب کچھ ہو رہا ہے۔ اُسی میں اُسی سے اُسی کے سہارے باقاعدگی اور خوش ترتیبی کے ساتھ انجام پا رہا ہے۔ سب کچھ ہو رہا ہے۔ وہ اِن کے تعلقات سے اُونچا ہے۔ وہ آپ اپنا آپا ہے۔ کسی کے سہارے نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ

—:—

گیان اور اگیان۔ وِدّیا اور اوِدّیا دونو خطرناک ہیں۔ کِس طرح؟ اس کا اشارہ اب دیا جائیگا۔

نواں منتر

—:—

وِدّیا اوِدّیا سے احتیاط*

—:—

جو اوِدّیا خواہ اگیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ تو گھر سے

---

* کتھنی میٹھی کھانڈ سی۔ کرنی بش کی لوے ۔ کتھنی تج کرنی کرے وِش سے امرت ہوئے
کتھنی کر پھولا پھرے میرے ہردے اُجار ۔ بھاؤ بھگتی جانے نہیں۔ اندھا موڑھ گنوار
پڑھ گُن کے سمجھاویں من نہیں دھاوے دھیر ۔ روٹی کا سنسے پڑا یوں کہیں داس کبیر

اندھیرے میں ہیں۔ اور جو وِدّیا خواہ گیان میں مست ہو رہتے ہیں۔ وہ اور بھی تاریکی میں ہیں *

تفسیر:۔ اگیان بُرا ہے۔ اُودّیا دُکھ دائی ہے۔ اندھیرے میں کوئی رہنا نہیں چاہیگا! اندھیرا قابلِ تعریف حالت کسی طرح نہیں ہے۔ یہ سب جانتے بوُجھتے اور سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ظاہری گیان کو پاکر خواہ ظاہری علم حاصل کرکے اُسی کی ڈینگ مارتے رہتے ہیں۔ وہ واچک گیانی۔ اگیانیوں سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ ان کی زندگی عملی زندگی نہیں ہے۔ انہوں نے گیان کے مقصد کو جذب نہیں کیا اور نہ گیان کی زندگی بنائی۔ یہ سخت غلطی ہے *

جب گیان مِلا تو گیان کے موافق عمل بھی ہو۔ اور یہ عملی مشّاقی اصلیّت کے درجہ تک پہنچادیگی۔ اگر یہ نہیں ہے۔ تو گیان اگیان دونو ایک جیسے ہو گئے۔ ان کے درمیان کوئی فرق نہیں رہا۔ ظاہری وِدّیا۔ یا علمی گیان ملا تو کیا اور نہ مِلا تو کیا! جس چیز سے اصلی فائدہ نہیں ہوا۔ وہ بے سُود اور بے بہودہ ہے۔ اگر گیان ہے۔ تو گیان ہماری زندگی میں چمکتا ہُوا جُھلکے۔ صرف

کہتے ہیں گرنتھ انیس دیکھ کے بڑے لبار ۔ منہ تو کالا پڑ گیا صاحب کے دربار
چتورائی چُولہے پڑے گیان کہتے ہُلسائے ۔ بھاؤ بھگتی جانے نہیں گیان بنا جل جائے
کرنی بن کتھنی کتھے ۔ اگیانی دن رات ۔ کُتے جُوں بھوکت پھرے سُنی سنائی بات
جیسی سکھ سے نِکسے تیسی پا لے ناہہ ۔ کہیں کبیر سو سوان گتی باندھے جم پُر جاہہ

نو کِ زبان۔ علمی بحث مباحثہ اور زبانی جمع خرچ تک وہ
محدود نہ رہے۔ ورنہ وہ تباہ اور برباد کرنے والا ثابت ہوگا
اور زیادہ خرابی مچائیگا۔ اکثر ویدانت شاستر کے جاننے والے
دلیل بازی اور حجت بازی ہی تک اپنے آپ کو مقید رکھتے
ہیں۔ اُن کا گیان اُن کے لئے خود بندھن کا باعث ہو گیا۔
اور چاہے وہ شاستر ارتھوں میں دوسروں کی زبان بند کر دیں
اور اپنی عقلی دلیل سے خاموش بنا دیں۔ لیکن یہ گیان کا نہ
مقصد ہے۔ نہ معراج ہے ٭

—:—

اِس منتر کی صراحت میں لوگوں کی مختلف رائیں ہیں۔ ایک
کہتا ہے۔ گیان پاکر یگیہ اور کرم کانڈ کرد۔ اپنے خیال کی تائید
میں بے شمار حوالہ جات بطور سند کے پیش کرتا ہے۔ حالانکہ اُپنشد
بہ آواز بلند اس کرم کانڈ کو اندھکار بتاتا ہے ٭

تیسرا گروہ پر اُپکار کی طرف لیجاتا ہے۔ یہ کسی حد تک
صحیح ہے۔ لیکن وہ صحیح بھی صرف کسی حد تک ہے۔ جو پر اُپکار
کو پر اُپکار یعنی غیروں کی بھلائی کے کرم کرنے کی ہدایت کر رہا ہے
وہ خاص اگیانی ہے۔ کیونکہ گیان میں اپنا پرایا نہیں ہے۔ پر اُپکار
کا خیال شبھ کرم ہونے کی وجہ سے اچھے پھل پیدا کریگا۔ اور جنم
مرن کا سلسلہ پھر چل نکلیگا۔ حالانکہ اس اُپنشد کے پہلے منتر سے
لے کر اب تک سوا ایشور سے سب کچھ ڈھک دینے کے اور
کسی بات کا پتہ تک نہیں ملتا۔ یہ سب پکشپات اور ان سمجھی ہوئی

باتیں کر رہے ہیں ۔

اگر ودیا اور اودیا کو نچلے حلقہ میں رکھا اور مانا جائے ۔ تب تو مجھے کچھ کہنے سننے کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ وید وغیرہ تک کی تمام ودیائیں اُپنشدوں کی نظر میں اپرا ودیا ہیں ۔ اِن ودیاؤں سے تعلق رکھنے والوں کے لیئے تو کرم کانڈ لازمی ہے ۔ لیکن جہاں پرا ودیا ۔ برہمہ کی ودیا کا تعلق ہے ۔ وہاں کون سا کرم رہ جاتا ہے ؟ کھینچ تان کرنا اور بات ہے ۔ اور بچار دھرتی سے سمجھنا سمجھانا دوسری بات ہے ۔

پھر اصلیت کیا ہے ؟ اور اس سے کیا سمجھنا چاہیئے ؟ اصلیت یہ ہے ۔ برہمہ کا گیان پاکر برہمہ کا جیون جینا چاہیئے گیان اس طرح زندگی پر حاوی ہو جائے ۔ کہ گیانی کی زندگی گیان کی زندگی بن جائے ۔ وہ زبان سے چاہے گیان کا بالکل اظہار نہ کرے ۔ لیکن قدرتی طور پر گیان کے علمی اور عملی پہلو دونوں ہی موجود رہیں ۔ اُس کا جیون سُورج ۔ چاند وغیرہ کا جیون ہو جو نہ کچھ کہتے ہیں ۔ نہ کرتے ہیں ۔ ان کے قدرتی فرائض خود بخود انجام ہوتے رہتے ہیں ؂ ۔ یہ اپنشد کی اصلی مراد ہے ۔ جو صاف

؂ گیانی مُول گنوائیا آپ بنا کرتا ۔ تا تے سنساری بھلا جو سدا رہے ڈرتا
مجھ میں اتنی سکت کہاں گاؤں گلا پسار ۔ بندے کو اتنی گھنی پڑا رہے دربار
بانی ملے نہ آپ کو اور بخشنے نیز ۔ آپن من نشچل نہیں اور بندھاوت دھیر
کتھنی بن کرنی کیتے گورو بدہے نہ سو ۔ باتوں کے پکوان سے دھاپا ناہیں کوے

ہے۔ اور بغیر کھینچ تان کے ہے۔ ایسے گیانی کے کرم کرم نہیں کہلاتے۔ کیونکہ وہ پھل نہیں دیتے۔ لیکن وہ کرم ہیں۔ کیونکہ کئے جاتے ہیں۔ بغیر کرم کے یہاں رہ کون سکتا ہے؟ یہ میرا اپنا انبھو ہے۔ اور اس لئے میں تمام ٹیکا کاروں سے اس موقع پر اختلاف رکھتا ہوں۔ یہ سچ ہے یہاں مذہبی فرائض یا دھرم کے کام کے انجام دینے کی ہدایت کا منشا ہے۔ لیکن وہ سب کے سب اوِدّیا ہیں۔ ایسے کرم گیان اور اگیان کی حالت میں رہ کر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ درمیانی حالت ہے۔ گیان اونچی حالت ہے۔

آگے چل کر وِدّیا اور اوِدّیا کی مزید صراحت ہوتی ہے

دسواں منتر

وِدّیا اور اوِدّیا کے پھل مختلف

وِدّیا کا پھل اور کہا گیا ہے۔ اوِدّیا کا پھل اور بتایا گیا ہے

کرنی کارج میں نہیں کتھن کتھے اپار ۔ ان باتوں کیوں پائیے صاحب کا دیدار

بانی کا تو پانی بھرے چاروں بید مجبور ۔ کرنی تو گارا کرے ۔ رہنی کا گھر دور

کرنی کرنی سب کہے کرنی ماہیں بویک ۔ وہ کرنی بہہ جان دے جو نہیں پرکھے ایک

(کبیر صاحب)

یہ ہم نے اُن دِھیر پُرشوں سے سنا ہے۔ جنہوں نے ہمیں یہ کھول کر (صاف صاف) سمجھایا ہے ✣

—:—

تشریح :۔ اس منتر میں دو لفظ (۱) ودّیا اور (۲) اودیا سوچنے کے مستحق ہیں ✣

(۱) وِدّیا۔ سنسکرت مادہ وِد (جاننے) سے نکلا ہے۔ جو جانی جائے وہ وِدّیا یا علم ہے۔ اِس وِدّیا کی سنسکرت میں چودہ قسمیں بتائی گئی ہیں۔ مثلاً چار وید چھ انگ۔ میمانسا۔ دھرم۔ نجوم۔ پوران وغیرہ۔ اِن کا شمار منقلی۔ نچلی یا اپرا۔ وِدّیاؤں میں ہے۔ جن کا بیان بارہا اُپنشدوں میں آیا ہے۔ پرا وِدّیا ان سے مختلف ہے۔ جو سینہ بہ سینہ گورو شِشیہ پرمپرا سے چلی آتی ہے۔ وہ اُونچی۔ عُلوی۔ اور اعلےٰ درجہ کی وِدّیا ہے ✣

(۲) اوِدّیا۔ جو وِدّیا نہ ہو۔ یہ بھرم ہے۔ اگیان ہے۔ مایا جال ہے ✣

—:—

تفسیر :۔ وِدّیا اور اوِدّیا دو مختلف شے ہیں۔ وِدّیا کا نتیجہ اور ہے۔ اور اوِدّیا کا اور ہے۔ جیسے دو مختلف چیزوں کی تاثیریں جُدا جدا ہوتی ہیں۔ اُسی طرح اودیا اور وِدّیا کے درمیان زمین اور آسمان کا فرق ہونے کی وجہ سے دونوں کے پھل مختلف ہونگے۔ دانا۔ عاقل۔ اور دِھیر پُرشوں نے صفائی کے ساتھ اس طرح ہم کو سمجھایا ہے ✣

آگے وِدّیا اور اودّیا کی اصلی مُراد پر روشنی ڈالی جائیگی اور اس آگے کے منتر پر غور کرنے سے اچھی طرح سے سمجھ میں آجائیگا کہ وِدّیا اور اودیا سے کیا مُراد لی گئی ہے +

گیارھواں منتر

وِدّیا۔ اودّیا کی صاف صُورت

جو وِدّیا اور اودّیا دونو کو جانتا ہے۔ وہ ان دونوں کو ساتھ میں کر اودّیا سے مَوت پر غالب آتا ہے۔ اور وِدّیا سے امرپد (لافانیت) کو حاصل کر لیتا ہے +

تشریح:۔ یہاں اودّیا سے مُراد اپرا ودّیا اور اُس کے فرائض سے ہے۔ وِدّیا سے مُراد پرا وِدّیا اور علوی عِلم سے ہے +

تفسیر:۔ انسانی زندگی کے دو پر کرم اور گیان ہیں۔ کرم اندھکار ہے۔ اور گیان روشنی ہے۔ جو بغیر سمجھے بُوجھے کرم کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ اندھیرے میں رہتا ہے۔ جو سمجھ بُوجھ رکھتا ہے وہ ان دونو کی اصلی غرض کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ اور روحانی حالت

میں اِن دونو سے کام لے کر آخر میں وِدّیا کے مقصد کو حاصل کرلیتا ہے ؎

کرم اُودّیا اور اندھکار ہے۔ یہ نقص ہے۔ اور نقص مصیبت کا باعث ہوتا ہے۔ جس کی جڑ لٹ موت ہے۔ جب انسان کو سمجھ بوجھ آگئی۔ تو وہ سمجھ کے ساتھ کرم کرے۔ اس کرم سے اُسے فائدہ ہوگا۔ کرم کیسے کرے؟ کرم کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ بُرے اور بھلے۔ بُرا کرم بُرا ہوتا ہے۔ اور بُرے پھل دیتا ہے۔ بھلا کرم بھلا ہوتا ہے۔ اور بھلے پھل دیتا ہے۔ اِس کی سمجھ قریب قریب ہر شخص کو ہے۔ پہلے بُرے کرموں کو بھلے کرموں سے مغلوب کرے۔ بُرے کرم بالکل دب جائیں۔ اور بھلے کرم اُن پر غالب آجائیں۔ جب یہ حالت آجائے تو بھلے کرم کرنے کی عادت پڑ جائیگی۔ اور عادت فطرت ثانی ہے جب یہ کیفیت ہو۔ تو پھر بھلے کرم تو ضرور کرے۔ اور عادتاً وہ کرتا ہی رہیگا۔ ہاں اُن کو خیالی یا دِلی اہمیّت نہ دے۔ اور نہ یہ کہے کہ میں بھلائی کرتا ہوں۔ اور بھلے کرم کرتا ہوں۔ اُس وقت یہ بھلے کرم پھل نہ دینگے۔ بھلائی کی ڈینگ مارنا نادانی اور جہالت اور اندھکار کی دلیل ہے۔ اور اس نادانی کے خیال کے اندر خواہش اور کرموں کے پھل کا بیج رہتا ہے۔ جو ڈینگ مارنے سے اُگیگا۔ اور کرم کا سلسلہ بڑھتا ہی رہیگا۔ گھٹنے میں نہ آویگا۔ یہ کرم کرنے کا طریقہ ہے۔ جس سے کرم کا بیج جَل جاتا ہے۔ اور وہ پھر پھل دینے کے قابل نہ رہیگا۔ اور جب کرموں میں پھل دینے کی طاقت نہ رہی۔ تو اِسی کو موت پر فتح کہتے ہیں۔ جو اودّیا یعنی کرم

سے حاصل ہوگی۔ لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ اگر گیان نہیں ہے تو یہ فتح دائمی نہ ہوگی۔ گیان امرپد کو پہنچادیگا۔ گیان اور کرم۔ خواہ۔ وِدّیا اودّیا کے یہ فائدے ہیں ٭

کرم کی وضاحت تھوڑی سی اور کردی جاتی ہے۔ تاکہ مضمون کے سمجھنے میں غلطی نہ ہو۔ مثلاً

بدی کمزوری ہے۔ نیکی طاقت ہے۔ بدی کی کمزوری کو نیکی کی طاقت سے مغلوب کرلو۔ پھر نیکی بدی دونو کا خیال ترک کرکے نِرِدْوَند ہوجاؤ ٭

پاؤں میں ببول کا کانٹا گڑ گیا۔ یہ ٹوٹا ہوا ہے۔ اس لئے ناقص ہے۔ اس کے نکالنے کے لئے ثابت کانٹا لے لو۔ اس کی مدد سے گڑے ہوئے کانٹے کو نکال کر اُسے اور اُس کے ساتھ ببول کے ثابت کانٹے دونو کو پرے پھینکو۔ ان میں سے کوئی رکھنے کے قابل نہیں ہیں۔ اور دونو سے آزاد ہو رہو ٭

بیماری صحت کے نقص کا نام ہے۔ دوا سے بیماری کو فتح کرلو پھر دوا کو بھی پھینکو۔ اب اس کی بھی ضرورت نہیں رہی ٭

اس قسم کے کرم اودّیا میں شامل ہیں۔ یہ خود اودّیا ہیں۔ اودّیا کو وِدّیا سے فتح کرلو۔ یہ گیان ہے۔ اور یہ گیان خود امرپد ہے ٭

اس عمل کا اشارہ اور اشارہ ہی کیوں؟ بلکہ اس کی واضح صورت ایشن اپنشد کے پہلے منتر میں دی گئی ہے۔ جو کرم کرو ایشور سے ڈھک کر کرو۔ خواہ اُسے ایشور کے اَرپن کرکے کرو۔ اس طرح کرنے سے کرموں کا بھوگ بشرطیکہ لالچ سے خالی ہو۔ آگے کا

سیلسلہ نہ بڑھائیگا - اوراس طرح ایک طرح غرض ہیں بیغرضی بیغرضی ہیں غرض - تعلق ہیں بے تعلقی اور بے تعلقی ہیں تعلق ایشور کے نام سے واسطہ رکھتے ہوئے - بڑی برکت کے باعث ہونگے اورگیان کا ادھکار بڑھتا جائیگا - اس ترکیب سے موت پر غلبہ ملیگا اور سچے گیان کے آتے ہی امرپد کی پراپتی ہو جائیگی ٭

یہ اس منتر کی واضح تفسیر ہے -

آگے کا منتر زیادہ غور طلب ہے ٭

بارھواں منتر

جو اسمبھوتی کی اُپاسنا کرتے ہیں - وہ گہرے اندھیرے ہیں گرتے ہیں - اور جو سمبھوتی ہیں مست رہتے ہیں - انہیں ان سے بھی بڑھ کر اندھیرے ہیں سمجھو ٭

تشریح :- اُپنشد بھر ہیں یہ منتر سب سے زیادہ مشکل ہے اس کے سمجھانے اور سمجھنے ہیں قریب قریب سب نے غلطی کھائی ہے - اس ہیں دو لفظ (۱) اسمبھوتی اور (۲) سمبھوتی قابل غور ہیں ٭

(۱) سمبھوتی سنسکرت مادہ سم (ساتھ) اور بھوتی (ہونے) سے نکلا ہے - بھوتی لفظ کے سنسکرت ہیں کئی معنی ہیں - مثلاً

طاقت ۔ عزت ۔ پیدائش ۔ حالت وغیرہ ۔ جو اظہار کی حالت میں ہو ۔ جس کا ظہور ذہن میں نہ آ سکے ۔ وہ اسمبھوتی ہے ۔ کسی حد تک نِرگُن برہمہ کا لفظ اس اسمبھوتی پر کافی روشنی ڈالتا ہے*

سمبھوتی ۔ ہونے کے ساتھ اور ظاہری ہستی ہے ۔ اور اسمبھوتی نہ ہونے کے ساتھ اور باطنی ہستی ہے ۔ یہ ان لفظوں کی تشریح ہے ۔ اُپنشدوں میں سگُن برہمہ کو شبل برہمہ کہا گیا ہے ۔ اور نرگُن برہمہ کو شُدّھ برہمہ مانا گیا ہے ۔ جو صفت کے ساتھ ہو ۔ وہ شبل یا سگُن برہمہ ہے ۔ جو صفت کے ساتھ نہ ہو وہ شُدّھ برہمہ ہے ۔ اس تشریح سے منتر کا مطلب خوب واضح ہو جائے گا ۔

تفسیر :۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں ۔ کہ برہمہ ۔ نرگُن ۔ خالی از صفت اور شُدّھ ۔ اور ذات محض ہے ۔ وہ بھی دھوکے میں ہیں ۔ انہوں نے اصلیت کو نہیں سمجھا ۔ اگر برہمہ ذات ہی ذات ہے ۔ تو پھر کیا اس میں ذاتیت کا وصف ۔ برہمہ پنا ۔ یا برہمہ ہونے کا گُن نہ ہو گا ۔ یہ ممکن کیسے ہے ! اور جو یہ مانتے ہیں ۔ کہ برہمہ گُن والا صفت والا ۔ ظہور والا اور ہستی والا ہی ہے ۔ وہ بھی بھرم میں پڑے ہوئے ہیں ۔ پہلی قسم کے آدمی اگر اندھیرے میں ہیں ۔ تو یہ دوسری قسم کے آدمی اُن سے بھی زیادہ اندھیرے میں گر رہے ہیں ۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی صحیح مُراد کو جذب نہیں کر رہا ہے ۔ نہ وہ صفت ہی صفت محض ہے ۔ اور نہ وہ

۱ کسی حد تک نرگُن برہمہ کا لفظ اس اسمبھوتی پر کافی روشنی ڈالتا ہے +

صفت ہی صفت نہیں ہے۔ نہ وہ ذات ہی ذات ہے۔ بلکہ ذاتیت کے وصف کے ساتھ بھی ہے۔ ذات کو ذاتیت سے علیحدہ کرنا ان سمجھی نادانی اور بدتمیزی کی بات ہے۔ اور ذات کو چھوڑکر صرف ذاتیت ہی کو سب کچھ سمجھ لینا اور اُسی پر قانع ہو رہنا یہ اور بھی سخت نادانی کی گفتگو ہے ÷

اگر وہ ذات ہے۔ تو ذاتیت کی صفت اُس سے جُدا کب ہوئی کب ہو سکتی ہے۔ کس نے کی اور کیسے کی اور کب کی؟ اسی طرح اگر صرف ذاتیت کے وصف ہی پر نگاہ ہے۔ تو آخر یہ وصف ذات کے سہارے رہیگا۔ یا یُوں ہی بغیر سہارے کے رہیگا؟ زور ہمیشہ زور والے آدھار پر رہتا ہے۔ جسمانیت ہمیشہ جسم کے تابع رہیگی۔ روحانیت کو روح سے کب جدا کیا جا سکتا ہے۔ وعلےٰ ہذا القیاس ÷

لوگ غلطی میں پڑکر ڈینگ مارنے کے عادی ہیں۔ کہ ہم نراکار برہم کے اُپاسک ہیں۔ کوئی ان نادانوں سے پوچھے کہ نراکار تو خود وصف ہو گیا۔ اور وصف ہمیشہ ساکار ہوتا ہے۔ پھر تم نے نراکار کو سمجھا کیسے؟ اور جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم صرف ساکار برہم کو مانتے ہیں۔ اُن انجانوں سے کوئی سوال کرے۔ کہ ساکار جب خود ہی وصف ہے۔ تو پھر یہ وصف کسی کے سہارے رہیگا۔ یا یوں ہی رہیگا۔ یہ دونو ہی مسخرے ہیں۔ اور مسخراپن کی باتیں کر رہے ہیں اور دونوں ہی خوفناک تاریکی میں پڑتے ہیں۔ جس سے ان کو نجات ملنا آسان کام نہیں ہے۔ اگر وہ ہے تو دونو ہی ہے۔ اور اگر نہیں ہے۔ تو دونو ہی نہیں ہے۔ لیکن نہیں کیسے ہے؟ یہ اُسی کی تو

ہستی ہے۔ جس کا ظہور ہو رہا ہے۔ جب کسی کی ہستی ہے۔ تو وہ اپنے (ہے پنے) ہستی۔ یا وجود کو اظہار کے طبقہ میں آنے سے کیسے روک سکتا ہے۔ یا کوئی اُسے کب روک سکتا ہے +

ایش اپنشد کے مُصنّف نے ہم پر بڑا احسان کیا کہ اس فاش اور تباہ کُن بھرم سے بچالیا۔ اُس کے الفاظ بہت واضح اور صاف ہیں۔ اگر یہ ٹیکا کاروں کی سمجھ میں نہیں آئے اور وہ غلطی کر بیٹھے تو اس میں کسی کا کیا قصور ہے! مضمون کے صاف کرنے سے وہ پہلو بچا لے گئے۔ اور اِس منتر کو مُبہم چھوڑ دیا۔*

اس کی مزید صراحت آگے کے منتر میں ملیگی



*
(۱) دارُ مدّھیہ جوں پُوتلی پُوتری مدّھے دارُ — کہے کبیر تیوں برہمہ میں بھاسنت جگ بیوہار
(۲) چیر مدّھیہ جیوں سُوت ہے سُوت مدّھیہ جوں چیر — تیوں جگ مدّھے برہمہ ہے برہمہ میں جگت کبیر
(۳) بھوشن مدّھے کنک جوں بھوشن کنک سنجھار — تیوں جگ مدّھے برہمہ ہے برہمہ میں جگت اسار
(۴) دریا مدّھے لہر ہے لہر مدّھیہ دریاؤ — تیوں جگ مدّھے برہمہ ہے برہمہ میں جگت سوبھاؤ
(۵) دبہہ مدّھیہ جوں انگ ہیں انگ مدّھیہ شریر — تیوں جگ مدّھے برہمہ ہے برہمہ میں جگت کبیر
(۶) پاوک ایک انیک جوں دیپک اور مشال — کہیں کبیر یوں جانئے برہمہ مدّھیہ جگ جال
(۷) جیوں ہی لیکھے محل میں پرتیما بِبدھی پرکار — کہیں کبیر تیوں ہی بسے برہمہ مدّھیہ سنسار

(۱) لکڑی (۲) کپڑا (۳) سُوت (۵) زیور (۶) سونا (۷) آگ (۸) مُورتی

(کبیر صاحب)

تیرھواں منتر

اختلاف

اور ہی کہتے ہیں سمبھوتی سے۔ اور کہتے ہیں اسمبھوتی سے (ہم نے) دھیر (پرشوں) کو ایسا کہتے ہوئے سنا ہے۔ جنہوں نے ہمیں یہ کھول کر بتایا ہے ؞

تشریح۔ عام بلکہ تمام ٹیکا کاروں نے اس منتر کا یہ مقصد ظاہر کیا ہے۔ کہ سمبھوتی کی اپاسنا سے اور پھل ملتا ہے۔ اور اسمبھوتی کی اپاسنا کا اور پھل ہوتا ہے۔ اور مجھے بھی اس کے ساتھ اتفاق ہے۔ اس کا اشارہ دسویں منتر میں آگیا ہے ؞

اشارہ کی وضاحت آگے کی گئی ہے

چودھواں منتر

شبل اور شدھ برہمہ کی اپاسنا کا پھل

سمبھوتی اور اسمبھوتی دو نوجوان جوڑے کے ساتھ

(رہ کر) اسمبھوتی سے موت کو ترلے۔ اور سمبھوتی سے امرت کو پراپت کرے ؎

—:—

تشریح:۔ منتر میں سمبھوتی کے بعد اسمبھوتی لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ بلکہ وناش (نفی) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جو نہایت موزوں ہے۔ اور اس لئے میں بھی اُس سے فائدہ اٹھا کر اُسی کا استعمال کرتا ہوں ؎

سمبھوتی اثبات ہے
اسمبھوتی نفی ہے

اثبات ہستی مطلق ہے۔ اور نفی وہ ہے۔ جس کی ہستی اثبات کے ماتحت ہو۔ جیسے زور ہمیشہ زور والے کے ماتحت رہتا ہے ؎

—:—

تفسیر۔ نفی اور اثبات دونو کی سمجھ رہے۔ نفی اور اثبات دونو ہی ملا کر اُن سے کام لیا جاتا ہے۔ نفی صفت ہے اثبات ذات ہے۔ یہ ان کے درمیان فرق ہے۔ صفت اسوا سطے نفی ہے۔ کہ اُس کی اپنی کوئی آزاد ہستی نہیں رہتی۔ وہ اثبات کے تابع ہے۔ اور اثبات کی اپنی خاص ہستی ہوتی ہے۔ وہ کسی کے تابع نہیں ہوتا ؎

برہمہ ذات۔ سُروپ۔ ذات۔ ذات مطلق ہے۔ برہمہ پنا۔ صفت اور مایا ہے شکتی ہے۔ طاقت ہے۔ برہمہ میں برہمہ پنا ہے۔ کچھ برہمہ پنے میں برہمہ نہیں ہے۔ پھر بھی یہ

دونو کہنے ہی کے لئے جُدا جُدا ہیں۔ اور معمولی نظر سے جُدا جُدا نظر بھی آتے ہیں۔ جیسے سُورج اور سُورج کی روشنی۔ سورج کی روشنی کی ہستی سورج کے ماتحت ہے۔ سُورج۔ روشنی کے ماتحت نہیں ہے اسے اِسی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ اور جب یہ سمجھ آگئی۔ تو دونو کا جوڑا ملاکر۔ دونو سے بالترتیب کام لو۔ پھر سُورج میں سورج کی روشنی کی نفی کر کے اُس سے تعلق پیدا کرلو۔ یہ سمجھانے کی مثال ہے ؀

اب اُپنشدوں کی مراد کی طرف آؤ

اسمبھوتی کی مدد سے کرم۔ دہرم۔ عزت۔ حکومت۔ پاکی۔ پارسائی۔ زہد۔ عبادت وغیرہ کے فرائض انجام دیتے ہوئے۔ کمزوریوں اور پاپوں پر غالب آجاؤ۔ یہ اسمبھوتی کی اُپاسنا کا پھل ہوگا۔ اور اس پھل سے تم موت کو جیت لوگے۔ اگر اسمبھوتی سے کام نہیں لیا گیا۔ تو تم نیک بد اور موت زندگی تک کو نہ سمجھ سکوگے۔ نہ تم میں کمزوری اور طاقت کی سمجھ آئیگی جب سمجھ آگئی۔ تو تم نے موت کو فتح کرلیا۔ علم ہمیشہ عالم کے ماتحت ہوتا ہے۔ جس نے موت اور زندگی کی اصلیت کو سمجھ لیا۔ پھر اصلیت کے جان لینے سے اُسے موت کا خوف نہ ستاویگا۔ یہ حالت اسمبھوتی۔ یعنی صفت اور نفی کی طرف توجہ کرنے سے حاصل ہوگی۔ اور جب یہ کیفیت حاصل ہوگئی۔ تو پھر اثبات یا سمبھوتی کی مدد سے خالص اثبات یا سمبھوتی ہوجاؤ۔ یہی امر پد ہے۔ یہی مقام بقا ہے۔ یہی ست دھام اور ستلوک ہے۔ اِسی کا نام دُھر پد ہے۔ اِسی کو نردان کہتے ہیں ؀

جو مایا کو چھوڑ کر بغیر سمجھے بوجھے برہم کی طرف جاتے ہیں۔ وہ نادان مسخرے ہیں۔ وہ دُبدھا میں پھنسے رہینگے۔ اور ان کے ہاتھ کچھ نہ آیگا۔ ازاں سو رانده ازیں سو درمانده کی مثل اُن پر صادق آئیگی۔ جو دونو کی ماہیت کو جان کر اُن سے کام لینگے۔ وہ اپنا کام بنا لینگے۔ شبل اور شُدّھ۔ سگن اور نرگن۔ ساکار اور نراکار کے جوڑے بنانے کا یہ مطلب ہے

آتما اندر ہے۔ آتما باہر ہے۔ پہلے باہر ہی سے کام پڑتا ہے اندر کی سمجھ آسان نہیں ہے۔ سمجھ لیا۔ اندر اور باہر۔ ظاہر اور باطن۔ اثبات اور نفی دو تو سے کام لیا۔ ایک سے تو موت پر فتح پائی۔ دوسرے سے دائمی بقا کی وراثت لے لی۔ پھر کیا رہا؟

ایسے گیانی کی حالت ذیل کے منتر سے سمجھ میں آئیگی

پندرھواں منتر

دُھما

(۱) کبیر بھیدی بھگت سے میرا من پتیائے	سیری پاوے شبد کی نربھے آوے جائے
(۲) بھیدی جانے سرب گن اَن بھیدی کیا جان	کے جانے گورو پارکھی کے جن لاگا بان
(۳) بھید گیان تب لگ بھلو جب لگ ٹکتی نہ ہوے	پرم جوت پرگٹ جہاں نشان وکلپ نہ ہوے
(۴) بھید گیان صابن بھیا سمرن نرمل نیر	انتر دھوتی آتما۔ دھوئی سرگن چیر

اے پوشن (سورج)! ستیہ سروپ (ذاتِ مطلق۔ واجب الوجود) کے درشن کے لئے سنہرے برتن سے ستیہ کے ڈھکے ہوئے مُنہ کو کھول دے +

تشریح:۔ اس منتر میں پوشن کا لفظ قابلِ غور ہے +

پوشن سنسکرت مادہ پوش (پالنے) سے نکلا ہے۔ جو پالے اُسے پوشن کہتے ہیں۔ اس رعایت سے سورج کا نام ہمیشہ سے پوشن چلا آیا ہے۔ تمام ٹیکا کار اِسے مرتے وقت گیانی کی حالت بتاتے ہیں۔ گویا جب وہ مرنے کو چلا اُس وقت کی یہ دُعا ہے میرا اِس خیال کے ساتھ مطلق اتفاق نہیں ہے۔ اور بات صاف ہے +

گیانی نے جیتے جی موت پر فتح پائی؟ یا مرنے کے بعد؟

گیانی نے جیتے جی امرپد کو پراپت کیا؟ یا مرنے کے بعد؟

کوئی شخص پہلے ان سوالوں کا جواب تسلّی بخش پیرایہ میں دے دے۔ پھر اور آگے بڑھا جائے

جواب ملیگا۔ جو ہوتا ہے جیتے جی ہوتا ہے۔

جاے کو درشن اِت ہیں تا کو درشن اُت
جاے کو درشن اِت نہیں تا کو اِت نہ اُت (کبیر صاحب)

اور اس لئے یہ دُعا ہے رشٹیہ کی گورو سے۔ گورو ہی اس موقع پر پوشن اور سورج ہے۔ اور جہاں جہاں دنیا میں روحانیت کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ جاری تھا۔ یا جاری ہوگا۔ وہاں اسی سورج کی مشابہت اور استعارہ سے کام لیا گیا۔ اور لیا جائیگا +

تفسیر :- یہ دراصل اس وقت کی دُعا ہے۔ جب گورو نے شاگرد کو اصلیت کا اشارہ اور علم بخشا۔ اب وہ اس سے پرارتھنا کرتا ہے۔ کہ اے آفتاب ہدایت! تو ستیہ سروپ ہے۔ واجب الوجود ہے۔ وہ ستیہ سنہرے برتن سے ڈھکا ہُوا ہے۔ منہ کو کھول دے۔ کہ میں اب اس کا درشن کروں۔ زبانی عِلم تو نے دے دیا۔ اب باطنی علم کی باری ہے +

میں جانتا ہوں۔ کہ میرے اس اختلاف آراے سے شاذ ہی کسی کو اتفاق ہوگا! کیونکہ ان کو ہمیشہ واچک گیان سے تعلق رہا ہے۔ ییتھارتھ گیان سے تعلق نہیں ہے ٭ دُوسری اُپنشدیں اس پر مزید روشنی ڈالینگی +

دعاے مزید۔ تو۔ میں۔ وہ کی ضمیر دیکے ساتھ

سولھواں منتر

گورُو بُھگتی اور وحدانیت

—:—

(۱) اکھنڈ منڈلا کارم ویاپتم اسے نہ چراچرم (کبیر صاحب)
تت پدم درشِتم اے نہ تسمے شری گورُوے نمہ

(۲) جاگھو جبت برہما بھکلے۔ سُرنر مُنی دیوا صوفی کہیں کبیر۔ سُن سادھوا۔ کرِ سنگورسیدا

(۳) اے نورِ خدا در نظر از رُوے تو مارا بگذار کہ در رُوے تو بینم خُدارا

(۴) گورُو برہما گورو وشنو گورُو دیو مہیشوَرہ گورُو شاکشات پربرہم تسمئی شری گورُوے نمہ

سنسکرت شلوک

اسے پُوشن (سورج)! اے ایک (اثبات) دیکھنے والے!
اے یم (نفی کے خارج کرنے والے)! اسے پرجاپتی (مخلوق
کے مالک)! پھیلا دے کرنوں کو۔ اکٹھا کر دے تیج (نُور) کو جو تیرا
کلیان سے رُوپ (خوشی دینے والی ذات) ہے۔ میں اُسے تجھ
میں دیکھتا ہوں۔ جو وہ پُورش ہے۔ وہی میں ہوں ÷

—:—

تشریح:- (۱) ایک دیکھنے والا - اثبات پسند -
واحدبیں - توحید کا متعلّم

(۲) یم - جو نفی اور کمزور خیالات کا دُور نکالنیوالا ہے -
یم کے بعد نیم آتا ہے۔ خواہ نیم سے خود یم ہونے لگ جاتا ہے
انسان اثبات پسند بنجاے۔ پھر خود بخود نفی کے خیالات معدوم
ہونے لگ جاتے ہیں۔ گورُو اس نظر سے یم ہے۔ جو کمزور خیالوں
کو دل سے نکال کر باہر کرے وہ یم - یہ حالت گورُو کی صحبت
سے آتی ہے ÷

(۳) پرجاپتی - گورو کے ساتھ مجھے دیتا ہے۔ جس کی نظر
سے وہ پرجاپتی ہے ÷

(۴) پُوشن - سُورج ہے جو سب پر روشنی ڈالکر اصلیّت
کی صورتوں کو دکھا دیتا ہے ÷

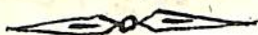
—:—

تفسیر:- اسے اثبات پسند واحدبیں ایک کے دیکھنے
والے! اسنے دِلوں کے اندر سے تمام کمزور خیالات اور

باطل توہمات کے خارج کرنے والے یم! اے ہم سب کے مالک! تُو اپنے گیان کی کرنوں کو خوب پھیلا دے۔ تاکہ نورِ اعلیٰ نور ہو جائے۔ تاریکی مٹ جائے۔ اور تو اس نُور کو جو تیری ہی نورانی ہے۔ سمیٹ لے۔ میں تیرے ہی اندر اُس پُرش کو دیکھتا ہوں۔ جو وہ ہے وہی میں بھی ہوں۔ جو تو ہے وہ وہ ہے۔ اور وہ میں ہوں۔ تینوں مل کر اب ایک ہیں۔ تین میں ایک اور ایک میں تین کی تثلیث وحدت کی صورت میں نظر آ رہی ہے۔

دویت وادی زبردستی۔ اپنی ہٹ اور ناقص پکش سے کہتا ہے۔ کہ اپنشدوں میں اَدویت واد (توحید) نہیں ہے۔ یہ تعصّب اور ہٹ دھرمی ہے۔ ورنہ ہر جگہ یہاں اُسی وحدت کا راگ چھڑا ہوا ہے! مزے کی اور لطف کی بات یہ ہے۔ کہ جب لفظوں کے توڑ مروڑ سے کام نہیں نکلتا۔ بغلیں جھانکنا پڑتا ہے۔ تو دویت وادی (مشرک) کو مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اُپاسک کو چاہیئے۔ کہ اُپاسیہ دیو میں اور اپنے میں کوئی بھید نہ مانے۔

من سمجھوتی آگے آئے گی



(۱) من میرا پنچھی بھیا اُڑ کر چلا اکاس — سورگ لوگ خالی پڑا صاحب سنتن پاس
(۲) پُشپ مدھیہ جوں باس ہے ویاپ رہا سب ماہنہ — سنتن ماہی پائیے اور کہوں کچھ ناہنہ
(۳) تل کی اوٹ میں رام ہے پربت میرے بھائے — ستگورو مل پرچے۔ بھیا تب پایا گھٹ آئے
پھول
(کبیر صاحب)

سترھواں منتر

مَن سمجھوتی

پران امر وایُو اور شریر بھسم ہو جائیں۔ اے من! تو اوم کا سُمرن کر۔ اپنی کمائی کا سُمرن کر۔ اے سنکلپ (خیالوں والے)! خوش ہو۔ اپنی کمائی کا سُمرن کر۔

تشریح اور تفسیر ایک ساتھ:۔

پران کا ادھیاس نہ رہے۔ شریر کا ادھیاس نہ رہے اوم کا سُمرن رہے۔ کمائی کا رہے۔ من خوش رہے۔ کمائی ہی دگار رہے۔

اٹھارہواں منتر

شُو پتھ

اے اگنی! دھن کے لئے ہمیں شبھ راستے سے لے چل اے دیو! تو سب کرموں کو جانتا ہے۔ بُرے پاپوں سے ہم کو بچا رکھ۔ ہم بار بار تجھے نمسکار کے بچن دینگے۔

تشریح:- اس منتر میں اگنی شبد سوچنے کے قابل ہے۔

اگنی - سنسکرت مادہ اگی (اوپر چلنے) سے نکلا ہے۔
عام ترجمہ آگ ہے۔
اگنی - سنسکرت مادہ انگ (نشان لگانے) اور
نی (اندر) سے نکلا ہے ؎

تفسیر:- اگنی نور ہے۔ اس کی راہ نیچے سے اوپر کی طرف ہے۔ یہ ہر وقت ہمارے انگ سنگ ہے۔ اگنی سے مراد ہمیشہ اُس نورانی جوہر (یا دیوتا) سے ہے۔ جو ہمارے اندر ہے۔ اور اس لئے اُس سے اُوپر کی دُعا مانگی گئی ہے ؎

چونکہ مرتے وقت ہندو اپنے مُردوں کو آگ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اس لئے غلطی خواہ غلط فہمی سے یہ سمجھ لیا گیا کہ یہ مرتے وقت کی دُعا ہے۔ اور اُسی خیال کو لے کر عام ٹیکا کار خواہ کوئی کیوں نہ ہوں۔ اُسے عام خیال کا جامہ پہنا کر اس طرح کی تفسیری صورت عطا کر دی ؎

دراصل یہ دیو- یان پنتھ کے مقصد کے اصول پر مبنی ہے۔ دیو کہتے ہیں۔ چمکتے ہوئے کو اور یان سواری کو بولتے ہیں۔ یہ نور کی سواری کا راستہ ہے۔ جو انسان کے اندر ہے۔ اور اُس کی چال اوپر دماغ یا سر کے بالائی حصے کی جانب ہے۔ یہ ایک قسم کا روحانی عمل اور شغل ہے۔ جو روزانہ

کیا جاتا ہے۔ اور شروع سے لے کر آج تک سینہ بہ سینہ گورو چیلے کے سلسلہ میں چلا آتا ہے ؂

اس دیو۔ یان پنتھ کے راستہ پانچ طرح کی اگنی یا نور آتے ہیں۔ جو پنچ اگنی یا پنچ تجلیات کہلاتے ہیں۔ یہ سب انسانوں کے اندر ہیں۔ اور یہ شغل بھی اندرونی ہے ؂

عاملوں کا طریق عالموں کا طریق نہیں ہے۔ اگر عالم ساتھ ساتھ عامل بھی ہو۔ تب تو وہ ٹھور ٹھکانے کی بات کریگا۔ ورنہ وہ باہر کی باتوں میں اٹکا کر نفسِ مضمون کا خون کر دیگا ؂

یہ دیو۔ یان پنتھ دراصل علم و عمل اور کرم گیان دونو کو ساتھ لے کر چلتا ہے۔ عمل اور شغل ہونے سے وہ کرم کو نہیں چھوڑ سکتا۔ کرم کو موت پر غالب آنے کا ذریعہ بتاتا ہے۔ کیونکہ جیتے جی وہ اس راستہ کو روزانہ طے کرتا رہتا ہے۔ جو موت کا راستہ ہے۔ اور وہ اس کے دماغ کے اندر ہے۔ اور گیان سے وہ حقیقت۔ سچائی۔ اصول۔ تتو۔ یا جوہر کو پراپت ہوتا ہے۔ جو اس دیو۔ یان پنتھ کا منزل مقصود ہے ؂

باہر مکھی آدمی انتر مکھی باتوں کو زبانی یا علمی طور پر نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ وہ ان کے تجربہ اور مشاہدہ کی حد سے باہر ہیں وہ خواہ مخواہ علمیت کے غرور میں انتر مکھی اشاروں کو باہر مکھی باتوں میں گھٹائینگے۔ اس لئے غلط فہمی ہوگی۔ کیونکہ گو انتر باہر ایک ہی اصول کام کرتا ہے۔ لیکن انتر انتر ہی ہے۔ اور باہر باہر ہی ہے ؂

میری زندگی کا کثیر حصہ اِس دیو۔ یان پنتھ کی پیروی میں صرف ہُوا۔ اور میں اس لئے اِسُ پر اور اس کے اصول پر روشنی ڈال سکتا ہوں۔ اب تک بھی میں اِسی اُدھیڑبُن میں رہتا ہوں +

ایش اپنشد میں اس دیو۔ یان ۔ پنتھ ۔ یا شمسی مسلک کی طرف اشارہ ہی اشارہ ہے۔ بیں اس کی وضاحت آگے چل کر منڈک چھاندوگیہ۔ وِرہدآرنیک کی تشریح اور تفسیر میں کرتا چلونگا۔ جو اس کے ادھکاری ہوں۔ وہ انتظار کریں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان کو موقع بھی حاصل ہے۔ کہ وہ میری تفسیر کا اور ٹیکا کاروں کی ٹیکا کے ساتھ مقابلہ بھی کرتے چلیں۔ تا کہ ان کی تسلی ہوتی ہے اُپنشدوں کا علم - دراصل علم سینہ ہے۔ وہ سِرّ اکبر۔ رازِ عرفاں اور اسرارِ حقیقت ہے۔ عامل اُسے بمقابلہ زبان دان عالم کے بہتر سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کا پتہ میری تفسیر اور عالم ٹیکا کاروں کی ٹیکا کے مقابلہ سے ہو سکیگا +

یہ دُعا دیو یان پنتھائی کی روزانہ دُعا ہے ۔ مرتے وقت یا چِتا میں جلتے وقت کی نہیں ہے +

چونکہ اس موقع پر اسی قدر کہنا مقصود ہے۔ اس لئے اشارہ دے دیا گیا۔ اور وہ اشارہ وضاحت اور صراحت ۔ تشریح اور تفسیر کے ساتھ ہے۔ جہاں اگنی کے ایک مادی یا لغوی معنی کو سمجھو ساتھ ہی دوسرے پر بھی نگاہ رکھو۔ کہ اندر نشان لگا لینے سے کیا مقصود ہے۔ یہ نشان اندرونی اگنی یا نُور یا تجلّی کے مقامات ہیں۔ جہاں نُور قدیمتاً رہتا ہے۔ اور اُسے شغل کی حرارت دیکر ابھارنا ہے +

وہو ہذا القیاس

ختم ہوئی ایش اُپنشد جو واج سنیہ سنتھا بھی کہلاتی ہے +

اِیش اُپنشد

غیر معمولی تفسیر

—:—

بطور سوال جواب

—:—

شیوبرت لال

مقیم رادھا سوامی دھام
براہ گوپی گنج۔ راج بنارس

قیمت مجلد عہ ۲؎ بلا کمیشن

—:—

مستقل خریداروں کو سالانہ قیمت کی رعایت میں

مختصر دیباچہ

سوال

آپ شاید سوال کرو۔ کہ ایک ہی کتاب کو کیوں دو مختلف شکلوں میں بیان کیا گیا ہے؟ بہت سے آدمیوں کو ایک ہی خیال کے بار بار اعادہ کرنے کرانے سے نفرت بھی رہتی ہے۔ جو بات ایک مرتبہ کہ دی گئی۔ دوبارہ کہنے کہلانے سے اُن کو نہ مزہ آتا ہے۔ اور نہ وہ توجہ کے کان سے اُسے سُننا ہی چاہتے ہیں۔

اس سوال کے ہیں کئی جواب دیتا ہوں:-

پہلا جواب

یہ ہے۔ کہ ایش اُپنشد کا جو ترجمہ اور تفسیر آ چکے ہیں۔ وہ معمولی ہیں۔ جزُوی اختلاف کے ساتھ عام طور پر اور شرح کرنیوالوں کی رائے سے متفق رہنے کی کوشش و نظر رہی ہے۔ اس حصہ میں میرا ذاتی انوبھو شامل ہے۔

دوسرا جواب

ایش اُپنشد کو کتاب کہنا غلطی ہے۔ یہ اپنے مفہوم کو وسعت کے ساتھ بیان نہیں کرتی۔ جیسا کتابوں سے مقصود ہے بلکہ یہ ایک خاص قسم کے مختصر نوٹ ہیں۔ جو پہلے سے پڑھے پڑھانے اور سمجھے سمجھائے

شاگردوں کی یادداشت تازہ کرنے کرانے کی نیت سے نظم بند ہوئے ہیں۔ اُن کو اس کی مفہوم سے پہلے ہی سے واقفیت تھی۔ بالکل نئے سبق آموز مُتعلم کے سبق پڑھانے کا اہتمام اس میں مدّ نظر نہیں رکھا گیا۔ جو گوُرو نے ذہن نشین کرا دیا وہ چیلے کے دل میں اُتر گیا۔ یاد دہانی کرانے سے وہ بہ آسانی پھر تازہ کا تازہ بن جائیگا۔ ایسی حالت میں جو ٹیکا کار اُسے جوں کا توں اُردو یا ہندی کا جامہ پہنا کر پیش کرتا ہے۔ میری سمجھ میں وہ اپنے فرض کو نہ سمجھتا ہے نہ ادا کرتا ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ جس وقت سنیہ شاکھا کی یہ اُپنشد ہے۔ وہ اب معدُوم ہے۔ اس لئے مصلحتاً زیادہ مشرح کر دینے سے اُپنشدوں کے مُبتدی اُسے بہ آسانی سمجھ سکینگے +

تیسرا جواب

اس میں زیادہ خیالات ہی خیالات ہیں۔ لطیف خیالات اس وقت تک دل میں نہیں اترتے۔ جب تک اُن کو وضاحت کا جامہ پہنا کر پیش نہیں کیا جاتا۔ یہ نظم ہے۔ نظم ہمیشہ مختصر اور وسیع المعنی ہوتی ہے۔ نظم کی سمجھ بھی ہر کس و ناکس کو نہیں ہوتی۔ نثر کی صورت میں آکر وہ معمولی سمجھ والوں کی سمجھ میں بھی آجاتی ہے +

چوتھا جواب

گو اس کے منتر بطور خود مُبہم نہیں ہیں۔ واضح ہیں۔ لیکن واضح کس کے لئے ہیں؟ جن کو اُپنشدوں کے معنی مُراد کی خبر ہے۔ جن کے کان اُن سے نا آشنا ہیں۔ اور دلی میلانہ کی کوشش بھی

کم ہے۔ وہ انہیں کیا اور کیسے سمجھ سکینگے +

پانچواں جواب

بسا اوقات واضح معنی اور مُراد بھی سنئے آدمیوں کے لئے مبہم ہوجاتے ہیں۔ اور وہ حیص بیص میں پڑ جاتے ہیں۔ بہ صرف آنکھوں ہی والوں کی روشن آنکھیں جو روشنی کے مدارج اور منازل کو خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ طے کرتی رہتی ہیں۔ دُھندلی آنکھیں عینک کی محتاج ہوتی ہیں +

چھٹا جواب

بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے۔ کہ اُپنشدوں کی تعلیم آدوَیت واد ہے۔ توحید اور وحدت کا مضمون تمام اپنشدوں کا مرکز ہے لیکن دویت وادی یا مُشرک الخیال آدمی خواہ مخواہ اپنی ہٹ دھرمی۔ تعصّب اور پکشپات سے اس میں دو پنے۔ دویت واد اور شرک کا بچّڑ گھسیڑتے ہیں۔ اس میں اُن کو ہمیشہ کھینچ تان اور توڑ مروڑ سے کام لینا پڑا ہے۔ کامیابی کسی کو ہوئی یا نہیں ہوئی یہ دوسرا سوال ہے۔ لیکن ان کو تو اپنے مطلب سے مطلب ہے۔ یہ مطالعہ کرنے والوں کو اپنشدوں کی منزلِ مُراد سے نہ صرف بہت دُور لے جاتے ہیں۔ بلکہ گمراہ کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور وہ بیچارے نہ اِدھر کے رہتے ہیں۔ نہ اُدھر کے۔ مُذبذب اور مشکوک حالت ہوجاتی ہے۔ اس لئے اُس کے واضح کر دینے کی

جا بجا سخت ضرورت رہتی ہے۔ میں نہ دویت وادی ہوں نہ ادویت وادی ہوں۔ نہ وشٹادویت کا مقلد ہوں۔ نہ دویتادویت کا معتقد ہوں۔ میرا ذاتی اصول کبیر صاحب کے اس دوہے کے موافق ہے

ایک کہوں تو ہے نہیں۔ دوجا کہوں تو گار
جیسا ہے تیسا رہے کہیں کبیر وچار

یہ ضرور ہے۔ کہ سمجھنے سمجھانے میں خلقت کے تمام مدارج پر نظر ڈالنی پڑتی ہے۔ لیکن آخر میں جب اصلی جوہر کا گیان سے پتہ ملتا ہے۔ وہ ادویت پد ہے۔ ادویت کا لفظی ترجمہ دوکانہ ہونا ہے۔ اور جہاں اصل میں دو نہیں ہوتے۔ وہاں ایک کا بھی خیال نہیں باقی رہ جاتا۔ کیونکہ ایک اور دو نسبتی الفاظ ہیں۔ ایک کی رعایت سے دو۔ اور دو کی رعایت سے ایک کہا جاتا ہے۔ جہاں نسبتی تعلقات نہیں ہوتے۔ وہ نہ ایک ہوتا ہے۔ نہ دو ہوتے ہیں۔ اسی کو ادویتا کہتے ہیں۔ ادویت اصل میں دوکانہ ہونا ہی ہے۔ اُسے اس نظر سے ایکتو (توحید) بھی نہیں کہا جاتا ہے اس سے بہتر ترجمہ ادویت کا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ وحدت اور توحید کا خیال صرف اس غرض سے ہے۔ کہ دوئی کے خیال کو ایک کے خیال میں محو کر دیا جائے۔ اور جہاں یہ محویت آئی پھر ایک کا بھی پتہ نہیں آتا۔ اس لئے غیر متعصب ہونے کی وجہ سے میری کوشش ہمیشہ یہی رہتی ہے۔ اور رہیگی۔ کہ خیال صرف اُپنشدوں کے تعلیمی اصول کو اپنا مرکز بنائے۔

ساتواں جواب

اس زمانہ کے آدمیوں میں اُتم ادھکاری کمتر ملتے ہیں۔ معمولی پڑھا ہوا آدمی بال کی کھال نکالنے کا شیدائی بنا رہتا ہے۔ اور اس کو خواہش ہوتی ہے۔ کہ جو بات کہی جائے۔ عقل کی کسوٹی پر کسی ہوئی۔ اور تجربہ کی نظر سے جنچی تُلی ہو۔ غیر مدلل بات کو محض عقیدہ سے صحیح مان لینا سب کو پسند نہیں آتا۔ یہ صرف معمولی بھگتوں کا طریقہ ہے۔ کہ جو کچھ گورو نے کہ دیا۔ یا انہوں نے کتاب میں لکھی ہوئی پڑھ لی اُس پر امنّا اور صدقنا کہنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ چاہے وہ صحیح ہو یا غلط۔ اس سے اُن کو بحث نہیں ہے اُپنشدوں کے مُعلم اس کے برخلاف تھے۔ اُپنشد گیان کی کتابیں ہیں۔ اور جب تک کوئی بات عقل کی ترازو میں تول نہ لی جائے تب تک وہ کسی کو منوانا نہیں چاہیئے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اُپنشدوں کے راز باطن کی واضح صورت میں صراحت کر دی جائے۔ اور جو مفہوم کہ مجہولیت میں پڑا ہوا ہے۔ اس کی صاف پیرایہ میں وضاحت کر دی جائے۔

آٹھواں جواب

ایش اپنشد جہاں سچی حق پرستی کی تعلیم دیتی ہے۔ ساتھ ہی انسان کو ہدایت بھی کرتی ہے۔ کہ کس طرح کے طرز معاشرت اختیار کرنے سے انسان اپنی ہی زندگی کو خوشگوار۔ خوشنما۔ اور

خوش اسلوب بنا کر انسانی زندگی کے اصلی مقصد کی تکمیل کر لینا ہے۔ اور با تعلقی میں تعلق اور تعلق میں بے تعلق رکھتا ہُوا گیان اور کرم دونو سے کام لے سکتا ہے۔ اس تعلیم کی ابتدا اُس کے پہلے ہی منتر سے شروع ہو جاتی ہے۔ اسلیے میں اس تفسیری ترجمہ میں اپنے طور پر دکھلانے کی کوشش کرونگا +

یہ سبب ہیں۔ جن کی وجہ سے ایک ہی کتاب کو دو صورتیں دے کر یہاں پیش کیا گیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اس نظر سے یہ دوسرا حصہ بھی اور غور سے مطالعہ کئے جانے کا مستحق ہے +



رادھا سوامی دھام

شیوبرت لال

اِیش اُپنشد

غیر معمولی تفسیر

بطور سوال جواب

—:—

پہلا منتر*

خوش اسلوبی سے زندگی بسر کرنے کا راز

—:—

منتر

—:—

یہ جو کچھ متُحرک اور غیر مُتحرک عالم ہے - اس سب میں ایشور بسا ہوا ہے - (خواہ ایشور سے اُسے بسا دے) (پھر) اسے ویراگ (بے تعلقی) سے بھوگ - کسی کی دولت کی ہوس نہ کر *

تشریح

* پہلے منتر میں ایشور کا عقیدہ اس صورت میں آیا ہے - آگے ۱۶ ویں منتر میں اس کی اور وضاحت کی گئی ہے

سوال - زندگی کے خوشگوار اور خوشنما کر بھوگنے کا راز کیا ہے؟

جواب - ایشور کو مُحیط کل جوہر سمجھ کر۔ اس تمام دنیا میں اُسے بسا ہوا مان کر اُسے بھوگا جائے۔ اور کسی کی دولت کی ہوس نہ کی جائے۔ یہ راز ہے۔ اس طرح خیال کرنے سے زندگی پُر لطف رہیگی ٭

سوال - اس طرح ایشور کے خیال کے پختہ کرنے کی غرض کیا ہے۔ اور اگر ایسا نہ کیا جائے۔ تو پھر اُس سے نقصان کیا ہوگا؟

جواب (الف) انسان اپنے آپ کو محدود اور ناقص سمجھ رہا ہے۔ جب تک کوئی مکمل خیال اس کے دل میں نہ آئے گا۔ اور وہ اس سے تعلق کی مشتاقی نہ کریگا۔ اس میں وسعت کی عظمت نہ آئیگی۔ اور وہ مکمل نہ ہو سکیگا۔ جیو پنے کا خیال ناقص اور کمزور ہے۔ اور ایشور کے خیال میں طاقت ہے۔ اس تصوّر سے وہ نقص کو چھوڑتا ہوا کمال کی طرف جائیگا۔ اور نقص اور کمال۔ محدودیت اور وسعت کا باہمد گر میل ہو گا۔ اور وحدت کا لطف آئیگا ٭

(ب) جیو میں بھوگ کا خیال تو ہے۔ ویراگ کا نہیں ہے۔ بھوگ گرہستی ہے۔ ویراگ تیاگ ہے۔ بھوگ میں عیب ہے۔ ویراگ میں ہنر ہے۔ بھوگ میں خواہش رہتی ہے۔ تیاگ میں بے پرواہی رہتی ہے۔ ایک تعلق ہے۔ دوسرا بے تعلقی ہے۔ اس طرح تعلق اور بے تعلقی کا مزہ آئیگا۔ بھوگنے کو منع نہیں کیا جاتا۔ بھوگو۔ لیکن اُس کے دام میں پھنسے نہ رہو ٭

(ج) یہ دُنیا دو مُتضاد صورتوں کا مجموعہ نظر آرہا ہے۔ ایک

متحرک اور دوسری غیر متحرک ہے۔ متحرک اور غیر متحرک میں تفرقہ نظر آرہا ہے۔ جو دلی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ اور دکھ کا باعث ہے۔ ایشور واحد اور کلی خیال ہے۔ اگر یہ تصور پختہ ہو جائے کہ ایشور دونوں میں محیط ہے۔ تو وحدت آجائیگی۔ اور تفرقات کیحالت کالعدم ہو جائیگی۔ حرکت اور بے حرکتی میں یکسانیت نمایاں ہوگی اور تفرقات خود بخود مِٹے رہینگے ÷

(د) بسانیوالا جیو ہے اور بسنے والا ایشور ہے۔ جیو کا لفظ گو منتر میں نہیں آتا۔ لیکن بھوگ (کر) وغیرہ میں جیو ہی کو ہدایت کی جارہی ہے۔ کہ ایشور کا خیال اس شکل میں پختہ کرے۔ اس لئے منتر میں دونو موجود ہیں۔ جیو میں کثرت ہے۔ ایشور میں وحدت ہے۔ کثرت کا خیال دل پر عکس ڈالتا ہوا اُسے دُکھی رکھتا ہے۔ اس کا علاج صرف وحدت کا خیال ہے۔ جیو میں علٰحدگیاں نظر آرہی ہیں۔ اور تعدد کا یقین غالب ہے۔ جو پریشانی کا باعث ہے۔ ایشور میں کلیّت مجموعیت۔ شمولیت کی کیفیت ہے۔ جو بطور خود قابلِ رغبت ہے۔ جب جیو ایسا سوچنے لگیگا۔ کہ ایشور ذرہ ذرہ میں قطرہ قطرہ میں شمہ شمہ میں سمایا ہُوا یا بسا ہوا ہے۔ تو کثرت کے تفرقہ کا نقص خود بخود جاتا رہیگا۔ اور سمندر کی طرح ایک ہی واحد ہستی ایک ہی واجب الوجود وجود۔ اور ایک ہی کُل نظارہ نظر آئیگا۔ جو نہایت شاندار محسوس ہوگا۔ اور کُل اور جُز کی وحدت کا پتہ لگ جائیگا۔ جو اصلی خوشی اور حقیقی سرور خواہ مکمل راحت اور سکون ہے ÷

(۵) جسم غیر متحرک ہے۔ رُوح متحرک ہے۔ جڑ میں جڑتا ہے۔ چیتن میں چیتنتا ہے۔ یہ خیال حیرانی کا مُوجد ہے۔ ایشور کے تصور سے یہ وہم نکل جائیگا۔ اور جڑ چیتن کے اندر ایک ہی واحد شے بطور ان سگے مدار علیہ اور سہارے کے خیالی نظر کے سامنے رہیگی۔ اور وہ سکون کا باعث ہوگی۔ ابھی تو انسان یہ سمجھ رہا ہے۔ کہ رُوح اور جسم۔ جڑ چیتن۔ جڑ۔ اور اجڑ باہمدگر ضد ہیں۔ جیسے آدمی کی رُوح اس کے جسم کے اندر ہے۔ ویسے ہی وہ ایشور کو برہمانڈ کے جسم میں رہتا ہوا مان رہا ہے۔ مشابہت غلط نہیں ہے۔ لیکن تصور کی یکجہتی۔ ضد۔ دوند۔ سب کو میٹ کر ایک کر دیگی۔ کیا یہ خوشی کی کیفیت نہیں ہے؟

(۶) دولت کی ہوس اپنے ساتھ افلاس کا خوف رکھتی ہے۔ یہ دونو باہمدگر لازمی ضد ہیں۔ ایک ہوگی تو دوسری کا اس کے ساتھ رہنا لازمی اور قدرتی ہے۔ اس لئے اگر ایشور کا عقیدہ مضبوط ہو گیا۔ تو ہوس کے ساتھ خوف جاتا رہیگا۔ دولت اور مفلسی کا بھرم دور رہیگا۔ جس طرح سمندر کی کُلّی اور مجموعی طاقت اُس کی ایک ایک بوند کے پس پشت ہر وقت موجود رہتی ہے۔ ویسے ہی ایشور کی طاقت ایک ایک جیو کے پیچھے لگی ہوئی دِکھائی دینے لگیگی۔ اور دلچسپ منظر آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔

ان سب باتوں کو مدنظر رکھکر ایش اُپنشد ہدایت کرتی ہے۔ کہ یہ جو کچھ غیر متحرک اور متحرک عالم ہے سب میں ایشور کو بسا دو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ

تفسیر کرنیوالے مترجم کا نوٹ:-

ناظرین! بطور خود اب غور کریں۔ کہ آیا یہی ایک منتر کسقدر وسیع الخیال اور وسیع المراد ہے۔ کسی سنسکرت یا ہندی کے ٹیکا کار نے اِس طرح اس پر روشنی نہیں ڈالی۔ اس لئے مجھے قلم اٹھانے کی ضرورت محسوس ہوئی +

خلاصہ (۱) اُپنشدوں کی تعلیم وحدت پرستی ہے۔

(۲) اُپنشدوں کا خیالی معراج وحدانیت ہے

(۳) اُپنشدوں کی ہدایت متضاد مصیبتوں مثلاً گرمی سردی سختی نرمی۔ دُکھ سُکھ۔ جنم مرن۔ سے نجات پانا ہے۔ دوَند وہم ہے۔ گیان کی مدد سے اس کے دور کرنے کی کوشش انسانی زندگی کا مقصد ہے +

دُوسرا منتر *

کرم

منتر

* اس منتر کی تشریح میں سوامی شنکر اچاریہ جی نے کرم سے مُراد یگیہ کرم لی ہے۔ جو اگیانیوں کے لئے سورگ وغیرہ کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اپنشد کی یہ مُراد قطعی نہیں ہے کیونکہ یہاں یگیہ کا نہ کوئی لفظ ہے۔ اور نہ اس کی طرف اشارہ ہے۔ چونکہ ان کے زمانہ میں بودھوں کا زور تھا۔ اور وہ یگیہ کرم کے بالکل مخالف تھے۔ غالباً سوامی جی کی غرض ان یگیوں کی از سر نو تجدید ہی ہوگی۔ اور بودھوں کو شکست دینا مقصود رہا ہوگا۔ شنکر سوامی کی ٹیکا اس موقع پر کھینچ تان اور توڑ مروڑ سے خالی نہیں ہے۔ اور پڑھنے سے خود پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ وہ بودھوں کی مخالفت کے زیر اثر تھے +

اس (کرم لوک میں) یقینی طور پر کرم کرتا ہوا (انسان) سو برس تک جینے کا خواہشمند رہے۔ اسطرح تجھے اے انسان! یہ کرم نہ پھنسائیگا۔ اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہے

خلاصہ (۱) اُپنشدوں کی کرم سے مُراد یہ ہے۔ کہ آدمی ناتراشی لکڑی کی طرح ہے۔ وہ بے خوفی ہے۔ خراد پر چڑھ جائے۔ چھل چھلا کر اور صاف ہو کر خود بخود لٹو کی طرح جگت کی خراد سے باہر اُچھل پڑیگا ✢

(۲) تین ہی طرح کے آدمی ہوتے ہیں۔ موڑھ۔ چنچل۔ اگیانی۔ موڑھ کرم کرتا رہے۔ بیکار نہ رہے۔ چنچل۔ دل کے صاف کرنے میں لگے۔ اگیانی گیان کا بچار کرے۔ جو صرف دل کی صفائی سے ممکن ہے ✢

تشریح

سوال۔ کرم کیوں کیا جائے؟

جواب۔ کیونکہ یہ زمینی طبقہ جہاں اور جس میں اس وقت انسان کی نشست ہے۔ وہ کرم کرنے ہی کی جگہ ہے۔ اس سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ گرمی کی جگہ میں گرمی آئیگی

سردی کی جگہ سردی رہیگی۔ بالکل اسی طرح کرم کی جگہ ہیں کرم کرنا ضروری ہے۔ اور اس کا سبب ظاہر ہے:۔

(الف) کرم زندگی کا خاصہ ہے۔ زندگی وہ ہے۔ جس میں زندگی پنے کے اظہار کی صورت ہو۔ زندگی کا کرم ہی زندگی کے اظہار کی یقینی صورت ہے۔ جو کرم نہ کریگا وہ اپنی زندگی کا اظہار کیسے کریگا؟ یہ بالکل غیر ممکن ہے +

(ب) جیو جنتوؤں کو دیکھو۔ وہ پیدا ہوتے ہی کرم کرنے لگ جاتے ہیں۔ کرم اور کوئی چیز نہیں ہے۔ زندگی کی حرکت کا نام کرم ہے۔ یہ چیتن کا خاصہ ہے +

(ج) کرم کی ایک دو صورتیں نہیں ہیں۔ بے شمار ہیں۔ اپنے جسمانی ساخت پر غور کرو۔ خود تم کو ذہن نشین ہو جائیگا آنکھ دیکھتی ہے۔ کان سنتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کے سب کرم کے ذیل ہیں آتے ہیں +

(د) کرم جسمانی دلی اور روحانی دلی ہوئی طاقتوں کے اظہار کا یقینی آلہ ہے۔ اگر کرم نہ کیا جائیگا۔ تو اُن ہیں حرکت۔ زور اور اُبھار کیسے آئیگا؟ قدرت کا کچھ مقصد ہی اس طبقہ ہیں کرم کرانے کا ہے اس لئے خواہ مخواہ کرم کرنے کی ضرورت ہے +

(ہ) انسان اس دنیا میں طرح طرح کی خواہش لے کر آیا ہے جب تک وہ انہیں پوری کریگا۔ تب تک اسے نجات نہ ہوگی اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو کرم کر کے خواہشوں کو پوری کر لیا جائے، خواہ انہیں معدوم کر دیا جاوے۔ لیکن یہ معدوم

کرنا بھی ایک قسم کا کرم ہے +

(و) ہر زندہ مخلوق یہاں رُو بہ ترقی ہے۔ فطرتاً کوئی انسان ایسا نظر نہیں آتا ہے۔ جو ترقی۔ بہبودی اور اصلاح کا خواہشمند نہ ہو۔ جو کثیف ہے۔ لطافت کی طرف جا رہا ہے +

(ز) یہ بھی کوئی ضروری بات نہیں ہے۔ کہ انسان صرف اپنی ہی ذاتی غرض کے لیئے کام کرے۔ گو ابتدا میں غرض کا سوال کرم کا محرّک ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنے لیئے کرم نہ کرے۔ تو اوروں کے لیئے بلغرضانہ اور نشکام کرم کرے۔ اس کا اشارہ پہلے منتر میں آ گیا ہے۔ یہاں دوبارہ اس کے اِعادہ کی ضرورت نہیں ہے ہاں وہ کرم ضرور کرے۔ اپاہج نہ بنے +

(ح) انسانی دل مصروفیت کے خیالات کا لبستہ ہے۔ اگر کرم نہ کیا جائیگا۔ تو وہ چین نہ لینے دیگا۔ کرم میں رہیگا۔ تو شانتی رہیگی +

قصہ ہے۔ کسی براہمن کو بھوت کے بس کرنے کا خبط پیدا ہوا۔ اس نے بہت منتر۔ جنتر۔ تنتر کیئے۔ کامیابی نہیں ہوئی۔ آخر میں اس نے سنا کہ سادھو اس راز سے واقف ہوتے ہیں۔ وہ ایک سادھو کے پاس گیا۔ اور کہا۔ مجھے بھوت کے بس میں کرنے کا قاعدہ بتادو۔ سادھو نے منع کیا۔ کیونکہ بھوت نہایت خطرناک ہوتے ہیں۔ براہمن نے نہیں مانا۔ تب اس نے مجبور ہو کر تدبیر بتا دی۔ براہمن نے عمل کیا۔ بھوت پرگٹ ہو گیا۔ اور آتے ہی درخواست کی۔ کام بتاؤ ورنہ تمہیں کھا جاؤنگا اس نے کہا "کھیت جوت آؤ" وہ کام بھوت نے دو لمحہ میں کر دیا

پھر کہا۔ لاکھ روپیہ لاؤ۔ وہ موجود! بھوت نے پھر کام مانگا۔ اس نے کہا اِملی کے پتے گنو۔ اس نے جھٹ پٹ تعداد بتا دی۔ اب براہمن کے پاس کام نہیں رہا۔ بھوت نے کھانے کی دھمکی دی۔ براہمن سادھو کے پاس دَوڑا۔ آگے آگے وہ۔ پیچھے پیچھے بھوت! اور سادھو سے کہا۔ "مہاراج بچا لیجے ورنہ بھوت مجھے کھا لیگا" سادھو بولا "تو نے غلطی کی میں نے پہلے ہی کہ دیا تھا۔ بھوت بد بلا ہوتا ہے۔ اچھا اُس سے کہدے میرے کُتّے کی دُم سیدھی کرے" بھوت اس کام میں مصروف ہوا۔ دُم سیدھی کی۔ وہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہی۔ تین دن تک ایسا ہی کیا۔ دُم سیدھی نہیں ہوئی۔ تب تو بھوت بھی گھبرایا۔ رہائی کی درخواست کی اور سادھو کی صلاح سے براہمن نے اُسے چھوڑ دیا۔ تب وہ چلا گیا +

قصّہ کا مطلب:- بھوت من ہے۔ جو دم کے دم میں خیالی قلعے بنا دیتا ہے۔ یہ دُنیا کتے کی دُم ہے۔ جو اس کے سیدھی کرنے سے سیدھی نہیں ہوتی۔ اس لئے نِشکام کرم کی ہدایت ہے۔ جب اس عمل سے وہ اُکتا جاتا ہے۔ آپ چھوڑ بھاگتا ہے۔ اور نجات ہو جاتی ہے۔ دِل کے کام میں لگا رکھنے ہی میں خیریت ہے۔ ورنہ یہ نہایت مُفید ہے۔ اور اس کے تھک کر بھاگ جانے ہی کا نام مُکتی ہے +

(ط) اِنسان کرم کرے۔ کرم سے نہ گھبرائے۔ کرم کرتے رہنے سے وہ لطیف ہوتا جائیگا +

سوال۔ صرف سَو برس ہی کی عُمر کی کیوں تمنّا ہو۔ کم اور زیادہ کیوں نہ ہو؟

جواب۔ انسان کی عُمر طبعی تقریباً سو برس کی ہے۔ قدیم آریہ

اس گرم ملک آریہ ورت دیس میں کسی ٹھنڈی جگہ سے آئے تھے سو برس کی سردی کی خواہش کی عقیدتمندانہ روایت جلاوطن ہونے پر بھی اُن کے دلوں سے دور نہیں ہوئی۔ اس لیئے ویدک زمانہ کی دُعاؤں میں بھی وُہی سو برس کی سردی مانگنے کا مضمون موجود ہے۔ ایک بات تو یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ سو برس کی زندگی کم نہیں ہوتی۔ زیبنی زندگی ایک طرح کے قید و بند کی حالت ہے سو برس تک کی قید بہت ہے۔ اس سے زیادہ کی ہوس ایک طرح پر غیر فطرتی جذبہ ہے۔ اسی ملک میں اکثر یوگی ہوئے ہیں۔ جو کئی کئی سو برس تک جیتے رہے۔ لیکن اس سے اُن کو نفع کیا پہنچا۔ بڑ کے درخت ہزاروں برس تک قائم رہتے ہیں۔ کیا انسان بڑ کا درخت بننا چاہیگا؟ کبھی نہیں۔ تیسری بات یہ ہے۔ کہ سو برس کے اندر اگر کوئی شخص چاہے۔ تو جو اس کی غرض ہو۔ پوری ہو سکتی ہے۔ یہانتک کہ وہ اسی زندگی میں نروان پد تک کو حاصل کر سکتا ہے۔ پھر اور اس سے زیادہ کیا چاہیئے۔ چوتھی بات یہ ہے۔ کہ اُپنشدوں کا طریق گیان مارگ ہے۔ گیان کے لئے کرم دھرم کی پابندی لازمی نہیں ہے۔ صرف گورو کی صحبت اور اس کے کلام پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات ادھکاری کو تھوڑے ہی دنوں میں حاصل ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ برہمچاری ہو۔ اور بے لوث پاکانہ زندگی بسر کرے۔ اس کے لئے سو برس کی مُدت کم نہیں ہوتی۔ اب رہا کہ کمتر عُمر کی خواہش کیوں نہیں ظاہر کی گئی؟ اس کی بابت اعتراض فضول

ہے۔ اگر کوئی شخص تھوڑے ہی دنوں میں اپنا کام بنا سکتا ہے تو اُسے کون روک سکتا ہے۔ اور کیوں منع کر سکتا ہے۔ اگر وہ جلد اپنا کام بنا لے۔ تو اور اچھی بات ہے۔ اس قسم کی نظیریں دنیا میں بہت ہوئی ہیں۔ اور اب بھی موجود ہیں۔ نیز طبعت دار ادھ کاری جلد کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور کام بنا کر جلد دُنیا سے کوُچ کر جاتا ہے۔ کیونکہ جہاں جس کی زندگی کے مقصد کی تکمیل ہو گئی۔ پھر قدرت اُسے اس طبقہ میں ایک دم کے لئے بھی رہنے نہ دیگی۔ یہ قاعدہ کلّیہ ہے۔ قدرت میں غیر ضروری اشیا کی محفوظیت کا سامان کہیں نظر نہیں آتا۔ سَو برس کی عمر کی رعایت عام نقطہ نظر سے ہے ۞

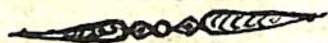
سوال۔ یہ کیسے انسان کے امکان میں ہے کہ وہ کرم کرے اور کرم کا پھل اُسے نہ چمٹے؟ ہر کرم اپنا نتیجہ رکھتا ہے۔

جواب۔ کرم کے پھل کا انحصار انسان کی خواہش۔ نیّت اور قوت ارادی پر ہے۔ اگر خواہش گھنی ہے۔ نیّت میں کرموں کے پھیلاؤ کے سنسکار زیادہ ہیں۔ اور دلی جذبات تُند زور ہیں۔ تب تو ایک کرم سے انیک کرم پیدا ہوتے چلینگے۔ اور اُن کا غلبہ عالمگیر ہو گا۔ اور اگر خواہش۔ نیّت اور قوت ارادی میں گھنا پن نہیں ہے۔ آدمی قدرتی طور پر یوں بغرضانہ نشکام کرم کرتا رہیگا۔ تو اس کے دل کی صفائی کا پھل تو ملتا رہیگا۔ کیونکہ ہر کرم کا کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور ہوتا ہے۔ اور دل کی صفائی اُسے روز بروز حقیقت۔ اصلیت

اور ذاتیت کے سمجھنے کی جانب مائل کرتی جائیگی۔ یہ فائدہ ہوگا۔ اور چونکہ کرم میں اپنی کوئی غرض شامل نہیں ہے۔ اس لیئے نہ کرموں کا سلسلہ آئندہ کے لیئے بڑھیگا۔ اور نہ وہ ان کے جال میں گرفتار ہوگا۔

دونوں باتوں کا امکان انسان کے اندر ہے۔ وہ چاہے نشکام کرم کرتا ہوا حقیقت پسند بنتا جائے۔ خواہ غرض سے کرم کرتا ہوا ریشم کے کیڑے کی طرح اپنے ہی کرموں کے الجھن میں پھنس پھنسا کر تکلیف برداشت کرتا رہے۔

نشکام کرم کے سوا دوسری اور کوئی تدبیر کرموں کے الجھن سے بچنے کی نہیں ہے۔ اس سے خواہش کی ترازو کا پلہ خود بخود ہلکا ہو کر اونچا ہوتا چلیگا۔ ساتھ ہی چونکہ پہلے منتر کے موافق انسان کو ایشور پراین یعنی راضی بر رضا رہنے کی تاکیدی ہدایت کی گئی ہے۔ اس کا کوئی کرم اپنا کرم نہ بنیگا۔ بلکہ وہ ایشوری اور قدرتی کرم میں شامل ہوتا جائیگا۔ اسی لیئے پہلے منتر میں ویراگ پر زور دیا گیا ہے۔



تیسرا منتر*

ناحق پسند۔ آتم ہتیاروں کی حالت

منتر

جو کوئی ایک آتم ہتیا (خودکشی) انسان ہیں وہ مرنے کے بعد اُن لوکوں (کرّوں) کو پاتے ہیں۔ جو راکششوں کے (لئے مخصوص) ہیں۔ اور جو گھنی تاریکی سے ڈھکے ہوئے ہیں *

تشریح

سوال۔ آتم ہتیا (خودکشی) تم کیسے کہتے ہو؟
جواب۔ آتما دو سنسکرت لفظوں کے میل سے بنا ہوا ہے۔ آت (حرکت) اور مَن (غور اور تمیز) جس میں حرکت ہو

---

* لوکوں کے لئے اَسُر لوک کا لفظ سنسکرت میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک اسور یعنی راکشش اور دوسرے آسُور یعنی سورج سے خالی۔ اپنشدوں میں دو پنتھ بیان کئے گئے ہیں۔ ایک پتری یان دوسرا دیو یان

(سلسلہ کے لئے دیکھو صفحہ نمبر ۸۱)

اور ساتھ ہی تمیز اور ادراک ہو۔ وہ اصلی اور مُرادی معنی میں آتما ہے۔ اور جو ان دونو کی رعایت سے خالی ہے۔ اُسے آتما کہنا غلطی میں داخل ہے۔ اوپر کے دو منتروں میں پہلا منتر گیان کی حقیقت کا بتانیوالا ہے۔ اور دوسرا کرم کی ماہیت کا سُوجھانے والا ہے کون جانے اسی غرض کو مدنظر رکھتے ایش اُپنشد کے پہلے دو منتروں میں آتم تتو کے سمجھانے کی رعایت کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ جو بہت کچھ قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے +

جس انسان میں نہ کرم ہے۔ نہ گیان ہے۔ اور ساتھ ہی وہ ان کی جانب التفات یا توجہ نہیں کرتا۔ وہ اپنے ذاتی جوہر اور حقیقی خصوصیت سے خالی ہو گیا ہے۔ ایسے انسان کے لئے آتم ہتیارا کا لفظ بہت موزوں ہے۔ یہ خودکشی ہے۔ اپنے آپ کو ذبح کر رہا ہے +

یہ آتم ہتیارے کئی طرح کے ہوتے ہیں :۔

اوّل وہ جو اپنے میں اور ایشور میں فرق سمجھتے ہیں معمولی

بقیہ نوٹ صفحہ نمبر ۸

پتری یان کا راستہ چندر لوک کو جاتا ہے۔ جہاں سے واپسی ہوتی رہتی ہے۔ اور جنم مرن سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ دوسرے دیو۔ یان پنتھ جس کا راستہ سورج لوک کو جاتا ہے۔ اس سے پھر واپسی نہیں ہوتی۔ اور جنم مرن کا بندھن ہمیشہ کے لئے کٹ جاتا ہے۔ ان دونو راستوں اور پنتھوں کی وضاحت برہد آرنیک اُپنشد اور چھاندوگیہ اُپنشد کی ٹیکاؤں میں ہوگی۔ یہاں صرف اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہئے۔ کہ آخری منتروں میں سُورج سے دعا مانگی گئی ہے۔ اور اس وجہ سے اس کا تعلق دیویان پنتھ ہی سے ہے +

عقل کا آدمی بھی اس قدر سمجھ سکتا ہے۔ کہ سمندر کے سمندر پن کی خصوصیت اس کی بُوند بُوند میں موجود ہے۔ صرف اس قدر فرق نظر آتا ہے۔ کہ سمندر کُل ہے۔ اور بُوند جزُ ہے۔ اور تمام بُوندیں سمندر کے رشتہ میں پروئی ہوئی ہیں +

دُوسرے آتم ہتیارے وہ ہیں۔ جو جیو اور برہمہ کا بھید مانتے ہیں۔ اگر یہ باریک مسئلہ شروع شروع میں نہ سمجھ میں آسکے۔ تو آدمی ان اصطلاحات کے معنی مراد پر تو غور کرے۔ جو برہمہ اور آتما کی لفظی رعایت میں موجود ہیں۔ برہمہ دو لفظ ورِہ (بڑا یا بڑھتا ہوا) اور منَ (گیان یا سوچتا ہوا) سے بنا ہے۔ آتما میں وہی رعایت ات (حرکت) اور منَ (سوچ وچار) میں بھی ہے۔ یہ اصطلاحات خود صاف لفظوں میں اصلیّت کا اظہار کر رہے ہیں کہیں دُور نہیں جانا ہے۔ حقیقت ناموں میں موجود رکھی گئی ہے۔ ذرا غور کرنے سے پتہ لگیگا۔ کہ جو برہمہ ہے۔ وہی جیو ہے۔ بیوہاریتا میں صرف نام کا بھید ہے۔ پرمارتھ میں یہ بھید نہیں ہے +

تیسرے آتم ہتیارے وہ ہیں۔ جو کرم کرنے سے کتراتے ہیں۔ اِن اپاہجوں نے کرم کی مراد غلط سمجھی ہے۔ اور مفت کی دام خوری کے دلدادہ بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے بھی اپنشد یا ویدانت کی مُراد نہیں سمجھی +

چوتھے آتم ہتیارے وہ ہیں۔ جو سمجھ بُوجھ نہ رکھتے ہوئے گیان کی مخالفت برتتے رہتے ہیں۔ حالانکہ گیان آتما کا لکشن اور خاصہ ہے +

پانچویں آتم ہتیارے وہ ہیں۔ جو اپنے کرم دہرم ایشور کے ارپن نہ کرتے ہوئے خودی اور اہنکار کے جذبہ ہی کو پختہ کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اس اہنکار ہی ہیں جگت کی جڑ ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایش اپنشد نے اپنے پہلے ہی منتر میں ایشور کے بھاؤ اور عقیدہ کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے جو لوگ ایشور بھاؤ کے مخالف ہیں۔ وہ بھی آتم ہتیارے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ ؛

(۱) نہیں کرم نہ گیان کی اور گئے۔ نہیں تو یوگ کی چاہ تمہیں
نہیں اپنا روپ لکھا کبھی ہی۔ ملے کیسے روپ کی راہ تمہیں
(۲) نہیں سوچا وِچارا۔ نہ مَنن کیا کیوں پرابت ہو سِندھ کی تھاہ تمہیں
ہتیارے ہو۔ ڈوبوگے۔ اور ڈوبائیگا۔ جگ۔ ندھی آتی۔ اَدگاہ تمہیں

سوال ۲۔ اسُروں کا لوک یا اندھیرے لوک ہیں ان آتم ہتیاروں کے جانے کا کیا مطلب ہے۔ کیا نظام قدرت میں ایسے لوک موجود ہیں۔ یا یہ شاعرانہ استعارہ میں ناپسندیدہ حالت سے مراد ہے ؟

جواب :۔ دونوں ہی باتیں صحیح ہیں۔ ایسے تاریک کُرتے بھی ہیں۔ اور اس قسم کی حالتیں بھی ہیں۔ جو شخص مزاج اور طبیعت کا جیسا ہوتا ہے۔ اس کے رہنے کی جگہ بھی ویسی

بقیہ نوٹ صفحہ ۸۲ گورو بِشنو۔ نربشنو۔ وید بشنو۔ سنسار
(کبیر صاحب کا کلام) مانگش سوٹی جانئے جاہی بویک وِچار

ہوتی ہے۔ لطیف شے لطیف مقام میں رہتی ہے۔ اور کثیف شے کے لئے کثیف جگہ مقرر رہتی ہے۔ یہ اصول ہے۔ اور یہ اصول قدرت میں ہر جگہ نظر آتا ہے۔ اور تم لوگ اپنی خانہ داری کے نظام میں بھی اُس کی پابندی کو مدِ نظر رکھتے ہو۔*

سوال ۳ - اِن کو آتم ہنیارا کیوں کہا گیا؟

جواب - اس کا مفصل جواب تو دے دیا گیا۔ اب پھر سُنو۔ آتم ہنیارے وہ اِن وجہوں سے ہیں:

(الف) وہ اپنے آپ کو علیحدہ شخصیت اور فردیت مانتے ہیں حالانکہ یہ علیحدگی قدرت میں کہیں نہیں ہے۔ سمندر سے نہ بوند جدا ہیں نہ بوند سمندر سے جدا ہیں۔ پھر یہ بوند بوند بھی آپس میں جدا نہیں ہیں۔

(ب) یہ ایشور کو اپنے سے بالکل نیارا اور مختلف مانتے ہیں۔ حالانکہ اسی میں ادت پروت ہیں۔ جو شخص ایشور کو اپنے سے جدا مان کر اُس کی بھگتی کرتا ہے۔ اُسے اس قدر بھی سمجھ نہیں ہے۔ کہ بھگتی پریم ہے۔ پریم محبت ہے۔ محبت جب ہوگی اپنے ہم جنس کی ہوگی۔ اور اصلی محبت تو صرف اپنی ذات کی ہے۔ غیر ذات اور غیر جنس کی بھگتی خواہ محبت کا قدرت میں کہیں نہیں ہے۔ جو ایشور ر- دید- برہم- کشیتر وغیرہ کو اپنی ذات سمجھ کر نہیں مانتا۔ بلکہ اپنے سے جدا سمجھ کر مانتا ہے۔ وہ اُسی طرح آتم ہنیارا ہے۔ جس طرح کوئی جسم رکھنے والا شخص اپنے ہاتھ پاؤں کو جسم سے جدا مانتا ہے۔ اس لئے ایسا آدمی تفرقہ پسند ہوگا۔ تفرقہ پسندی خودکشی ہے۔*

* یہ مضمون ورہدارنیک اپنشد میں تیسری ادہیا کے سمواد کے سلسلہ میں مفصل اور واضح صورت میں آتا ہے۔

درجا قدرت میں ہر جگہ وحدت ہے۔ جیسے قلت اور کثرت کہا جاتا ہے۔ وہ بھی وحدت ہے۔ اور جو ایسا نہیں سمجھتا۔ اُسے آتم ہتیارے کے سوا اور کیا کہا جائے۔ تمام تفرقہ پسند مُشرکؔ دویت وادی آتم ہتیارے سمجھے جانے کے قابل ہیں ✦

(د)۔ اور پہلے آتما کی تعریف میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ آتما اَت (حرکت) اور منن (غور تمیز) سے خالی نہیں ہے۔ اس نظر سے جو بیکار اور بیعقل رہنے کے خیال کو پختہ کرتے ہیں۔ وہ بھی آتما کے ہنن کرنے والے اور اپنے آپ کو ذبح کرنے والے ہیں۔

وغیرہ وغیرہ

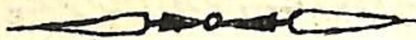
اعتراض۔ جب تمہارے کہنے کے بموجب قدرت میں دویت کا اہتمام ہی نہیں ہے۔ اور ایک کے سوا تم دوسرے کے وجود کے قابل ہی نہیں ہو تو پھر کسی کو آتم ہتیارا کہنا صحیح اور سچّا کیسے ہو سکتا ہے!

جواب (۱) جیسے ہم اپنے آپ ہی ہیں۔ بات چیت کرتے ہیں۔ اور سوال و جواب ہوتے رہتے ہیں۔ ویسے ہی یہ حالت بھی سمجھو۔ ایک ہی وجود ہے۔ جس نے اپنے کو سب میں محیط کُل بنا رکھا ہے۔ اس پر کافی روشنی دوسری اُپنشدوں کی تعلیم سے ملیگی

خلاصہ (۱) بیکاری اور بیعقلی اُصول قدرت کے خلاف ہیں ✦

(۲) بیکار اور مُعقل خودکش اور آتم ہتیارے ہیں ✦

(۳) بیکار اور بیعقل مرکر تاریک کرّوں میں جگہ پاتے ہیں ✦



چوتھا منتر

مات رِشوا - کی تعریف

(۵۰) اڈول - ایک (اور) مَن سے زیادہ تیز (ہے) دیوتا (اندریاں) اُسے نہیں پہنچ سکتیں - (وہ سب کے) آگے آگیا ہے۔ وہ دوڑتے ہوئے دوسروں کو لانگھ گیا ہے۔ ٹھہرا ہُوا اُسی پر اُسی کا سہارا (ہے) اپ اطاقتوں کو وہ مات رِشوا (سُوتر آتما محیط کُل جَوہر) الگ الگ تقسیم کرتا ہے ۔

مات رِشوا - ماتری (آکاس وسعت) رِشو (پھیلا ہوا) برہمہ یا ایشور سے مراد ہے - ویدوں میں چھند کی صورت میں پران وایو کو بھی یہ نام دیا گیا ہے ۔

تفسیر

سوال - برہمہ کی تعریف کیا ہے ؟

جواب - بے حرکت اور من سے زیادہ تیز - اندریوں کی

رسائی سے اونچا۔ سب کے آگے۔ ایسا باحرکت کہ سب کو اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ وہ آدھار محض ہے۔ ساکن ہے۔ اور اُسی پر سب ٹھہرے ہوئے اُسی کے سہارے ہیں۔ اُسی محیط کُل جوہر سے سب کو طاقت ملتی ہے۔ (وہ مات رِشوا یا سُوتر آتما ہے۔ جو ہر شے میں اوت پروت ہے)

سوال ۲- کیا اس تعریف میں اجتماع ضدّین کا نقص نہیں ہے؟

جواب۔ نہیں*

سوال ۳- حرکت اور بےحرکتی باہمدگر مخالف ہیں۔ اُپنشد کہتی ہے کہ وہ ٹھہرا ہُوا ہے۔ اور ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتی ہے۔ کہ وہ حرکت میں سب سے آگے بڑھ گیا ہے!

جواب۔ یہی تو اس کے سمجھانے کی خوبی ہے۔ اور کسی طرح یہ مضمون صاف نہیں ہونیوالا تھا۔ اُپنشدوں نے اسے یا تو نفی کے پہلو کو لے کر ذہن نشین کرایا۔ یا اس طرح اجتماع ضدّین کی مدد سے سمجھایا۔ اب تم توجہ کے ساتھ سُنو۔ تاکہ اسے خُوب سمجھ سکو*

ایشور جگت کا جوہر ہے۔ جو کُل اور جُز سب میں رہتا ہے اور جو جُز اور کُل سب میں محیط ہو۔ وہ غیر منقسم اور اکھنڈ ہے اور ایک ہے۔ اور دائم اور قائم ہے۔ اور جو یہ حرکت پرتیت ہوتی ہے۔ یہ اسُی کے محیط کُل چیتن شکتی کا کھیل ہے۔ یہ حرکت کہیں باہر یا اُس سے علاوہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے سوا جب دوسرا ہو۔ تب وہ اس میں حرکت کرے۔ یہ سب رچنا اسُی میں اور اسی کے آسرے ہے۔ اور اس نظر سے وہی برہمانڈ

کے جگت میں رہتا ہُوا پنڈ کے جگت میں بھی رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جسے تم جیو کہتے ہو۔ اصلیت کی نظر سے وہ برہمہ ہی ہے خودی کا پردہ اگیان کی صورت میں ہے۔ جس کی وجہ سے جیو اپنے آپ کو جزٗ سمجھ کر اُس کل سے جُدا سمجھ بیٹھا ہے۔ حالانکہ اگر کُل میں سے ایک جزٗ بھی علیحدہ نکال لیا جائے۔ تو اس کی علیحدگی سے وہ کل کُل نہ کہلائیگا۔ بلکہ دو اجزا بنجائینگے۔ جن میں سے ایک بڑا ہے۔ اور دوسرا چھوٹا ہے +

میں نے اس کُلیّت اور مجموعیت کے سمجھانے کی کوشش پہلے بھی سمندر کی مثال سے کی ہے۔ اب سمندر سوچو کیا ہے؟ کُل ہی تو ہے۔ اور اس کے جو اجزا بوندوں کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ وہ خود بھی تو سب سمندر ہیں۔ سمندر ان سب میں سمایا ہوا ہے۔ اسی طرح وہ ایشور بھی کُل کی شکل میں جیو جیو کے اندر بسا ہُوا ہے۔ جیو کو اُسی طرح اس کا جزٗ (صرف کہنے کے لئے) مان لو۔ جیسے بوند کو سمندر کا جزٗ مانتے ہو۔ لیکن جیسے بوند سمندر ہے۔ اور سمندر کے سمندر پنے سے نہ خالی ہے۔ نہ خالی سمجھا جا سکتا ہے۔ ویسے ہی جیو برہمہ ہے۔ اور برہمہ کے برہمہ پنے سے نہ جدا ہے۔ اور نہ جدا کیا جا سکتا ہے +

یہ برہمہ یا برہمہ پنا آدھار ہے۔ اور اس کے اندر جو جیو پنا پرتیت ہو رہا ہے۔ وہ جزویت کے گیان کا کھیل ہے۔ اس جزویت کے گیان کے کھیل میں حرکت ہے۔ حرکت برہمہ میں نہیں ہے۔ اور وہ بھی برہمہ کے اندر ہی ہے۔ اس کے باہر نہیں

ہے۔ اس نظر سے برہمہ میں حرکت اور بے حرکتی کے اجتماع ضدین کو سوچ سمجھ کر تسلیم کیا گیا ہے۔ اگر اس طرح سمجھا جائے۔ تو پھر برہمہ کی اصلیت سمجھنے میں ذرا بھی دقت نہ محسوس ہو۔ اور ضدین کا نقص بھی نظر نہ آئے ۔

سوال ۴۔ وہ من سے تیز اور اندریوں سے آگے پہنچا ہوا ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب ۔ اُس تک من اور اندریوں کی رسائی نہیں ہے یہ ضرور ہے۔ کہ جہاں جہاں من اور اندریاں ہیں۔ وہاں وہاں برہمہ بھی ہے۔ لیکن یہ کبھی نہ کہا جا سکتا ہے۔ نہ کہنے میں آتا اور آسکتا ہے۔ کہ برہمہ کی حد یہاں ہی تک ہے۔ بلکہ خیال فوراً مرکزی نقطہ بنائے ہوئے۔ برہمہ کو اسُی وقت اس مرکزی نقطہ سے اونچا پاتا ہے۔ اور وہ اسُ سے پرے پرنیتا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہا گیا ہے۔ کہ برہمہ من سے تیز اور اندریوں کی پہنچ سے پرے ہے ۔

سوال ۵۔ برہمہ ساکن ہے۔ اور سب اسی کے سہارے ہیں اور اُسی کی مدد سب کو ملتی ہے۔ اس کی کچھہ صراحت درکار ہے ۔

جواب ۔ یہ بات تو آئینہ کی طرح صاف ہے۔ سمندر میں کونسی بُوند ہے۔ جو سمندر کے سہارے نہیں ہے۔ اور سمُندر اُسے مدد نہیں دے رہا ہے۔ ہر بوُند کے پس پشت ہر جگہ اور ہر وقت سمندر ہی تو لہرا رہا ہے۔ اور سب کا سہارا بنا ہُوا

سب کا مددگار ہے - اور سب اُسی پر قائم ہیں۔ وہی تو سب میں اوت پروت ہے - وہی سب میں بھرا ہوا ہے۔ اس سے خالی ایک بھی تو نہیں ہے۔ نہ ہو سکتا ہے۔ یہ سبب ہے کہ اُپنشد نے سب سے پہلے منتر میں ہی ہدایت کی - کہ سب میں برہمہ کو بسا کر تب اس جگت کو ویراگ کے ساتھ بھوگو۔ اور کسی کے دھن کی لالچ نہ کرو۔

خلاصہ - برہمہ محیطِ کُل - بے حرکت - ایک - من سے تیز - اندریوں کی پہنچ سے پرے - سب کا آدھار - اور سب کا سہارا دینے والا ہے۔

پانچواں منتر

مزید تعریف

منتر

وہ چلتا ہے۔ وہ نہیں چلتا ہے۔ وہ دُور ہے وہ یقینی طور پر نزدیک ہے۔ وہ اس سب جگت کے اندر ہے۔ وہ سب جگت کے باہر ہے۔

تفسیر

سوال ۱- یہاں پھر اجتماع ضدین کا نقص آگیا۔

جواب - پھر ہوا کیا؟ کیا وہ ایش یا برہمہ ایسا نہیں ہے اس کا جواب پورے طور پر چوتھے منتر میں دے دیا گیا ہے کیا پھر دوبارہ اُس کا اعادہ کرانا چاہتے ہو؟ تاہم پھر بھی کچھ نہ کچھ سُن لو:-

آدھار اور سب کا سہارا ہونے کی وجہ سے وہ ساکن ٹھہرا ہوا اور بے حرکت ہے۔ اور چونکہ اسی کے سہارے سب کو طاقت ملتی ہے۔ اور سب میں اُسی کی طاقت سے حرکت آتی ہے۔ اس لئے وہ با حرکت ہے ؛

جو اُسے اپنی ذات۔ اپنا جوہر۔ اپنی اصلیت اور اپنا تتّو مانتے ہیں۔ اُن سے تو وہ یقیناً نزدیک ہے۔ لیکن جو اُسے اپنے سے جُدا۔ اپنے علاوہ۔ اور اپنے سے مختلف مانتے ہیں۔ اُن سے وہ یقیناً بہت دور ہے۔ یہ اُسے نہ سمجھینگے نہ سمجھ سکینگے۔ اور نہ وہ اِن کی سمجھ میں آنیوالا ہے۔ کیونکہ یہ ایشور کو غیر مان رہے ہیں۔ مغایرت میں محبت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ ایشور کے ہزار بھگت کہلاتے ہوئے بھی اُسے دور ہی پائینگے۔ اور تم کو جو دنیا میں یہ فتنہ۔ فساد نظر آرہا ہے۔ وہ صرف اِسی مغایرت کا نتیجہ ہے۔ مغایرت دوری ہے۔ محبت قرب ہے۔ متعصب اور یکشیاتی اہل مذاہب خدا پرستی یا ایش پرستی کی ڈینگ مارتے ہوئے بھی خدا

یا ایشور سے لاکھوں کوس کی دُوری میں ہیں۔ یہ جھگڑالُو اور تفرقہ انداز بنے رہینگے۔ کیونکہ مغایرت کے غلام اور دلدادہ ہیں۔ ایشور کو صرف وہ پا سکتے ہیں۔ جو اُسے اپنی ذات سمجھتے ہیں اس سمجھ کے آتے ہی وہ قریب ہو جاتا ہے۔ مغایرت کی جگہ محبت لے لیتی ہے۔ اور تفرقے مِٹ جاتے ہیں ؛

وہ سب کے اندر ہے۔ اسی خیال سے پہلے منتر میں سب میں اس کے بسانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ وہ حقیقت میں سب متحرک اور غیر متحرک اشیا کو اپنا گھر بنائے ہوئے ان کے اندر بسا ہوا ہے۔ اور وہ ان کے باہر بھی ہے۔ کیونکہ اگر تم یہ کہو کہ یہ جگت ہی برہمہ ہے۔ تو اسی وقت جگت اس کے سہارے پر ثبت ہوگا۔ اور برہمہ اس سے پرے سوچا جائیگا وعلےٰ ہذالقیاس ؛

—:—

خلاصہ۔ دور نزدیک۔ باحرکت بےحرکت۔ اندر اور باہر بہ۔ ہم ہی برہم ہے ؛

—:—

اوپر کے پانچ منتروں پر مزید روشنی

پہلے منتر میں ایشور کے ایک مُستقل اور مضبوط خیال بندھانے کی تدبیر بتائی گئی۔ اس سے سچّی اثبات پسندی کا

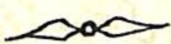
سبق ملتا ہے۔ ساتھ ہی چونکہ انسان کو بھوگ بلاس کی پڑی رہتی ہے اور یہ ہوس کمتر آدمیوں کے دلوں سے دور ہوتی ہے۔ اس لئے اُن سے جگت کا بھوگ نہیں چھینا گیا۔ بلکہ اُس کے بھوگنے کی ہدایت ایشور پر بھروسہ رکھتے ہوئے۔ ویراگ کے ساتھ بھوگنے اور دوسروں کی دولت کی لالچ سے بچ کر رہنے کی ہدایت کی گئی۔ کیونکہ لالچ کرنے سے پھر یہ بھوگ بھی ہاتھ نہ آئیگا۔ یہ ایمان اور اثبات پسندی ہے۔

دوسرے منتر میں کام کرنے کی تاکید اور بیکار رہنے کے برخلاف ممانعت کی گئی ہے۔ اور سمجھایا گیا ہے۔ کہ اگر ایشور پرست بے ہوس۔ ویراگی ہو کر جگت کو بھوگا جائے۔ اور ساتھ کرم کرتا ہوا آدمی سو برس تک زندہ رہے۔ تو یہ کرم اُسے کبھی قید و بند میں نہ لائیگا۔ نہ وہ بندھن کا باعث بنیگا۔ یہ کرم اور نشکام کرنے کا اپدیش ہے۔

تیسرے منتر میں گیان۔ سمجھ بوجھ۔ بوبک اور تمیز سے کام لینے کی ضرورت محسوس کرائی گئی۔ کیونکہ بغیر گیان کے ایک میں انیک اور انیک میں ایک کی اصلیت کا سمجھ میں آنا مشکل ہے۔ اور انسان کے اگیانی بن کر تفرقہ پسند بنجانے کا خطرہ ہے۔ ایسے اگیانیوں کی بابت جتایا گیا ہے۔ کہ وہ مرنے کے بعد تاریکی میں جاتے ہیں۔ جو صحیح ہے۔ یہ گیان کے تعلق میں ہے۔

چوتھے منتر میں ایشور کی ایشوریتا۔ یا برہم کا برہمپنا سمجھایا گیا۔ جو وحدت اور وحدانیت اور توحید ہے۔ اور کس طرح

وہ ایک ہوتا ہُوا سب میں سمایا ہے۔ یہ توحید کی بابت ہے
پانچویں منتر میں اسی توحید کو اور زوردار پیرایہ میں مزید
صراحت کے ساتھ ذہن نشین کرایا ہے۔ یہ بھی توحید کے
تعلق میں ہے +



چھٹا منتر

توحید پرستی سے فائدہ

جو سب بھُوتوں (پرانیوں) کو آتما میں ہی دیکھتا
ہے۔ اور سب بھُوتوں (پرانیوں) میں آتما کو دیکھتا ہے
اس (کی وجہ) سے وہ کسی سے نفرت نہیں کرتا +

تفسیر

سوال ۱۔ سب کو آتما میں دیکھنے کا مطلب کیا ہے ؟
جواب۔ بُوندوں میں سمندر کو دیکھنا۔ جیووں میں ایشور کو
دیکھنا۔ اور سب میں آتما کو محیط سمجھنا۔ یہ سب کو آتما میں
دیکھنا ہے +
سوال ۲۔ سب پرانیوں میں آتما کو دیکھنے سے کیا غرض ہے؟
جواب۔ پہلے منتر کی ہدایت پر غور کرو۔ اس سب میں ایشور

گو بسا دو وغیرہ وغیرہ - آتما کو سب میں دیکھنے کا یہ مطلب ہے - یوں سمجھو یہ جتنے پرانی نظر آتے ہیں - وہ بے شمار گھر ہیں اور ان سب کے اندر ایک آتما مکمل طور پر بسا ہوا ہے - یہ مکان ہیں - اور وہ مکین ہے - یہ مسکن ہے - اور وہی سب میں ساکن ہے +

سوال ۳ - اس طرح سمجھنے سے فائدہ کیا ہوگا؟

جواب - تفرقات مٹ جائینگے - مغایرت جاتی رہیگی - کسی کی تعریف اور مذمت سے سروکار نہ رہیگا - یہ فائدہ ہے +

سوال ۴ - آتما سے ایشور مراد ہے - یا اور کچھ!

جواب - آتما تو آتما ہے - آتما کہتے ہیں ذات کو - جوہر کو - تم یہاں آتما سے مراد ایش یا ایشور سے لے سکتے ہو - کیونکہ ایش اُپنشد اسی لفظ سے شروع ہوتی ہے - لیکن یہ تم کو بار بار سمجھا دیا گیا ہے - کہ ایش یا ایشور اپنی ہی ذات ہے - اگر وہ اپنی ذات نہیں ہے - تو پھر کچھ بھی نہیں ہے - اس کی نہ بھگتی ہوگی - نہ اس کا پریم ہوگا - اور جب پریم نہ ہوگا - تو مغایرت ہوگی - اور جب مغایرت ہوگی - تو پھر تفرقے شروع ہونگے - یہ اچھا یہ بُرا - میرا مذہب صحیح اس کا مذہب غلط - اور اس قسم کا مغایرت پسند اور متعصب آدمی روز بروز تاریکی کے غار میں گرتا جائیگا - اور اس کا نتیجہ آتم ہتیا ہوگا +

سوال ۵ - کیا بھلے کو بھلا اور بُرے کو بُرا کہنا نفرت پھیلانے

ہیں داخل ہے؟

جواب - یہ بات آدمی کی نیّت پر موقوف ہے۔ اور نیّت کے اندر خود غرضی رہتی ہے۔ اور خود غرضی میں نفسانیت ہے۔ نفسانیّت مغایرت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور اس کا نتیجہ تم کو بتا دیا گیا۔ اگر نیّت میں فتور نہیں ہے۔ اور نیک نیتی سے کسی کو بھلا بُرا کہا جاتا ہے۔ تو اس میں اسقدر عیب نہیں ہے۔ لیکن ان کے لئے جو سب میں آتما ہی کو سمایا ہوا دیکھتے ہیں۔ بُرا بھلا کہنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ جب آتما ہی پر نظر ہے۔ تو آتما تو نہ بُرا ہے۔ نہ بھلا ہے۔ اُسے کون بُرا بھلا کہنے لگا۔ اور اُسے بھلا بُرا کہنا ہی کیوں پڑیگا

خلاصہ - سب میں آتما ہے۔ اُسی کی طرف نظر رہے۔ اور نفرت سے پرہیز کرو۔

ساتواں منتر

وحدت کا ثمرہ

جس میں سب بھوت دپرانی، آتما ہی دپرتیت،

ہو گئے - وہاں ایکتا (وحدت) کو دیکھنے ہوئے -
گیان والے پُرش کو کیا موہ اور شوک ہوتا ہے ؟ -

تفسیر

سوال ۱- تمام پرانی آتماہی آتما ہو گئے اسکا کیا مطلب ہے؟
جواب- اس کا مطلب یہ ہے - کہ (۱) وہ جو اپنے کو سمجھتا ہے - ویسا ہی دوسرے کو سمجھتا ہے - (۲) وہ آتما ہے - اور سب بھی آتما ہیں - (۳) اس میں یکسانیت کی نظر آگئی (۴) وہ ایکتا دیکھنے والا (وحدت بین) ہو گیا (۵) اس کی نظر میں سب ایک آتما ہی ہو گئے - آتما کے سوا اب اُسے کچھ نہیں بھا سکتا اسی کا نام آتم گیان یا ہمہ گیان ہے - جسے ایسا گیان آگیا وہی گیانی اور وگیانی ہو گیا ۔

سوال ۲- گیان تو ہو گیا - سمجھ آگئی - یہ تو مان لیا - پھر موہ اور شوک کیسے چلا گیا ؟ موہ اور شوک تو شخصیت کے ساتھ رہتے ہیں ۔

جواب- شخصیت جو محدود تھی - وہ غیر محدود ہو گئی - تنگی اور تنگ خیالی جاتی رہی - اُس کی جگہ وسعت اور فراخ خیالی نے لے لی - تنگ اور محدود شخصیت کی سمجھ کی حالت میں وہ خود غرض اور صرف اپنے ہی نفع پر نگاہ رکھنے والا تھا - اب اس کے ذہن نشین ہو گیا - کہ یہ چراچر جگت اور کچھ نہیں ہے

اُسی کا روپ اور اُسی کی ذات اور اُسی کی حقیقت ہے اور جب دوسرے اُسسے جُدا جُدا نہیں پرنیت ہوتے۔ تو پھر بھرم کیسے اور کس کا ہوگا! بھرم تو وہاں ہوتا ہے۔ جہاں مغائرت ہوتی ہے۔ اور دو ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر مان کر اور جان کر ڈرتا رہتا ہے۔ کہ کہیں وہ دوسرا اُسے نقصان نہ پہنچائے۔ لیکن جب ایک ہی ایک رہ گیا۔ دوسرا نہیں رہا۔ تو یہ موہ (بھرم یا تعلق) کس کو اور کیوں ہونے لگا۔ یہ ایک ایک کو نہ نقصان پہنچاتا ہے۔ نہ خوف دلاتا ہے۔ جو بھرم یا موہ کے نتیجے ہیں۔ ایک ایک کو ایسا نہیں کرتا۔ اس کا اِمکان ہی نہیں رہتا۔ اور جب دو پنے اور علیحدگی کا بھرم نہ رہا۔ تو پھر اس کے بعد افسوس اور شوک کیوں۔ کِسے اور کیسے ہوگا؟

سوال ۳۔ ایکتا کے معنی تو ایک پنا ہیں۔ یہ صحیح ہے۔ ایک جیسا سمجھنا تو ممکن ہے۔ اور ہو بھی سکتا ہے۔ لیکن اس سے یہ تو مُراد نہیں ہے۔ کہ سب مل کر ایک ہی ہو گئے دوسرا نہیں رہا۔ اور دوسرے کا وہم جاتا رہا؟

جواب۔ اس کی مُراد ہی یہی ہے۔ کہ ایک کے سوا دوسرا نام کو بھی نہ رہا۔

سوال ۴۔ اِسے کسی مثال سے صاف کیجیے۔

جواب۔ جب تک دوپنا۔ مغایرت۔ اثنیت اور کثرت ہے۔ تب تک سمندر میں یُونہی بوند نظر آتے ہیں۔ یہ بوند

کا نظر آنا نظر کو تنگ بنانا ہے۔ اور جب نظر کی یہ تنگی گئی
تو اب صرف ایک ہی سمندر آنکھوں کے سامنے ہے۔ بُوندوں
کی کثرت اب اُس میں پرتیت نہیں ہوتی۔ اسی کا نام ایکتا۔
ایک پنا اور وحدت ہے۔ اس کے سوا ایکتا اور ایک پنا اور
کوئی چیز نہیں ہے +

سوال ۵۔ تم جب دیکھو سمندر ہی کی مثال دیا کرتے ہو۔
اور کوئی مثال نہیں دے سکتے ؟

جواب۔ کیوں نہیں دے سکتے۔ یہ جگت یا دنیا عالم مثال
ہی تو ہے۔ یہاں مثالوں کی کیا کمی ہے۔ جب تم کرنوں کی جانب
نظر کرتے ہو۔ کرن ہی کرن نظر کے سامنے ہیں۔ نظر کو پھیلا دو
کرنوں کی کثرت اسی وقت سورج کی شکل میں تبدیل ہو جائیگی۔
تم تنگ نظر بن کر ریت کے ذرہ ذرہ ہی کو دیکھ رہے ہو۔
فراخ نظر ہو جاؤ۔ ریگستان مجموعی طور پر آنکھوں کے سامنے
آجائیگا۔ تم محدود نگاہ والے ہو کر ایک ایک درخت کو دیکھتے
ہو۔ اُن کے الجھن میں پھنستے ہو۔ ذرا اپنی نگاہ کو وسعت دے
لو۔ پھر جنگل ہی جنگل دکھائی دینے لگیگا۔ یہ اور مثالیں ہیں +

سوال ۶۔ ان مثالوں سے یہ تو نہیں ظاہر ہوتا۔ کہ ذروں
کی۔ کرنوں کی اور درختوں کی ہستی جاتی رہی ؟۔

جواب۔ یہ بات تم سے کس نادان نے کہی ہے۔ کہ ان
کی ہستی جاتی رہی۔ ہست کی ہستی تو کبھی کسی حالت میں بھی
نہیں جاتی۔ یہاں جو ہست ہے۔ وہ نیست کبھی نہیں ہوتا

اور جو نیست ہے۔ وہ تو پہلے ہی سے نیست ہے۔ اس میں ہستی کیسی!

سوال ۷۔ تمہاری بات مُوثر اور زوردار تو ہے۔ لیکن مجھ میں کچھ کمی ہے۔ جس کی وجہ سے میں اس ایکتا یا وحدت کو جیسا چاہیئے۔ نہیں سمجھ رہا ہوں ٭

جواب۔ ایسا ہی ہے۔ تم بتاؤ۔ دل کے اندر کیا وہم ہے تب میں جواب دوں ٭

سوال ۸۔ میں تو یہ سمجھ رہا ہوں۔ کہ ایک جیو آتما ہے۔ اور ایک پرماتما ہے۔ یہ دو ہیں۔ اور یہ ہمیشہ دو رہینگے۔ ان کا دوپنا کبھی جانے والا ہی نہیں ہے۔ اور جب یہ بات ہوئی۔ تو تم جس ایکتا یا وحدت کو ذہن نشین کرانا چاہتے ہو۔ وہ غلط۔ مبُہم۔ اور موہوم مضمون ہے ٭

جواب۔ جیو آتما اور پرماتما کی علیحدگی کی حالت ہمیشہ نہیں رہتی۔ یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ اصل میں علیحدگی نہیں ہے یہ صرف فرضی اور وہمی ہے۔ اس لئے اُسے دائمیّت نہیں ہے۔ وحدت کے وقت چاہے وہ جس حالت میں ہو۔ جیو آتما اور پرماتما کے درمیان فرق ہی نہیں رہتا ٭

سوال ۹۔ مثال سے واضح کیجئے ٭

جواب۔ مثلاً جب تک تم جاگتے ہو۔ تب ہی تک یہ انیک جگت بھاستا ہے۔ اور جب گہری نیند۔ شوشپتی کی حالت آگئی۔ پھر وحدت آگئی۔ اس کیفیت میں نہ کہیں جیو آتما ہے

نہ پرماتما ہے۔ صرف ایک ہی ہستی ہے۔ جو مکمل وحدت ہے۔ اس میں نام کے لئے بھی فرق نہیں رہتا ہے۔ اگر فرق رہتا۔ تو اس حالت میں بھی آتما اور پرماتما کا بھید ہوتا۔ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے یہ بھید بالکل فرضی اور وہمی ہے۔ یہ صرف وہم کی حالت میں پرتیت ہوتا ہے۔ اور جب یہ وہم مِٹ جاتا ہے۔ تب ہی موہ اور شوک کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اُس سے پہلے ایسا نہیں ہوتا۔ سُوشپتی کی کیفیت وحدت کی کیفیت ہے۔ اس میں نہ آتما ہے۔ نہ پرماتما ہے۔ صرف ہے پنا یعنی ہستی مطلق ہے۔ اور اس واحد ہستی مطلق میں تم موہ اور شوک کو تلاش کرو۔ اُن کا کہیں بھی پتہ نہ رہیگا۔ اور پتہ کیوں ہو! وہاں مغایرت۔ دوپنا اور انیک پنا کا نام و نشان تک نہیں ہے۔

سوال ۱۰۱۔ ایسی حالت کو میں سمادھی کہتا ہوں۔ یہ حالت سمادھی میں آتی ہے۔ اس وقت جیو آتما پرماتما میں لین ہو جاتا ہے۔

جواب۔ یہ بالکل بھرم ہے۔

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرت انسان پر
فعلِ بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر

سمادھی صرف سَم کے دھارن کر رکھنے کا نام ہے۔ یہ سَم کس میں دھارن کیا جاتا ہے؟ اپنے میں۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ اپنے ہی میں ہوتا ہے۔ اپنے سے باہر نہ کچھ ہے۔ نہ

کبھی ہُوا۔ نہ ہونے کا اِمکان ہے۔ یہ صاف صاف اور سچّی سچّی باتیں ہیں۔ اِن کا سمجھنا اس قدر مشکل بھی نہیں ہے۔ لیکن دویت وا اور شرک کے غیر فطرتی وہم کو پختہ کرتے کرتے اس قدر اگیانی ہو جاتے ہیں۔ کہ یہ حقیقی سچّی اور قدرتی بات ان کی سمجھ سے باہر ہو جاتی ہے۔ یہ ہمیشہ آتما اور پرماتما کے موہ (بھرم) میں پڑے رہینگے۔ اِن کا موہ اور شوک اگر دور بھی ہو تو کیسے ہو! کیونکہ دل میں دویت۔ دو پنے۔ اور کثرت کے وہم کا بھوت سمایا ہوا ہے "

سوال ۱۱۔ (اعتراضی پہلو کے ساتھ) "یار! تم تو صاف لفظوں میں ناستک ہوئے جا رہے ہو۔ ایشور تک کی جڑ کاٹ دی۔ جو ہے وہ آتما ہی ہے۔ پرماتما کچھ بھی نہ رہا۔ حالانکہ اس میں ایش اُپنشد کی تعلیم 'ایشور' لفظ سے شروع ہوئی ہے"

جواب۔ تم پھر اور گہرے بھرم میں پڑ گئے۔ ہم ایشور کی ہستی سے منکر تو کسی حالت میں نہیں ہیں۔ ایشور خیالی اور معتقدانہ معراج ہے۔ وُہی تو وحدت کی نظر سے منزلِ مُراد اور اِشٹ پد ہے اور وہ ہماری اپنی ذات ہے۔ جو جیو پنے کی وہمی حالت میں نظر کے وسیع کرنے کے لیئے ہم اس پر غور کرتے رہتے ہیں۔ اسی کا نام وحدت ہے۔ ایشور ایک ہے۔ دو چار دس بیس ایشور نہیں ہیں۔ اور جب وہ ایک ہے اور اس کے سوا دوسرے کا امکان ہی نہیں ہے۔ تو وہ اگر ہماری ذات نہیں ہے۔ اور کیا ہوگا! وہ نہ ہم سے کبھی جُدا ہے۔ نہ جدا ہُوا۔ اُپنشد اسی خیال کو آہستہ آہستہ بھرم مٹاتے ہوئے سمجھانے کی کوشش کرتی ہے

خلاصہ۔ وحدت بین گیانی وحدت بین ہے۔ اور موہ شوک سے آزاد ہے ۔

چھٹے اور ساتویں منتر پہ مزید روشنی

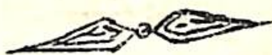
جو کچھ ہے وہ برہم ہی ہے۔ وہ اٹل اور غیر تبدیل ہونے والا ہے۔ اور اس لئے دائم قائم ہے۔ مَن۔ پران۔ جسم مزاج۔ جذبات۔ کرم۔ دھرم تبدیل ہونے والی صورتیں ہماری ذات نہیں ہیں۔ صفات بیشک کہ لو۔ ذات میں تبدیلی کا امکان محال ہے ۔

جگت میں جو کچھ ہے۔ چاہے وہ متحرک ہو یا غیر متحرک جب ان کو آتم درشٹی (ذات کی نظر) سے دیکھا جاتا ہے تو پھر سب میں وحدت ہی وحدت پرتیت ہونے لگتی ہے۔ اور وحدت چونکہ ذات ہے۔ اور کوئی مخلوق

اصلیت اور حقیقت کی نظر سے ہم سے نہ جُدا ہے۔ نہ مختلف ہے۔ جب یہ گیان ہوجاتا ہے۔ تو پھر آتما ہی مکمل پرماتما بھاسنے لگتا ہے۔ اور موہ شوک کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوجاتا ہے ÷

—:—

صرف اسی کو جس نقطۂ نظر سے ممکن ہو۔ ذہن نشین کرلینا ہے



آٹھواں منتر

برہمہ کی تعریف

منتر

—:—

وہ نورانی۔ بغیر جسم۔ بغیر زخم۔ بغیر رگ وریشہ والا۔ شُدھ (پاک) اور پاپ کی چھوت سے آزاد۔ سب جگہ موجود ہے۔ سب کا دیکھنے والا۔ من کا پریرنا کرنے والا سب میں محیط ہے۔ سوئمبھو (آپ ہونیوالا) (ہستئ مطلق) ہمیشہ سے مناسب اور موزوں طریقہ پر

اس نے ہر ایک شے کی ترتیب دی ہے۔

سوال ۱۔ اس منتر میں کس کی تعریف ہے۔ آتما کی یا پرماتما کی؟
جواب۔ پرماتما کی جو وحدت واحد اور واجب الوجود ہے۔ وہی اصلی حقیقی۔ دائمی۔ جسم رنگ اور رشتوں کے تعلق سے آزاد ہے۔ پاک ہے۔ بے خطا ہے۔ وہ ہر جگہ ہے۔ سب کا ناظر سب کا متحرک۔ سب میں محیط۔ ہستی مطلق وہ کوی (شاعر) بلند خیال اور منیشی (دانا) ہے۔ جو شے یہاں نظر آتی ہے۔ اُسی کی ذات سے نہایت موزونیت کے ساتھ سب کی ترتیب تقسیم اور تنظیم ظہور میں آئی ہے۔

سوال ۲۔ تب تو خود تم دو کے ماننے والے ہو گئے۔ آتما اور پرماتما کے۔ پھر جب خود بھید وادی اور دویت وادی ہو گئے۔ تو تمہاری وحدت بینی کا اصول جڑ سے کٹ گیا۔ اور تعلیم غلط ثابت ہو لی۔

جواب۔ کب اور کس حالت میں؟

سوال ۲۔ اس وقت اور اس حالت میں۔ اور ہر حالت میں
جواب۔ صرف تمہارے ذہن نشین کرانے کی نیت سے یہ بات کہی گئی ہے۔ تم یکبارگی نہ سمجھ سکتے۔ پرسنگ میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ آتما تو آتما ہی ہے۔ چاہے وہ ورے کا آتما یعنی جیو آتما ہو۔ خواہ پرے کا آتما یعنی پرماتما ہو۔ یہ بات میں نے ساتویں منتر کی تفسیر میں تمہیں ذہن نشین کرا دی تھی

سوال ۴- اُسی کی بنا پر میں اعتراض کرنے لگا ہوں- اور میرے اعتراضات یہ ہیں:-

(۱) جیو ساکار ہے- برہمہ نِراکار ہے-

(۲) جیو ساکار ہونے سے محدود ہے- اور برہمہ نِراکار ہونے سے غیر محدود ہے-

(۳) جیو الپگیہ الپ درشٹا اور الپ کرتا ہے- برہمہ سروگیہ- سرب درشٹا اور سرب کرتا ہے وغیرہ وغیرہ

جواب- یہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو- صفت کی نظر سے کہہ رہے ہو- ذات کی نظر سے نہیں کہہ رہے ہو- سروگیہ تا- الپگیہ تا وغیرہ سب صفات ہیں- اور صفات تبدیل ہوتی رہتی ہیں- اِن کی اپنی جُدا ہستی کوئی نہیں ہوتی- بلکہ ان کی فرضی ہستی کسی اور حقیقی ہستی کے تابع ہے- اپنے اعتراض کے جواب سُنو:-

(۱) اگر جیو ساکار ہے- تو پھر برہمہ ساکار کیوں نہیں ہے؟ جیو پنڈ یعنی جسم میں رہتا ہُوا جسمانی پرنیت ہوتا ہے- اُسی طرح برہمہ برہمانڈ کے جسم میں رہتا ہوا جسمانیت سے آزاد کیسے ہوُا؟

(۲) مانا ظاہری نظر سے جیو الپگیہ اور برہمہ سروگیہ وغیرہ ہے- لیکن یہ دونو صفت ہی صفت ہیں- فرق صرف محدود اور غیر محدود کا ہے- لیکن- اگر ذرا غور کرو- تو آسانی سے سمجھ میں آجائے- اس طرح کی صفت خود محدودیت کا نشان ہے- اصل میں برہمہ صفت کے دائرے سے بھی پرے ہے*

(۴) اب مشابہت کے پہلو کو نظر کے سامنے لے کر سوچو
جسے تم جیو کہہ رہے ہو۔ اس کا روپ کیا ہے ؟ جیو۔ فرضی محدودیت
کی حالت میں بھی جسم۔ رگ۔ ریشہ۔ اور رنگ وغیرہ کی رعایت
سے آزاد ہے۔ وہ بھی آنکھ۔ کان ناک نہیں ہے۔ اور جیسے برہمہ
تمام برہمانڈ کا پریرک ہے۔ وہی اس کی کیفیت اس پنڈ کی
نظر سے ہے۔ جیسے پنڈ اور برہمانڈ کی یکسانیت ہے۔ ویسے
ہی جیو اور برہمہ کی بھی یکسانیت ہے۔ جہاں تمیزی مدّات
اور صفائی توہمات حائل نہیں ہوتے وہاں جیو اور برہمہ میں
فرق نہیں محسوس ہوتا۔ جیسا کہ میں نے سوشپتی کی مثال سے
تمہارے ذہن نشین کر دیا ہے +

سوال ۵۔ آپ کے ہونے والا سے کیا غرض ہے ؟

جواب ۔ منتر میں "سوئمبھو" لفظ آیا ہے۔ اُس کے معنی
آپ ہونے کے ہیں۔ "سوئیم" (خود) بھُو (ہونا)۔ اس سے
مراد ہے۔ کہ حقیقی اور اصلی ہستی صرف اُس کی اور اُسی میں
ہے۔ اور اپنی ہستی کے لئے وہ کسی اور ہستی کا محتاج نہیں
ہے۔ دوسری ہستیاں بھی سب اُسی کی ہستیاں ہیں۔ اُس کے
سوا اور کوئی ہستی نہیں ہے +

سوال ۶۔ کیا مایا یا پرکرتی بھی وہی ہے ؟

جواب ۔ مایا یا پرکرتی ۔ قدرت ۔ صفت اور مادیت کو
کہتے ہیں۔ یہ تم یہ نہیں سمجھ سکتے۔ کہ قدرت قادر میں۔ صفت
موصوف میں۔ اور مادیت مادہ میں رہتی ہے۔ قادر نہ ہو۔

تو قدرت کا رہنا محال ہی نہیں بلکہ غیر ممکن ہے۔ صفت جب ہوگی۔ موصوف ہی کے تابع اور ماتحت ہوگی۔ مادیت مادہ کو چھوڑ کر کہاں جائیگی۔ ایسی حالت میں قدرت اور قادر کے اندر فرق کیا ہے؟ جو وہ ہے۔ وہی تو یہ بھی ہے۔ اس لئے بَل کو بلوان سے جدا سمجھنا اگر بھرم نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے یہاں اصل میں توحید کے سوا اور کوئی شئے نہیں ہے۔ ایک ہی واجب الوجود ہے جس کی ہستی کبھی نمودی شکل میں محسوس ہوتی۔ اور کبھی وجودی صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔

سوال ۷۔ لیکن وہ بغیر جسم بغیر رگ وریشہ اور بغیر رنگ روپ کا کہا گیا ہے!

جواب۔ یہ سچی بات ہے۔ اس کے صحیح ہونے میں شک ہی کیا ہے۔ اس پر پہلے کہ سوچا دیا گیا ہے۔ کیا دوبارہ پھر سننا چاہتے ہو۔ وہ آدھار محض اور سہارا محض ہے۔ اس جگت کا کھیل اسی کے سہارے ہوا کرتا ہے۔ اور لطیف نظری کی نگاہ سے وہ جسمانیت کی رعایت سے پاک اور صاف ہے۔

سوال ۸۔ وہ کوی (شاعر) اور منیشی (دانا) کہا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی ہر شے کا ترتیب اور قاعدہ میں لانے والا بتایا گیا ہے۔

جواب۔ صحیح بتایا گیا ہے۔ کوی اور منیشی ویدک اصطلاحات ہیں۔ کوی کہتے ہیں شاعر اور ناظر کو۔ یہ لفظ رشی کا مرادف

اور ہم معنی ہے۔ اور منیشی کہتے ہیں۔ سوچنے والے یا منن کرنے والے کو۔ ان دونو الفاظ کی مراد کے درمیان فرق ہے۔ کوئی فوق العقل ہے۔ جو اصلیت سے ملا ہوُا اصلیت کا شاہد (دیکھنے والا) ہے۔ منیشی میں غور اور تمیز ہے۔ یہاں اس درجہ میں آکر اس کے اندر تفرقہ پڑ جاتا ہے۔ تب تمیز کو حرکت ملتی ہے۔ برہمہ کے اندر یہ دونو اوصاف ہیں۔ ایک عالمِ بالا پر بلند پرواز رہتا ہے۔ دوسرا منقسم تمیزی قابلیت سے نیچے اُترتا ہوُا۔ اصلیت کے اظہار کے سمجھ پر قادر ہوتا ہے۔ ایک لطیف ہونے سے اروپ اور نرگن ہے۔ دوسرا کثافت کو لئے ہوئے سگن ہے۔ یہ دونو اوصاف برہمہ میں ہیں۔ اور اسی کے سہارے اور اسی میں ہیں۔ اسی وجہ سے وہ سویمبھو آپ ہونے والا کہا گیا ہے۔ وہی اوپر ہے۔ وہی نیچے ہے +

---:---

خلاصہ :۔ برہمہ ہی آزاد مطلق۔ ہستی مطلق۔ گیان مطلق۔ پاک جسمانیت ورنگت وغیرہ سے مبرا محیط کل۔ ناظر۔ ناظم سب کچھ ہے +



نواں منتر

اَوِدّیا۔ وِدّیا۔ کی اُپاسنا

—:—

منتر

جو اَوِدّیا کی اُپاسنا کرتے ہیں۔ وہ نہایت تاریکی میں داخل ہوتے ہیں۔ اور اُن سے بھی زیادہ تاریکی میں وہ داخل ہوتے ہیں۔ جو وِدّیا میں رَت (مست) رہتے ہیں +

—:—

تفسیر

سوال ۱۔ اس میں تو شک ہی نہیں کہ جہالت پسند لوگ تاریکی میں رہتے ہیں۔ لیکن یہ کیوں کہا گیا۔ کہ علم پسند اور علم دوست اُن سے بھی زیادہ اندھیرے میں داخل ہوتے ہیں +

جواب۔ یوں سمجھو۔ وِدّیا۔ اور اودیا دونوں میں سے کوئی مقصد نہیں ہے۔ نہ معراج ہے۔ نہ اِشٹ ہے۔ یہ ضرور ہے۔ کہ اَودّیا یعنی جہالت سے وِدّیا اور علم ہزارہا درجہ بہتر

ہے۔ جاہل تو خود ہی اندھیرے میں ہے۔ اس کی نسبت تو کچھ ہی نہیں ہے۔ لیکن عالم جو علم کی غرض کو نہ سمجھ کر اُسی کی دُھن میں لگا رہتا ہے۔ خواہ اس کے ناز۔ غرور اور گھمنڈ کے نشہ میں چُور ہے۔ وہ جاہل سے بھی زیادہ جاہل۔ اور تاریکی سے بھی زیادہ تاریکی میں داخل ہے۔ غرور اور بیجا ناز کس بات کا! یہ غرور ہی تو دنیا کے قید و بند کی جڑ ہے۔ جاہل تو جہالت میں پھنسا ہوا ہے۔ اور مغرور عالم علم کا سودائی بنا ہُوا جہالت کے درجہ سے گزرا ہُوا اور بھی زیادہ بدتر حالت میں ہے۔

سوال ۲۔ مضمون ابھی تک بہت صاف نہیں ہُوا

جواب۔ قِصہ سُنو۔

قِصہ۔ دو آدمی تھے۔ ایک تو حیوانیت کے درجہ کا تھا اور وِدیا خواہ علم سے اُسے کوئی تعلق نہیں تھا۔ کھایا۔ پیا سو رہا۔ دوسرا ذہین۔ وِدوان محقق اور عالم تھا۔ اُسے ہر وقت تحقیقات کی پڑی رہتی تھی۔ اور اپنے علم کے نشہ میں چُور رہتا تھا۔ دونو ایک ساتھ کسی خوبصورت سے باغ میں گئے۔ نادان آدمی تو پھل کھانے میں لگ گیا۔ دانا شخص درخت گِننے۔ ان کی نوعیت اور جنسیّت کے پہچاننے اور بنسپتی وِدّیا خواہ علم نباتات کے زعم میں تحقیقات کرنے میں لگا۔ شام ہو گئی۔ دونو کو مجبوراً باغ سے باہر نکلنا پڑا۔ ایک تو حریص ہے۔ کہ اس قدر پھل کھائے تھے۔ کہ اُسے چلنے میں تکلیف ہونے لگی۔ دوسرا پھل کھانے سے

محروم رہ کر اسی عقلی اور دلی افسوس میں بستور رہتا ہوا پریشان ہو گیا کہ اس سے تو وہ جاہل ہی اچھا رہا۔ جسمانی عذاب اس قدر بُرا نہیں ہے۔ جس قدر دلی عذاب بُرا ہوتا ہے۔ ایک تو پھر بھی کسی نہ کسی طرح برداشت کر لیا جاتا ہے۔ دوسرا ناقابلِ برداشت ہوتا ہے۔ اس نظر سے عالم کے غرور کو جہالت سے بدتر بتایا گیا ❊

سوال ۳- ابھی تک مراد کی وضاحت نہیں ہوئی ❊

جواب۔ ایک نادان شخص ہے۔ جو نہ جیو کی سمجھ رکھتا ہے نہ ایشور کی۔ اس کے تاریکی میں رہنے میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ جیو اور ایشور کی ماہیت سے بیخبر ہے۔ اُسے موڑھ کہتے ہیں۔ اور دوسرا پڑھا لکھا جاہل ہے۔ جس نے کتابوں میں یہ پڑھ لیا۔ کہ جیو اور برہمہ چیتن روپ سے ایک ہیں۔ چیتن روپ کی نظر سے ان کے درمیان بھید نہیں ہے۔ خواہ کسی سے یہ سُن لیا۔ کہ جیو اور برہمہ میں یکسانیت ہے۔ اور اسی ایک ودّیا کے خیال میں رت ہو کر خواہ مخواہ ہر وقت "اہم برہمہ آسمی" "اہم برہمہ آسمی" چلاتا ہوا رہتا ہے۔ اور بغیر اصلیت کا ساکشات کار کیے ہوئے ناحق شور مچا رکھا ہے۔ یہ اس جاہل سے بھی زیادہ جہالت کی تاریکی میں مبتلا ہے ❊

سوال ۴- ان عالموں کی کتنی قسمیں ہیں:-

جواب۔ کئی کئی:-

(۱) جو پڑھی پڑھائی باتوں میں رت اور پھنسے ہیں۔ وہ واچک گیانی ہیں۔ یہ جاہل سے بھی زیادہ جاہل ہیں ❊

(۲) جنہوں نے ایشور کے آدرش کو عملی نقطہ نگاہ سے نہیں قبول کیا۔ وہ بھی ایسے ہی ہیں ❊

(۳) جو علم کے ناز کے نشہ میں چُور ہو کر کرم کرنا چھوڑ بیٹھے اور اپاہج پنے کی زندگی بسر کرنے لگے وہ بھی ایسے ہی ہیں ❊

(۴) جو ایشور کے ستبل اور شدھ روپ کے بحث مباحثہ میں پڑے رہتے ہیں۔ اور حقیقت سے دُور ہیں ❊

(۵) جو علم کے مقصد سے غافل اور اپنی علمیت یا علم دانی سے دلیل بازی ہی کے شغل میں مصروف رہتے ہیں وغیرہ وغیرہ ❊

خلاصہ۔ جہالت بڑی ہے۔ اور جہالت سے بدتر وہ علم ہے۔ جو عمل اور انبھو سے خالی ہے ❊

دسواں منتر

وِدّیا۔ اَوِدّیا کے نتیجے

منتر

یہ کہا گیا ہے۔ کہ یقینی طور پر وِدّیا کا پھل اور ہے۔ اور اودیا سے اور پھل بتایا گیا۔ یہ ہم نے دھیر (سنجیدہ مزاج) پُرشوں سے سنا ہے۔ جنہوں نے اس

کی تعلیم دی ہے ÷

صاف ترجمہ - جن دانا اور عقیل آدمیوں سے تعلیمی سلسلہ جاری ہوا ہے - اُن سے یہ سنا گیا ہے - کہ علم کا نتیجہ اور ہے - اور جہالت کا نتیجہ اور ہے ÷

چونکہ یہ منتر بہت صاف ہے - اور ہر شخص بطور خود سمجھ سکتا ہے - اس کی تفسیر غیر ضروری معلوم ہوئی ÷

گیارہواں منتر

وِدّیا - اَودّیا کے مختلف پھل (مسلسل)

منتر

وہ جو اُس کو جانتا ہے - کہ وِدّیا اور اَودّیا دونوں ایک ہے - وہ اَودّیا سے موت کے پار ہو جاتا ہے - اور وِدّیا سے لا فانیت (امرپد) کو بھوگتا ہے ÷

سوال ۱۔ "دونوں میں ایک ہے" اس سے کیا مُراد ہے؟

جواب۔ برہمہ۔ ایشور۔ آتما۔

سوال ۲۔ دونو کیا ہیں؟

جواب۔ وِدّیا اور اَوِدّیا۔

سوال ۳۔ وِدّیا تو خیر اچھی حالت ہے۔ اَودّیا تو اچھی نہیں ہے۔ کیا اُس میں بھی برہمہ رہتا ہے!

جواب۔ کیوں نہیں۔ برہمہ تو سہارا محض ہے۔ جو کچھ ہے۔ تھا۔ اور ہو گا۔ سب اُسی کے آدھار پر رہتا ہے۔ اس کے سوا اور کسی کو آشرا کس کا ہے؟

سوال ۴۔ یہ تو صحیح ہے۔ اَودّیا اس کے سہارے رہے لیکن وہ اَودّیا میں ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں؟

جواب۔ تم اصلیّت سے دُور چلے جا رہے۔ یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ برہمہ اَودیا میں رہتا ہے۔ بلکہ اُپنشد یہ کہہ رہی ہے کہ وہ دونوں میں ایک ہے۔ اس ایکتا کا نام برہمہ ہے۔ برہمہ نہ ودیا ہے۔ نہ اودیا ہے۔ بلکہ ان دونوں کی اتحاد۔ ملاپ۔ اور ایکتا ہے +

سوال ۵۔ یہ تم نے نئی بات کہی ہے۔

جواب۔ یہ نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ بہت پُرانی اور سب سے پُرانی بات ہے۔ اسی کے نہ سمجھنے سے ویدانت کے سمجھنے میں غلطی اور غلط فہمی ہوئی ہے۔ برہمہ وحدت۔ واحدیت اور وحدانیت ہے۔ غور کرو۔ برہمہ لفظ دو مختلف لفظوں

ورہ (بڑھنا) اور منن (سوچنا) سے بنا ہے۔ وہ نہ صرف اکیلا ورہ یا وَرید ہی ہے۔ اور نہ وہ صرف اکیلا منن ہی ہے۔ بلکہ ورہ اور منن دونوہی کی ایکتا ہے۔ آتما دو مختلف الفاظ ات (حرکت) اور مانن (سوچنا) سے بنا ہے۔ اس لئے وہ دونو کی مشمولی کیفیت ہے۔ نہ وہ صرف اکیلا حرکت ہے۔ اور نہ وہ صرف اکیلا منن ہی ہے۔ بلکہ دونو کا دونو کا ملاپ ہے۔ اصلیت کا اشارہ برہمہ اور آتما کے لفظوں میں پہلے سے موجود ہے۔ اس لئے اُسے نیا خیال کہنا غلطی ہے۔

سوال ۶۔ پھر اس ورہ اور منن سے خواہ ات اور منن سے ودیا اور اودیا کا کیا تعلق ہے"۔

جواب۔ ورہ اودیا ہے۔ اور منن ودیا ہے۔ ات اودیا ہے۔ اور منن ودیا ہے۔ ورہ اور منن مل کر برہمہ ہے۔ ات اور منن مل کر آتما ہے۔ اس لئے ودیا اور اودیا کے ملاپ میں اصلیت۔ ذاتیت۔ حقیقت۔ حقیت اور حقانیت ہے یہ کہنے کا مطلب ہے

سوال ۷۔ یہ تم نے اچھی لفظی تراش کی ہے پہلے کسی نے شاستروں کے سلسلہ میں سوجھ نہیں سوجھائی تھی۔

جواب۔ یہ سوجھ دو لفظوں کے اندر پہلے ہی سے موجود ہے میری ایجاد نہیں ہے۔ اگر کسی کو نہیں سوجھی۔ تو میرا کیا قصور ہے۔

سوال ۸۔ خیر! ودیا اور اودیا کو میں یہاں کیا سمجھوں!

جواب - اودّیا کرم ہے۔ اور ودیا گیان ہے۔ اگر برہمہ یا آتما کا ساکشاتکا کرنا ہے۔ اور یتھارتھ خواہ سچی اور حقیقی واقفیت حاصل کرلی ہے۔ تو کرم اور گیان دونوہی سے تعلق رکھو۔ کیونکہ برہمہ دونوہی ہے

سوال ۹ - کیا برہمہ کرم ہے۔

جواب - نہیں۔

سوال ۱۰ - کیا برہمہ گیان ہے؟

جواب - نہیں۔

سوال ۱۱ - پھر؟

جواب - کرم اور گیان دونوہی اس کے سہارے رہتے ہیں۔ اور وہ دونو کے ملاپ میں ہے۔ نہ یہ اور نہ وہ بلکہ دونو ٭

سوال ۱۲ - خوب! اور اس کا نتیجہ؟

جواب - کرم کرکے موت پر غالب آؤ۔ اور گیان کی مدد سے امرپد یعنی لافانیت کو حاصل کرو۔ یہ ایشن اپنشد کی تعلیم ہے ٭

سوال ۱۳ - لیکن پہلے نویں منتر میں تو یہ بتایا گیا ہے۔ کہ اودیا (یا کرم) کی اپاسنا سے تاریک کرہ میں جانا ہوتا ہے۔ اور یہاں اس کے برخلاف کرم یا اودّیا کی مدد سے موت پر فتح پانے کی خوشخبری سنائی جاتی ہے؟

جواب - اُسی منتر میں یہ بھی تو آتا ہے۔ کہ خالی گیان سے

پرانی اور زیادہ گہری تاریکی میں منہ کے بل گرتے ہیں۔ تم کو سوچنا چاہیئے کہ ایسا کیوں کہا گیا؟ مطلب یہ ہے۔ کہ وِدّیا اور اَوِدّیا۔ خواہ کرم اور گیان دونوں ہی سے کام لینا ہے۔ نہ اکیلا کرم ہی اس قدر مفید ہے اور نہ گیان ہی مفید ہے۔ جب دونوں ساتھ ساتھ ملی جلی حالت میں چلتے ہیں۔ تو کرم سے موت پر فتح اور گیان سے امرپد کی پراپتی ہوتی ہے۔ یہ اپنشد کی مُراد ہے۔ اسی دنیا کے بیوہار میں دیکھو۔ جو رات دن کرم ہی کرتے ہیں۔ وہ جانوروں کی طرح تاریکی میں پڑے رہتے ہیں۔ اور دوسروں کے محتاج۔ پابند۔ اور غلام ہیں۔ تمیز اور عقل سے خالی ہیں۔ اور جو صرف گیان کا کتھن کرتے ہیں۔ کرم سے تعلق نہیں کرتے ان کی محتاجگی اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ وہ کھانے پینے تک کے لئے دوسروں کے دستِ نگر ہوتے ہیں۔ جب سنسار کے بیوہار میں تم یہ کھُلی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ تو پھر پرمارتھ میں خالی اہم برہمہ آسمی کہتے رہنے سے ان کا کیا بھلا ہوگا۔ بات کچھ ہے اور یہ سمجھتے کچھ ہیں۔ اس لئے جب وہ یہاں تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ تو پھر آگے بھی تو ان کی یہی حالت ہوتی ہے۔ یہ بات صاف صاف آئینہ کی طرح روشن ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے اُسے اختیار ہے +

خُلاصہ۔ وِدّیا اور اَوِدّیا۔ خواہ کرم اور گیان دونوں کی چال ملی جُلی ہونی چاہیئے +

آٹھویں سے لیکر گیارہویں منتر تک

مزید روشنی

آٹھویں منتر کا عِطر - برہم میں دونوں ہی اوصاف ہیں۔ وہ سوئمبھو پربھو ہے۔ وہی سب کچھ ہونے والا اور ہو جانے والا ہے۔ چاہئیے وہ وراٹ کی طرح محیط کل ہو کر ہر جگہ رہے۔ خواہ محدودیت میں زندہ مخلوق کی حیثیت میں جیوبن کر رہے۔ سوئمبھو (آپ ہونے والے) کا یہ مطلب ہے۔ یہی مقلد کوئی (شاعر) اور منیشی (ناظم) کی رعایت میں ہے۔ پڑھنے والے غور سے بار بار منتر کو پڑھیں۔ تب یہ مضمون اچھی طرح ذہن نشین ہوگا +

نویں منتر سے لے کر گیارہویں تک کا عِطر - قدرت میں ظہور کے کرشمے دو ہی طرح ہوتے ہیں۔ وِدّیا یا اَوِدّیا۔ خواہ برہمہ لفظ کی رعایت سے وِدیہ اور مِن سے ہستی کا اظہار ہے۔ خواہ آتما کی رعایت سے ات اور مَن سے عالم شہود کا امکان ہوتا ہے اُسے کرم اور گیان بھی کہتے ہیں

وحدت دائمی اور اصولی جوہر ہے۔ اس کی اصلیت میں کبھی فرق نہیں آتا۔ کثرت یا انیکتا۔ غیر اصلی۔ غیر حقیقی اور غیر صفاتی شے ہے۔ یہ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اَوِدّیا کا رُخ کثرت یا انیک واد کی جانب ہے اور وِدّیا کا رُخ وحدت کی طرف رہتا ہے۔ یوں بھی اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو کثرت کی حالت کبھی وحدت سے خالی نہیں رہتی۔ سمندر وغیرہ کی مثالیں

تفسیر میں دی گئی ہیں۔ وہ قابل غور ہیں۔ اگر وحدت نہ ہو۔ تو پھر کثرت کا امکان محال اور غیر ممکن ہو +

کثرت کے خیال میں تفرقہ ہے۔ جو پریشانی کا موجد ہوتا ہے

وحدت کے خیال میں اتحاد ہے۔ جو شانتی کا موجد ہے +

برہمہ صفت میں وِدیا اور اَوِدیا دونوں سے پرے ہے۔ نہ اُسے وِدیا سے فائدہ ہے۔ نہ اودیا سے نقصان ہے۔ وہ ہمیشہ ایک رس رہتا ہے +

جیو جس وقت کرم اور گیان کی مشمولی کیفیت سے مستفید ہو کر کرم سے موت اور گیان سے امر پد حاصل ہو کر برہمہ خواہ اپنی ذات سے واصل ہو جاتا ہے۔ تو وہ خوشی اور سرور میں اُگر کہ اُٹھتا ہے۔ آسو ہم آسمی (میں وہی ہوں) یہ آزاد سے یا آزاد حالت میں رہنے والے جیوں کا انجام ہے۔ اس سے یہ مُراد کبھی نہ لینی چاہیئے۔ کہ ہر شخص اس کا بغیر سمجھے بوجھے اعادہ کرتا پھرے۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا +

بارہواں منتر

سمبھوتی اسمبھوتی (پیدا ہونے اور نہ پیدا ہونے کا) بیان

منتر

جو اسمبھوتی (اپیدا نہ ہونے) کی پیروی کرتے ہیں
وہ گھرے اندھکار کو پراپت ہوتے ہیں۔ پھر اُن سے
زیادہ اندھکار میں وہ جاتے ہیں۔ جو سمبھوتی (اپیدا
ہونے) کی پیروی کرتے ہیں ×

یہاں سمبھوتی کا ترجمہ پیدائش اور اسمبھوتی کا ترجمہ غیر پیدائش کیا گیا ہے۔ کئی ٹیکا کاروں نے اسمبھوتی کا ترجمہ پرکرتی اور سمبھوتی کا پرکرتی کا کاروبار کیا ہے۔ منتر کا ترجمہ اُن کے یہاں اس طرح پر ہے ×

"جو پرکرتی کو ایشور مان کر اُپاسنا کرتے ہیں۔ وہ گھور اندھیرے میں جاتے ہیں۔ اور جو پرکرتی کے کاموں کو ایشور بھاؤ سے اُپاسنا کرتے ہیں۔ وہ اُن سے بھی زیادہ اندھیرے میں جاتے ہیں"۔

میں نے اس پر بہت غور کیا۔ پرکرتی اور پرکرتی کے کام سے یہاں مراد نہیں ہے۔ اور نہ ایشور کا لفظ ہی منتر میں آتا ہے۔

سمبھوتی کے لفظی معنی کوشون میں پیدائش کے۔ اور اسمبھوتی کے غیر پیدائش ہیں۔ اور یہ معنی مُراد زیادہ موزوں معلوم ہوتے ہیں ×

واضح طور پر اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے۔ "جو چاہتے ہیں۔ کہ پیدا ہوں۔ وہ گہرے اندھیرے میں ہیں۔ اور جو چاہتے ہیں۔ کہ نہ پیدا ہوں وہ اُن سے بھی زیادہ گہری تاریکی میں ہیں"۔

میں توڑ مروڑ کو پسند نہیں کرتا۔ نہ کسی کے ساتھ مجھے بحث مباحثہ یا تعصب ہے۔ میں اسی اپنے ترجمہ کو بہتر سمجھتا ہوں۔ یہ صاف ہے

اور دل لگنے والا ہے۔ اور کسی مزید لفظ کے اضافہ کرنے کی اِس میں ضرورت نہیں پڑتی"۔

تفسیر

سوال ا۔ جنم مرن دُکھدائی ہیں۔ ان سے نجات کا ملنا ہی اچھا ہے"۔

جواب۔ یہ بزدلی اور کمزوری اور غلط فہمی کا خیال ہے۔ اور دونو بھاو غیر مناسب ہیں۔ پہلے آٹھویں منتر میں آتما کو 'سوئمبھو' کہا گیا ہے۔ جس کا مطلب آپ ہونے کا ہے۔ یہ آتما ہی ہے جو اظہار میں آتا رہتا ہے۔ اور آپ آتا ہے۔ یہ اس کی فطرت میں داخل ہے۔ اُس کی یہ خواہش کہ پیدا ہو ہو کر کرم کے پھلوں کو بھوگتا رہے۔ ویسے ہی نکمی اور بھدی اور قابلِ مذمت ہے جیسے اُس کا یہ چاہنا کہ وہ مرجائے اور معدوم ہوجائے۔ اور کرموں کے پھل سے اُسے چھٹکارا ملے۔ اس خیال میں سخت کمزوری ہے۔

آتما ہستی ہے۔ اور ہستی جب اور جہاں رہیگی۔ اظہار کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ یہ غیر ممکن، غیر فطرتی اور سوبھاو کے برخلاف ہے۔ جنم اور مرن سے ڈرنا کیوں ہے! جنم اور مرن اہنکار کے درڑھ کرنے میں ہے۔ اہنکار گرہ ہے۔ اور کسی قسم کے اہنکار کو تقویت دینا گرہ بندھ دنا ہے۔ اظہار تو ہوگا۔ اور ہوتا رہیگا۔ کیونکہ آتما ست اور ہستی ہے۔ ہستی

کبھی اظہار کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ جو کچھ انسان کو کرنا دھرنا ہے وہ صرف اہنکار کی گرہ کو کھول دینا ہے۔ جب یہ کھل جائیگی۔ اصلیت اور ذاتیت آجائیگی۔ یہی حقیقت ہے۔ آدمی کرم اور گیان دونوں سے کام لیتا ہوا اس حقیقی حقیقت کی حالت کو حاصل کرے۔ یہی ایش اُپنشد کی تعلیم کا معراجی خیال ہے اہنکار نہ رہے۔ کیونکہ یہ خواہش کے سلسلہ کو جاری رکھ کر جنمتا مرتا ہے۔ جیسا جنم ہے ویسا ہی مرن ہے۔ دونوں میں سے کسی ایک کی بھی خواہش بیہودہ خیال ہے۔ کیونکہ اس خیال کے اندر اہنکار کی گرہ کھلتی نہیں۔ وہ جیوں کی تیوں بنی رہتی ہے۔ کیا یہ اچھا ہے؟ نہیں۔ آدمی اہنکار سے نجات پا جائے۔ اہنکار ہی سے نجات پانا نِروان (یعنی اہنکار کو پھونک کر بجھا دینا) ہے جب اہنکار نہ رہا۔ تو قید و بند کی حالت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور انسان مُکت ہو گیا۔ پھر اگر وہ جسم میں بھی رہے۔ تو اس کا کیا نقصان ہے۔ آتما میں لافانیت ہے۔ یہ لافانیت صرف گیان سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اسی حاصل شدہ چیز کے حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کرم اور گیان دونوں کی شمولیت میں ہوتی ہے۔ اور اگر آدمی کرم کرے۔ اور ساتھ ہی گیان والا رہے۔ تو کرم سے وہ موت کے خیال پر فتح پائیگا۔ اور گیان سے لافانیت کی معراج کو حاصل کریگا۔ پھر اُسے جنمنے اور مرنے کا کھٹکا ہی نہیں رہیگا۔ یہ اس منتر کا مطلب ہے۔ زیادہ وضاحت کے لئے اُپنشد کے دوسرے

منتر کو پھر دوبارہ غور سے پڑھو۔ تا کہ اس کا مطلب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ اور بھرم نہ رہے

خلاصہ۔ دُکھ کا کارن صرف اہنکار ہے۔ اسی اہنکار سے جنم اور مرن کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ جو مہا دُکھ دائی ہے اہنکار کی گرہ کشائی کرم اور گیان سے کر لی جائے۔ پھر اہنکار کا خیال خودبخود معدوم ہو جائیگا۔ لافانیت یا دائمی ہستی تو رہیگی وہ دُور نہیں ہوسکتی۔ ہاں جنم مرن کا خیالی اور اہنکاری رشتہ کٹ جائیگا۔ یہ آتمتو یعنی سچی رُوحانیت کی حالت ہے۔ یہ کیا بھدا خیال ہے۔ کہ ہم پیدا ہوں۔ یا ہم مرجائیں +

تیرہواں منتر

پیدائش اور غیر پیدائش پر مزید روشنی

منتر

اور یقین کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ پیدائش (کے خیال) کا دوسرا پھل ہے۔ اور غیر پیدائش (کے خیال) کا دوسرا پھل

ہے۔ ایسا دھیر پرشوں سے سنا گیا ہے۔ جو ہم اپدیش دے گئے ہیں +

تفسیر

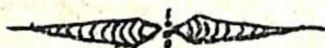
سوال ا۔ جنم مرن دکھ کا کارن ہے۔ اگر جینے کا خیال مضبوط کرتے ہیں۔ تو پھر یہ جنم کا سلسلہ چلیگا۔ یہ اس کا پھل ہوگا۔ اور اگر نہ جینے کے خیال کو تقویت دیتے ہیں۔ تو پھر خطرہ ہے۔ کہ جڑ پنا کا پھل پراپت ہو۔ کیونکہ دونو کے پھل مختلف ہونگے۔ اس حالت میں کیا کرنا چاہیئے ؟

جواب۔ اس کا جواب ایش اُپنشد کے پہلے دو منتروں میں پہلے ہی سے بتا دیا گیا۔ تاکہ بھرم نہ پیدا ہو۔ اور پھر اسکی وضاحت گیارہویں منتر میں صاف صاف کردی گئی ہے +

(۱) یہ جو کچھ متحرک اور غیر متحرک عالم ہے۔ اس سب میں ایشور کو بسا دو۔ ایسے ویراگ سے بھوگو۔ کسی کی دولت کی ہوس نہ کرو +

(۲) یقینی طور پر کرم کرتا ہوا سو برس تک جینے کی خواہش کرے۔ اس طرح اے انسان! یہ کرم تجھے نہ پھنسائیگا۔ اس کے سوا اے انسان تجھے اور کوئی (تدبیر) نہیں ہے +

(۱۱) وہ جو اس کو جانتا ہے۔ کہ ودیا اودیا دونوں میں ایک ہے۔ وہ اودیا سے موت کے پار ہو جاتا ہے۔ اور اودیا سے امر پد کو پاتا ہے +



چودہواں منتر

پیدا اور نہ پیدا ہونے کی اور صر لحت

منتر

وہ جو جانتا ہے۔ کہ پیدائش اور وناش (غیر پیدائش) اُس ایک ہیں ہے۔ مرکر وہ موت سے پار ہو جاتا ہے اور پیدائش (پیدا ہونے) سے وہ اَمر پد کو بھوگتا ہے +

یہاں بھی ٹیکا کاروں نے ناحق اُلٹ پھیر کر کے سمبھوتی (پیدائش) اور اسمبھوتی (غیر پیدائش) کا مطلب بگاڑ دیا ہے۔ بات کچھ ہے۔ اور کہتے کچھ ہیں۔ افسوس ہے۔ ان لوگوں نے سنسکرت کے کوش سے بھی مدد نہیں لی۔ ورنہ ایسا نہ کرتے +

تفسیر

سوال ا۔ یہ دوبارہ پھر پیدائش اور غیر پیدائش کے مسئلہ کو چھیڑا گیا؟
جواب۔ اس کی ضرورت تھی تاکہ بھرم نہ ہو +

سوال ۲- بھرم کیا ہوتا!
جواب- کوئی جنمنے کے خیال کو مضبوط کرتا- کوئی نہ جنمنے کے۔ اس لیئے مضمون کو زیادہ صاف کر دیا گیا- اور ساتھ ہی ان سے کام لینے کی تدبیر سُوجھا دی گئی- اور مقصد ذہن نشین کرا دیا گیا۔

سوال ۳- مقصد کیا ہے؟
جواب- مقصد یہ ہے- کہ نہ تو پیدائش کا خیال مکمل ہے- اور نہ غیر پیدائش کا- دونو ہی غیر مکمل ہیں- ان میں سے کسی ایک کے مضبوط کرنے میں خطرہ ہے- غیر پیدائش جڑتا کی جانب لے جائیگی- اور پیدائش جنم جنمانتر کا سلسلہ پیدا کریگا- یہ دونو دوند یعنی متضاد حالتیں- اور نسبتی تعلقات والی ہیں- ان کی بنیاد اہنکار پر ہے- وہ مصیبت کی گرہ ہے- اُس کا کھلوا دینا مقصود ہے- پیدائش اور غیر پیدائش کے جو پھل ہوتے ہیں- ان پر غور کرو-

(۱) پیدائش کا خیال جسمانیت کی محدودیت ہے-
(۲) جسمانیت اہنکار ہے- اہنکار تاریکی ہے-
(۳) یہ حقیقت کی سمجھ کے درمیان پردہ ہے-
(۴) اس میں پھنساؤ ہونے سے اعلےٰ زندگی کا حصول غیر ممکن ہوگا- اور زیادہ تاریکی ہوگی۔

اسی طرح

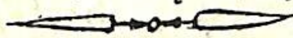
(۱) غیر پیدائش کا خیال موت ہے-
(۲) موت بے بسی کی حالت ـــــ ہے

(۳) یہ جڑ بنادیگی۔ حقیقت سمجھ میں نہ آویگی۔
(۴) اور زندگی کا مقصد حاصل نہ ہوگا +
یہ دونو ہی تاریکی ہیں +

سوال ۲- مرکر موت کے پار ہونے اور پیدا ہوکر امر پد کے بھو گنے سے کیا مراد ہے!

جواب۔ تم محدود ہستی کے لپیٹ میں آگئے۔ کیسے آگئے۔ اس پر اسوقت بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں نفس مضمون نہیں ہے۔ آنا تھا آگئے۔ اب ایسا ہو کہ پیدا ہوگئے تو کرم اور گیان سے تعلق رہے (دیکھو منترا-۲-۱۱) تاکہ لافانیت کے وارث ہوجاؤ۔ اور جب پیدا ہوئے تو مرنا لازمی ہے۔ نسبتی مدارج ہمیشہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں اچھا! اب کرم اور گیان سے فائدہ اٹھاکر موت کے خیال کے اوپر غلبہ پالو۔ اُسے جیت لو۔ یہ مقصد ہے +

خلاصہ۔ جو بات یہاں کہی گئی ہے۔ وہی دوسری شکل میں گیارہویں منتر میں بھی آیا ہے۔ مقابلہ کرو +



پندرہواں منتر

دُعا۔ پرارتھنا

منتر

اے پُوشَن (سُورج۔ پالنے والے) اِ سُنہلے تابدار ڈھکنے سے ستیہ (حقیقت) پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اُسے تو ستیہ دھرم (حقیقت) کے درشن (انکشاف) کے لئے کھول دے!

تفسیر

سوال ۱۔ پُوشَن کا کیا مطلب ہے!
جواب۔ سُورج اور پالنے والے سے ہے +
سوال ۲۔ پرارتھنا سورج سے کیوں کی گئی۔ ایشور سے کیوں نہیں کی گئی؟
جواب۔ اس سُورج منڈل (نظام شمسی) کا انتظام سُورج ہی سے متعلق ہے۔ یہ تمام کرّے مع زمین کے اُسی کے ماتحت

ہیں۔ اور اسی سے پرورش پاتے ہیں۔ حقیقت کے ذہن نشین کرانے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی نورانی۔ جلالی۔ اور تابدار منظر آنکھوں کے سامنے نہیں ہے۔ اس وجہ سے ویدک زمانہ کے قدیم رشیوں نے اُسے برہمہ کے جتلانے کا پرتکم (یعنی چنھ) بنایا۔ تاکہ سمجھنے والے اس کی مدد اور سہارے سے برہمہ کے خیال تک آہستہ آہستہ رسائی پیدا کرسکیں۔ اسی طرح اور اُپنشدوں کے پڑھتے وقت تم کو پتہ لگیگا۔ کہ رشیوں نے پران وغیرہ کو بھی مصلحتاً اسی طرح کا چنھ بنایا ہے۔ یہ سب چنھ محض ہیں۔ ورنہ پرارتھنا کی مراد صرف ایشور سے ہے۔ ایشور اس قدر لطیف ہے۔ کہ اس کا خیال تک آنا مشکل ہے ؎

سوال ۲۔ لیکن اگر اس کی عوض میں ایشور کا لفظ آیا ہوتا تو بہتر ہوتا ؎

جواب۔ (الف) ایشور تک من اور بانی کی رسائی نہیں ہے معمولی آدمیوں کا الو بھگو تک اس کے پاس نہیں بھٹکتا سمجھانا تو آخر تھا۔ اسی کے سہارے سمجھانے کی کوشش کی گئی ؎

(ب) آتما نظر نہیں آتا۔ صرف جسمانیت کی اظہار میں اس کا جلوہ دیکھا۔ اور دکھایا جاتا ہے ؎

(ج) آتما صرف ایک اکھنڈ۔ غیر منقسم ہے۔ اُسے معمولی لوگ نہیں سمجھتے۔ سورج کی ہستی سے کچھ پتہ لگتا ہے۔ کہ جس طرح سورج منڈل میں سورج محیط کل ہے۔ اور سب اس کے سہارے ہیں۔ اسی طرح ایشور ایک ہوتا ہوا سب میں محیط

کُل اور غیر منقسم ہے ۔

سوال ۳۔ ستیہ پر کس طرح طلائی تابدار غلاف چڑھا ہوا ہے ؟

جواب ۔ تم خود حقیقت ہو۔ لیکن اگیان اور اندھکار کے پردہ کی وجہ سے اپنی حقیقت آپ نہیں جانتے۔ اوروں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ تم پر پردوں پر پردے چڑھے ہوئے ہیں۔ جن میں سے پانچ پردے ان مے کوش ۔ پران مے کوش ۔ منو مے کوش ۔ وگیان مے کوش ۔ اور آنند مے کوش خاص ہیں۔ باقی اوروں پر اس قدر تفصیلی روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آتما ان کے اندر ہے۔ اسی طرح وہ سب کے اندر ہے اور سب جگہ اسی قسم کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے اُس کا درشن یا انکشاف نہیں ہوتا۔

سوال ۴۔ یہ پردے سُنہلے اور تابدار کیوں کہے گئے ؟

جواب ۔ ان کے اندر جو آتما یا حقیقت ہے۔ وہ خود نورانی اور روشن ہے۔ وہ نظر نہیں آتی۔ یہ پردے چونکہ اُسی کے جلوے سے جلوہ آرا اور جلوہ افگن ہیں۔ اپنے جلوہ سے وہ کشش اور نظر کی کھچاؤ کے باعث ہو رہے ہیں۔ نظر اس پر پڑتی ہے۔ اندر نہیں جاتی۔ اسی وجہ سے دعا مانگی گئی کہ اے پوشن (نورانی اور پالنے والے ایشور)! تو ان پردوں کو اُٹھا دے۔ تاکہ تیرا درشن نصیب ہو۔

سوال ۵۔ دعا کیوں مانگی گئی ؟ کیا خود جیو ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اگر چاہے تو یہ کام کرم اور گیان سے ممکن ہے !

جواب (الف) جیو فرضی اور خیالی طور پر محدود ہو گیا ہے اور جب محدود ہو گیا۔ تو غیر محدود کا نسبتی خیال دل میں آنا لازمی تھا۔ وہ غیر محدود خیال ایشور ہے +

(ب) محدودیت کے نقص میں کمال کے ضائع ہونے سے اُسے اپنے سے بہتر طاقت سے مدد طلب کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ اس خیال سے ایشور سے پرارتھنا کی گئی۔ کیونکہ وہ نقص اور محدودیت کی بندشوں سے آزاد ہے +

(ج) اکرم اور گیان حاصل کرنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ مکمل آدرش۔ معراج اور اشٹ پد سامنے ہو۔ چاہے وہ خیال ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا ہونا لازمی ہے۔ اس لئے ایشور کو مکمل معراج مان کر اس سے دعا مانگی گئی +

سولہواں منتر

دُعا پرارتھنا

منتر

اے پالن پوشن کرنے والے! اے اکیلے رشی!

اے قاعدہ میں رکھنے والے! اے نورانی سُورج! اے پرجاپتی! اپنی کرنوں کو ہٹالے۔ اپنے جلال کو سمیٹ لے۔ (تاکہ) تیرے تیج والے روپ کو جو سب کا کلیان داتا ہے۔ تیرے اُس روپ کو میں دیکھوں جو پُرش۔ وہاں۔ وہاں ہے۔ وہ میں ہُوں ٭

تفسیر

سوال ا۔ اس دُعائیہ منتر کا مطلب صاف ہے۔ برہم سب کا سہارا اور آدھار ہے۔ وہی اصلی نورانی سورج اور سب کا پرجاپتی (مالک) ہے۔ یہ جگت اسی کے جلوہ کا تماشہ ہے۔ اسی کے مبارک جلالی اظہار کے زیراثر سب ہیں۔ اور جب تک وہ اپنی جلالی اور جمالی کرنوں کو نہ سمیٹیگا تب تک اس کے روپ کا درشن ملنا مشکل ہے۔ یہ سب تو ٹھیک ہے۔ لیکن یہ کیوں کہا گیا۔ کہ "جو پرش وہاں وہاں ہے۔ وہ میں ہوں"؟

جواب۔ یہی اپنشد کا راز باطن۔ جوہر مخفی اور سرِ اکبر ہے جو پُرش سُورج میں ہے۔ وہی ہم میں تم میں اور سب میں ہے۔ یہ دو تو ایک ہی ہیں۔ ان کے درمیان نام کے لئے بھی فرق نہیں ہے ٭

سوال ۲- اگر ہوں کی جگہ ہوؤں یا ہو جاؤں ترجمہ کیا جاتا تو کیا فرق آتا؟

جواب - (الف) ایکتا میں فرق آتا- وحدت کے خیال کو دھکہ پہنچتا- من برت ہوتی-

(ب) ایشور کی بھگتی غیر ممکن ہوتی کیونکہ غیر جنس کی محبت کا اہتمام نظامِ قدرت میں نہیں ہے۔

(د) اور توڑ مروڑ- اور لفظوں کے مُرادمیں کھینچ تان کرنی پڑتی

(ہ) پھر منتر میں "سَں اہم اسمی" لفظ آئے ہیں- ان کا مطلب یہ ہے- کہ "وہ میں ہوں" یہ نہیں ہے- کہ میں وہ ہو جاؤں- بات صاف صاف کیوں نہ کہی جائے- مجھے کوئی پکشات یا مذہبی تعصب تو نہیں ہے- کہ خواہ مخواہ غلط ترجمہ کر دوں- اور انصاف کا خون کر دوں جو بات ہے- صاف صاف ہے- میں لگا لپیٹ- کانٹ چھانٹ اور ناحق کے توڑ مروڑ کا حامی نہیں ہوں +

خلاصہ- سَں- اہم- اسمی" "میں وہ ہوں"

ستر ہواں منتر

ننج جیتا دلی

منتر

وایُو- اگنی امرت ہے- لیکن اس شریر (کا انجام) بھسم (خاک یا راکھ) ہے- اوم یاد کر- جو کرم کیا گیا اُسے یاد کر- جو کرم کیا گیا اُسے یاد کر۔

تفسیر

سوال ۱- "وایُو- اگنی امرت ہے" اس سے کیا غرض ہے"

جواب- وایُو (پران) امر ہے- اسی طرح اگنی (حرارت) ہے وایُو کو پہلے کسی منتر میں مات رشوا کہا گیا ہے- اسی طرح اگنی بھی ہے یہ دو نو ویدک اصطلاحات ہیں بالعموم اور اُپنشدوں میں بالخصوص برہم کے چینھ سمجھے گئے ہیں- یہ لافانی ہیں یہ معدوم نہیں ہوتے۔

سوال ۲- یہ شریر ناشمان ہے- یہ صحیح ہے- لیکن "اوم یاد کر اپنے کرم کو" ایسا کیوں کہا گیا؟"

جواب- یہ تنبیہ (چتاونی) - اور من بودھک کلام ہے - اوم پرماتما کا نام ہے - اُسی کے زیر اثر اپنی زندگی کے گذشتہ اور حال کے کرموں کے یاد کرنے کی ہدایت ہے- تاکہ پھر بھرم میں پڑ کر اگیان کا شکار نہ ہونا پڑے۔



اٹھارہواں منتر

اگنی سے پرارتھنا

منتر

اے اگنی! لے چل شبھ مارگ میں۔ ایشوریہ کے لئے ہم کو۔ تمام دیوا کرموں کو جانتے ہوئے۔ دُور کر دے ہم سے ناقص پاپ کو۔ تجھے ہم بہت بڑا نمسکار کے بچن بھینٹ کرینگے

تفسیر

سوال ۱۔ اگنی سے کیوں پرارتھنا کی گئی؟

جواب۔ اگنی کو برہم کا صیغہ سمجھکر ایشور سے مراد لی گئی اور یہ پرارتھنا ایشور سے ہے ظاہری آگ سے نہیں ہے۔

سوال ۲۔ "بڑا نمسکار بھینٹ کرینگے" ایسا کیوں کہا گیا۔ کیا برہم اس نمسکار کا خواہشمند ہے۔ یا خوشامدی ہے؟

جواب۔ نہ وہ خواہشمند ہے نہ خوشامدی ہے۔ جو کی یہ پرارتھنا سد ود جیو نے کیجالت میں ہی۔ یہ اسکا بھاو ہے۔ جیسے سنسار میں اکثر بڑے آدمیونکی اُستتی گائی جاتی ہے۔

ایش اُپنشد کی غیر معمولی تفسیر سوال وجواب کی صورت میں ختم ہوئی۔

اِظہارِ حال

ایش اُپنشد ۱۸ منتروں کی کتاب ہے۔ جو ایک صفحہ میں آسکتی
اسکا ترجمہ اور تفسیر نذر ہے۔ دوسری اُپنشد کین ہوگی۔ اسی طرح یہ
اقساط تمام اُپنشدیں یکے بعد دیگرے پیش ہوتی رہنگی۔ کام مشکل ہے۔ اور
زیادہ صرفہ چاہتا ہے۔ خریداروں کی تعداد کافی نہیں ہے۔ یہ سخت کمی
ہے۔ باوجود علالت۔ دیرینہ سالی۔ معروفیت اور روزانہ خط کتابت
کے میں نے اسے اپنے ذمہ لیا +

سنسکرت۔ ہندی یا اردو کے کسی شرح سے ملاکر دیکھو۔ اس کی
عمدگی کا آپ یقین ہوگا۔ اور ساتھ ہی نہایت غیر متعصبانہ اور بغیر نکتیشات
کے یہ سلسلہ قلمبند ہو رہا ہے +

اُپنشدوں کے خواہشمندوں کا فرض ہے۔ کہ وہ زیادہ خریدار بنائیں
تاکہ یہ سلسلہ کئی سالوں تک جاری رہ کر مکمل ہوجائے۔ یہ اصلی ویدانت
ہے۔ جو اِسے پڑھ لیگا۔ وہ پھر کسی اور کا محتاج نہ رہیگا +

میں بیماری کی وجہ سے رادھا سوامی دھام چلا آیا۔ اسی بیماری
میں قلم برداشتہ بغیر نظر ثانی کئے ہوئے لکھی گئی ہے۔ بھائی
کرشن دیال صاحب وئید شاستری ویدراج نے اس کی
کاپی اور پروف دیکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ اُن کا احسان ہے +

شیوبرت لال

ایش اُپنشد

تفسیری ضمیمہ

بابت:۔ ماہ جنوری و فروری ۱۹۲۷ء

۳

ایش اُپنشد کی تعلیم تلقین ۔ تربیت تناسب اور تنظیم پر خیالی نظر

شیوبرت لال
مقیم رادھاسوامی دھام
گوپی گنج
راج بنارس

بنگو انداس کاتب (دہلی)

دیباچہ



اُپنشد کیا کہتی ہیں؟ ان کی تعلیم کیا ہے؟ اور اس تعلیم کی اصلی غرض اور علت غائی کیا ہے؟ اور اس کا امکان کس طرح ہو سکتا ہے؟

میرے اُپنشدوں پر قلم اٹھانے کا صرف یہ مقصد ہے

اکثر لوگ ناحق اُپنشدوں کے برخلاف غلط فہمی پھیلاتے ہیں۔ اور مذہبی تعصب کے زیر اثر اگر توڑ مروڑ اور لفظی کھینچ تان سے کچھ کا کچھ دکھانا چاہتے ہیں۔ اس سے فائدہ کیا ہے؟ عوام تو اُپنشد پڑھتے نہیں۔ صرف خاص الخاص کی توجہ ادھر رہتی ہے۔ اُن طرز بیان مجلے آئینہ کی طرح صاف ہے۔ پھر ان میں خواہ مخواہ شک و شبہات کے بال پیدا کرنے کی ضرورت تھی۔ کیا یہ کافی نہیں تھا۔ کہ انہیں اس دست اندازی اور دخل درمعقولات سے معاف کر دیا جاتا +

اکثر لوگوں نے ناحق ارتھ کا انرتھ کرتے ہوئے غلط فہمی پھیلایا ہے۔ ایسی غلطی اور غلط فہمی کے دور کرنے کی نیت سے میں نے قلم اٹھائی۔ اور انہیں اپنے خیال یا مذہبی عقاید کے ماتحت نہیں بنایا۔ میں ان کو ہندی میں نکالتا لیکن میرے پڑھنے والے سب کے سب اردو دان ہیں۔ مجبوری تھی +

یہ اُپنشدیں ازسرنو اردو میں نذر ہیں۔ لفظی ترجمہ موجود ہے توڑ مروڑ کہیں بھی نہیں ہے۔ جو بات ہے۔ صاف صاف ہے۔ اور پھر میری تفسیر اور تشریح ہے۔ جو اپنشدوں ہی کی نظر سے ہے۔ جہاں کہیں اختلافات ہونگے۔ وہ صرف لفظوں کے ترجمہ میں ہونگے۔ ٹیکا کار بالعموم مکھی پر مکھی مارتے چلے آرہے ہیں۔ میں نے سنسکرت کے لُغات دیکھے۔ اور ان لفظوں کا ترجمہ عام فہم پھبتی ہوئی مناسب زبان میں کر دیا۔ ان کا اشارہ منتروں کی تشریح میں جگہ جگہ دے دیا گیا ہے۔ مثلاً

پہلے منتر میں "ایشا واسیم اِدم سربم" آیا ہے۔ واس کا ترجمہ سب نے ڈھکنا کیا ہے۔ میں نے 'بسانا' زیادہ موزوں سمجھا۔ 'واس' لفظ کے معنی بھی بسانے کے ہیں۔ "ایشور کو سب میں بسا دو" یہ زیادہ موزوں ہے۔ "ایشور سے سب کو ڈھک دو" یہ بالکل غیر موزوں ہے۔ کیونکہ ڈھکنا بیرونی سلوک ہے۔ اور 'بسانا' باطن میں جگہ دینا ہے"

اسی طرح 'سمبھوتی' اور 'اسمبھوتی' الفاظ کے میں نے اصلی اور لغوی معنی دیدئے ہیں۔ جو زیادہ چسپاں ہیں۔ اوروں نے توڑ مروڑ کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

سولہویں منتر میں سوہم آسمی لفظ نہایت وضاحت اور صفائی کے ساتھ جیو کے لئے آیا ہے۔ جو صاف ادویت بھاؤ کو ثابت کرتا ہے۔ وہاں ہمارے زمانہ حال کے نئے مفسر یہ کہکر نکلے ہیں۔ کہ جیو بھگتی کو ایسا پختہ کرے۔ کہ وہ اپنے آپ کو اس سے جدا نہ سمجھے۔ خیر یہ بھی غنیمت ہے۔ لیکن یاد رہے۔ اپنشد نے نہایت بیخوفی کے ساتھ جیو اور برہم کی ایکتا کو یہاں ذہن نشین کرایا ہے۔ اور یہی راگ ہر جگہ الاپا ہوا ملیگا۔ کوئی کہاں

تک توڑ مروڑ کریگا۔ یہ اصلیت ہے جیو برہم میں ذاتیت اور مطلقیت کی نظر سے ذرا بھی فرق نہیں ہے۔ یہاں اس پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں ہے +

ہم اپنے بھائیوں سے مودبانہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ اپنشدوں کا مطالعہ اُپنشدوں کی نظر سے کیا جائے۔ توڑ مروڑ ذرا بھی نہ ہو تب وہ رُوحانی لطف دیگا۔ ورنہ تعصب اور ہٹ دھرمی نتیجہ ہو گا۔ جو روحانیت کی مخالف دشمن ہے +

میں نے دیدہ دانستہ اٹھارہ منتروں کی کتاب کو بڑی بنا دی۔ جو اسے بار بار بغور پڑھیگا۔ آیندہ بڑی اُپنشدوں کو خوب سمجھ سکیگا۔ ورنہ تعصب ان کو غیر دلچسپ بنا کر لطف سے محروم کر دیگا۔ اور وہ طاق یا کتب خانہ میں ہی رکھنے کی کتابیں بنینگی۔ میں نے اپنی دانست میں غیر متعصبانہ نظر سے مطالعہ کر کے ان کو نذر کیا ہے +

یہ ضمیمہ زائد تفسیر ہے۔ اس کا بیشتر حصّہ بابو آربند وگھوس صاحب کی تحریرات سے اخذ کیا گیا ہے۔ ان کا مجھ پر احسان ہے کاش یہ بزرگ اُپنشدوں پر قلم اٹھاتا تو خوب روشنی ڈالتا۔ یہ تفسیر اقتباسی اور انتخابی ہی نہیں ہے۔ بلکہ میں اس کو واضح بھی کرتا گیا ہوں۔ تاکہ پڑھنے والے اصل الاصول کو ذہن نشین کر سکیں۔ یہی میرے لکھنے کا مقصد ہے +

شیوبرت لال

مقیم رادھا سوامی دھام

ایش اُپنشد

تفسیری ضمیمہ

تعلیم۔ تلقین۔ ترتیب اور تناسب
پر خیالی نظر

تمہید

کسی طرح سے کوئی پائے اصلیت کا پتہ
یہی ہے مقصد دل میرے کہنے سننے کا

ایش اُپنشد جس قدر چھوٹی ہے۔ اسی قدر اس میں سوچنے کے کے لئے بہت خیال ملتے ہیں۔ یہ "بہ قامت کہتر و بہ قیمت بہتر" چیز ہے جس پر دفتر کے دفتر لکھے جا سکتے ہیں۔ اور جب خیالات کا سمندر لہرانے پر آجاتا ہے۔ تو پھر وہ روکے نہیں رکتا۔ یہ عجیب و غریب کتاب ہے۔ روحانی طالب علم کے لئے اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہی ایک کتاب بطور خود جامع اور مکمل ہے۔ بشرطیکہ اس کی توجہ زندگی بنانے کی جانب مائل نہ ہو۔ علم بغیر عمل کے ہیچ ہے۔ اور عمل بھی بغیر علم کے بہت زیادہ مفید نہیں ہے۔ جب دونو

باتیں ساتھ ساتھ چلیں۔ اس وقت زندگی روحانیت کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔ اور انسان ان کی تعلیم و تربیت کی خود مجسم تصویر بن جاتا ہے۔

اس وقت ہم اس کی تعلیم کے صرف چار پہلوؤں پر اپنے خیال دوڑاتے ہیں۔ اور پڑھنے والوں کی ذات سے امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنشد کے ہمخیال بن کر اسے اسی کی نظر سے دیکھیں تاکہ اس کی تعلیم کی روح اُن کے اندر جذب ہو جائے۔ اور مؤثر ثابت ہو۔ وہ خیالات کے چار پہلو حسب ذیل ہیں:-

(۱) ایشور کی آستکتا۔ اثبات اقرار اور ایمان کا خیال۔

(۲) خواہش اور فعل وغیرہ کی حقانی زندگی کے ساتھ مطابقت کا خیال۔

(۳) نظام عالم کے کاروبار میں ودیا۔ اودیا۔ موت اور لافانیت میں وحدت کا خیال۔

(۴) سوشرح اور اگنی کی صورت میں معراج تمنا کی تحصیل و تکمیل کا خیال۔

یہ چار باتیں کم از کم مطالعہ کرنے والے کے مدنظر رہیں تب اس کے مطالعہ کا لطف حاصل آسکے۔

پہلا باب

ایشور کی آسکتا۔ ایمان۔ اقرار اور اثبات کا خیال

(۱) گورُو کی ضرورت

ایشور ہے۔ یہ یقین دل پر حاوی ہو۔ اگر یہ نہیں ہے۔ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں۔ کہ خواہ مخواہ انسان بغیر سمجھے بُوجھے ہوئے "اندھ وشواس" یا بغیر جانے پہچانے ہوئے خواہ مخواہ کہی سُنی باتوں کے اعتقاد کا دلدادہ ہو۔ یہ پسندیدہ عادت نہیں ہے۔ آخر انسان کو عقل اور تمیز بھی کسی خاص غرض اور مقصد سے ملی ہوئی ہے۔ اور اُس سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ یہ تمیز یہ عقل۔ اور یہ سمجھ بُوجھ گورُو کی صحبت سے میسّر ہوتی ہے۔ کیونکہ اپنشدوں کا طریق۔ مذہب۔ دین و آئین گورُومت ہے کوئی اُپنشد ایسی نہیں ہے۔ جو گورُو اور شاگرد کے درمیان مکالمہ نہ ہو۔ یہ من مت نہیں ہے۔

گورُومت اور من مت میں فرق ہوتا ہے۔ من مت تو ذاتی تحقیقات اور اپنی دلی کھوج اور تلاش کا طریق ہے۔ جسمیں غرور کا مادہ مُنہ زور ہوتا ہے۔ گورُومت میں ذاتی تحقیقات اور دلی کھوج اور تلاش گورُو کے ماتحت رہ کر اصلی

سچی اور یقینی تقویت حاصل کرتے ہیں۔ اور غرور کا عنصر مِنہ زور نہیں ہونے پاتا۔ بلکہ اس کی جگہ شانتی لے لیتی ہے ٭

بات ایک ہی ہے۔ صرف طرز عمل کا فرق ہے۔ سوچ سمجھ کا مادہ تو شاگرد کے اندر پہلے ہی سے موجود رہتا ہے۔ وہ کہیں باہر سے نہیں آتا۔ من مت ہونے میں دلی اکڑ کی وجہ سے اس میں خرابی کے نقص آنے کا خطرہ رہتا ہے۔ یہی اصل میں ہماری محدود زندگی ہونے کا باعث بھی ہے۔ اور اس لئے من متا نہ صرف نقص کے پہلو کا تقویت دیتا ہے۔ بلکہ اُسے قائم کر رکھتا ہے۔ برعکس اس کے گورو متا گوروؤں کے سلسلہ کے ہزاروں صدیوں کا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ یہ نقص اور محدودیت کے مغلوب کرنے زائل کرنے اور اس سے قطعی نجات پانے کا بہترین خوشترین اور یقین ترین طریقہ ہے۔ جنہوں نے کبھی ست سنگ سچے گورو کی صحبت اور تصوف کی مجلسی برکت کا لطف اٹھایا ہے۔ وہ اسے جانتے ہیں۔ اور جن کو اس کی ہوا تک نہیں لگی۔ وہ سمجھانے پر بھی نہ سمجھ سکینگے۔ ان کی زندگیوں کو ابھی چکر سے گزرنا ہے ٭

گورو کی اہمیت ضرورت۔ اور حقیقت پر اپنشدوں نے بار بار تاکیدی زور دیا ہے۔ جو مطالعہ کرنیوالوں کو انکی اپنی عبارت میں جابجا نظر آئیگا ٭

(۲) تعلیم اور دلی حرکت

شاگرد کی تعلیم اور دلی حرکت کا سامان۔ پہلے تین شرطوں کی ہدایت

ہیں موجود ہے ٭

(۱) جو متحرک اور غیر متحرک یہ جگت ہے۔ اس میں ایشور کو بسا دو۔ تیاگ سے بھوگ کرو۔ لالچ نہ کرو۔ یہ دھن کس کا ہے؟

(۲) کرم کرتے ہوئے سو برس تک جینے کی خواہش کر۔ اس طرح کرم تجھے نہ چمٹیگا۔ اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہے ٭

(۳) جو آتم ہتیا کرتے ہیں۔ وہ مر کر اُن لوکوں کو جاتے ہیں۔ جو اسُروں کے ہیں۔ دسُورج کے نور سے خالی ہیں) اور گھُپ اندھیرے سے ڈھکے ہوئے ہیں ٭

ایشور ہے۔ اس میں شک نہ ہو۔ ایشور رُوح ہے۔ اور رُوح کی حرکت رُوح کے اندر ہے۔ باہر نہیں ہے۔ رُوح میں تبدیلی نہیں آتی۔ رُوح کی حرکت سے سامان تبدیلی دکھائی دیتی ہے۔ ظاہر ابت سے متعُدد اور مختلف تعلقات اور واقعات کی صورتوں کی جمعیت نظر آتی ہے۔ جو بار بار ان کے اعادہ کی شکل اختیار کرتی رہتی ہے ٭

ہر علیحدہ شے قدرت میں بطور خود ایک مجموعی عالم ہے۔ جو ظاہری حرکت میں نمایاں ہے۔ ورنہ وہ خود تکمل ہے۔ جو پنڈ ہے۔ وہی برہمانڈ ہے۔ ایک ایک پنڈ آپ برہمانڈ ہے۔ عالم کبیر اور عالم صغیر میں نام کے لئے بھی فرق نہیں ہے ٭

لیکن ظاہری حرکت سے کثرت نمایاں ہو رہی ہے۔ اسکا باعث صرف حرکت کے اندر حرکت ہے۔ جیسے تم ظاہر بینی کے نقص کی وجہ سے علیحدہ شے دیکھ اور مان رہے ہو۔ وہ دراصل علیحدہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ کل سے گُتھی ہوئی اور اُس سے ملی ہوئی ہے۔ نظامِ قدرت کے قانون کے زیر اثر وہ اس طرح محدود نظری کی وجہ

سے نظر آرہی ہے۔ ورنہ یہاں وحدت ہی وحدت اور وحدانیت کی وحدانیت ہے ٭

(۳) رُوح یا آتما

رُوح خُود آزاد۔ قائم بالذات۔ دائم۔ غیر متبدل اور ایک ہے۔ اور تمام حرکتیں اس کے تابع ہیں ٭

یہ حرکت اشیا یا تنفس کے اندر اس وجہ سے ہے۔ کہ اصل الاُصول یا جوہر اُولی۔ خواہ پرم تتّو کے رہنے کی جگہوں کا پتہ اور نشان مل سکے۔ وہی ایک ہی شئے جو ان سب کو اپنا مسکن بناکر اُن میں بستی ہے۔ یہ سب اس کے رہنے کے مقامات ہیں۔ وہ سب کا حاکم ہے۔ اور وہی سب میں تمکین ہے۔ اسی کو ایش کہتے ہیں ٭

جو ایشور سورنج میں کُلّی طور پر بسا ہوا نظر آرہا ہے۔ وُہی برہمانڈ کے ہر جُزو کی صورتوں میں حرکت۔ زور۔ اور گرم کا باعث بنا ہوا ہے ٭

چونکہ وہ کل ہے۔ اکھنڈ اور غیر منقسم ہے۔ وہ ایک ہی ہے۔ وہی برہمانڈ میں بھی ہے۔ وہی پنڈوں یعنی اجسام اور اجرام میں بھی ہے ٭

اس پرم تتو اور اصلی جوہر کو سب کا عطر۔ خلاصہ اور رُوح سمجھو ٭

اودّیا۔ اگیان

سکونت اور حرکت کا مقصد بھوگ (لذت) اور قبضہ ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ آتما اس جگت پر قابض ہو کر اُسے بھوگ (لذت یاب) رہا ہے۔ اونچی اور وسیع نظر نہ ہونے سے انسان محدود نظر ہو کر برہمانڈ کو منقسم اور پنچ ۱۰- خواہ کھنڈ کھنڈ مان بیٹھا ہے۔ اس لیئے نہ اُسے بھوگ میسر ہے۔ نہ جوگ میسر ہے۔ اسی کا نام اودّیا اور اگیان ہے۔ جزویات اور فروعات میں پھنس کر مقیّد ہو رہنے کا نام اودّیا ہے۔ یہ صرف محدود انانیت یا ناقص اہم بھاؤ کی گرہ اور گتھی کی وجہ سے ہے ؛

(۴) محدود اہم

یہ انسان محدود اہم بن گیا ہے۔ اور اپنی ہی وِدّیا اور اوِدّیا خواہ گیان اگیان کی دو متخالف طاقتوں کے زیر اثر آ گیا ہوا ہے۔ وہ کثرت اور وحدت۔ اور ان کی نسبتی تعلقات کو جانتا ہے۔ جب تک اُسے ایسی سمجھ ہے۔ تب تک اس قدر عیب نہیں ہے۔ اُس کی آزادی میں ابھی تک فرق نہیں آیا۔ جب وہ کُل اور کلیّت کے خیال کو ترک کر کے جُز یا جزویت کے قید و بند میں آ جاتا ہے۔ اُس وقت اس کی دلی اور عقلی حالت ناقص ہو جاتی ہے۔ پردوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ اور وہ

ایک ایک ظاہری شئے کے قید میں آکر جزُو اور کُل کی باہمی نسبت کی طرف سے آنکھیں میچ لیں۔ ظاہری نظاروں ہی کا ہو رہا۔ اپنے آپ کو سب سے جُدا سمجھ بیٹھا۔ اور اصلیّت کا خون ہو گیا۔ اہنکار غرُور۔ اور خودی نے دبوچ کر اُسے انفرادی شخصیت اور تشخصی انفرادیت کی حیثیت دے دی +

اس نقص بینی اور نقص پسندی اور نقص اندیشی کا نتیجہ یہ ہو ہو گیا۔ کہ کُل اور جزو کے ساتھ ہم آہنگی۔ مُطابقت اور مماثلت نہ رہی۔ اور نہ اُسے جوگ (قبضہ) حاصل ہے۔ اور نہ بھوگ (لذّت) میسّر ہے۔ لیکن روح چونکہ بالذات ایشُ اور حاکم ہے۔ اُس کا اثر زائل نہیں ہے۔ محدود اہم نسبتی محدودیت کے ہوتے ہوئے بھی یوگ اور بھوگ کا خواہشمند رہتا ہے۔ چاہے وہ اصلیّت کو محسوس کرے یا نہ کرے۔ اس خیال سے اب بھی جدا نہیں ہے۔ تفرقہ ہو گیا۔ خیالی وہمی۔ اور فرضی جدائی گلے کا ہار بن گئی۔ دل کمزور اور عقل کمزور اور حواس کمزور ہو گئے۔ نادانی کا شکار ہُوا۔ اور پس و پیش میں پڑ کر حالات کی تبدیلی کی جانب راغب ہُوا جسے جنم اور مرن کہتے ہیں۔ ایک حالت میں آ جنمتا ہے۔ اُسے ترک کرنا مرنا ہے۔ اور اب اسی گورکھ دھندے کا سلسلہ چل نکلا +

محدودیت کی خواہش میں ماتحتی۔ احتیاج۔ تفرقہ۔ اور رشک و حسد رہتے ہیں۔ جو آزاد۔ غنی ایک اور حاکم تھا۔ وہی پابند۔ محتاج۔ انیک اور ماتحت نظر آنے لگا +

(۵) آتم تتو یعنی رُوحانیت کا قانون

سرشٹی اور سرشٹی کے تمام پدارتھ - اس سرشٹی میں بھوگ کے لئے ہیں - یہ بھوگ اُس وقت نصیب ہوتا - اگر ان سے تیاگ ہوتا - انسان یہ نہیں سمجھتا کہ بھوگ اور بھوگ کے پدارتھ میرے لئے ہیں - بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے - کہ میں بھوگ اور بھوگ کے پدارتھ کے لئے ہوں اگر بے تعلقی ہوتی - تو وہ انہیں بھوگتا - تعلق کر لینے سے وہ اُ - سے نہیں ہستیر ہیں +

یہ تیاگ اور کوئی چیز نہیں ہے - یہ تعلق میں بے تعلقی اور بے تعلقی میں تعلق ہے - جسمانیت کا ہوکر نہ رہنا بلکہ جسم دل اور دماغ کا مالک بن کر رہنا تیاگ اور ویراگ ہے - بے جا ہوس اور حرص اس کے دشمن ہیں +

آزادی ان سے بھاگنے میں نہیں ہے - بلکہ عملاً اور علماً اور حِساً اور معناً شخصی اور بخود وخواہش کو مغلوب اور اپنے ماتحت کر رکھتا ہے - اس بات کی خواہش کہ کوئی شئے مجھے مل جائے - اس کے بغیر گذارہ نہیں ہے - بیجا خواہش ہے - اس کا تعلق دلی بندش کی وجہ سے ہے - انسان سمجھتا ہے - کہ مجھے یہ شئے نہیں ملی - اور دوسرے کو حاصل ہے - یہ غلط سمجھ ہے - اسی میں احتیاج کی جڑ ہے +

جس سے ہوتے شیر ہیں روباہ مزاج

وہ فقط ہے احتیاج اور احتیاج

اس سمجھ بوجھ کے اندر بھی **وحدت** کی رُوح چھپی ہوئی ہے

انسان محتاج ہوتا ہُوا لا احتیاج بننا چاہتا ہے۔ وہ ناقص، مُفلس۔ نہیں رہنا پسند کرتا۔ بلکہ کامل اور غنی ہونے کی خواہش رکھتا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ یہ اس کے آتما کا خاصہ ہے۔ آتما تمام وکمال۔ مکمل اور واحد ہے۔ صرف اُسے محدودیت کی وجہ سے گیان کی کمی ہے۔ وہ اس وقت نہیں جانتا کہ تمام اشیا آتما کے اندر ہی ہیں۔ غلط فہمی میں پڑ کر باہر مان رہا ہے۔ اس لیے کثرت اور تفرقہ دامن گیر ہو رہا ہے۔ گورو دیلے۔ تب بتلائے کہ سب میں ایش ہی بسا ہوا ہے۔ یہ سب کے سب اُسی ایک کے رہنے کے سکانات ہیں ÷

اس محدود اہم پر محیط کُل ایش کا خیال لے کر غالب آتا ہے۔ جب سب میں ایک ہی واحد وجود بسا ہُوا ہے۔ تو پھر یہ کیا ہے؟ کیا وہ اس میں نہیں ہے؟ جسم پر کیوں نظر ہے؟ اُسے اس طرح اونچی کر دے۔ پھر یہ راز خود بخود سمجھ میں آ جائے ÷

جب اس وحدت کی سمجھ آ جائیگی۔ دل اور عقل میں وسعت ہوگی اُسے سب سے خوشی ملیگی۔ اور کوئی خاص محدود خواہش ستائیگی پھر جب یہ جوگ ہُوا۔ تو پھر بھوگ ہی بھوگ ہے۔ جوگ اور بھوگ ساتھ رہینگے۔ اور آتما کو اپنی کلیت مجموعیت اور اکھنڈ پنے کے اظہار کا موقع رہیگا۔ یہ بھوگ آنند کہلاتا ہے۔ اس میں بندش نہیں ہے۔ یہ آزاد ہے۔ پھر آدمی ایسی سمجھ لے کر کرم کرے ÷

(۱۶) کرم کی ضرورت

بغیر کرم کی زندگی کچھ نہیں ہے۔ کرم زندگی کے اظہار کی صورت

ہے۔ ایشر کے مکمل خیال سے پھر آتما کرم کرتا ہوا بغیر کرم کے اور بغیر کرم کے کرم کرتا ہوا پرتیت ہونے لگیگا۔ یہ کرم جسمانیت کی نظر سے قدرتی حرکت کا ایک جز ہے۔ وہ جائز۔ مناسب ضروری اور لازمی ہے۔ بغیر اس کے کمال یا مکمل بننا کہاں ہے +

برہمہ میں ورہ (پڑھنا) اور منن (سوچنا) ہے۔ یہ تو اس کے اوصاف میں داخل ہیں۔ یہ حرکت نہیں تو کیا ہیں؟ یہ کرم نہیں تو انہیں کیا کہوگے؟ آتما میں ات (حرکت) اور منن (سوچنا) ہے۔ وہ اپنے قدرتی فرض کو سوبھاوک ادا کر رہا ہے۔ چاہے وہ اس جسم میں ہو۔ یا کسی جسم میں ہو۔ جب یہ سوبھاوک ہے۔ تو پھر یہ جائیگا کہاں؟ لوگ ناحق سست اور اپاہج بنتے ہیں انہوں نے نہ ویدانت کو سمجھا۔ نہ اُپنشد کو۔ آتما کے آزاد کرنے تک کا خیال جہالت اور اگیان ہے۔ وہ تو خود آزاد ہے۔ محدودیت کا اگیان ناحق گریبان گیر ہو رہا ہے۔ مکتی یا آزادی تو اس میں خود ہے۔ وہ اس کی ذاتیت، مطلقیت۔ حقیقت۔ اور اصلیت ہے۔ اس کا صرف ذہن نشین کر لینا ہی کافی ہے +

کرم سے لوگ گھبراتے ہیں۔ کیونکہ اُسے قید و بند سمجھہ بیٹھے ہیں۔ اور اس وجہ سے یہ اور بھی دکھدائی بن گیا ہے۔ اور مکتی کی ایک اور غلط خواہش نے دبوچ لیا ہے۔ کرم میں بندھن کیا؟ بندھن تو خواہش میں ہے۔ یہ خواہش اور خواہش کے سامان صرف ظاہرا نظر آتے ہیں۔ ورنہ وہ حقیقی کب ہیں؟ +

خواہش حسی دل کے ایک حسی جذبہ کا نام ہے۔ جو محدودیت

میں خوشی کی تلاش ہے۔ یہ خوشی برہمہ یا کُل میں تلاش نہیں کیجاتی بلکہ جزویات میں اس کی جستجو ہے۔ صرف اس اگیان کو مٹاؤ۔ اور پھر مُکتی ہی مُکتی ہے۔

برہمہ اپنے آپ کو آپ پرکاش کر رہا ہے۔ وہ مکمل ایش ہے۔ کرم نے اُسے کب باندھ رکھا ہے۔ اُس کا خیال دل میں قائم کرو۔ محدودیت سے گذر کر مکمل اور کمال سے تعلق پیدا کرو۔ کرم کرو۔ اور کرم برہمہ کے لئے ہوں۔ پھر نہ کہیں بندھن ہے نہ قید ہے۔

کرم نظام کائنات کی حرکت کی کڑیاں ہیں۔ کڑیاں باہمدگر گھتی رہتی ہیں۔ آتما کو کس نے پکڑ رکھا ہے۔ انجن کی حرکت ریل کی گاڑی گاڑی میں محیط ہے۔ وہ کہاں بندھن میں ہے۔ گاڑیاں چاہے بندھی ہوئی نظر آئیں۔

بیکاری کی زندگی اچھی نہیں۔ بیکار آدمی قدرت کے قانون کا باغی ہے۔ اور اس لئے وہ مصیبت میں رہیگا۔ اس کی دلی اور عقلی حالت تاریکی رہیگی۔

(۷) دُوسرے لوک

جسم کی علٰحدگی سے انسان نظام قدرت کی حرکت سے جُدا نہیں ہوتا۔ صرف جسمانیت سے گذر کر اور طبقات میں آتا ہے۔ یہ لوک لوکانتر ہیں۔ ان کُرّوں میں سے کوئی روشن ہے۔ کوئی تاریک ہے۔ کوئی نورانی ہے۔ اور کسی میں گھُپ

اندھیرا ہے۔ جو اگیانی ہے۔ اُسے ایسی ہی حالتوں میں گزرنا پڑیگا۔ یہ لازمی ہے۔



دُوسرا باب

خواہش اور فعل وحدت اور کثرت اور آودیا وِدیا وغیرہ کا حقائی زندگی کے ساتھ میل

اب چھٹے اور ساتویں منتروں کو پڑھو۔ یہاں خلاصہ کا خلاصہ دیا جا رہا ہے:-

(٦) جو سب میں اپنے کو اور اپنے میں سب کو دیکھتا ہے۔ وہ کِسی سے مُتنفّر نہیں ہوتا۔

(٧) آتما ہی سب کچھ ہو گیا۔ ہوا اور ہے۔ جِسے یہ گیان آگیا۔ پھر وہ بھرم میں کیسے پڑنے لگا۔

(۱) آتم ساکشاتکار

برہمہ اور آتما ایک ہے۔ اُس میں تبدیلی نہیں ہے تبدیلی من۔ پران۔ جسم۔ حالت۔ مزاج۔ کرم میں ہے۔ یہ اصلی نہیں ہیں۔ اصلی آتما ہے۔ یہ آتما کے اظہار کے سامان ہیں۔

جو کچھ نظام قدرت میں ہے۔ چاہے وہ جڑ ہو۔ یا چیتن ہو
وہ اسی برہمہ یا آتما کا ہے پنا۔ ہونا پنا۔ ہو جانا پنا ہے۔ اور
ہو رہنا پنا ہے۔ ان سب کے لئے ایک لفظ اظہار کافی ہے
یہ سب جیو جنتو ایک ہی ہستی مطلق ہیں۔ ہستی تو ہستی ہی ہے
اُس کے ٹکڑے کوئی کیسے کریگا۔ یہ سچائی ہے۔ اور اسی کو
ذہن نشین کرنا اور کر لینا ہے۔

جب یہ وحدت سمجھ میں آگئی۔ انفرادیت او محدود شخصیت
کا وہم جاتا رہا۔ پھر ایک واحد۔ واحد الوجود اور واجب الوجود
کے سوا کیا رہ گیا؟ ذرا سوچو تو سہی۔ اس کے سمجھ لینے سے
محدود اسم لامحدود ہو گیا۔ اور برہمہ پنے کی شان اس میں
نمایاں ہو گی۔ اسی کا نام آتم ساکشتا کار ہے۔ اِسے عین الیقین
کہتے ہیں۔

(۲) آتما۔ یا۔ رُوح

آتما یعنی لامحدود اسم ہی برہمہ ہے۔ جو سویم پرکاش۔ اپنے
آپ میں آپ ظہور کرنے والا اور آنند مورت ہے۔ یہ ست
چت آنند ہے۔ وہ اکال۔ اگھٹ اور مکت ہے۔ نہ
اس میں کمی آتی ہے۔ نہ اِضافہ ہوتا ہے۔ وہ جیسا ہے۔ ویسا
ہی رہتا ہے۔ ظرف۔ زمان اور مکان کا اس پر کوئی اثر
نہیں ہوتا۔

کِسی نے سچ کہا ہے:۔

اردھ شلوکین پرو کشیامی یدُکتم گرنتھ کوٹی بہہ
برہمہ ستیم جگن متھیا۔ جیو برہمیو ناپرہ

مطلب خیز ترجمہ۔ یہ آدھا شلوک بے شمار کتابوں کا عطر اور جوہر ہے۔ برہمہ ست ہے۔ جگت متھیا ہے۔ اور جیو برہمہ ہیں کوئی بھید نہیں ہے*

(۳) تین طرح کے پُرش

آتما تین مختلف صورتوں میں اپنا ظہور کر رہا ہے۔ یہ ظہور پُرش۔ پرکرتی کی نسبتی تعلقات کی وجہ سے ہے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) اکشر۔ لاتبدل۔ غیر تبدیلی پذیر۔

(۲) کشر۔ متحرک اور متبدّل۔

(۳) پرا۔ اُتم۔ سب سے اعلےٰ اور اُونچا*

(۴) تینوں کی تشریح*

کشر پُرش وہ آتما ہے۔ جو پرکرتی (مادہ) کی تبدیلیوں میں رہتا ہوا اُن کا آدھار بنا ہوا۔ ظاہر ہوتا۔ جنمتا۔ مرتا۔ بڑھتا۔ گھٹتا۔ پرتیت ہوتا ہے۔ اس میں کثرت۔ تبدیلی اور دوئی کا وہم ہے اس پر بھی در پردہ وہ پرکرتی کی تبدیلیوں پر غالب۔ حاوی۔ اور مسلّط ہوتا ہوا دُکھ سُکھ کا بھوگی۔ نیکی بدی کا حصہ دار۔ دوُند یعنی

* دیکھو گیتا ادھیائے پندرہویں۔ ۱۶-۱۷ اور تیرہویں ادھیائے بھی

اتصاد میں شامل - اور قدرت کے کاروبار میں اثر انداز ہے
مادہ کی تبدیلیوں کی وہ لاکھ پیدا شدہ اور مرتا ہوا پرتیت
ہو۔ لیکن اصلیت کی نظر سے وہ پھر بھی آتما اور اینش ہی ہے ؛
اکشر پُرش وہ اہم یا آتما ہے۔ جو پرکرتی کے حرکات
سکنات سے اُداسین (مستغنی)۔ بے غرض۔ شانت۔ شُدھ اور
بے تعلق ہے۔ صرف ساکشی رُوپ سے انہیں چوٹی پر بیٹھا ہُوا
پرتیت ہو رہا ہے۔ اور ان میں محو یا مستغرق نہیں۔ یہ آکاش کی
طرح ہے۔ نہ بدلتا ہے۔ نہ حرکت کرتا ہے۔ اور چنچل پرکرتی کے
متحرک کاروبار کا ناظر اور شاہد ہے۔ یہ کشر برہمہ کی چھپی ہوئی کُٹ
اوستھا ہے ؛

پرا پُرش یا پرشوتم وہ ہے۔ جو شانتی اور حرکت دونوں میں
شامل ہے۔ اور دونو کا بھوگی ہے۔ لیکن ان کے بندھن میں نہیں
ہے۔ یہ اینش برہمہ۔ مکمّل۔ نا قابل بیان اور سمجھنے بُوجھنے سے
پرے ہے ؛

اسی اہم یا برہمہ کو حرکت اور بے حرکتی میں ساکشاتکار کرنا
ہے ؛

پرکرتی میں پُرش

اہم یا آتما نظام قدرت میں سات مختلف صورتوں میں
محیط ہو کر ان کی نسبتی حیثیت کے مدارج کے موافق نظر آ رہا ہے
جس صُورت کی جیسی خصوصیت ہے۔ اسی کے موافق مفرد موجودات

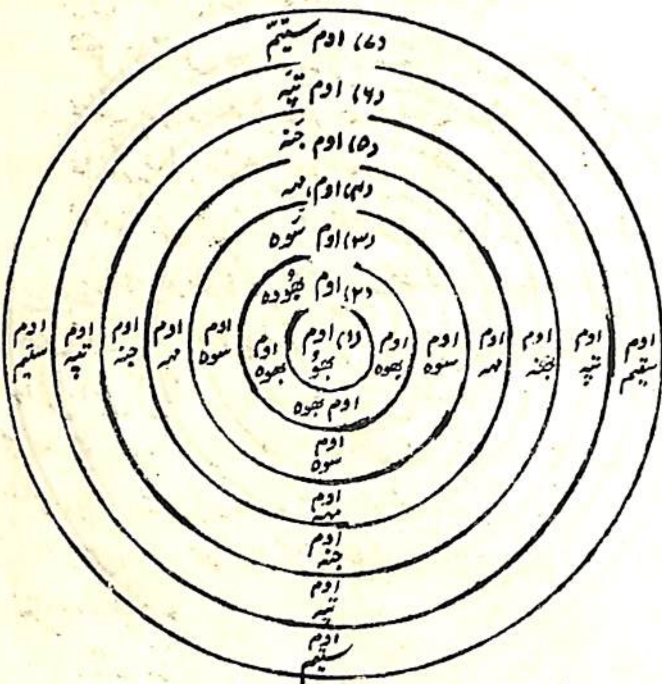
* دیکھو تیتریہ اپنشد ۲ - کے ا سے ۶ انک ؛

جسمانیت یا جسم کے طبقہ میں وہی آتما ان مے پُرش ہے
حرکتی طبقہ میں وہ زوردار طاقت بنا ہوا پران مے پُرش ہے
دِلی طبقہ میں وہ منو مے پُرش ہے۔
عقلی طبقہ میں وہ وگیان مے پُرش ہے۔
عالمگیر سرور کے طبقہ میں وہ آنند مے پُرش ہے
عالمگیر عقلی طبقہ میں وہ چیتن پُرش ہے۔
خالص ہستی۔ ذاتیت یا مطلقیت کے طبقہ میں وہ ست پُرش ہے۔
انسان چونکہ اُس ایش سے جدا نہیں ہے۔ عقلی خیالی اور نظری نقطہ سے وہ جس طبقہ میں نشست رکھتا ہے۔ اسی کے موافق اس کی حالت ہے۔ اور اُسی قسم تجربات اور مشاہدات کا عادی ہے۔ نرا جسمانی یا ان مے پرش ہونے سے وہ خالص چیتن یا ست پرش کے طبقہ میں داخل نہیں ہوتا۔
اس صورت کا پتہ کچھ کچھ گائتری کے اس پرانا یام منتر سے ملیگا۔

اوم بھو۔ اوم بھوؤ۔ اوم سوہ۔ اوم مہہ۔ اوم جنہ
اوم تپہ۔ اوم ستیم

ذیل میں میں اس کا نقشہ بھی پرکرتی کے حرکات و سکنات کی نسبتی نظر کے موافق بیان دیدیتا ہوں تاکہ معمولی اور سرسری مطالعہ کرنے والا کم از کم کچھ تو سمجھ سکے۔ اس کی حقیقی سمجھ گورو کی ست سنگ وغیرہ کے تابع ہے۔

نقشہ یہ ہے:-



اُپنشدوں میں مہت - رت - چت - تپ کا ذکر بار بار آتا ہے - ان کی صراحت موقع موقع پر ہوگی

اب دُوسرا نقشہ ملاحظہ کرو:-



ان نقشوں کے دیکھنے اور غور کرنے سے اچھی طرح سے پتہ لگ جائیگا۔ کہ کس طرح ایک ہی جوہر سب میں محیط ہوتا ہُوا خاص خاص طبقہ میں اپنے ظہور کا تماشا دکھا رہا ہے۔ اور کس کس طرح سے اس کے تجربات۔ مشاہدات اور معانقات میں اختلافات کا عالم نظر آ رہا ہے۔ وہ جو چاہے ہو سکتا ہے

کیونکہ یہ آنما ہی ہے۔ جو سب کچھ ہوا ہے۔ ۶ - ۷ منتروں کو بار بار پڑھو۔ سمجھو لی اور اسمجھو لی الفاظ پر غور کرو۔ اکثر ٹیکا کاروں نے ان کے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ سب مکھی پر مکھی مارتے چلے آرہے ہیں۔ ان سے پرش ہی چت پرش اور ست پرش ہو سکتا ہے۔ جو وہ اب بھی ہے۔ صرف گیان اور اگیان کا پردہ حائل ہے ؛

---

(۵) ساکشاتکار

ست پرش کا ظہور ست چت آنند ہے۔ وہ لامحدود ہے۔ اس لئے اس کی ہستی۔ علم اور سرور سب کے سب لامحدود ہے ؛

ایشور کے اس سچدانندی ظہور کو پرا پرکرتی (پرے کی صفت) سمجھو۔ دل عقل اور جسم۔ یہ اپرا پرکرتی (یعنی ورے کی صفتیں ہیں) سچدانند کو اپنی عالمگیر حیثیت میں پرارودھ (پرے کا آدھا حصہ) سمجھو۔ یہ سوبھاوہی سے امرت اور لافانی ہے۔ مادہ کے اندر دلی اور جسمانی ہستی کو اپرارودھ (ورے کا آدھا حصہ) تصور کرو۔ یہ تقسیم و تفریق خیالی ہے۔ یہ صرف سمجھانے بجھانے کے لئے ہے ؛

آٹھواں منتر کا خلاصہ ملاحظہ ہو:—

وہی روشنی سب کچھ ہو گیا۔ اور سالہا سال سے اشیا کی ان کے خواص کے موافق ترتیب دی۔ وہی باہر گیا۔ وہ روشن۔ بغیر جسم

بغیر نقص۔ بغیر ناڑیوں کے ہے۔ وغیرہ وغیرہ
مضمون بہت صاف ہے۔ وہی ایک سب میں دائم قائم اور محیط کُل ہے۔ وہی برہمہ گیان ہوکر مفردات اور مرکبات میں ہے۔ اور وہی مختلف اور متعدد شخصیتوں میں مخفی صورتوں میں ہے۔ جیووں کے اندر بھی وہی سمایا ہوا ہے۔ اور اُسے نقص جسم اور نس ناڑیوں کی بندشوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ بلکہ سب میں رہ کر وہی سب کا ان کے خواص کے بموجب قاعدہ میں رکھنے والا اور چلانے والا ہے۔ وہی باہر ہے۔ وُہی یہاں وہاں جہاں تہاں سب میں ہے +

ہم محدود النظر اور تنگ نگاہ ہیں۔ جنم مرن کے ناقص نظام میں محدود ہوکر اس آتما کو سچدانند کہتے ہیں۔ اور اُسے علیم کامل عقیل کامل اور سرور کامل سمجھتے ہیں۔ اور اپنے دلوں میں اسی کو منعکس پاتے ہیں۔ اگر دل صاف اور شانت ہے۔ تو اس کا روشن اور سچا عکس پڑتا ہے اگر برعکس کیفیت ہے۔ اور اگیان کی تاریکی اور اشانتی ہے۔ تو اس کا عکس دھندلا۔ بگڑا ہوا۔ اور ٹیڑھا پڑتا ہے +

صاف آئینہ میں جلوہ صاف آتا ہے نظر
میلے آئینہ میں صورت اوہی ہے بے خبر

عکس پذیر دل آئینہ ہی عکس لیتا رہتا ہے۔ وہ صاف ہے تو گیان ہے۔ میلا ہے تو اگیان ہے۔ اگر وہ اصلی ہے۔ تو اثینت تثلیث اور کثرت ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں ہے۔ تو واحدانیت وحدانیت

اور احدیت ہے۔ وحدیت بین کی نظر میں وہ ایک رس اور یکساں خوشی ہے۔ کثرت بین کی نظر میں وہ دوند۔ ناقص۔ باہمی ضد والا۔ درد و راحت۔ دُکھ سکھ وغیرہ شکلوں میں پرتیت ہوتا ہے +

یہ صرف محدود نظری۔ تنگ نظری اور تاریک نظری کا فتور جو کشٹر دُرشٹی سے ایک ہوتا۔ اور گیتھی ہوا ہو کر بھی آتما کو جدا جدا اور محدود دکھا رہا ہے۔ اور پرکرتی کی تبدیلیوں کے ماتحت اگر وحدت الوجود اور واجب الوجود کی ہستی کی طرف سے نادان بنا ہوا ہے۔ جیسے چاند ایک ہوتا ہوا آسمان میں کبھی دو۔ تین اور متعدد نظر آیا کرتا ہے۔ ویسا ہی اسے بھی سمجھو +

کثرت بینی کی عادت سخت ہوتے ہوئے کرموں کے اثرات کے اجتماع ہونے سے تفرقات کی حالت پیدا ہو گئی۔ یہ قانون ہے۔ اور یہی آتم تتو کے ساکشاتکار ہونے کے درمیان حجاب اور پردہ بن کر اُسے سمجھنے نہیں دیتا۔ جب اس مرض کا علاج ہو لے تب پھر وحدت ہی وحدت ہے۔ مریض آدمی جسم دل اور روح کی یکسانیت اور باہمی مطابقت باہم آہنگی کا قائل نہیں ہوتا۔ جسم اور دل اُسے بوجھ معلوم ہوتے ہیں۔ کوئی حکیم ملے۔ بیماری دور ہو۔ تو پھر یہ ایسے تفرقہ انداز نہ معلوم ہونگے +

اگیان کی معدومیت ہی آتم گیان کے ساکشاتکار کا یقینی ذریعہ ہے۔ یہی مکتی ہے +

آنند کی ابتدا ہستی علم و سرور کی احدیت میں اُسی واحد

مطلق کے نظارہ کا پہلا تماشہ ہے۔ جو نظر میں آتا ہے +

(۶) آتم سا کشا تکار کے مدارج

(پہلی منزل)

آتم انبھو کی پہلی منزل، وحدت پسندی۔ وحدت بینی اور وحدت اندیشی ہے۔ وہ سب کو ایک جیسا تصور کرتی ہے ابتدائی سمجھ میں بھداپن رہتا ہے۔ ایک کہتے اور مانتے ہوئے زبان لڑکھڑاتی اور خوف کھاتی ہے۔ لیکن یہ اثر کسی طرح دل کے اندر آ جائے۔ ہمدردی۔ محبت اور یگانگت آ جائے۔ انسان اور دل کی بھلائی کے کام میں لگے۔ پھر یہ بڑھ جاتی ہے +

پھر کثرت میں وحدت کا جلوہ نمایاں ہونے لگتا ہے ذرہ ذرہ ریگستان کے مجموعی اجزا بنے ہوئے اسکی کلیت کا مشاہدہ کرانے لگتے ہیں۔ قطرہ قطرہ کی مشمولی کیفیت سمندر کی ہستی ان کے اندر ذہن نشین کرا دیتی ہے۔ اور وحدانیت آجاتی ہے۔ چاہے یہ جدا جدا ہی کیوں نہ نظر آویں واحد کا خیال دل پر غالب آجاتا ہے۔ اور وہ ابتدائی تمیزی کوشش کا نتیجہ ثابت ہوتا ہے +

اصلی گیان کی ابتدا وحدت بینی ہے۔ ایک پرکرتی۔ ایک پران۔ ایک دل۔ ایک آتما سب میں کھیل کرتے ہوئے

نظر آتے ہیں ٭

جب یہ آتما سچدانند منصوّر ہو گیا۔ تب یہ گیان مکمل ہو گیا سدکر لی گیا ہے ؟ یہ صرف دل کا کھیل ہے۔ یہ دل ہی ہے جو تخیلات کو ٹھوس مادہ بنا کر تماشا کیا کرتا ہے۔ اس کی صورت آرائیاں متعدد۔ مختلف اور بکثرت ہوئی ہیں۔ یہ سمجھ میں آ گیا۔ پھر سچدانند کا بھان اور پرکاش ہوا۔ رفتہ رفتہ جیتن پرش۔ پربرہم اور پرا پرش کی باری آتی جائیگی ٭

ایک ہی سچدانند آتما ہے۔ جو سب میں ہے۔ وہی کثرت میں ہے۔ وہی قلت میں ہے۔ اور وہی کثرت میں بھی ہے۔ اور دل۔ زندگیاں۔ اور اجسام اُسی محیط کُل جوہر کے بننے کے بے شمار مکان پرتیت ہونے لگینگے جسکا اشارہ ایش اُپنشد کے پہلے منتر میں آیا ہے ٭

آہا ہستیوں کا نظارہ اسی ایک آتما میں ہے۔ وہی سب کی رُوح رواں بنا ہوا ہے۔ وہی اصلیت اور حقیقت کی ایک جان ہے۔ اسی ایک کا خیال مکمل باطنی نجات مکمل سرور۔ اور مکمل شانتی کی بنیاد ہے۔ (پہلا منتر بار بار پڑھو) ہر ابتدا کی انتہا ہے۔ خیال میں جس قدر روانی۔ وسعت اور پھیلاؤ آتا جائیگا۔ نفرت۔ کراہت۔ تعصب۔ ہٹ دھرمی اور خوف دُور ہوتے جائینگے۔ زندگی شاندار بنتی جائیگی۔ اور یکتا دیکسانیت اور احدیت آتی جائے گی ٭

———:———

(۷) آتما کے سب کچھ ہونیکا نظارہ

نظارہ ہی سب کچھ نہیں ہے۔ جو نظر آئے انسان باطنی طور پر وہی بنتا اور ہوتا بھی چلے۔ تمام باطنی زندگی مجموعی طور اپنے اجزا کی نظر سے باطنی مشاہدہ۔ باطنی معانقہ اور باطنی احساس کے موافق ہو۔

"ایکتم" اُنُوپشینتہ" شخصی انسان اپنے آپ کو سب میں پھیلتا ہُوا دیکھتا چلے۔ اپنے خیالات۔ حرکات اور احساس کو تکمل گیان کے موافق بنانا شروع کرے۔ تکمل گیان کی نسبت کو اپنے اور اوروں کے ساتھ ملا ملاکر اسی قسم کا برتاؤ کرے۔ اُس وقت وہ وہی دائمی قائمی ذات مطلق ہو رہیگا۔ جو سوئیم پرکاش ہے۔ اور عالم کثرت میں یکساں پرتیت ہو رہا ہے۔ اور اپنشد جس کا اشارہ آٹھویں منتر میں کر رہی ہے اور وہ ساتویں منتر میں بھی آیا ہے۔ "سربانی بھوتانی آتمیوَ ابھوت" وغیرہ وغیرہ (وہی وجود مطلق سب موجودات ہو گیا)۔

مغرور اور اہنکاری اگیانی انسان کہتا ہے۔ کہ سب جیو جنتو جُدا جُدا ہیں۔ ایک کا بھوگ دوسرے سے جُدا ہے۔ یہ محدود انسانی نظر ہے۔ یہ ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے۔ محدودیت کے طبقہ میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور ہونا چاہئے لیکن ایشی کی نظر سے یہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک ہے۔

جو سب میں گھر بنا کر سمایا ہوا ہے۔ وہی قدرتی مقصد کے موافق سب میں محیط ہے۔ اور اس شخصی عالم کو قاعدہ کے موافق اس کے خواص اور کیفیت کی نظر سے چلا رہا ہے۔ وہ سچدانند اور امر ہے۔ ایش ایسا ہے۔ انسان کو چاہئے۔ کہ اُسے اپنی معراج نما بنا دے۔ اس سے مِل کر ایک ہو رہے۔ تب ہی اس کا گیان ملیگا۔ تفرقہ کی حالت میں وہ غیر ممکن ہے۔

وحدت النظری لازمی ہے۔ محدود اہم غیر محدود اہم سے ملے۔ وہ سمجھ لے۔ کہ ذات کی نظر سے اس میں ایشور میں بھید نہیں ہے۔ اس خیال کا اشارہ سولہویں منتر کے آخری لفظوں میں ہے۔ "یو ساؤ سَو پُرشہ سوہم آسمی" "پُرش جو وہاں اور وہاں ہے۔ وہ میں ہی ہوں" یہ الفاظ اس قدر صاف اور واضح ہیں۔ کہ کھینچ تانکی ذرا بھی ضرورت نہیں ہے "سوہم اَسمی" "وہی میں ہوں" اس خیال کے آتے ہی کثرت وحدت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور آتما کا ساکشا نکار ہو کر زندگی وہی اور ویسی ہو رہتی ہے ✦

ایش اپنشد نے اسی کی تعلیم دی ہے۔ اسی نظر سے ودیا اودیا۔ ایک انیک۔ اور کثرت وحدت۔ موت زندگی کے ضدین الفاظ کو لے کر انصاف کی نظر سے دکھایا ہے۔ موت گیان سے امرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ خیالات نویں منتر سے لیکر چودھویں منتر تک زیر بحث آئے ہیں ✦

سفلی انسان کو اس ساکشاتکار کے مرحلہ سے گزرنا ہے۔ اُسے

یاد رہے۔ عقل ہی سب کچھ نہیں ہے۔ دل کو عالمگیر آنند اور پریم میں متماثل کر لیتا ہے۔ شخصیت کو اپنی بھاؤ میں جذب اور محو کر دیتا ہے۔ وہ سب امیں ہے۔ اس میں بھی ہے۔ اور وہ اُس سے کبھی اور کسی حالت میں مختلف نہیں ہے +

(۸) حقیقی آنند کی کیفیت

اس ساکشاتکار سے مکمل اور پورن آنند آجاتا ہے۔ کرم ہونا رہے اس کا مضائقہ نہیں۔ دُکھ اور بھرم جاتا رہتا ہے۔ ان سے قطعی نجات ہو جاتی ہے +

موہ نہیں رہتا۔ یہ ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ کہ تمام ہستی کے پس پشت ایک اصلیت ہے۔ جو دل زبان اور عقل کی رسائی سے پرے ہے۔ وہ مطلق اور ذات مطلق ہے۔ اُسے ہونے سے تعلق نہیں ہے۔ اُسے کسی کی خواہش نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مکمل ہے۔ سب بھوگنے کے قابل ہے۔ کیونکہ یہ اسی کا اظہار اور ظہور ہے۔ یہ ظہور خود بخود ہے۔ اسی سے ہے۔ اسی کا ہے۔ پھر کون کس سے نفرت کرے۔ سویم پرکاشوان برہم نج پرکاشی ہے۔ اس گیان سے بھرم کا ناش ہو جاتا ہے۔ اگیان کی جگہ گیان لے لیتا ہے۔ سارا جگت اپنا ہو جاتا ہے۔ اور اس کا بھوگ مہا آنند دایک ہوتا ہے۔ اب کیا باقی رہا جسکی ہوس کی جائے ؟

دُکھ کا امکان نہیں رہا۔ کیونکہ سب کا سب سچدانند پرتیت ہو گیا۔ دُکھ محدودیت میں ہے۔ مکمل میں دُکھ کا امکان کہاں !

دکھ کمی - قلت - احتیاج نقص اور کمزوری میں ہے۔ جو پورا اور باکمال ہو۔ اس میں ان کا وہم و گمان کہاں!

ایشں اور جگت کا ملاپ وحدت ہے۔ اور اسی علم کا نام گیان ہے۔ اس گیان میں خواہش اور بھرم دونو کی نکھنی ہو جاتی ہے - اہم اب غیر محدود ہونے سے محدود نہیں رہا۔

(۹) سا - وہ

جو یہ سمجھتے ہیں کہ اُپنشد غیر شخصی اور مستغنی ہی ایشور کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں - ان لوگوں نے بغور ان کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا۔ اس لئے ایسی رائے قائم کرتے ہیں بلکہ اُپنشد میں ایک ایسی ناقابل بیان ذات اور مطلقیت کی تعلیم دیتی ہیں جو اپنے آپ کو دو مختلف صورتوں شخصی اور غیر شخصی کیفیتوں میں پرکاش کر رہا ہے۔ شخصی ایشور کا نام گشٹر اور غیر شخصی کا اکشٹر ہے۔

جب وہ اس ناقابل بیان - ناقابل فہم - بعید از ادراک اور بعید از فہم ایشور کا ذکر کرتی ہیں۔ تو اس کے لئے تت (وہ) کی ضمیر استعمال ہوتی ہے۔ تت نہ تذکیر ہے نہ تانیث ہے۔ لیکن اس تت سے وہ نورانی شخصیت جو نظام کائنات کی باقاعدگی اور انتظام میں شامل ہے۔ خارج نہیں کرتیں۔ کین اُپنشد کے تیسرے ادھیائے میں اس کا تذکرہ آتا ہے۔ وہاں سے اس خیال کا پتہ لگیگا۔ بلکہ جب کبھی وہ شخصی ایشور کی اہمیت پر

زور دیتی ہیں۔ تو ایسے موقعوں پر وہ سا (وہ) کا ضمیر استعمال کرتی ہیں۔ اور اُسے دیو۔ ایش۔ پُرش وغیرہ ناموں سے یاد کرتی ہیں۔ اور پرکرتی کو اس کی شکتی قرار دیتی ہیں ؛

ایش اپنشد نے برہمہ کو اصلی اصلیت اور حقیقی حقیقت قرار دی ہے۔ جو مختلف صورتوں میں اپنا اظہار کرتا ہے۔ دیکھو چوتھا اور پانچواں منتر کیا کہہ رہے ہیں :-

(۴) وہ بے حرکت۔ ایک۔ من سے زیادہ تیز ہے۔ اندریوں کی اس تک رسائی نہیں ہے۔ وہ ان پر سبقت لے گیا ہے۔ وہ خود ٹھہرا ہوا ہی سب کے آگے نکل گیا۔ اسی کے آشرا ہات، رشوا سوتر آتما) سب کو طاقت تقسیم کرتا ہے ؛

(۵) وہ چلتا ہے۔ وہ نہیں چلتا ہے۔ وہ دور ہے۔ وہ یقینی طور پر نزدیک ہے۔ وہ اس سب کے اندر ہے۔ وہ اس سب کے باہر بھی ہے ؛

پھر آپ ساتویں منتر کو بھی دیکھئے وہ کیا کہہ رہا ہے :-

(۷) "سب متحرک اور غیر متحرک میں ایکتا دیکھتا ہے۔ اور جسے سب میں آتما ہی پرنیت ہوا ہے، اس کو بھرم اور شوک کیا ہے!"

اس سے کیا پایا جاتا ہے؟ اس میں وحدت اور ایکتائی کا خیال ہے۔ یہ وہی ایک واجب الوجود ہے۔ جو سب کچھ ہو گیا ہے۔ اور سب میں محیط کل ہے ؛

آٹھواں منتر یہ ہے :-

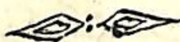
وہ پرے چلا گیا۔ چمکتا ہوا۔ بغیر جسم کا بغیر رنگ کا، ناڑیوں سے آزاد۔ شدھ۔ پاپ سے جدا۔ کوی (عالم) منیشی (حکمی)

گھیرنے والا۔ آپ خود ہو جانے والا۔ سب پدارتھوں کو ہمیشہ برسوں کے لئے قاعدہ میں رکھتا ہے ؎

یہ (برہم ہی) پرے پہنچا۔ یہاں یہ کے لئے تسما ضمیر آیا ہے۔ تت استعمال نہیں کیا گیا۔ اور شروع منتر میں اسی کو ایش بان کر سب میں رہنے یا بسنے والا اقرار دیا گیا۔ چونکہ وہی سب کچھ ہو جانے والا ہے۔ اس کے لئے سوئمبھو کا لفظ استعمال کیا گیا۔ یہ وہی ہے۔ جو سب کچھ ہوا۔ اور ہو رہا ہے۔ اس کے سوا اور کسی کی ہستی کب تھی؟ کب ہے۔ اور کب ہو گی؟ اسی رعایت سے سولھویں منتر میں صاف طور پر پرارتھنا کرنے والا کہہ رہا ہے کہ "او سا دسو پرشھہ سوہم آسمی" جو پرش وہاں ہے۔ وہ میں ہی ہوں" اس سے زیادہ صاف کوئی کہیگا! وہی سب کچھ ہو گیا ؎

جو حاکم۔ کرتا۔ دھرتا ہے۔ اور بھوگتا ہے۔ جو وہ ہو گیا ہے۔ اسی کو بھوگتا ہے۔ اور پھر جس قاعدہ اور ترکیب سے ساتھ یہ کام ہو رہا ہے۔ اپنشد اس کا اختصار کے ساتھ اسی منتر میں اشارہ کرتی ہے ؎

اسی خیال کی سمجھ پر ویدک تعلیم کے جنم مرن۔ اور۔ ودیا اودیا کا انحصار ہے۔ اور جگت میں کرم کے جواز کا انحصار ہے ؎



(۱۰) ایشور کی شخصیت



ویدانت جس نظر سے "ایشور" کو مانتا ہے۔ اس میں عام مذاہب کی سمجھ کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ شخصی خدا کا عقیدہ جو عوام کے درمیان پایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ خدا بہت بڑا آدمی ہے۔ جو آسمان پر بیٹھا ہوا حاکم کی طرح حکومت کرتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ وہ حد درجہ کا طاقتور اور سب سے زبردست ہے۔ ویدانت اس میں کلام نہیں ہے کہ انسانی ظہور کو برہمہ سے منسوب کرتا ہے۔ اور جیو برہمہ کو ایک بتاتا ہے۔ لیکن ایشور کے بارے میں وہ عوام کے طرز عقیدہ کو تسلیم نہیں کرتا۔ ایشور کی ماہیت ویدانت کے خیال میں کچھ اور ہے۔ انسان کے اندر الوہیت کو تسلیم کرتا ہوا وہ ایشور کبھی اس نظر سے نہیں دیکھتا۔ نہ دکھاتا اور نہ دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسا کہ مت متانتر والے اُسے اپنی دُعا اور پرارتھنا سے بڑا آدمی قرار دیتے ہیں۔

ایشور سچدانند ہے۔ ایشور لاتعداد صورتوں میں اظہار کر رہا ہے۔ لیکن وہ غیر محدود ہستی غیر محدود گیان اور غیر محدود خوشی ہے۔ جیو اور برہمہ کی ایکتا صرف حقیقت اور ذاتیت کی نظر سے ہے۔ محدودیت اور غیر محدودیت کی نظر سے نہیں

ہے۔ ایشور میں محتاجگی نہیں ہے۔ وہ اپنے آنند میں آنند اپنی ہستی میں ہست اور اپنے گیان میں گیانی ہے۔ یہ تینوں غیر شخصی اوصاف ہیں۔ ایشور آپ اپنا جگت ہے۔ اور وہی جگت بنا ہوا ہے۔

اس خیال کو معمولی ذہانت کا آدمی یکبارگی اور آسانی سے نہ سمجھ سکیگا۔ معمولی ویدانتی بھی شاید ہی اسے ذہن نشین کریں۔ کیونکہ بات بہت لطیف اور باریک ہے۔ محض اس بات کے کہ دینے سے کہ جیو برہم ایک ہے۔ کوئی بھی اصل معنی میں ویدانتی نہیں ہو سکتا۔

ست۔ چت۔ آنند الوہیت یا شان الوہیت کی لطیف اور لاتحد شان ہیں۔ اس کی کسی قدر سمجھ ذیل کی عبارت سے آنی ممکن ہے۔

آنند اپنے آپ کو پریم میں منتقل کرتا ہے۔ چت دو معنوں یعنی گیان اور شکتی کی صورتوں میں بھاستا ہے۔ ست ہے پنے میں منتقل ہو کر شخص اور ستے کے ہونے کے اطلاق میں ظہور پذیر ہے۔ لیکن یہاں یہ یاد رہے۔ کوئی پریم بغیر پریمی کے مکمل نہیں ہوتا۔ کوئی علم بغیر شے معلوم کے پورا نہیں بنتا۔ کوئی طاقت بغیر طاقتور کے کام نہیں دیتا۔ کوئی کرم بغیر کرتا کے ہو نہیں ہو سکتا۔ کوئی شے بغیر کسی کے نمودی اور وجودی حیثیت حاصل نہیں کر سکتی۔ اس تشبیہ اور تنزیہہ سے کسی قدر اصلیت کی سمجھ آئیگی۔

مشکل تو یہ ہے۔ کہ جنہیں ست چت آنند کہا جاتا ہے۔

وہ اصطلاحات بھی غیر تشخصی ہیں۔ ان کے اندر بھی تشخصی ہونے کے نقص کا گمان ہو سکتا ہے۔ برہمہ آنند بھوگنے کے لئے کسی بھوگتا کی ضرورت ہے۔ برہمہ گیان کے لئے کوئی برہمہ گیانی ہونا چاہئے۔ برہمہ کی ہستی کی قابلیت کے لئے کسی قابل کا ہونا لازمی ہے۔ یہ ست چت آنند انسان کی زبان کی اصطلاحات ہونے کی غلط فہمی کے زمرہ میں آ سکتے ہیں۔ برہمہ خود اپنا آپ گیان۔ اپنی آپ ہستی۔ اور اپنا آپ آنند ہے۔ برہمہ میں گیان اور گیانی دو نہیں ہیں۔ برہمہ میں ست اور ہستی دو نہیں ہیں۔ برہمہ میں آنند اور آنند بھوگنے والے دو نہیں ہیں۔ یہاں وحدت وحدانیت اور واحدیت ہے۔ گیان گیانی ایک۔ ہستی ہست ایک۔ آنند اور آنند بھوگنے والا ایک ہے۔ اور پھر یہ سچدانند انسانی محاورات میں تین ہوتا ہوا بھی ایک کا ایک ہے۔

برہمہ گیان اور برہمہ آنند کے اظہار کی دو صورتیں ہیں۔ ایک میں وہ اپنے آپ میں کافی اور گھنا ہے۔ دوسرے وہ اپنے آپ میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ ہر دو مراد خود برہمہ کی اصطلاح ورہ (بڑھنا) اور منن (سوچنا) میں موجود ہیں۔ اسی طرح آتما کی اصطلاح میں ات (حرکت) اور منن (سوچنا) دونو ہی ہیں۔ ان دونو کی وحدت کا نام برہمہ یا آتما ہے۔ یہ دونو کیفیتیں برہمہ میں رہتی ہیں۔ وہی خود اپنے میں آپ بڑھنا۔ اور اپنے آپنے کا آپ شاہد ہے۔ وہی سب کچھ ہے۔ اور ہوا کرتا ہے۔ (بھو ونم جگت) یہ برہمہ ہی ہے۔ جو سب

کچھ ہُوا ہُوا ہے۔ جو۔ وہ ہوگا۔ وہ بھی برہمہ ہی ہوگا۔ پریم کا پریتم اور پریمی خود پریم ہے۔ گیان کا گئے گیا تا خود گیان ہے اس کے کرم ہیں کرنا۔ کام۔ کرتا تینوں ہی ہیں۔ اور یہ برہمانڈ اس ایش کا جسم اور کرم ہے ۔

اب مضمون کسی قدر واضح ہوگیا۔ اور اگر کسی شخص میں مذہبی کشش اور تعصب نہیں ہے تو ایش اپنشد کی مراد ذہن نشین ہوجائیگی۔ یہاں توڑ مروڑ یا کھینچ تان بالکل نہیں کی گئی۔ صرف اُپنشد کے معنی مراد کو واضح کردیا گیا ہے ۔

اس لیئے جب برہم کے اس غیر شخصی پہلو کی جانب نظر کیجاتی ہے تو اُسے تت (وہ) کہا جاتا ہے۔ جو تذکیریت اور تانیثیت کے قید و بند سے بری ہے۔ اور جب ہم اسے سوئم ست یا سوئم چت یا سوئم آنند سمجھتے ہیں۔ تو سا (وہ) کی ضمیر اس کے لیئے استعمال کرتے ہیں۔ اور اسے پُرش مانتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ اصل میں نہ وہ یہ ہے۔ نہ یہ وہ ہے۔ نہ وہ تت ہے۔ نہ وہ سا ہے۔ دونو ضمائر غیر مکمل ہیں۔ برہمہ جاننے بوجھنے سے پرے اور شخصی اور غیر شخصی التزام سے بری ہے۔ اس لیئے وہ نیتی نیتی (نہ یہ نہ یہ) کہا گیا۔ (دیکھو ورہد آرنیک اُپنشد) جب ہم اسے تت (وہ) کہتے ہیں۔ تب یہ مراد لیتے ہیں۔ کہ وہ اوصاف کی بندشوں سے آزاد اور ہماری سمجھ بوجھ اور بیان سے اونچا ہے۔ اور جب سا (وہ) کی ضمیر اس کے لیئے استعمال کرتے ہیں۔

تب بھی اُس سے دراصل ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ تت اور سا دونو کی ایک ہی مراد ہے۔ اور وہ عقل اور زبان کی رسائی سے اونچا ہے۔

جگت میں ہر جگہ اور ہر وقت وحدت اور کثرت کی نسبت موجود ہے۔ جب ایک کہا جائیگا۔ تو پھر دہائی سینکڑہ وغیرہ کیوں نہ آوینگے۔ اور جب دہائی سینکڑے وغیرہ کہے جاوینگے۔ تو ایک ان میں سے غائب کیسے ہو جائیگا۔ اور وحدت کثرت اور پھر کثرت میں نسبتی مدارج کے تعلقات میں لامحدودیت محسوس ہو گی۔ یہ نسبتی مدارج ایشور کا کھیل ہیں۔ وہ اپنے ظہور کے مسکنوں اور مکانوں میں داخل ہو کر کھیل رہا ہے۔ کثرت کا خیال جیو اور جیو کے نسبتی تعلقات کے اندر ہے۔ اسی کے مدد سے وہ ایک واحد کی نسبتی تعلق میں داخل ہوتے ہیں اس ایک کے ساتھ اس تعلق میں داخل ہونے سے مذہب کے مقصد اور فرائض کا ظہور ہوتا ہے۔ اس ضرورت کی نظر سے تمام مذاہب اپنی اپنی جگہ پر ضروری بن کر اپنے اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اور مختلف راہوں اور ذریعوں سے ایک ہی منزل مراد کی طرف جا رہے ہیں۔

ایشور اپنے آپ کو نراول نام اور روپ سے پرگٹ کرتا ہے۔ یہ نام اور روپ صرف انسان کے گیان میں ہیں۔ دوسری حالت میں وہ نشان یا چنھ ہیں۔ جن سے ایش اپنے آپ کو ان کی خیالی تصور میں نمایاں کرتا ہے۔ یہ کثرت اور

کثرت کا علم بھی وحدت کی طرف واپسی کا ذریعہ ہے۔ رگ وید ایک زبان ہیں ہزار زبان بن کر نہایت زوردار پیرایہ میں صدا دیتی ہے۔ "ایکو ست وپرا بہودا ودنتی" "ایک ہی ہستی ہے اور گیانی اُسے متعدد طرح پر بیان کرتے ہیں"۔ اس کثرت اور وحدت کا خیال ویسا ہی قدیم ہے۔ جیسا کہ خود رگ وید قدیم ہے +

(۱۱) سپریہ گات وغیرہ

یہ آٹھواں منتر برہمہ کی ماہیت کو اور صاف کرتا ہے۔ اور ہم نے اوپر جو خیالات ظاہر کئے ہیں۔ ان کی مزید تشریح ہے +

پرے گیا۔ وہ نورانی ہے۔ جسم نہیں۔ رنگ نہیں۔ نس ناڑی نہیں۔ پاک اور غلطیوں سے مبرا۔ شاعر۔ منی۔ گھیرنے والا۔ آپ سب ہو جانے والا اور سب کو قاعدہ اور ترتیب میں رکھنے والا ہے جہاں تک خیال جاتا ہے۔ اس منتر میں جگت کے پیدا کرنے کا راز ہے۔ اور اس کے اندر ایشور کے وہ تینوں بھاو (برہمہ اکشر اکشر) موجود ہیں +

ذات مطلق ہی جگت کے کھیل کی مخفی بنیاد ہے۔ وہ جگت بھی ہے۔ چونکہ سب کچھ ہے۔ وہ بغیر جسم وغیرہ کے سب کا گھیرنے والا۔ منتظم وغیرہ سب کچھ ہے +

جگت کے کرم کا اُس پر کوئی اثر نہیں ہے۔ اور نہ وہ اس کے قید و بند میں ہے۔ پرکرتی اس پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتی۔ وہ ساکشی بھاو ہے۔ وغیرہ وغیرہ +

(۱۲) آتما آزاد ہے

اس کشیتر برہمہ کی آتما کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ یہ آتما بھی تت کہا جاتا اور کہا جا سکتا ہے۔ یہ بھی جیسا ہے۔ ویسا ہی ہے جسم۔ من۔ بُدھی وغیرہ اس سے گھرے ہیں۔ وہ ان میں سے کسی سے بھی گھرا نہیں ہے۔ یہ بھی مکمل اور شُدھ ہے۔ چاہے کرم کرے یا نہ کرے۔ اس کی اصلیت میں فرق نہیں آتا ۔

جیسے عقل اور دل کی اس تک رسائی نہیں ہے۔ ویسے ہی اِسے بھی نہیں جان سکتے۔ یہ سب سے آگے پہنچا ہے۔ جیسے برہمہ اور ویسے آتما! ایک سے نہ ہوتے تو ان کے درمیان ہم آہنگی نہ ہوتی۔ یہاں مکمل کل کے پرپرزے بھی مکمل ہو کر کلیت کے کاروبار کا عجیب و غریب تماشا پیش کر رہے ہیں ۔

یہ جو تفرقہ نظر آرہا ہے۔ وہ اگیان کی وجہ سے ہے۔ کشیتر برہمہ نے خود ہی دل اور عقل کو مصلحتاً پیدا کیا۔ جیسے وہ سچدانند ہے۔ ویسے ہی اصلیت کے نظر سے (دل عقل اور جسم کی نظر سے نہیں) یہ بھی سچدانند ہے ۔

اس کا ثبوت کیا ہے؟

اس کا ثبوت وہ خود آپ ہے۔ ثبوت کے لئے کہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔

(۱) ہر شخص اپنی ہستی کا آپ ثبوت ہے۔ اسکا اور ثبوت کیا چاہیے

(۲) ہر شخص اپنے گیان کا آپ ثبوت ہے۔ یہاں تک کہ بھرم کی وجہ

سے وہ اگیان اور اگیانی پنے کا گیان رکھتا ہوا ایک جسم کے
گیان کا ثبوت ہے۔

(۳) ہر شخص اپنے آنند کا آپ ثبوت ہے۔ کس میں آنند نہیں
ہے؟ اور کون اس کا خواہشمند نہیں ہے؟
سچدانند سمندر کی مچھلی میں سوا ستچدانند صفت کے اور کون سی
صفت ہوگی؟ ہر شے اپنے اصل جیسی ہوتی ہے۔ اور اصل سے
جدا ہو کر نہیں رہ سکتی۔

گیان مکمل ہے۔ اگیان ہستی کا چھوٹا پرزہ ہے۔ لیکن وہ خود
اس اگیان کو گھر بنا کر اس میں بسا ہوا ہے۔ چھوٹا پرزہ چھوٹی جگہ
گھیرتا ہے۔ محدود من نے اُسے مرکز بنا لیا۔ تنگدلی اور تنگ
خیالی کی نگاہ کا یہ اگیان نقطہ بن گیا۔ چونکہ محدود اور ناقص ہے
اس میں محدودیت کا نقص ہے۔ اور وہی اسی قسم کے ناقص
بیوہار میں لگا رہتا ہے۔ اور اپنی کمی کو محسوس کرتا کھٹ پٹ اور
تفرقہ بپا کرتا ہے۔ یہ بھی غرض سے ہے، چھوٹائی نہ ہو۔ تو
بڑائی کیسے ہوگی۔ لیکن جو آتما اس من کے پس پشت ہے۔ وہ اس
کی پریشانی سے پریشان نہیں ہوتا۔ نہ من کا اس پر کوئی اثر پڑتا
ہے۔ صرف خارجی اور خارج بین انسان پر وہ حاوی ہے۔
باطنی اور باطن بین انسان جیول کا نیول ترتیب ہے۔ اس
سے نجات پانے کے لئے ضرورت ہے۔ کہ وہ مکمل ایشٹ کو
اپنا خیالی معراج بنائے۔ اور اس کا بھائی بنے۔ جو سب کے
اندر بسا ہوا ہے۔ وہی سچا اہم ہے۔ پھر اس کی بھی وہی کیفیت

ہوگی۔ جو اس کی ہے۔ اور اپنے کرموں کے ابھمانی نہ ہونے سے یہ بھی نرلیپ ہو جائیگا۔ ابھی تک تو یہ من۔ کرم بچن کا ابھمانی ہے۔ اُن سے ناطہ جوڑ رکھا ہے۔ کرتا دھرتا بنا ہوا پھرتا ہے۔ مکمل خیالی معراج کی ہدایت پہلے منتر میں ہے۔ دوسرے میں یقین دلایا گیا ہے۔ کہ اس طرح کرم کرنے سے "کرم انسان کو نہ چمٹیگا"

شانت برہمہ سب کے اندر ہے۔ جو دو طرح وِریہ اور تن کی صورت میں کام کر رہا ہے۔ یہ جگت اسی کام کا ظہور ہے۔ اور اُسے اس کرم سے تعلق نہیں ہے۔ خارج میں انسان کے بڑھنے کا طریقہ یہی ہے۔ یہ کوتاہ اندیش انسان سوچتا ہے۔ کہ میں مجبور ہوں اور پرکرتی کے سمندر اور اس کے مدوجزر میں غوطے کھا رہا ہے وہ صرف اپنے طرز عمل کو بدل دے۔ شانت۔ ساکشی اور کرموں کا آدھار بنجائے۔ پھر کرم اور پرکرتی اُسے اپنا مغلوب نہ بنائیگی اس وقت اس میں مطلقیت آجائے گی۔ اور شانت ہو کر مالک کی طرح کام کرنے لگیگا۔ اور اس کام کی مقدار بھی زیادہ ہوگی۔ ابھی پابہ زنجیر غلاموں کی طرح کام کر رہا ہے۔

خصوصیت اب بھی اس کے اندر موجود ہے۔ بھرم کی وجہ سے نگاہ اونچی نہیں ہوتی۔ یہ نقص ہے۔

کرم کی اتنی ہی صراحت کافی ہے۔ وہ برہمہ کو مدنظر رکھکر بڑھے۔ اور سوچے خواہ حرکت کرے اور سوچے۔ مزاج میں سمتا آجائے۔ پھر کون اُسے باندھ سکتا ہے۔

(۱۳) قانون

جو پدارتھ یا اشیاء سمجھے جاتے ہیں۔ وہ بھی آتما کی ہستی ہی سے ہوتے ہیں۔ اس ہستی کے دو اصول ہیں۔ ہونا۔ سمجھنا۔ سمجھنا آپ سے۔ تب سے دگیان ہوتا ہے یہی سرشٹی پرسوٗ ہے۔ ہستی اپنی چت شکتی کو ہزاروں صورتوں میں لا سکتی ہے۔ اور انہیں قابو میں رکھتی ہے۔ ہزاروں صورتوں کا بننا اور بنجانا پرنیام اور دیورت کہلاتا ہے۔

کسی کسی کی سمجھ میں سرشٹی دیورت ہے۔ اصلی نہیں۔ غیر اصلی ہے۔ جیسے رسّی کے دیکھنے سے سانپ کا بھرم ہوتا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں۔ وہ پرنیام یعنی صورت کی تبدیلی ہے جیسے دودھ سے دہی۔ یہ اپنے اپنے خیال کے تائید ی ثبوت اپنشدوں ہی سے دیتے ہیں۔ جیسا کہ اس آٹھویں منتر کے اندر خیال آیا ہے۔

برہمہ ہی فاعل اور برہمہ ہی مفعول ہے۔ چاہے وہ اپنی اصلی کیفیت میں ہو یا تبدیلی کی حالت میں ہو۔ وہ اپنے گیان آپ گیاتا ہے۔ دونو حالت میں اس سے جدا نہیں ہیں۔

تمام مفعولیت کی کیفیتیں اُسی سوئمبھو (آپ ہونے اور ہو جانے والے) سے ہیں۔ وہی کرتا اور کارنج ہے۔ وہ کوی (سوچنے والا شاعر) ہے۔ وہی امکان میں آجانے والا منیشی (قوتِ ادراک خواہ من والا) ہے۔ اور وہی پربھو (دیش اور کال میں آپ ہو جانے

والا ہے۔ یہ تینوں الفاظ اس منتر میں آتے ہیں ٭

وہی سب کا دائمیت کی نظر سے ان پدارتھوں کے خواص کا قائم رکھنے والا ہے۔ اسی نے انہیں کی ترتیب کی۔ وہ سب کا آدھار بھی ہے۔ اور سب کچھ کرنے دھرنے والا اور سب کچھ ہے ٭

یہ منتر کے آخری الفاظ کی تشریح ہے

(۱۴) قانون کے مدارج

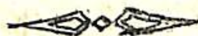
اس ہونے یا ہو جانے کی نسبت ایش اُپنشد مدارج قائم کرتی ہے۔ پہلی نسبت کوی (عالم۔ اور رشی) کی حیثیت کی یہ اصلیت اور اصلیت کے ہونے اور ہو جانے کے جوہر کا جاننے والا ہے۔ اصلیت اس سے کبھی نہیں چھپی نہ چھپ سکتی ہے۔ یہ سوبھاوک ہے ٭

دوسری نسبت منیشی (امکانی یا ممکنات) ہے۔ جو ہونے کا امکان رکھتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے وہ منیشی ہے ٭

تیسری نسبت پری بھو (تینوں کال کے چکر میں ہو جانے) کی ہے ٭

یہ تین اُسی کے سوبھاوک نسبتی خواص ہیں۔ اور ان میں وحدت اور یکتائی ہے ٭

یہ ایش کے اوصاف ہیں۔ جو ایش اُپنشد نے اختصار کے ساتھ دکھائے ہیں۔ پڑھنے والے سنسکرت الفاظ کے لغوی معنی پر اگر غور کریں گے۔ تو انہیں بھی ایسا ہی معلوم ہوگا ٭



(۱۵) وِدّیا اوِدّیا

نویں سے گیارھویں منتروں تک کا مطالعہ کرو:-

(۹) - جو اوِدیا کے پیرو ہیں۔ گھُپ اندھیرے میں جاتے ہیں۔ اور جو وِدّیا کے معروف پیرو ہیں۔ اُن سے بھی زیادہ تاریکی میں داخل ہوتے ہیں ؁

(۱۰) — وِدّیا کا پھل اوِدّیا کے پھل سے مختلف ہے۔ عقلمندوں نے ہم کو ایسا ہی سمجھایا ہے ؁

(۱۱) - جو اُسے دونوں میں جانتا ہے۔ اَوِدّیا سے موت کو پار کرتا - اور آوِدّیا سے لافانیّت بھوگتا ہے ؁

تمام قدرتی ظہور اور قدرتی امکان دو الفاظ وِدّیا اور اوِدیا میں شامل ہیں۔ اور ان ہی کے اندر کثرت اور وحدت کی سمجھ ہے۔ یہ مایا کے دو خواص ہیں۔ جو نیتہ برہمہ کے ہونے اور سویم خود بخود ہونے کے معاملہ میں اثر انداز رہتے ہیں ؁

وحدت دائمی اصول ہے۔ بغیر اس کے کثرت کا امکان محال ہے وہ غیر اصلی اور غیر ممکن بھرم ہوگی۔ اس لئے وحدت کی سمجھ کا نام وِدیا ہے ؁

کثرت اس ایک کا پھیلاؤ ہے۔ جس میں وہ برہمہ خود سمایا ہوا کھیل رہا ہے۔ انسان کی نظر میں اس کے تمام حصے جدا جدا نظر آئیں۔ لیکن اصل میں وہ غیر منقسم ہے۔ اور اس کی وحدت میں کبھی فرق نہیں آیا ؁

انسان چونکہ اس وحدت کو اور اس کے خیال کو چھوڑ بیٹھا ہے۔

اور کثرت ہی اس کے دل پر غالب ہے۔ اسی خیال کا نام اودیا ہے
وہ سمجھتا ہے۔ سب جُدا جُدا ہے۔ یہ سمجھ اودیا ہے ✤

برہمہ ایک اور واحد ہے۔ چاہے اس ایک کی ذات ہزاروں مرکزوں پر کھیل کرتی رہے۔ اس کی یکتائی میں فرق نہیں آتا۔ جیسے ایک ہی آدمی سالا۔ سُسرا۔ بھائی۔ داماد۔ ماتحت۔ افسر سب کچھ بنا ہوا ایک کا ایک ہی ہے۔ اسی طرح اسے بھی سمجھو۔ تم ایک ہے تمہارا سب کے ساتھ رشتہ اور تعلق ہے۔ کسی کے کچھ کسی کے کچھ ہے۔ لیکن ان رشتوں اور تعلقات کی وجہ سے تمہاری ذات اور تمہاری وحدانیت میں کیا فرق آیا! تم تقسیم تو نہیں ہو گئے ✤

اس خیال کو وحدت کہتے ہیں

برہمہ ودیا اور اودیا دونوں میں کھیل رہا ہے۔ ودیا اودیا اسی کے سمجھنے کے دو مختلف پہلو ہیں۔ انہیں میں اسکی ودیا اور فن شکتیاں کھیل رہی ہیں۔ یہ اس کے رہنے کی جگہیں ہیں۔ دونوں ہی میں وہ رہتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ ودیا ہی کا ہو کر رہے۔ ودیا اور اودیا دونو ہی میں وہ محیط ہے۔ اس ودیا اور اودیا کو مایا کہتے ہیں ✤

ایشور کھیل کھیلتا ہوا بھی آزاد ہے۔ انسان اس کھیل کے ایک گوشہ میں رہ کر مایا خواہ اودیا کا شکار ہو رہا ہے۔ اس لئے وہ قید و بند میں نہیں ہے۔ ودیا اور اودیا دونو کا اثر صرف انسان پر ہے۔ ایشر پر نہیں ہے ✤

یہاں اگر اور یہاں تک سمجھ لینے پر بھی حقیقت کے علم کا پردہ نہیں اٹھتا۔ لوگ سمجھتے ہیں اور سمجھ بیٹھتے ہیں کہ دو پنا ہے۔

اسلئے جہانتک دوپنا ہوگا - وہاں تک ابھی اگیان ہی کا سلسلہ رہیگا
ودیا اوِدیا کے دونو پہلو چھوڑ کر صرف برہمہ کو واحد ماننا - جاننا
پہچاننا - متمائل ہو رہنا گیان ہے ؀

لیکن ودیا اور اوِدیا میں برہمہ کے رہنے کا خیال بھی غیر اصلی ہے - یہ صحیح نہیں ہے - کیونکہ خیالی طور پر انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ ودیا اور اوِدیا دو ہیں - اور برہمہ تیسرا ہے - جو ان میں رہتا ہے - ایسا خیال غلط ہے - یہ رہنا اور کھیلنا بیوہار کی نظر سے ہے - پرمارتھ کی نظر سے نہیں ہے - پرمارتھ یہ ہے - کہ برہمہ صرف ایک ہے - ایک کے سوا اور کچھ نہیں ہے - اس کا ودیا اور اوِدیا کے دو پہلوؤں میں کھیلنا صرف انسان کی نظر سے ہے اس کی نظر سے نہیں ہے - وہ ودیا اور اوِدیا سے جدا نہیں ہے - یہ کہنے بات کرنے اور سمجھانے کے لئے ہے - دونو پہلوؤں کا نظر انداز ہونا - اور وحدت میں آنا ہی مکتی ہے - اپنے آپ کو سب سے بانعلق اور واحدیت کے رستہ میں گتھا پرتیت کرنا اور سب کو اپنے آپ میں گتھا ہوا یقین کرنا یہ پرمارتھ ہے - یہی مکتی ہے - اور ایش اُپنشد اسی کے ذہن نشین کرانے کا اہتمام کرتی ہے ؀

انسان ایش کی معراج لے کر مکمل ہو - ودیا اوِدیا دونو کے اثرات اور غلبات سے نجات پا جائے - کثرت بھی اُسے وحدت نظر آنے لگے - اور وحدانیت کا سلسلہ نہ ٹوٹنے پائے یہ آدرش - سائنٹ - اور معراج ہے ؀



(۱۶) انتہائی راستے

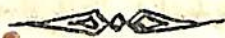


مقصد کی تکمیل نہ صرف اکیلی وِدّیا ہی سے ہوتی ہے۔ نہ اکیلی اوِدّیا ہی کی پیروی سے ہوتی ہے۔ جو صرف کسی ایک پہلو میں لٹکے ہوئے ہیں۔ وہ اندھیری جہالت میں ہیں۔ اُنمیں محدودیت ہے۔ وہ گیان سے جدا ہیں ۔۔

زندگی کا نام تو یہ ہے۔ کہ پرکرتی کا کھیل بنا رہے۔ جو بغیر اصلیت کے سمجھے ہوئے ایک ایک یا برہمہ برہمہ چلاتے رہتے ہیں۔ وہ بھی بھول میں ہیں ۔

اوِدّیا والے اگر کرم ہی کرتے رہیں۔ اور وِدّیا سے تعلق نہ رکھیں۔ تو انہیں گمراہ سمجھو۔ وِدّیا والے اگر بغیر یوگ اور تمیز کے برہمہ وادی ہیں۔ اور کرم سے نفرت کریں۔ تو وہ بھی گمراہ ہیں۔ وِدّیا کے پیار نے اودیا کی طرف سے نفرت دلائی پھر وحدت کہاں سے آئی! وحدت تو دونو کے میل میں ہے۔

یہ دونو تاریکی کے خندق میں گرے ہوئے اصلیت سے دور ہیں



(۱۷) دونو راستوں کے نتیجے



وِدّیا اور اوِدّیا دونو کی پیروی خاص خاص نتیجے یا پھل

پیدا کرتی ہے۔ اور یہ پھل انسان کو ملتا ہے ؞

وِدّیا سے شانت برہمہ یا اکشر پرش تک رسائی ہوگی جس سے اور جس میں حکمت کی اُتپتی اور پرلے ہوا کرتی ہے۔ اور اس میں محویت رہیگی۔ دُکھ نہ ہوگا۔ نہ پریشانی دامنگیر ہوگی ؞

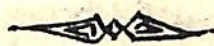
لیکن مقصد یہ نہیں ہے۔ کہ کوئی شانت اور چپ چاپ ہوکر بیٹھے۔ برہمہ کشر اور اکشر دونوں کی حد سے پرے پہنچا ہوا ہے۔ اور دونوں ہی کا آدھار ہے۔ انسانی آتما کو ان سے اونچا چڑھنا ہے۔ اوِدّیا جس نے شخصیت اور فردیت خواہ جیو پنا کی حالت پیدا کر رکھی ہے۔ قانون قدرت میں خاص اہمیت بھی رکھتی ہے۔ اسی کے سلسلہ میں اوپر چڑھنا اور مقصد کی تکمیل کر لینا ہے۔ یہ ابتدائی حالت ہے۔ جہاں سے روحانیت کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہ نہ ہو تو پھر وِدّیا کی تمیز کیسے ہو!

اوِدّیا سے کرم ہوتا ہے۔ شکتی ملتی ہے۔ اس کی پیروی سے انسان بلوان ہوکر دیوتا فِل۔ اِندر اور پرجاپتی تک کی حیثیت حاصل کر لیتا ہے۔ یہ ترقی ہے۔ اور اونچے چڑھتے جاتا ہے۔ آتما کا پھیلاؤ ہے۔ وہ شکتیوں کو سمیٹ کر اپنا بنا لیتا ہے۔ لیکن یہی انسانی زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ اس سے اتیش کی پراپتی نہ ہوگی۔ ممکن ہے وہ اعلےٰ اسبجہ بوجھ کا بن جائے طاقتور۔ بارسوخ اور با اثر ہو۔ لیکن اب تک اصلی گیان کو نہیں پراپت کر سکا۔ وہ موت پر غالب تو آیا۔ اس کی کیفیت کھُل گئی۔ لیکن وجودی اور نمودی حد کے پار نہیں گیا۔ دُکھ سے

بچا۔ لیکن شکھ پر غلبہ نہیں ملا۔ پرکرتی ملی۔ لیکن پرش ہاتھ نہیں آیا۔ اصلی مکتی اور آزادی خواہ امرپد اور لافانیت کے حاصل کرنے پر قادر نہیں ہوا۔

اس حالت کی تکمیل کیلئے اُسے موت۔ دُکھ اور اگیان کا مناسب استعمال کرنا باقی رہ گیا ہے۔ یہ صرف گیان سے ممکن ہے۔ گیان برہمہ کا ساکشاتکار کر لینا ہے۔ اور وہ وحدت ہے اس کے آتے ہی نہ اب اُسے وِدّیا ہی سے گہرا تعلق رہا۔ نہ اَوِدّیا ہی سے۔ بلکہ دونو سے اونچے چڑھ گیا۔ اور سمتا آگئی یہ سمتا ہی وحدت ہے۔ جو تفرقہ انداز تمیزی حالتوں سے پرے پہنچا دیتی ہے۔

قدیم دھیر گمبھیر رشیوں نے اسی حالت کا ساکشاتکار کیا دونو پر عبور پاکر اصلیت پر قادر ہوئے۔ اور ان کی یہ تعلیم سینہ بہ سینہ راز باطن کی صورت میں ہم تک پہنچی۔ اسی علم کا نام اُپنشد ہے۔



(۱۷) مکمل راستہ



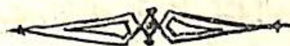
برہمہ میں وِدّیا اور اَوِدّیا دونو شامل ہیں۔ برہمہ نہ وِدیا سے جُدا ہے۔ نہ مَن سے علیحدہ ہے۔ دونو میں ایک ہے۔ اور

اس لئے برہمہ کے ورہ اور مَنن دونو ہی لازمی ہیں۔ اور آتما
کے ات اور مَنن دونو ضروری عنصر ہیں ٭

وِدّیا سے اوِدیا کو اور اوِدّیا سے ودیا کو تقویت ملتی ہے
دونو ساتھ ساتھ رہتی چلتی اور کام کرتی ہیں۔ وِدّیا اودیا کی محتاج
ہے۔ اوِدیا نہ ہوتی تو پھر ودیا کام کیا کرتی۔ اور کیسے وحدت
تک رسائی حاصل کرتی۔ ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ایک
کو مار کر دوسری زندہ نہیں رہ سکتی۔ دونو کی اپنی اپنی حیثیت
اور اہمیت ہے۔ ایک کا کام دوسرے کے بغیر نہیں چل سکتا
دونو مل جل کر کسی ایک واحد حقیقت میں جذب ۔ لئے۔ اور
محو ہو جاتی ہیں۔ یہ وحدت ہے۔ جو ودیا اور اودیا دونو سے
پرے کی حالت ہے۔ جو سمجھ بوجھ سے پرے۔ اور واچک
گیان سے اونچی۔ اور دل و زبان کی رسائی سے آگے ہے۔
وہاں جاکر یہ دونو اسی میں گم ہو رہتی ہیں ٭

بڑے سے بڑے۔ اندھیرے سے اندھیرے اگیان میں
کچھ نہ کچھ گیان رہتا ہے۔ جو اس گیان کی روح ہے۔ اور وہی وحدت
کا خیال ہے۔ یہ وہ شئے۔ صفت یا خاصیت ہے۔ جو نسبت
اور محدودیت سے غیر محدودیت کی جانب اشارہ کی انگلی اٹھاتی
رہتی ہے۔ تم ذرا اگیان کو گیان سے جدا تو کرو۔ تب ہم جانیں
یہ غیر ممکن ہے۔ جہاں ودیا رہیگی۔ وہاں اودیا کیوں نہ رہیگی۔ اُسے
دور۔ زائل۔ اور معدوم کیسے کریگا! کر دیکھو۔ سخت ناکامیابی
ہوگی۔ مقصد یہ ہے۔ کہ دونو کو ایک اَدوَیتہ برہمہ میں محو منفک

اور گم کردو۔ پھر ان سے ہمیشہ کے لئے نجات ہو جائے گی۔
مقصد یہ ہے ۔
وحدت کا خیال بھی کثرت کے وہم سے خالی نہیں ہے۔ لاکھ
وحدت وحدت کا شور مچاتے پھرو۔ اس سے ہوتا کیا ہے!
کثرت نہ رہیگی تو وحدت کہاں آئیگی۔ بغیر کثرت کی موجودگی
کے وحدت کا نقطہ کیسے زبان سے برآمد ہوگا۔ اس لئے زبانی
جمعخرچ پر اکتفا نہ کرو۔ اودیا کو ودّیا سے اور کثرت کو وحدت
کے خیال سے مغلوب کرو۔ اور چڑھ چلو۔ اس ایک میں
جو ان سے بھی پرے ہے۔ یہ اس کے ساکشاتکار میں پردہ ہیں۔ یہ وحدت
میں ہل جل کر ملا دینگی۔ پھر وحدت کا تصور۔ وہم۔ اور خیال تک باقی
نہ رہیگا۔ سب فانی اور معدوم ہو رہینگے۔ جو باقی رہیگا۔ یا۔ جسے بقا ہے
اسی کو برہمہ کہتے ہیں۔ وہ کہنے سننے کا مضمون نہیں ہے۔
یہ مکمّل راستہ ہے۔



(۱۸) فانیت اور لافانیت

اَودّیا کی پیروی سے فانیت یا موت کے پرے رسائی ہوتی۔
اور ودّیا۔ اَودّیا کو اپنی گود میں لے کر شیر و شکر بن کر امرپد کو لے
جائیگی۔ اُسے بھوگو۔
فانیت یا موت صرف تبدیلی کی کیفیت ہے جس کا سلسلہ بار

بار بار جنمنا مرنا ہے۔ جو کرم میں رہیگا۔ وہ ہمیشہ کرم کے پہلو بدلتا رہیگا۔ یہ موت ہے۔ اور کسی خاص پہلو کو اختیار کریگا۔ یہ جنم ہے۔ اودیا کے زیر اثر آیا ہوا انسان اس دو ئند یعنی ضدّین کا ہمیشہ شکار بنا رہیگا۔ دُکھ سُکھ۔ نفرت رغبت۔ نیکی بدی۔ ست است اُس کو دبوچ رکھینگے۔

یہ حالت محدودیت سے مخصوص ہے۔ جہاں انسان اپنے آپ کو سب سے علیحدہ تمیز کر رہا ہے۔ یہ وہ نہیں سمجھتا۔ نہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ سب ایک ہے۔ کسی ایک خیال کو لے لیا۔ اسی کو کوشش کا مرکز بناکر اسی کے ارد گرد چکر لگانے لگیگا۔ یہ بندھن ہے۔ اسی کا نام جیو پنا ہے۔ کال آیا رمت آیا۔ دیس آیا۔ اور کال رمت اور دیس کے جھگڑوں میں وہ پھنس رہا۔ اس کے سامنے وحدت نہیں رہی۔ اس کا خارجی علم ہی کیا ہے۔ محدود معلومات تجربات اور مشاہدات کا ہنڈل ہے۔ جو اس کے دل کے چشمہ سے جاری رہتا ہے۔ اور نئے نئے چکر کھاتا رہتا ہے۔ وہ انہیں کے اُدھیڑ بن میں ہمیشہ پڑا رہتا ہے۔ یہ اسے بھرماتے رہتے ہیں وقت آتا ہے۔ جب اُسے ان کی پڑنے لگتی ہے۔ اس وقت وہ ان سب مل ملاکر کہہ اٹھتا ہے۔ "مَیں ہی ہوں" اور اپنے آپ کو ان میں سے کسی سے بھی جدا پرتیت نہیں کرتا۔ محدودیت کا خیال اس طرح پیدا ہوتا ہے۔ کسی ایک قسم کے خیالات اور محسوسات کے جکڑ بند میں آجانا اور انہیں کا ہو رہنا۔ جیو پنا ہے۔ جیو کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔ یہ محدودیت ہے۔

انسان کرم یا کرم کے حصہ کو اپنے سے منسوب کر لیتا ہے اور اُسی کا ہو رہتا ہے۔ اور ایک کی یکتائی جاتی رہتی ہے۔ محدود قابلیت۔ محدود قبولیت۔ محدود ظرفیت اور محدود اہلیت نتیجہ ہوتی ہے۔ یہاں اس حالت میں بھی وہ اپنے آپ کو ایک ہی سمجھ رہا ہے۔ فرق یہ ہے۔ کہ ساتھ ہی سب سے اپنے آپ کو جُدا کر رکھا ہے۔ وہ ایک ہے تو کیا ہوا۔ کثرت کی طاقتیں اس کے سامنے ہیں۔ وہ بوجھ ہو جاتی ہیں۔ اور اُسے دبا لیتی ہیں۔ اور وہ روتا جھینکتا۔ چلاتا۔ واویلا کرتا اور شور مچاتا رہتا ہے۔ نہ اُسے جوگ نصیب ہے۔ نہ بھوگ نصیب ہے۔ یہ کثرت غیر بن کر اُسے دبوچ رکھتی ہے۔ اور اس کے دوئند کے شکنجہ میں کھچا ہوا جیو بے بس ہے*

اجی! ایک گھڑا پانی سر پر لے کر چلو۔ تھوڑی دیر میں تھک جاؤ گے۔ سر دُکھنے لگیگا۔ گردن میں موچ آجائیگی۔ ہاتھ پاؤں سنبھالتے نہ سنبھلینگے۔ کثیر پانی کی مقدار والے تالاب میں غوطہ لگاؤ۔ سو من پانی اوپر۔ سو من نیچے۔ سو من دائیں اور سو من بائیں ہے۔ پھر بھی تھکاوٹ نہیں ہے۔ بلکہ طراوت۔ تازگی اور بشاشت ہے۔ ایش اُپنشد اسی طرح کی زندگی کی تلقین کرتی ہے جیو کے معنی ہی محدود ہیں۔ اس نے قدرت کی ایک حرکتی چکر میں اپنے آپ کو پابند دست بند۔ دل بند۔ عقل بند اور جسم بند کر رکھا ہے۔ جب اس سے اُکتا جاتا ہے۔ تبدیلی یا تبدیل حالت کا خواہشمند ہو رہتا ہے۔ وہ تبدیلی آجاتی ہے۔ تبدیلی کا آنا

تو لازمی ہی ہے۔ کال کا چکر اوپر نیچے چلا ہی کرتا ہے۔ اسی تبدیلی کو موت یا فانیت کہتے ہیں۔

تجربہ ہو گیا معلومات بڑھ گئے۔ لیکن یہ بھی علم یا گیان کے ابھی محدود اجزا ہی ہیں۔ جزویت ہیں تو اگیان اور بھرم رہتا ہی ہے۔ کیونکہ وہ علم کے وسیع پہلو کو اب بھی نظر انداز کر رہا ہے۔ محدود حالت میں وہ صرف محدودیت سے ہم آہنگی کر سکتا ہے۔ اور یہ حالت آتی ہے۔ تب اُسے سُکھ ملتا ہے۔ جب ہم آہنگی اور باہمی مطابقت نہیں رہتی تب دُکھ ہوتا ہے۔ سُکھ اور دُکھ کے مسئلہ کو اس طرح سمجھو۔

ایک من جزویات کا شمول ہے۔ وہ سب سے فطرتاً ہم آہنگ ہے۔ وہ جُز جُز میں نہیں اٹکتا۔ اس لئے اُسے دُکھ نہیں ہوتا۔ محدود جیو کی حد بندی خود اس کے دل کے لئے مصیبت کا واقعہ ہے وہ بڑھنا چاہتا ہے۔ حالت بدلنے کا شائق ہے۔ اس میں موت کی لگاتار تبدیلی لازمی قانون اور لابدی اصول بن جاتی ہے۔ جیو بطور کافی نہیں ہے۔ وہ قدم قدم پر اپنی محتاجگی اور محدودیت کے ٹھوکریں کھاتا رہتا ہے۔ قدرت کو یہ پسند نہیں۔ جیو کو جو یہ دُکھ اور پریشانی ہو رہی ہے۔ اس کا ایک سبب اس ایک اور بسیط کُل کی ناپسندیدگی کا اظہار بھی سمجھو۔ جیو کو ہوس تو ہے۔ لیکن وہ عالمگیر قبولیت اور قابلیت کی کیفیت سے خالی ہے۔ اس لئے دکھی ہے۔

وہ ذرا قدم کو آگے کیوں نہیں بڑھاتا؟ ذرہ کا وصف

پیدا کر کے بڑھ چلے۔ منن کی خصوصیت ذہن نشین ہو کر سوچنے لگے۔ پھر وہ برہمہ کیوں نہ ہوگا۔ برہمہ کے تو معنی ہی بڑھنے اور سوچنے کے ہیں۔ وہ ذرا رفتار کو تیز کرے۔ خودبخود راز قدرت اور اپنشد کے ستر اکبر کی سمجھ اس میں آنے لگیگی۔ وہ سرب ست سرب چت اور سرب آنند ہو جائیگا۔ پھر بھوگ اور جوگ دونو ہی سے بہرہ ور ہوگا۔ اور فانیت کو چھوڑ کر لافانیت کے وسیع میدان میں آ رہیگا*

(۱۹) موت اور اودیا*

پرکرتی کی محدودیت یا پرکرتی میں محدودیت لافانیت نہیں ہے۔ یہانتک کہ پرکرتی کے اندر جو سرب آتما یا سوتر آتما ہے جسے اکشر کہتے ہیں۔ اس کی یا اُس میں محویت میں بھی لافانیت اور امریت نہیں ہے۔ انسان کو اس کے آگے ابھی اور چلنا ہے۔ منزل مقصود صرف برہمہ ہے*

اگر اودیا موت کا باعث ہے۔ تو وہ موت کا راستہ ہی ہے۔ محدودیت کی غرض۔ پرکرتی کے سمندر کے جوار بھاٹے کے بہاؤ یا تموج سے ملکر ہوتا ہے۔ تاکہ جیو اس کے اندر ہمیشہ غوطے نہ کھاتا رہے اس پر غالب آ سکے*

---

* ادھما سوامی رت اور اس کے جوگ کے ابھیاس کے اندر بار بار کشر اکشر وغیرہ سے اونچے جانے کی ہدایت ہے۔ کوئی اسے سمجھے یا نہ سمجھے۔ یہ سمجھ کا قصور ہے*

اس لئے کرم کرتے ہوئے جیو کے لئے ضروری ہے۔ کہ ست۔ چت اور آنند میں اپنے آپ کو متواتر بڑھاتا چلے۔ ترقی کی رفتار سست نہ ہو۔ تاکہ وہ زیادہ طاقتور ہوتا چلے۔ پرکرتی کے مقابلے کے قابل ہو۔ اس کی شخصیت زیادہ اور زیادہ ہوتی جائے۔ کمزوریوں اور دکھ کو گیان کی مدد سے مغلوب کرتا چلے۔ تاکہ زندگی وسیع بنے۔

اس حالت کا بڑھنا کسی ایسی واحد شئے کا درشن اور مشاہدہ ہے۔ جو محدود شخصی اظہار سے پرے ہے۔ انسان اپنے آتما میں سب کو اور سب میں اپنے آتما کو دیکھنے لگے ایش اپنشد چھٹا منتر یاد کرو۔ یہی اس کے اہم میں سب ہے۔ اور سب میں اسی کا اہم ہے۔ یہ اہم ایک عالمگیر جوہر ہے اس کا محدود اور شخصی اہنکار نہیں ہے۔ اس ایک اہم یا تت سے وہ فوراً اپنا ناتا جوڑے اور تت ہو کر سب میں مل جائے۔ یہ غرض ہے۔

وہ اسے بھی ذہن نشین کرلے کہ یہ عالمگیر ایک سب کے پرے ہے۔ وہی واحد الوجود اور واجب الوجود ہے۔ اور یہ تمام اجزا جیو جنتو جگت اسی کی مختلف اور متعدد صورتیں ہیں وہی سوئمبھو (آپ ہونے والے) کی اظہار کی صورت ہے۔ جو دیش اور کال میں اپنا بے شمار ذریعوں سے ظہور کر رہی ہے۔ ایش اپنشد کے ساتویں منتر کو پھر مطالعہ کرو۔ تاکہ مغز سخن سمجھ میں آجائے۔ اور یہ سمجھ لے کہ کال اور دیس کی حد سے

اور ان جسم اور زبان کی نیچ سے اونچے چڑھ جاؤ۔ ودیا اودیا ایک ہو رہیں۔ اودیا کی مدد سے موت۔ دُکھ اور کمزوری سے فتح کرو۔ یہ پہلی شرط ہے۔ پھر گیان سے لافانیت حاصل کرو یہ دوسری ہدایت ہے۔ کیونکہ ہم اُس ایک سے کبھی جُدا نہیں ہیں۔ اس کا اقرار کثرت پر غلبہ دلاتا چلیگا۔

(۲۰) لافانیت یا امرتا

لافانیت سے یہ مُراد نہیں ہے۔ کہ جسم کی بربادی کے بعد شخصی وجود باقی رہے۔ آتما تو ہمیشہ ہی سے لافانی ہے۔ جسم رہے یا نہ رہے۔ کیونکہ یہ جسم اور جسمانیت سے پہلے کا ہے آتما نہ کبھی پیدا ہوا نہ مرا۔ محدود شخصی وجود کا باقی رہنا پہلی شرط کے طے ہونے کے بعد اس غرض سے ہے۔ کہ وہ اودیا کے تجربات پر قابض ہوکر اپنے آپ کو بڑھاتا چلے۔ اس کی حد وِدیا ہے۔ امرتا یا لافانیت کا گیان جنم مرن۔ کارن کارج۔ بندھن مکتی وجود۔ نمود سب سے اونچا ہے۔ وہی پرم پرش اور سوامی ہے۔ جسے سچدانند کہتے ہیں۔

(۲۱) اَمر پَد اور جنم

اَمر پَد پراپت ہونے پر پھر جنمنا کیسا؟ جنمنے اور مرنے کی اصطلاح کرموں کی نظر سے ہے۔ کرم کیا۔ کرم ہو گیا۔ اب کرم کہاں؟ اب تو جو کچھ ہے۔ ایش ہی ایش ہے۔ اور ایش ہی ایش کے لئے ہے۔ اور ایش ہی ایش میں ہے۔ ایش میں جنم مرن کیسا! وہ تو محدود شخصیت کی خصوصیت تھی۔

جگت کے پرے پھر اَمر پَد کی پراپتی کیسی! وہ تو اسے تو پہلے ہی سے پراپت تھی۔ انسان اس وقت تک انسان ہے جب تک امر پد کا خواہشمند ہے۔ اب اس نے ایش کی دیا اس پائی ہوئی شئے کو پالیا۔

شخصی مکتی بھی آدرش یا معراج نہیں ہے۔ اس کی ضرورت ایش کی معراج کو مدنظر رکھکر اسی کے سہارے تھی۔ اب وہ بھی نہیں رہی۔ بندھن گیا۔ مکتی ہوئی۔ مکتی کا بھی خیال گیا۔

امر پد پراپت ہونے پر بھی انسان کو ایش کے مقصد کی تکمیل رہتی ہے۔ اب وہ جگت کو جگت کی ہستی میں۔ اور جسم کو امر پد پراپت کرتے دیکھیگا۔ وہ امر ہے۔ اس لئے یہ سب بھی امر ہیں۔ جیسی درشٹی ویسی سرشٹی! موت کا خوف و خیال بھی ہمیشہ کے لئے کالعدم ہو گیا یہ حالت اُسے اسی جسم میں رہتے ہوئے ہی پراپت ہو سکتی ہے۔ وہ جگت میں رہتا ہوا جگت سے پرے ہے۔ وہ بھی دُور

پہنچ گیا۔ جسم میں رہتا ہوا بھی وہ اوروں کا مددگار اور شکتی یا امرپد پراپت کے کرنے میں معاون ہے۔ اور یہ جسم اُسے اب کاٹتا نہیں۔ بلکہ انسانوں سے قریب رکھ کر ان کی استعانت کا یقینی ذریعہ بن سکتا ہے ✤

تیسرا باب

نظامِ عالم کے کاروبار میں وِدیا اودیا۔ موت اور لافانیت میں وحدت کا خیال

(۱) منتر

منتر ۱۲-۱۳-۱۴- ملاحظہ ہوں:-

(۱۲) جو غیر پیدائش کا پیرو ہے۔ وہ اندھی تاریکی میں داخل ہوتا ہے۔ جو صرف پیدائش کے ہو رہے۔ وہ اور بھی گہری تاریکی میں جاتے ہیں ✤

(۱۳)۔ پھر۔ سچ مچ یہ کہا گیا۔ کہ پیدائش کا پھل غیر پیدائش کے پھل سے مختلف ہے۔ یہ ان دھیر پرشوں کی تعلیم ہے۔ جنھوں نے ہم کو یہ سمجھایا ہے ✤

(۱۴) جو اُسے دونو پیدائش اور غیر پیدائش میں ایک دیکھتا ہے
غیر پیدائش سے موت کے پار چلا جاتا ہے۔ اور پیدائش سے
امرپد پاتا ہے۔

(۲) پیدائش اور غیر پیدائش

جو آتما پرکرتی کے پرے ہے۔ اُسے ہونا کچھ نہیں ہے۔ وہ دائم اور قائم ہے۔ جو آتما پرکرتی کے اندر اور اس میں ہے۔ وہی ہوتا ہے۔ حالتیں بدلتا ہے۔ اور نام روپ اختیار کرتا ہے۔ یہ پیدائش یا حالتوں کے اندر داخلہ کال چکر میں ہوا کرتا ہے۔ پرکرتی میں آتما کی دو کیفیتیں ہیں۔ ایک اس کے سنگ اور اسنگ ہے۔ پرکرتی کے حرکات و سکنات میں شامل اور غیر شامل ہے۔ اس کے حرکات سے بے تعلق اور باتعلق ہے۔ دوسرا آتما اس میں شامل۔ باتعلق اور اس کے سنگ ہے۔ یہ دوسرا حالتوں سے گزرتا ہے۔ زندگی کے درخت پر چڑھا ہوا کرموں کے پھل کھاتا رہتا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ یہ دونو حالتیں باہمد گر ضد بن ہوکر ایک ہی انسانی آتما میں ہیں۔ اگر آدمی جاگرت سپن اور شوشپتی کی حالتوں پر غور کرے۔ تو یہ ابھی اس کی سمجھ میں آجائے۔

انسان پیدائش کی دردناک حالت سے چونک کر شانت سکھ اور راحت کی حالت میں آجاتا ہے۔ گویا اب سے اُس سے نجات

ہوگی۔ اور جو غیر پیدائش پیدائش کی گرہ انانیت (خودی) کے اہنکار میں ہے۔ یہ اہنکار مٹ جائے۔ اور غیر پیدائش کی حالت آجائے ۔

پیدائش اور غیر پیدائش صرف جسمانی ہی حالتیں نہیں ہیں۔ بلکہ یہ روحانی حالتیں بھی ہیں۔ انسان اس گرہ کی گتھی سلجھا لے۔ اور پھر بھی وہ جسمانیت میں رہیگا۔ لیکن اگر یہ گتھی سلجھ کر مٹ جائے۔ تب جسم میں اسکی پیدائش نہ ہوگی۔ جہاں یہ حالت آئی۔ پرکرتی کا سلسلہ جس سے وہ بندھا ہوا ہے خاتمہ پر آجائیگا۔ تاہم اگر اس کا تعلق پیدائش سے ہے۔ تو یہ اہنکار نئی نئی جسمانی اور دلی بیڑیاں گھڑ گھڑ اُسے پیدائش کی نئی نئی زنجیروں میں جکڑتا رہیگا۔

(۳) انتہائیت کے نقص

غیر پیدائش کا انو راگ اور پیدائش کا راگ دونوں ہی مکمل راستہ نہیں ہیں۔ لیکن راگ انوراگ۔ اور گرہیں اور نقص یہ سب کے سب اگیان کے کام ہیں۔ اور یہ سچائی کے مخالف ہیں۔ ان کا خاتمہ بھی تاریکی کی ظلمات ہے۔

غیر پیدائش کا انوراگ جڑ پرکرتی میں لے جاکر دھکیل دیگا جس میں تاریکی ہی تاریکی اور اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ کیونکہ پیدائش کے ویراگ اور نفرت سے ہستی کی اونچی حالت نہ آئیگی۔ وہ صرف محدودیت کا راستہ ہے۔ اور ایک محدود تاریکی کی کیفیت سے گذر کر غیر محدود

تاریکی میں جاتا ہے۔ وہ زندگی نہیں بلکہ موت ہے۔ اور زندگی کی ضد ہے۔ دن کا ضد رات ہے۔ دن زندگی کا ظہور ہے۔ رات اس کے بالکل برعکس اور اس کی نفی کی صورت ہے۔ وہ گھور اگیان ہے۔ اور مکتی کسی صورت میں نہیں ہے ۔

برخلاف اس کے جسمانی پیدائش کا انوراگ منوانز محدودیت میں رہنا اور گذرنا ہے۔ اور انسان سفلی اہنکار کے چکر میں گھومتا ہوا بار بار جنمتا رہیگا۔ اس میں بھی مُکتی کہاں ہے؟ یہ تو لنگا تار بندھن کا کارن ہے۔ یہ ایک نقطہ نگاہ سے بمقابلہ دوسرے کے بدتر تاریکی ہے۔ کیونکہ اس کے اندر مکتی کے خیال کا شمہ بھی نہیں ہے۔ اِسے ہم اگیان بھی نہیں کہہ سکتے۔ یہ غلط قناعت کی خردماغی۔ اور سخت تاریک اندھے پن کی حالت ہے۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس طبعیت کا آدمی اعلےٰ کیفیت کے خواب تک نہیں دیکھتا ۔



(۴) انتہائیت کی خوبیاں



اگر پیدائش اور غیر پیدائش دونو کے طبعی میلان کی باہمی اور باہتی نسبت سمجھ کر ان کی پیروی کی جائے۔ تو اس کے فوائد کم نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے اندر خوبیاں ہیں۔ غیر پیدائش پیدائش

کی اعلےٰ معراج ہے۔ اور اس کا انوراگ پیدائش کے ساتھ مکمل اور سچی ہستی کی طرف متحرک ہوکر شانت برہمہ کی جانب لے جائیگا۔ جو مکتی۔ نجات اور آزادی ہے۔ اور غیر پیدائش ہے۔ اسی طرح پیدائش کے راگ کو اگر ترقی اور وسعت کا ذریعہ بنا لیا جائے تو اس سے مکمل تر اعلےٰ تر اور خوب تر زندگی ہاتھ آئیگی۔ جو آخری منزل مقصود تک بغیر پہنچائے ہوئے نہ رہیگی۔

(۴) مکمل راستہ

لیکن ان دونوں میں سے کوئی راستہ بطور خود مکمل نہیں ہے اور نہ وہ انسانی زندگی کی معراج ہیں۔ یہ دونو پیدائش اور غیر پیدائش اور ودیا اودیا کے مسائل ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اور دونو ہی سے انسان کی زندگی پوری ہوتی ہے۔

برہمہ ودیا اودیا دونو ہے۔ برہمہ پیدائش اور غیر پیدائش دونو ہے۔ اس کے بغیر نہ کچھ ہوا نہ ہوتا ہے۔ نہ ہوگا۔ اس ہونے (ہستی) کا مقصد مکتی ہے۔ جب (اکثر برہمہ جیسی) خالص وحدت کی حالت آجاتی ہے۔ تب وہ اس میں شامل ہو رہتی ہے۔ اور الیش کی اپھمانی ہوکر اسی کی ہستی کی موافق اس کے کاروبار ہو جاتے ہیں۔ تب مایا یا پرکرتی دکھائی نہیں ہوتی اور نہ وہ بھرم

ہیں پڑتا ہے۔ اسوقت پیدائش کی ضرورت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ شخصی مقصد کی تکمیل ہو گئی۔ اب صرف مکتی ہی مکتی رہ گئی۔ ایش خود ہمیشہ سے مکت اور سب کچھ ہو جانے والا آپ سوئمبھو ہے ٭

(۵) زندگی برحق ہے

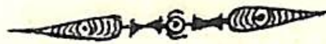
ایش اپنشد اس زندگی کی شکایت نہیں کرتی۔ اسے برحق قرار دیتی ہے۔ اور جب وہ برحق ہے۔ تو اس کے کاروبار کا ہونا بھی لازمی ہے۔ کرم ہی زندگی کی صورت۔ اظہار اور نشان ہے۔ اور ساتوں اصول میں ہم آہنگ ہو رہنا اس کی شان ہے ٭

وہی برہمہ دور پہنچا۔ وہی سب کچھ ہو گیا۔ اسی نے سب کا باقاعدہ انتظام کیا۔ اور حسنِ ترتیب میں لایا۔ وہی کوی۔ منی۔ سوئمبھو۔ اور پری بھو ہے۔ اور اس کا یہ انتظام سالہا سال اور ہمیشہ چلتا ہے۔ اس کی یہ ترتیب اور انتظام کا دار و مدار ودیا اور اودیا دونو پر ہے۔ اور وہی ان دونوں ہی شامل ہے ٭

لاکھ کثرت رہے اُسے گھوم پھر کر وحدت میں آنا پڑتا ہے یہی وحدت ہی ایش ہے۔ وہی ایک سب میں رہتا ہے۔ انسان اگیان میں پڑ کر گیان کی طرف جاتا اور امرید پاتا ہے۔ یہ امرید اہنکار کی معدومیت کا نام ہے۔ ورنہ آتما ہمیشہ سے آزاد ہے۔

بھوگ اور جوگ دونو جگت کے اندر ہیں۔ جگت کے باہر کچھہ نہیں ہے۔

انسان وسیع الخیال وسیع الباطن اور وسیع النظر بنے۔ تب اس جگت کے بندھن سے چھوٹ کر آزاد ہو۔ اصل میں وہ بندھن میں نہیں ہے۔ بندھن خیالی ہے۔ اور وہ اہنکار کی وجہ سے ہے۔ اہنکار نہ رہے۔ ایش کا ابھمان ہو۔ تب یہ بندھن کافور ہو جائیگا



چوتھا باب

سورج اور اگنی کی صورت میں معراج تمنّا کی تحصیل و تکمیل کا خیال



پندرہواں اور سولہواں منتر ملاحظہ ہو:۔

(۱۵)۔ سُنہلے نورانی غلاف سے ست کا مُنہ ڈھکا ہوا ہے۔ اے سورج (پوشن)! اُسے تو ست کے درشن کے لئے اُٹھا دے۔

(۱۶)۔ اے پالنے والے! اے ایک رس رشی! اے قاعدہ میں رکھنے والے! اے سورج! اے پرجاپتی! اپنی کرنوں کو اچھی طرح اکٹھا کر تاکہ

تیرے کلیان والے روپ کو دیکھوں جو وہاں وہاں پرش ہے - وہ میں ہوں +



(۲) نظامِ عالم

یہ دعا سورج سے مانگی گئی ہے - جو ویدوں میں دیوتا تسلیم کیا گیا ہے +

ہستی ایک اور غیر منقسم ہے - لیکن اظہار کی صورت میں وہ دھاروں کا سلسلہ - حالتوں اور حرکتوں کا مجموعہ - اور باہمی ہم آہنگی کا نظارہ ہے - جسے ہم حالت کہتے ہیں - وہ مرکب وجودیت ہے اس کے اندر چڑھاؤ اتار ہے - پرش اور پرکرتی اس چڑھاؤ اتار کی مراد کے ذہن نشین کرنے کی واضح اصطلاحات ہیں - پرش اونچا سب سے اونچا - اور پرکرتی نیچی سب سے نیچی ہے +

پرش سچدانند ہے - ست - چت اور آنند کا مجموعہ ہے - اس لئے وہ تثلیثی طور پر ہر شے کا جاننے والا ہے - ست - چت آنند کہنے کے لئے تین لیکن اصل میں ایک ہیں - یہ سب کا عطر ہیں - سرب ست کا عطر - سرب چت کا عطر - سرب آنند کا عطر پرش ہے - ہماری عقل - خیال اور لفظ کی نظر سے انہیں جدا جدا کر لی ہے - اور اپنی سمجھ اور تمیز کے لئے ان کی تقسیم و تفریق کا حساب لگاتی ہے +

جوہر میں اصلیت ایک ہو۔ اور ہے۔ لیکن خارجی مشاہدہ اور تجربہ میں وہ مرکب اور کثرت کی صورت میں نمایاں ہے۔ اُس ایک کے اسی ترکیبی اور کثرتی کاروبار کو ہم اظہار۔ سِرشٹی۔ جگت یا ہونا کہتے ہیں ॥

اس کا کرتا دھرتا وُہی ایک ہے۔ اسی کی طاقت اور تپ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن اس کا خیال رہے۔ یہ تپ یا طاقت اس سے کوئی علیحدہ شئے نہیں ہے۔ یہ اس کی چت شکتی ہے۔ جس سے نظام عالم کا کاروبار ہو رہا ہے ॥



(۳) اُونچے لوک عُلوی عالَم

اس نظام کائنات کی بنیاد اونچے لوک یا آتما میں ہے۔ جی چاہے اُسے آتم اور ستھاکہ لو۔ وہ ہر حالت میں اونچا ہی ہے ॥

جب تپ نے اس سَت برہمہ کو اپنا آدھار بنایا۔ تب اس کے آدھار بنانے سے دو لوک بن گئے۔ ایک سَت لوک۔ اور دوسرا تپ لوک۔ گویا دو جگہیں قائم ہوئیں۔ ایک میں ست ہے۔ دوسری میں تپ ہے۔ یہ ویسا ہی ہے۔ جیسے بلوان اور بل۔ بل اور بلوان دو کبھی نہیں ہیں۔ لیکن کہنے میں جُدا جُدا ہیں اور جُدا جُدا برتیت بھی ہوتے ہیں۔ اور ہر شخص نے خود ذاتی تجربہ کر کے دیکھا ہوگا کہ زور کے کام کرتے وقت بلوان پُرش کا بل۔ مرکز بنا کر دو پانے کے لیے اسی کی طرف

دوڑتا ہے۔ بجنسہٖ ہی کیفیّت ست لوک اور تپ لوک کی ہو جاتی ہے۔ ست اور تپ جدا نہیں ہیں۔

اسی طرح اس تپ نے جب آنند کو اپنا مرکز بنایا۔ تب جن لوک پیدا ہو گیا۔ جن لوک میں اُتما آنند کی حالت میں ہے۔ اور ست کا آنند ہے۔ دوسرا آنند نہیں ہے۔

ہم ان تینوں کی پھر دوسری طرح پر صراحت کرتے ہیں۔

برہمہ سچدانند ہے۔ برہمہ کی سچدانند شکتی اس کی پرکرتی ہے یہ اس کی صفت ہے۔ اس کی طاقت ہے۔ اُس کا بل ہے۔ برہم میں ست چت۔ آنند ہے۔

جب یہ شکتی ست کے آدھار پر ہے۔ اور اُسے اپنا مرکز قرار دیتی ہے، تو وہ مرکزی وجود چت لوک۔ تپ لوک کہلاتا اور بنتا ہے۔

جب یہ شکتی آنند کے آدھار پر ہے۔ اور اُسے اپنا مرکز قرار دیتی ہے۔ تو وہ آنند لوک یا جن لوک بنجاتا ہے۔

یہ تین اونچے کے لوک ہیں۔ جن کی مشمولیّت مجموعیت یکسانیت اور وحدانیت کا سلسلہ جوں کا توں ہے۔ ٹوٹتا نہیں ہے۔ اور نہ وہ ایک دوسرے سے جُدا ہیں۔ سب ہی سب کا سب ہے۔ سب ہر ایک میں ہے۔ اور ہر ایک سب میں ہے۔ اور یہ حالت خود بخود ہے۔ وہاں رات نہیں ہے۔ اور نہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہاں دن ہی دن ہے۔ کیونکہ دن کا تعلق سورج سے ہے۔ وہاں سچدانند ہی سچدانند ہے۔ جس کی اوستھاؤں کو ست لوک۔ تپ لوک۔

اور جن لوک بتایا گیا ہے۔ وہ خود سویم پر کاشوان اور نورانی ہے وہاں کسی اور نور کی محتاجگی نہیں ہے۔ سورج کی علیحدہ روشنی ایش یا پرش کی نور میں گم ہے۔ گو نورانی وحدت ہی سورج کا کلیان والا روپ ہے۔

(۴) سفلی عالم۔ نیچے کے لوک



سفلی طبقہ میں بھی تین عنصر رچنا کے ہیں۔ مادہ۔ زندگی۔ دل ست کی جگہ یہاں مادہ کو سمجھو۔ جو ہر جگہ بڑھی صورت میں پھیلا ہوا نظر آرہا ہے۔ خواہش یا طاقت زندگی ہے۔ جو فطرتاً پیدائش اور اظہار کی شکل میں کام کرتی ہے۔ یہ پہلے دبی اور مغلوب رہتی ہے۔ آہستہ آہستہ جدوجہد کرتی ہوئی احساس میں نمایاں ہوتی ہے اور کامیابی پر آزاد ہو کر انانیت یا سفلی اور محدود میں پنے کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ دل کا ابھار ہوتا ہے۔ اور وہ محدود زندگی کے کاروبار میں اہم جُز یا اہم عنصر ٹھہرتا ہے۔

جہاں مادہ ہے۔ وہاں زندگی اور دل بھی ہے۔ جو ارتقائی اصول کے موافق اپنی قلابازیوں میں مصروف رہتا ہے۔ زندگی اور دل میں مادیت کی صورت رہتی ہے۔ اور وہ ان کی سرگرمیوں کی نگہداشت کرتی ہے۔ یہ تین چیزیں یہاں سفلی طبقہ میں سچدانند کی طرح تثلیثی وحدت میں نمایاں نہیں ہیں۔ بلکہ جدا جدا پرتیت ہوتی ہیں۔

اس کا سبب او دیا ہے۔ اور انسان اپنے آپ کو اس سے علیحدہ سمجھتا ہے ؛

رہتا ہے کے اس سفلی طبقہ میں ست کے عوض مادہ کی جانب تپ تسکتی کا رجحان رہتا ہے۔ اور ہر شے ٹکڑے ٹکڑے نظر آتی ہے۔ یہ مادی عالم کا بھولوک یا بھور لوک ہے۔ یہ ہونے اور ہو جانے کا طبقہ ہے ؛

اس کے اوپر زندگی کی طاقت ہے۔ جو احساس کے ساتھ ملی ہوئی بنیاد ہے۔ اور مادہ کے عالم میں کثیف مزاحمتوں پر غالب آکر اپنی خواہشوں کے موافق صورتیں اختیار کر لیتی ہے۔ اس کا نام بھور لوک ہے جس میں ہونے یا ہو جانے کی آزادی بھی ہے اس لئے انسان جو کہتا ہے۔ سوچتا ہے۔ اور کرتا ہے وہی ہو جاتا ہے ؛

اس سے اوراونچے دل کا طبقہ ہے۔ جو سفلی سمجھ بوجھ کی تیرہ سی کیفیت میں مادی احساس سے آزادی کا خواہشمند رہتا ہے۔ اور اسی کے موافق اپنی حالت بنانے میں سرگرمی دکھاتا ہے۔ اس کا نام سُوَرلوک یعنی آزادی۔ اور خالص روشندلی کا طبقہ ہے ؛

اس طبقہ یا طبقات میں تقسیم اور تفریق کا اُصول اثر انداز ہو کر کثرت کے خیال کو قدم قدم پر تقویت دیتا رہتا ہے۔ اور تفرقات اور اختلافات کا کوئی حد و حساب نہیں رہتا ست کے سورج یا ست سورج کی روشنی جزوی سمجھ کی رات کے پردہ میں آجاتی ہے۔ اس کا عکس محدود مرکزوں ہی میں دکھائی دیتا ہے۔ اور انسان اسی محدود روشنی سے کام لیا کرتا ہے۔ یہ

دوئند یا اجتماع ضدین کا عالم ہے۔

(۵) درمیانی لوک

عُلوی اور سِفلی طبقات کی رچنا کے درمیان ایک برزخی کڑی ہے۔ جو دونو لوکو ملاتی رہتی ہے۔ جیسے زنجیر کی دو کڑیوں کو تیسری کڑی ملا دیتی ہے۔ اُسی طرح یہ دو لوکو جوڑے رہتی ہے۔ اس کی بنیاد لامحدودیت یا سچائی ہے۔ اس مقام پر اگر شخصیت یا تشخصی حیثیت حرص سے نجات پاکر میرے تیرے پنے کی عادت کا اظہار نہیں کرتی۔ بلکہ سب کے ساتھ وحدت یگانگت اور یکسانیت کا ناتا جوڑ کر رہتی ہے۔ کثرت اور تقسیم تفریق کا غلبہ منہ زور نہیں ہوتا۔ بلکہ مرکبات کے حرکات سکنات میں بھی وحدانیت کا زور رہتا ہے۔ اس لیئے اس طبقہ کا نام مہر لوک یعنی بڑے گیان کا لوک ہے۔

اس مہر لوک کا اُصول وگیان ہے۔ اس وگیان کو یہاں عقلی تمیز یا بُدھی وچار سے کبھی منسوب نہیں کرنا چاہیئے۔ عقلی تمیز صورت پرست اور تفرقہ پرست ہوتی ہے۔ اور بویک وچار سے اپنا فیصلہ نافذ کرتی ہے۔ وگیان سے مراد یہاں انوبھو شکتی۔ یا حِسِ باطن سے ہے۔ اس کا میلان ہمیشہ سَت کی جانب ہے۔ جس میں ہونے اور ہو جانے کی اصلیت کا جوہر رہتا ہے۔ یہ سَت سے جدا نہیں ہے۔ اور وہ اس کے یقین کو اس طرح پختہ کر دیتی ہے۔

کہ وہ پھر شک و شبہات کی ہوا کے جھونکے سے ہل ڈول نہیں سکتا اس میں وحدت اور ایکتا ہے۔ اور وہ اُس ایک واحد الوجود اور واجب الوجود سے جدا نہیں رہ سکتی۔ اس کا نام درشٹی اور درشن ہے۔ یہ سوچنا سمجھنا۔ قیاس کرنا نہیں ہے۔ انوبھو میں مجموعیت کُلّیت اور یکتائیت رہتی ہے۔ اُسے عقلی خردیت۔ محدودیت اور تنگ خیالی سے مُطلق تعلق نہیں ہے۔ جوہر اور اہل جوہر دونوں کا عطر اس میں رہتا ہے۔ ویدک تعلیم میں یہ سورج کا سرب درشن اور آتم درشن ہے ۔

(۶) سَت کا قانُون

اس ست کے منہ پر طلائی نقاب پڑا ہوا ہے۔ وہ اس وجہ سے حجاب میں ہے۔ یہ بات انسانی نقطۂ نگاہ۔ نقطۂ ادراک اور نقطۂ فہم سے کہی گئی ہے۔ ہم انسان عقلی مخلوق ہیں۔ اور ہماری اعلیٰ عام عقلی نگاہ میں دل کے مشاہدات اور تجربات بھرے ہوئے ہیں۔ یہ گیان کی کرنیں ہیں۔ یہ فطرتاً ست کے جوہر نہیں ہیں۔ صرف شکل اور نام خواہ نام رُوپ کے علم ہیں۔ اشیاء کے نام اور روپ کے علم کو ترتیب دے کر ان کی مدد سے اُس سَت کا نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ جو ہیں پُشت ہے۔ سچا گیان سَت کا جوہر ہے۔ وہ نام اور روپ کا علم کا نہیں کہا جاتا ہے۔

ہم اُس پچھے ست کو صرف اس وقت دیکھ سکتے ہیں جس وقت سورج ہم میں کام کرنے پر آتا ہے۔ اور خیالات۔ تجربات

اور مشاہدات کی طلائی پردے کے عوض آتم درشن اور سرب درشن کا مددگار ہوتا ہے ٭

ضرورت ہے کہ ہمارے اندر یہ ست سوبنج کام کرے۔ اس وقت ہم کو اپنی محدود انانیت کا علم ہے، اور وہ تفرقہ ہے ہم کو اصلیت کو اصلیت کی نظر سے دیکھنا ہے، ہم اپنے آپ کو دیکھیں۔ کہ ہم کیا ہیں، ہم است کو لے کر کام کر رہے ہیں۔ ہم سوچتے ہیں۔ کہ ہم جدا جدا ہیں۔ اور دل سے ہم کو علیحدگی ہے، اور ان اجزا کو علیحدہ علیحدہ مان کر اسی کے موافق نتیجہ نکالتے۔ کام کرتے اور اسے کام میں لاتے ہیں۔ جب یہ ست کا قانون ہم میں کام کرنے لگتا ہے۔ ہم کو اس کثرت میں یگانگت نظر آئیگی۔ محدود خودی کا بھرم رفتہ رفتہ مغلوب ہوتا چلیگا۔ خارجی اور باطنی تعلقات میں باہمی یگانگت آئیگی ٭

(۷) انسان کے اندر سوبنج پنے کی تکمیل

ہمارے معمولی سے معمولی کام میں ست کی ابتدا یا ست کا بیج ہے۔ جو مکتی دلانے والا ثابت ہوگا۔ ہر کام اور مشاہدہ کے پس پشت یہ الوہیت رہتا ہے۔ بھرم کی وجہ سے چاہے یہ است پرنیت ہو۔ لیکن اس کی اصلیت میں فرق نہیں آتا۔ اور جس قدر وسعت اور ہمدردی میں ترقی ہوتی جائیگی یہ ظہور میں آتا جائیگا۔ تقسیم اور تفریق میں بھی زبردست یکسانیت کا میلان رہتا ہے۔

وہ لگاتار علیحدہ نتیجہ کے طور پر غلط کیا جارہا ہے۔ لیکن اس کے اندر خود زبردست طاقت ہے۔ وہ گیان میں ظہور کئے ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ہ

سورج پوشن ہے۔ پالنے والا یا بڑھانے والا! اس کا کام بڑھانے تفرقات مٹانے اور کرم کو گیان کی حیثیت میں لانے کا ہے۔ اور اس کا انجام وحدت ہوگا۔ یہ ایک اکیلا۔ ایک رس رشی ہے۔ جو وحدت کے مضمون کے ذہن نشین کرانے اور کرم اور گیان کے ایک ساتھ کر دکھانے میں لاثانی ہے۔ ایک میں سب اور سب میں ایک کا انوبھو۔ کرم اور ست کے قانوں کا زبردست ترتیب دینے والا ہے۔ سورج یم یعنی قانوں یا دہرم کا قابو میں رکھنے والا اور قاعدہ میں چلانے والا ہے۔ اس اندرونی پرکاش سروپ سے ہم کو ست کا گیان ہوتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ سورج کی ہستی میں سب شامل ہیں۔ وہ سوئمبھو پُرش اور سچدانند ہے۔ تمام وجودیت اس واجب الوجود میں وجود پذیر ہوتی ہے۔ جو وجودیت سے اونچا ہے۔ وہی ایش اور پرجاپتی ہے ؛

سورج کے درشن (انوبھو) سے سچا گیان ملتا ہے۔ ایش اُپنشد کہتی ہے۔ کہ یہ گیان دو طرح پر ہوتا ہے۔ سورج کی کرنوں کی ترتیب سے۔ یعنی ست ہماری آنکھوں سے چھپا ہوا ہے۔ اور انوبھو شکتیاں اس کے روپ اور روپ کے تتو کی ترتیب کی صورت میں اُسے دکھاتی ہیں۔ اس وقت یہ انوبھو مکمل ہوتا ہے۔ اور آخر وحدت پیدا کر قائم ہو جاتا ہے۔ یہ مطلب ہے۔ کہ سورج اپنی روشنی کو اکھٹا کرے۔

یہ بات یکبارگی نہیں ہوتی۔ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ ول مشکل تمام ٹیلق جوہر کو اپنے اندر دیکھتا ہے۔ اس لئے وہ اُس جانب راغب ہوتا ہے۔ جو سب سے اونچا ہے۔ اُسے ترتیبی عمل خود کرنا پڑتا ہے۔ اعلےٰ انوبھو سے مدد ملتی ہے۔ اور وہ اجزا کو گھٹتا ہُوا آخر میں وحدت پر آکر ٹک جاتا ہے۔ اصل میں اجزا کی ہستی نہیں ہے۔ کیونکہ حقیقت اکھنڈ اور لاینجزا ہے۔ یہ بات بہت دیر کے بعد سمجھ میں آتی ہے۔

(۸) ایک وجود۔ واجب الوجود۔ واحد الوجود

سُورج کی مدد کے ہم نور الانوار۔ منبع الانوار اور اصل الانوار کی ماہیت تک رسائی پاسکتے ہیں۔ ذرہ ذرہ کے کثرت کی چمک دمک آخر میں اسی مجموعی روشنی کی وحدت میں منور ہوکر نظر کے سامنے آجاتی ہے۔ انوبھو

بڑھتے بڑھتے

بڑھ کر بڑا اور ایک گیان کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہی سُورج کا اصلی روپ ہے۔ وہ سب سے بڑا نور ہے۔ وہی سب سے بڑا چیت ہے۔ اور وہی سب سے بڑا گیان ہے۔ اس بڑے گیان ہی میں سب گیان ہے۔

یہی ایش اور سوامی ہے۔ اور سوئمبھو ہے۔ جب یہ انوبھو ہوجاتا ہے۔ تب اس میں اور اس انوبھو والے میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا ہے۔ اور وہ بیساختہ ایش اپنشد کی زبان میں کہہ اٹھتا ہے "سوہم اسمی" "میں وہی ہوں جو پرش وہاں اور وہاں ہے وہ میں ہوں"

وہ ایش ہی ہے۔ جو ہر روپ اور نام میں لپٹا ہوا ہے۔ اور وہ ایک ہے۔ دو چار۔ دس بیس اور بے شمار نہیں ہے۔ یہ نور ہم اپنی اصلیت سے واقف ہو گیا اور وہ وہی ہے۔

(۹) ۱۷واں۔ اور۔ ۱۸واں منتر

(۱۷)۔ وجود کی سانس امرت (لافانی) ہے۔ اس جسم کا انجام راکھ ہے اوم اے من! یاد کر۔ جو کیا تھا یاد کر۔ اے من یاد کر۔ جو کیا تھا یاد کر۔

(۱۸)۔ اے اگنی! ہم کو اچھی راہ سے ایشوریہ کے لئے لے چل۔ اے دیوا تو کرموں (اظہاری کیفیتوں) کو جانتا ہے۔ ہم سے بڑے پاپ کو دور کر۔ تجھے بہت بڑا نمسکار کا بچن بھینٹ کرینگے۔

(۱۰) کرم کا پہلو

سورج کی مدد سے دل کے نورانی ہو جانے کے باعث ہم کو فانیت سے لافانیت میں داخل ہونے کا علم ہو گیا۔ یہ سورج دوار سے حاصل ہوا۔ مفرد وجود غیر مکمل علم کی حدبست کو چھوڑ کر بر ہمہ با تمام و کمال مکمل مکمل وجود میں داخل ہو گیا۔

گیان بغیر کرم کے مکمل نہیں ہوتا۔ امرت پد یعنی لافانیت

کے مسئلہ میں گیان اور کرم دونو کا مشمول ہے۔ چت کا مقصد تپ ہے اور گیان کا کرم سے اپنی تکمیل کرتا ہے۔ سورج برہمہ تیج یا حقانی نور ہے۔ اگنی کو قدیم رشی برہمہ بل یا حقانی طاقت تصور کرتے تھے۔ اس لئے اگنی کی دعا کے ساتھ سورج کی دعا مکمل ہو گئی۔

اب زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں رہی

ختم ہوئی

ایش اپنشد

بمعہ غیر معمولی تفسیر کے

مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج
کی نادر بے نظیر تصانیف

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
سدھار کا سلسلہ		پھٹکل وچار	۱۰ار
پرلوک سدھار	۸ر	نکھر وچار	۱۰ار
لوک پرلوک سدھار	۸ر	مفید وچار	۱۰ار
جیون سدھار	۸ر		۱۰ار
سکھ سدھار		ستاہ وچار	
پرمارتھ سدھار	عہ ۸ر	سہج وچار	۶ر
نش اُپکار سدھار		من بچ کرم وچار	
یوگ سدھار	عہ ۸ر	بدھ سکشا وچار	۶ر
بردھی سدھار	۱۰ار	بھگتی گیان وچار	
نوجیون سدھار	۱۰ار	**یوگ کا سلسلہ**	
وچار سدھار	۱۰ار	سرت شبد یوگ کلپدرم	عہ ۸ر
وچار کا سلسلہ		پنتھ سندیش	عہ ۲ر

ملنے کا پتہ :- رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج - راج بنارس سٹیٹ . یو-پی

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
رادھاسوامی یوگ	ع۲/	**سندیش کا سلسلہ**	
نانک یوگ	عہ۱۰/	کرم سندیش	۸/
سہج یوگ	ع۸/	گیانی "	۸/
وگیان راماین	سے۲/	اپاسنا سندیش	۸/
" کرشناین	عہ۹/	بویک سندیش	۸/
سنت سنجوگ کا سلسلہ		یاترا سندیش	۸/
سنت سنجوگ حصہ اول	ع۸/	بچن "	۸/
" " " دوم	عہ۱۲/	سار سندیش	۸/
" " " سوم	ع۱/	سہج "	۸/
" " " چہارم	ع۸/	ادجھت "	۸/
" " " پنجم	ع۸/	اگم "	۸/
کلپدرم سلسلہ		وچار "	۸/
برہمہ وچار کلپدرم	۱۲	ست "	۸/
آتم وچار کلپدرم	۶/	مرم "	۸/
ویدانت کلپدرم	۱۲	انبھو "	۸/
یوگ کلپدرم	۱۰/	وگیان "	۸/
چرتر کلپدرم	۱۰/	پریم "	۸/
وچار کلپدرم	عہ۲/	درشٹانت "	۸/
جین بزنانت کلپدرم	۶/	**بچن کا سلسلہ**	

پبلشر کا پتہ :- رادھاسوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج، راج بنارس سٹیٹ یو-پی

نام کتب	قیمت
بھجن سار حصہ اول	۲عہ/
" " " سوم	۱۲/
" " " چہارم	۱۰/
شبد سار (نظم)	۸عہ/
شبد گنجار (نظم)	عا
شبد یوگ انگریزی	عا
مستی کا سلسلہ	
خمکدہ سرشار	۱۰/
خمکدہ تجلیات	۱۰/
خمخانہ عرفان	۱۰/
" خیالات	۱۰/
اودھوت گیتا	۱۰/
جام مستی	۱۰/
بھگتی کا سلسلہ	
بھگت مال	۳سے ۸عا
سنت "	۸/
شاہی بھگت	۶/
راج "	۶/
راج بھگتی	۶/

نام کتب	قیمت
قصوں کا سلسلہ	
آبدار موتی	۸عہ/
سندھ دیش کے قصے	۱۰/
ملتان " " "	۱۰/
عجیب و غریب "	۱۰/
قصہ ابراہیم ادہم	۶/
متفرق سلسلہ	
صوفی ازم	عا ۸/
کبیر اور کبیر پنتھ	۲عہ/
کبیر شبد اولی	۸/
بندہ بھائی کی ساکھی	۱۲/
تحفہ درویش یا فقیر پرشاد	۸/
الحیات بعد الممات	۸/
برہمہ گیان پر لیکچر	۸/
معیار المکاشفہ	۱۰/
ویدانت کی پہلی کتاب	عہ/
پنچدشی	عا
وشنو پوران حصہ اول	۱۰/
کلگی پوران	۸/

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
مسلمان درگور مسلمانی در کتاب	۱۲	للت کنتھا انجلی حصہ اول	۸
ظاہری و باطنی موسیقی	۶	” اپدیش انجلی	۸
سچا سناتن آریہ دہرم	۶	” وچار ”	۸
روحانی ترقی	۶	” بوبیک ”	۸
بہارِ تصوف	۱۲	بھگونت مال حصہ اول	عہ
محاصرہ چتوڑ	۸	ست کبیر کی ساکھی	عہ ۸
رازِ خوبصورتی	۸	سنت سلسلہ دوم	ے ۳
آئینہ کشمیر	۱۲	للت کنتھا انجلی حصہ دوم	۸
موتی پوچا	۱۲	” وچار انجلی	۸
معجون مرکب		” پرشنوتر ”	۸
ہندی کے انمول رتن		سپتاہ وچار	۱۰
شبد سار گٹکا (نظم)	۵	بھگت مال حصہ دوم	عہ ۸
کبیر چرتر	۱۰	مہلا چرتر انجلی	۸
وگیان انجلی	۸	کبیر سجک حصہ اول مشرح باتفسیر	عہ
سنت سلسلہ اول		سنت سلسلہ سوم	ے ۶ / ۱۰
کبیر شبداولی	عہ	للت لپتسپا انجلی	۵
نوجیون سدھار	۱۰	پرمارتھ سدھار	۸
بھگت مال حصہ سوم	عہ ۸	للت مرم انجلی	۸
للت کتھا انجلی	۸	” سار ”	۸

ملنے کا پتہ :- رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج - راج بنارس سٹیٹ یوپی

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
للت درشٹا انجلی	۸ر	للت گیان انجلی	۸ر
کبیر بیجک مشرح حصہ دوم تک	۸ر		۶ ۱۰ر
کبیر ساکھی	۱۰ر	للت کرم انجلی	۸ر

ملنے کا پتہ:۔ رادھا سوامی دھام ڈاک خانہ گوپی گنج۔ راج بنارس سٹیٹ۔ یو۔پی۔

سنت

ہندی کے پریمی جنوں اور استریوں کیلئے انمول رتن ہے یہ ادھیاتمک رسالہ دنیا بھر میں اپنی قسم کا لاثانی۔ گیان کرم۔ اُپاسنا۔ یوگ ویدانت۔ بھگت چرتر۔ سنت برتانت۔ تواریخ کلام فقرا ہر پہلو سے انسانی نگاہ کو بلند دل وسیع اور خیال کو لطیف تر بناکر بام معراج پر پہنچانے کا یقینی رُوحانی زینہ ہے۔ ممکن نہیں کہ اس کے باقاعدہ مطالعہ سے چشم حقیقت وا نہ ہو۔ اور روحانیت شانتی اور بھگتی کا رنگ نہ جمے۔ زیر ایڈیٹری شیو برت لال جی مہاراج نکلتا ہے۔ قیمت سالانہ بارہ نمبروں کی چار روپیہ آٹھ (۴؍۸) نمونہ کا پرچہ آٹھ میں جاتا ہے۔ عالی ظرف طبیعتوں کو اس مبارک پھل دینے والے کلپ برکش کیطرف جھکنا چاہئے۔ اس کی خریداری منظور کرنے والے اصحاب کو شبد سار گٹکا نامی بھجنوں کی نہایت اچھی کتاب مفت انعام میں دی جاتی ہے۔

مینجر رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج راج بنارس (یو۔پی)

طبی دنیا میں انقلاب عظیم۔ ہندوستان کا طبّ قدیم اُردو جامہ میں

مَخزن آیوروید (پہلا حصہ)

تصنیف لطیف مُصنفہ جناب وئیدراج کرشن دیال جی
وئید شاستری۔ ایڈیٹر گھر کا وئید امرتسر

دُھوم ہے عالم میں ہر سُو تذکرہ ہے۔ ہر جگہ بیگمان ہے۔ قیمتی نادر عجوبہ یہ کتاب
جو پڑھیگا۔ آزمائیگا۔ سنائیگا اِسے واقفیت میں اضافہ ہوگا بے حد و حساب
زندگی کا علم اور سائنس آیُوروید ہے زندگی سے پیار کرنیوالو پڑھ لو یہ شتاب
چاہے۔ یُونانی ہو مصرانی ہو یا ہومیو پیتھی ڈاکٹر ہو سب کہینگے یہ۔ ہے۔ نسخہ لاجواب
اپنی ہم کہتے نہیں۔ اَوروں کی رائیں دیکھ لو پھر لگا کر کام لو چھوٹو گے از درد و عذاب

مَخزن آیُوروید کیا ہے؟ چرک شاستر کا عطر۔ سشرت کا نچوڑ۔ واگ بھٹ کا جوہر تقریباً تمام قدیم و جدید طبّی کتُب۔ وئیدوں۔ طبّی عالموں۔ اور عالموں کے مجرّب تجربات کا خلاصہ۔

مخزن آیوروید میں کیا ہے؟ ۔ قدیم وئیدوں کے سرطیہ نُسخے بیخطا۔ آسان اور سریع العمل ادویات۔ ہنگے سستے آسانی سے ہاتھ آنے والی دوائیں۔

مخزن آیوروید کی ترتیب کیسی ہے؟ ۔ محققانہ۔ عالمانہ۔ فلسفانہ

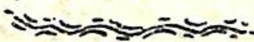
حکیمانہ۔ طبیبانہ +

مخزن آیور وید کی ترتیب و تدبیر کیسی رکھی گئی ہے ؟ ۔

چرک سشرت واگ بھٹ وغیرہ قدیم کتب کی مفصل ادویات کے صحیح نسخے دیتے ہوئے۔ بسیط اور وسیع پیمانہ میں صدری یا تجربات سینہ کے راز و چوٹی کے نسخے۔ سنیاسیوں کے چٹکلے۔ سادھوؤں کے ٹوٹکے۔ قلمی بیاضوں کی نادر الوجود دوائیاں۔ جوشاندے۔ خیساندے سفوف۔ لعوق۔ مفرد و مرکب ادویہ ہر قسم کے رس و کشتہ جات جوہر و جواہر۔ غرضیکہ ہر طرح کے معلومات سے مالا مال ہے +

مخزن آیور وید کے علاج کی خصوصیت کیا ہے ؟ ۔ اس کی بعض جادو اثر دواؤں سے گھنٹوں اور منٹوں میں بخار اتر جاتا ہے۔ آنکھ میں سرمہ کی سلائی لگانے۔ جلد کے اندر بذریعہ انجکشن دوائی پہنچانے ۔ اور نہلانے دھلانے وغیرہ عملیات سے بخار دور کرنے کے جادو نما تجاویز نہایت فراخدلی سے ظاہر کر دئے گئے ہیں

کافی جگہ نہ ہونے سے صرف معدودے چند راؤنکا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔



ہم صرف اسقدر سفارش کر سکتے ہیں۔ کہ اس کتاب سے کسی حکیم کا مطب و وید کی چکتسالہ اور گرھستی کا گھر خالی نہ رہنا چاہئے، ہم اپنے طور پر بھی اس کی اشاعت کو کار ثواب تصور کرتے ہیں

(دھرم شی شیو برت لال جی)

لاکھ راؤں کی ایک رائے۔ عالیجناب مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی فرماتے ہیں۔ میرے بھائی پنڈت کرشن دیال صاحب وید نے آیور ویدک کے متعلق

اس کتاب کو زبان اُردو میں لکھکر اسکے علم ادب میں ایک مفید اضافہ کیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے مُصنّف اپنے فن سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اور یہ کتاب ایک آیورویدک عالم کی محنت کا نتیجہ ہے۔ مجھے اُمید ہے۔ کہ برادران فن ہندوستان کے قدیم طب کے متعلق اس کتاب سے صحیح معلومات حاصل کریں گے

چند نامی اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کی راؤں کا خلاصہ:۔

ایڈیٹر صاحب روزانہ اخبار بندے ماترم لاہور:۔ اس کتاب کو قدیم وُیدک مستند کتب کا لبِ لباب کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا

ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب لاہور:۔ مصنف کی محنت قابل داد ہے۔ ہر مطب کتب خانہ اور خانہ دار کے پاس یہ کتاب ضرور رہنی چاہیئے +

ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ لاہور:۔ اس کتاب سے موجودہ طبی لٹریچر میں ایک گرانبہا اضافہ ہوا ہے

ایڈیٹر صاحب اخبار رہنما مراد آباد:۔ اردو خوان پبلک کو عموماً اور حکما اور ڈاکٹر صاحبان کو خصوصاً اس ویدک تصنیف سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے +

ایڈیٹر صاحب اخبار ہندوستان لاہور:۔ یہ کتاب ان تمام خوبیوں کا ایک مرقع ہے۔ جن کی اُمید ایک لائق ویدسے ہو سکتی ہے +

ایڈیٹر صاحب مشیر الاطبّاء لاہور:۔ اس کتاب سے ہر ایک اردو دان واطبّاء بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں

ایڈیٹر صاحب رسالہ انقلاب لاہور:۔ اس مفید ترین کتاب کا ہر گھر ہر ویدا ور ہر طبیب کے پاس اشد ضروری ہے +

ایڈیٹر صاحب طبی رسالہ حامی الصحّت لاہور:۔ واقعی آپ نے اس تصنیف سے دنیائے طب کی ایک کمی کو پورا کیا ہے +

ایڈیٹر صاحب رسالہ حکیم حاذق لاہور:۔ مخزن آیوروید واقعی قابلِ قدر تصنیف ہے۔

ایڈیٹر صاحب المسیح دہلی ، ایڈیٹر صاحب سہ رُوزہ پرکاش لاہور ، ایڈیٹر صاحب اخبار کرم ویر لاہور ، ایڈیٹر صاحب رسالہ امرت پٹیالہ ایڈیٹر صاحب اخبار اہل سُنّت والجماعۃ ، ایڈیٹر صاحب الحکیم لاہور +

علاوہ ازیں مُلک کے تقریباً تمام اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان نے اس کتاب کی یکزبان ہوکر تعریف کی ہے +

آیور وید علم طِب اور حفظانِ صحت کی نشر و اشاعت کا حامی اپنی قسم کا نرالا و اعلیٰ

"گھر کا وید"

جو کہ جنوری ۱۹۲۵ء سے زیر ایڈیٹری عالیجناب وید راج کرشندیال جی ...
صاحب بڑی محنت و قابلیت سے نکل رہا ہے۔ یہ رسالہ حکیم ڈاکٹر و وید صاحبان کے ...
ہے ہی مگر ہر ایک لکھے پڑھے عیالدار کے بڑے ہی کام کی چیز ہے۔ کیونکہ قابل ایڈیٹر صاحب نے ...
ایسی موزوں اور مناسب مقرر کر رکھی ہے۔ جو کہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں ہر ماہ ...
بنام آیور طب آیور وید کی رُو سے کُل امراض کی مکمل تشریح۔ اسباب۔ علامات و علاج نہایت
دعام فہم عبارت میں مسلسل نکل رہا ہے۔ جو کہ کسی روز ایک مکمل مخزن آیور وید کا کام دیگا
طبّ آیور وید کی مکمل کتاب ہوگا۔ علاوہ ازیں امراض مخصوصہ مرداں۔ زناں و بچگان ...
میں ہونیوالی بیماریوں پر ایک ایک مضمون بمعہ آسان و نہایت مجرب المجرب علاج درج
ہر ماہ چار پانچ صفحے آیور ویدک تجربات و دیگر مجربات کیلئے مخصوص ہوتے ہیں۔ غر...
یہ طبی رسالہ ایک اسم بامسمیٰ رسالہ ہے۔ مضامین نہایت مفید۔ عام فہم اور نہایت ضرو...
ہوتے ہیں۔ اور اسمیں جسقدر مجربات نکلتے ہیں۔ وہ محض کتابوں کی نقل یا یونہی من گھڑت نہیں
بلکہ جناب ایڈیٹر صاحب کے اپنے مجرب المجرب ہوتے ہیں۔ یا جن اصحاب کے مجرب ہو...
اُن کی حلفیہ تحریر آنے پر درج رسالہ کئے جاتے ہیں۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے کوئی پڑھا
لکھا طبیب اور شائق طب خالی نہ رہنا چاہئیے۔ مالک رسالہ نے محض اس غرض کیلئے ...
میں آیور ویدک علم کی اشاعت ہو۔ اور عوام میں طب جیسے ضروری مضمون کے مطالعہ ...
پیدا ہو۔ اس کی قیمت برائے نام مقرر کر رکھی ہے۔ یعنی صرف ایکروپیہ چار آنے ...
جلدی کیجئے کم از کم ایک پرچہ بطور نمونہ مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔ اور ...
تو سال بھر کے لئے خریدار بن جائیے۔

نیاز منبد مینیجر گھر کا وید امرتسر (پنجاب)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۳

اپنشد میگزین

(ماہواری سلسلہ)

No: 4

(زیر ادارت)

شیوبرت لال

بابت ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۲۷ء

دستور العمل

۱ – چر سالانہ پیشگی چندہ ۔

۲ – بعد کو سالانہ مجموعہ کی قیمت عہ یا زیادہ ۔

۳ – نمونہ طلبی کا قاعدہ الفظ ۔

۴ – خریداروں کو تاریخ اجراء سے عدم وصولی کی شکایت پر ایک ہفتہ کے اندر دوسرا پرچہ زیادہ دیر ہو جانے کے بعد قیمت طلب ۔

۵ – جملہ خط و کتابت بنام مینجر اپنشد میگزین معرفت ہندوستانی دواگھر چیل منڈی امرتسر

۶ – جواب کے لئے ارکا ٹکٹ ضروری – ورنہ عدم جواب کی معذرت ۔

۷ – ایڈیٹر کے ساتھ خط و کتابت رادھا سوامی دھام کے پتہ سے ۔

مقاصد

۱ – ویدانت کے اصول پر بالعموم اور اُپنشدوں کے مطالب پر بالخصوص مؤثر خاطر نشین اور طمانیت بخش روشنی ڈالنا ۔

۲ – اپنشدوں کے گہرے راز کی عقدہ کشائی ایسے عام فہم طریقہ میں کرنا کہ مطالعہ کرتے ہی وقت زندگی کم از کم خیالی طور پر عملی بنتی چلے – اور دلپر انکی سچائی پتھر کی لکیر کے

۳ – جو باتیں شاعرانہ انداز اور استعارہ کی زبان میں بیان ہوئی ہیں – اُن کو معمولی عبارت میں عام فہم کے طبقہ میں منتقل کر دینا ۔

۴ – جو بات اسپر بھی ذہن نشین نہ ہو سکیں اور خط و کتابت کے ذریعہ انکو صاف کر دینا

۵ – بھومیکا کے بعد کل اُپنشدوں کو بہ احتیاط مع واضح تفسیر کے پیش کرتے رہنا ۔

نوٹ :- اپنشد میگزین صرف مستقل خریداروں ہی کو چر پر ملیگا – بعد کو قیمت واجبی لی جائیگی – ممکن ہے سال بھر کی کتابوں کی قیمت عہ یا عہ وصول کی جائے قیمت ہر کتاب کی اس کے ٹائٹل پیج کے اندراج کے موافق لی جائے گی ۔

فہرست مضامین

جملہ خط و کتابت بنام منیجر اپنشد میگزین معرفت ہندوستانی دواگھر لمیٹڈ امرتسر

اپنشد نمبر ۲

کین اُپنشد

جسکا دوسرا نام تلوکار اُپنشد بھی ہے

معمولی تفسیر

شیوبرت لال

رادھاسوامی دھام ڈاکخانہ رادھاسوامی
راج بنارس

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام گوری شنکر لال پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہُوا۔

دیباچہ

نام

ایش اُپنشد کا اصلی نام تلوکا اُپنشد ہے۔ کیونکہ یہ تلوکار براہمن سے لی گئی ہے۔ لیکن چونکہ اس کی ابتدا کین لفظ سے ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا نام کین اپنشد ہو گیا۔ یہ آسان ہے۔ مختصر ہے۔ اور بمقابلہ اصلی نام کے کانوں کو بھی اچھا ہی لگتا ہے۔ کین کا مطلب ہے "کس سے" شاگرد اپنے گورو سے پوچھتا ہے۔ کہ کین اشتین (کس سے چاہا ہوا) یہ من گرتا ہے۔ اور کین لفظ سے اس کا نام کین ہو گیا ؀

خصوصیت

اصل میں اس کا مضمون سوال اور جواب کی صورت میں آیا ہے۔ چیلا گورو سے سوال کرتا ہے۔ اور وہ جواب دیتا ہے۔ اور جواب نہایت معقولیت کے ساتھ دیا گیا ہے۔ جہاں تک سمجھانے کا تعلق ہے۔ کوشش میں کسر نہیں رکھی گئی ؀

مضمون

اس اپنشد میں برہمہ کی صراحت ہے۔ اور اُسے سب سے

اونچا ثابت کیا گیا ہے۔ اور سب کا آدھار اور مدار علیہ سمجھایا گیا ہے۔ جو وہ دراصل ہے ؛

یکش یکش اور دیوتاؤں کا قصہ اپنی نوعیت کی نظر سے معقول دلچسپ اور موثر ہے۔ برہمہ کا گیان دے کر گورو یہ بھی سمجھا دیتا ہے۔ کہ تپ یشم۔ دم۔ اور کرم یہ اُپنشد کے ہاتھ پاؤں ہیں۔ ان کے بغیر راستہ نہیں چلتا ؛

آسانی

کین اُپنشد بہت آسان ہے۔ یہ دقیق مضمون کو عام فہم طریقہ میں سمجھاتی ہے۔ اس وجہ سے ہم نے نہ اس پر زیادہ حاشیہ چڑھایا۔ اور نہ شرح یا تفسیر کی۔ اُپنشد کی زبان اپنا خاص اثر رکھتی ہے جس کا امکان ترجمہ کی زبان میں نہیں ہو سکتا۔ تاہم ہم نے حتے الوسع اس کو اس کی اصلی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اُردو کا لباس کہیں کہیں نہیں پھبتا۔ وہاں مجبوراً سنسکرت کے الفاظ جوں کے توں رکھ دئے ہیں۔ اور ان کا ترجمہ کر دیا ہے ؛

رادھا سوامی دھام

شیوبرت لال



کین اُپنشد

کاپائنتُو تماں گانی واک پران چاکشوہ شروتر منتھو
بلم اندریانی چہ سربانی سربم برہمہ اَوپنشدم
ماہم برہمہ نِرا کُریاں ما۔ ما برہمہ نراکارود
نراکرن منتو نراکرنم الیتوہ۔ تدا تمنی نرتے
یہ اُپنِشتسو دھرماس تے مَی سنتو

اوم شانتہ شانتہ شانتہ

منگلاچرن۔ دُعا یا شانتی پاٹھ

سام ویدی اُپنشد ہونے سے کین اُپنشد کا شانتی پاٹھ اور دُعا یہ ہے

اوم۔ میرے عضو۔ کلام۔ سانس۔ آنکھ۔ کان۔ طاقت۔ اور تمام حواس مکمل ہوں۔ اپنشدوں کے بتایا ہوا برہمہ مکمل ہے۔ نہ میں برہمہ کا منکر ہوں نہ برہمہ میرا منکر ہو۔ نہ برہمہ کا انکار میری طرف سے ہو۔ نہ میرا انکار برہمہ کی جانب سے ہو۔ جن مضمونوں کا اپنشدوں نے کیا ہے۔ وہ مجھ میں ہوں۔ وہ مجھ میں ہوں۔ اور میں آتما میں محو ہوں۔ اوم شانتی! شانتی!! شانتی!!!

تشریحی تفسیر۔ معراج مکمل ہو۔ اور معراج کا کمال دونو جانب سے مکمل رہے۔ اُپنشدوں میں مکمل برہمہ کی صراحت ہے۔ اُپنشدوں سے تعلق رکھنے والوں کا بھی ایسا ہی مکمل برہمہ کی معراج مکمل ہے۔ جسم۔ اعضا۔ دل کے بھی مکمل ہونے کی ضرورت ہے۔ ورنہ جوں کا توں مکمل برہمہ کا ذہن نشین ہونا مشکل ہوگا۔ اعضا کے نام۔ سانس۔ آنکھ۔ کان۔ قوت اور حواس اگر مکمل نہ ہونگے۔ تو وہ مکمل معراج کے قبول کرنے حاصل کرنے اور جذب کرنے میں ناقابل ثابت ہونگے۔ برہمہ ہے۔ اس کا مجھے اقرار رہے۔ اور میں ہوں۔ برہمہ اس طرح میرا اقرار کرے۔ اقرار ہر دو طرف سے ہو انکار کسی جانب سے نہ ہو۔ تاکہ باہمی مطابقت۔ مماثلت اور ہم آہنگی میں نقص نہ ہو۔ میں برہمہ (انترآتما) میں محو رہوں

اور اپنشدوں نے جو اوصاف یا دھرم بتائے ہیں۔ وہ سب کے سب مجھ میں ہوں۔ (تاکہ میں اُپنشدوں کی مراد کو اچھی طرح جذب کر سکوں ٭

پہلا کھنڈ

برہم وچار

(۱) کس کی خواہش اور کس کی ہدایت سے دل اپنے) گرتا ہے؟ کس کے حکم سے پہلی سانس چلتی ہے؟ کس کا حکم پاکر لوگ اس کلام کو بولتے ہیں۔ (تقریر کرتے ہیں)؟ کون دیوتا آنکھ اور کان کو حکم دیتا ہے؟

تفسیر اور تشریح۔ یہ سوال ہیں۔ جو کین اپنشد کی بنیاد کہے جا سکتے ہیں۔ در اصل یہ سوال شاگرد نے اپنے گورو سے کئے تھے اُن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ وہ اصلی ہستی کون سی ہے۔ جو جسم دل وغیرہ کی متحرک اور ہادی ہے؟ ظاہرا جسم۔ اعضا۔ حواس وغیرہ میں ایسی طاقت نظر نہیں آتی۔ دل کس طرح جسمانی طبقات میں آکر گرا؟ اور گیان اندریوں اور کرم اندریوں کا بیوہار ہوتے

لگا۔ خود بخود تو یہ ہیں نہیں۔ اور نہ ان کے اندر کوئی اپنی قوت معلوم ہوتی ہے۔ یہ کسی نہ کسی کے سہارے۔ کسی نہ کسی کے زیر اثر اور کسی نہ کسی کے ماتحت ضرور ہیں۔ ان کی ہستی کسی اور کی ہستی سے عاریت لی ہوئی ہے*

یہ خیال ہے۔ جو چیلے کے دل میں پیدا ہوا۔ اور اس نے گورو سے پوچھے۔ ان کی تہ میں (آتما) کی تحقیقات کا جوہر مخفی ہے۔ یہ سوال تھا*

---

(۲) وہ کان کا کان۔ من کا من۔ بانی (کلام) کا بانی پران کا پران۔ اور آنکھ کی آنکھ ہے۔ دھیر پرش انہیں چھوڑ کر اس لوک سے کوچ کر کے امر ہو جاتے ہیں

تشریح:۔ پہلا سوال ہے۔ اور یہ دوسرا جواب ہے*

تفسیر:۔ کان۔ من۔ بانی۔ پران۔ آنکھ یہ سب صرف اوزار محض ہیں۔ ان میں اپنی کوئی استقلال ہستی۔ یا اصلیت نہیں ہے۔ بلکہ اصلی ہستی آتما کی ہے۔ آتما ان سب کے پس پشت رہ کر ان کو قاعدہ میں رکھتا اور چلاتا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا۔ تو پھر ان کا ہونا ہی غیر ممکن ہوتا۔ اس لئے وہ کان کا کان۔ من کا من۔ بانی کا بانی۔ پران کا پران اور آنکھ کی آنکھ ہے۔ دھیر گمبھیر اور گیانی اس راز کو سمجھ کر

ان اوزاروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ان کے بھرم سے آزاد ہو کر جب اس فانی دنیا کو چھوڑ جاتے ہیں۔ تو لافانی ہو جاتے ہیں جب تک کوئی شخص ان اندریوں وغیرہ کا ابھمانی بنا رہتا ہے۔ تب تک وہ جسمانی انسان رہتا ہے۔ اور جب وہ آتم ابھمانی ہو جاتا ہے۔ ان کی جڑ آتما ہیں دیکھ کر آتم انبھو سے جسم چھوڑنے پر آتما میں مل جاتا ہے۔ یہی لافانیت ہے *

آگے اس آتما کی تشریح آتی ہے

(۳) نہ وہاں (اس آتما میں) آنکھ جاتی ہے۔ نہ بانی پہنچتی ہے۔ نہ من (کی رسائی ہے) سمجھتا اور جانتا ہے۔ کہ اُس کی صراحت کرے۔ وہ علم۔ اور لاعلمی (جاننے نہ جاننے) سے جُدا ہے۔ (دونو ہی سے نرالا ہے) ہم نے بڑوں سے ایسا ہی سُنا ہے۔ وہ اُس کی اسی طرح صراحت کر گئے ہیں *

تشریح اور تفسیر۔ آتما تک من بانی کی رسائی نہیں ہے۔ ان کی تمام طاقت اور سمجھ بُوجھ اس کے سہارے ہیں۔ وہ ان سے بہت اونچا ہے۔ جب یہ اس کی طاقت سے طاقتور۔ اس کی زندگی سے زندہ اس کی حرکت سے متحرک

میں چاہوں۔ تو اُسے اڑا دوں"

(۱۰) (یکش نے) اس کے سامنے ایک تنکا رکھ دیا۔ کہ "اُسے اڑا دے" وہ اپنی تمام طاقت سے اس پر حملہ آور ہوا۔ لیکن اُس تنکے کو نہ اڑا سکا۔ تب وہ لوٹ آیا اور دیوتاؤں سے کہا)۔ "میں اِس یکش کو نہ جان سکا"

(۱۱) تب ان (دیوتاؤں) نے اندر سے کہا "اے مگھوں! معلوم کر یہ یکش کون ہے" (اندر بولا) بہت خوب!" (وہ یہ کہ) دوڑتا اس کے پاس آیا۔ (لیکن وہ یکش) اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا +

تشریح:- مگھوں سنسکرت مادہ مہہ (بلدان کرنا)

(۱۲) وہ اُسی آکاش میں نہایت خوبصورت طلائی زیور پہنی ہوئی عورت اُما نامی سے ملا۔ اُس سے دریافت کیا۔ "یہ یکش کون ہے؟"

تشریح:۔ اُما۔ سنسکرت اُو (خطابیہ لفظ جیسے اے) اور ما (نمانعت) استعارہ میں اُما ہے ترجمہ میں آہ حیرت ہو سکتا ہے ٭

تفسیر:۔ آہ حیرت! خاموشی، تعجب اور استعجاب ظاہر کرنے سے مُراد ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ہم برہمہ کا اظہار اپنی حیرت ہی سے کر سکتے ہیں۔ اور طرح جو ہم کہینگے۔ وہ اس سے بھی زیادہ غیر کافی ہوگا ٭

چوتھا کھنڈ

آتم گیان

(۱) اُس (اُما) نے کہا۔ "یہ برہمہ ہے۔ برہمہ ہی کی فتح سے تم عظمت والے بنو" اس (کے کلام) سے اس نے جانا کہ یہ برہمہ ہے"

(۲) اس لئے یہ دیوتا (اگنی۔ وایو۔ اندر) دُوسرے

دیوتاؤں سے بڑے ہیں۔ کیونکہ وہی اس کے
سب سے زیادہ قریب پہنچے اور اُسے چھُو لیا۔
اور سب نے سمجھا کہ یہ برہمہ ہے +

(۳) (اور) اسی وجہ سے اندر دوسرے دیوتاؤں
سے بڑا ہے۔ کیونکہ وہ اس (برہمہ) کے بہت قریب
گیا۔ چھُوا۔ اور سب سے پہلے (اسی نے) جانا کہ یہ برہمہ ہے"

تفسیر:۔ برہمہ سب کی جان ہے۔ یہ اُپنشد بار بار کہتی چلی آرہی ہے۔ اندر۔ وایو اور اگنی یہ زیادہ شوکشم دیوتائیں اور اس وجہ سے برہمہ کے ساتھ ان کی قربت دکھائی گئی ہے۔ ورنہ وہ کس میں اور کہاں نہیں ہے۔ اور اس کے بغیر رہ کہاں سکتا ہے۔ اندر سے مُراد یہاں سورج سے ہے۔ جو ایک استھانی اور سرب استھانی دونو ہے۔ جمال اور جلال میں اُس سے بڑھ کر کون ہے!

(۴) (برہمہ کے متعلق) یہ تعلیم ہے۔ وہ (برہمہ) بجلی کے کوندھے کی طرح چمک اٹھتا ہے۔ اور آدمی

اندھا ہو کر بول اٹھتا ہے "آہ" اور اس (حیرت) کا اظہار ہی اس کا ادھی دیودا الوہیت کی بزرگی اور طاقت) ہے۔

تشریح اور تفسیر:۔ جس طرح بجلی کی چمک سے آنکھوں کو چکا چوندھی ہو جاتی ہے۔ اور وہ آنکھ بند کر کے اظہار حیرت کرتا ہے۔ اسی طرح برہمہ کے سوچنے سے عقل چکر میں آ جاتی ہے۔ اظہارِ حیرت اور عقل کا چکر میں آنا ہے اس کی شانِ الوہیت کا اظہار ہے۔ اس سے زیادہ کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔

اب اَدھیاتم کا بیان آتا ہے

(۵) اب ادھیاتم (دلی طاقت کی نظر سے ہے) من گویا اس تک جاتا ہے۔ اور قربت میں رہ کر اس کا بار بار سمرن کرتا ہے۔ بار بار دھیان جماتا ہے۔

تفسیر اور تشریح:۔ من جب خیال کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔ تو اس برہمہ کا بار بار ذکر کرتا ہے۔ یہ مانسک

اور اس کی سمجھ سے سمجھ والے ہوتے ہیں۔ تو پھر یہ اُسے کیسے جان سکتے ہیں! وہ ان کے ماتحت نہیں ہے۔ یہ اس کے ماتحت ہیں۔ اور وہ ان سے بالکل نیارا اور جدا ہے*

جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم اُسے جانتے ہیں۔ وہ غلطی۔ دھوکے اور بھرم میں پڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ جاننے کی حد سے اونچا ہے۔ عقل اس تک نہیں پہنچتی۔ اور جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم اُسے نہیں جانتے۔ وہ اگیانی اور بھولے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ دراصل جانے ہوئے سے بھی زیادہ جانا ہوا ہے۔ وہ وہی تو ہے۔ جو ہماری اصلیت ہے۔ اس کے سوا وہ اور ہے کیا؟ جاننا اور نہ جاننا دونوں ہی اس کے آدھار ہیں جب یہ کیفیت ہو۔ تو صاف لفظوں میں کوئی اُس کا اقرار اور انکار کیسے کرے! دونوں ہی غیر ممکن ہے*

ہمارے بڑوں نے اس کی وضاحت اسی طرح پر کی ہے*

آگے اس کی اور مزید وضاحت ہے۔

(۴) جسے زبان نہیں بول سکتی۔ جو زبان اس سے (اس کی وجہ۔ سہارے اور مدد سے) بولی جاتی ہے۔ (بھؔا) وہی برہمہ ہے۔ اسی کو برہمہ جان لے۔ نہ وہ یہ برہمہ ہے۔ جس کی سب اُپاسنا کرتے ہیں*

(۵) جسے من نہیں سوچتا۔ (بلکہ) جو من اس سے (اس کی وجہ

سہارے- اور مدد سے) سوچا جاتا ہے - وہی برہمہ ہے - اسی کو برہمہ جان لے - نہ وہ یہ برہمہ ہے - جس کی سب اپاسنا کرتے ہیں *

(۶) جیسے آنکھ نہیں دیکھتی (بلکہ) جو آنکھ اُس سے (اُس کی وجہ مدد اور سہارے سے) دیکھی جاتی ہے - وہی برہمہ ہے - اسی کو برہمہ جان - نہ وہ یہ برہمہ ہے جس کی سب اپاسنا کرتے ہیں *

(۷) جیسے کان نہیں سنتے (خواہ جو کان سے نہیں سنا جاتا) (بلکہ) جو کان اُس سے (اس کی وجہ سہارے اور مدد سے) سُنے جاتے ہیں (خواہ سنتے ہیں) وہی برہمہ ہے اسی کو برہمہ جان لے - نہ وہ یہ برہمہ ہے جس کی سب اپاسنا کرتے ہیں *

(۸) جو پران سے سانس نہیں لیتا - (حرکت میں نہیں آتا) (بلکہ) جو پران اُس سے (اس کی وجہ سہارے اور مدد سے) سانس لیتے (خواہ حرکت میں آتے ہیں) وہی برہمہ ہے اسی کو برہمہ جان لے نہ وہ یہ برہمہ ہے جس کی سب اُپاسنا کرتے ہیں *



مجموعی تفسیر اور تشریح۔ ۴-۵-۶-۷-۸- کی صراحت غیر ضروری ہے۔ کیونکہ وہ بہت آسان اور عام فہم ہیں۔ جسم یعنی جسم کے اعضا ہیں۔ من ہیں اپنی کوئی طاقت نہیں ہے۔ نہ اپنی حرکت ہے۔ بلکہ یہ سب کے سب برہمہ ہی کی طاقت پاکر متحرک ہیں۔ اس لئے جس کو عام لوگ ان کی مدد سے کر اور ان کی سمجھ لے کر برہمہ مان رہے ہیں۔ وہ برہمہ نہیں ہے۔ بلکہ برہمہ وہ ہے۔ جو سب میں سب کی تہ میں سب کے اندر داخل ہوکر سب کی روح رواں بنا ہوا ہے۔ یہ ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ برہمہ کے متعلق اور گہرے خیالات آگے کے کھنڈ میں ملینگے۔

دوسرا کھنڈ

برہمہ پر ذرا زیادہ گہرا وچار

(۱) (گورو) اگر تو یہ سمجھتا ہے۔ کہ میں اس (برہمہ) کو پورا پورا جانتا ہے۔ تو بلاشک تجھے برہمہ کی ذات کی صرف جزوی سمجھ ہے۔ برہمہ کا روپ جو تجھ میں ہے۔ اور تیری

اندریوں (دیوتاؤں) میں ہے۔ وہ جزوی ہے اِس لئے تو اپنی سمجھ پر ابھی اور غور کر*

تشریح اور تفسیر یکجائی:۔ یہ دعوےٰ کرنا کہ برہم کی پوری پوری سمجھ آ گئی۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ عقل جہاں تک آگے بڑھتی جائیگی۔ وہ پرے ہی نظر آتا جائیگا۔ مثلاً ایک مثال سے سمجھو۔ بُوند کے آگے کیا ہے؟ جواب ملیگا لہر ہے۔ لہر کے آگے کیا ہے؟ جواب ملیگا سمندر ہے۔ سمندر کے آگے کیا ہے؟ آکاش یا وسعت ہے۔ آکاش اور وسعت کے آگے کیا ہے؟ اس طرح یہ سلسلہ یوں ہی سوال وجواب کی صورت میں بڑھتا ہی جاویگا۔ اور کبھی ختم نہ آئیگا۔ اور وہ جوں کا توں دھرا رہ جائیگا*

اسی طرح اگر جسمانی حرکت کی نظر سے سوال کیا جائے کہ جسم میں کس سے حرکت ہے۔ تو عام جواب یہ ہوگا۔ پران اُسے متحرک کرتے ہیں۔ پران کو کس سے حرکت ملتی ہے؟ جواب ملیگا۔ من سے۔ من کو کس سے حرکت ملتی ہے؟ جواب دیا جائیگا۔ بُدھیّ سے۔ بُدھیّ کو کس سے حرکت ملتی ہے۔ آنند یا آنند کی خواہش سے۔ آنند کی خواہش کی جڑ میں کون ہے؟ یہ سلسلہ لامنقطوع رہیگا۔ وعلیٰ ہذا القیاس*

اس وجہ سے گورو نے شاگرد کی تنبیہ کی ہے کہ وہ

سے بھی کبھی نہ یہ خیال کرے۔ کہ اس کو برہمہ کی ذات کی پوری پوری سمجھ آگئی ہے۔ کیونکہ انسان کی اندریوں عقل اور تمیز میں برہمہ کی صرف جزوی سمجھ ہے۔ اس وجہ سے ہدایت کی گئی ہے۔ کہ اس جزوی سمجھ پر بالکل قناعت نہ کرلی جائے۔ بلکہ اس پر ابھی بار بار غور کرنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔

آگے چلکر شاگرد کا جواب غور کرنیکے قابل ہے۔

(۲) (چیلا) یہ میں نہیں مانتا۔ کہ اُسے پُورا پورا جان گیا اور نہ یہی مانتا ہوں۔ کہ اُسے نہیں جانتا۔ کیونکہ اُسے جان رہا ہوں۔ ہم میں سے جو کوئی اُس (برہمہ) کو جانتا ہے۔ اس (بات) کو سمجھیگا۔ کہ میں اُسے نہیں بھی جانتا اور اُسے جانتا بھی ہوں۔

یکجائی تشریح اور تفسیر:۔ جو شخص یہ کہے۔ کہ مجھے برہمہ کا بالکل ہی علم نہیں ہے۔ وہ سخت نادانی کرتا ہے۔ کیونکہ وہ برہمہ ہی ہے۔ جو اُس کا اپنا آتما۔ اور اصلی ذات ہے۔ اپنے آپ کو کون نہیں جانتا! اور جو یہ کہے کہ میں اُسے جانتا ہوں۔ تو اس سے پوچھو۔ وہ کیا جانتا ہے۔ جاننے کی چیزیں تو عقل اور من ہیں۔ یہ محدود ہیں۔ اور انسان کی ذات

ہیں پہیے کی آروں کی طرح پروئی ہوئی ہیں۔ یہ اپنی ہستی کے لئے ان کا محتاج ہے۔ یا وہ اس کے محتاج نہیں؟ من اور عقل کی ہستی تو اس کی اپنی ہستی کے تابع ہے۔ اور جب ان کی ہستی خود اُس سے عاریت لی ہوئی ہے۔ تو پھر یہ عقل اور تمیز اُسے کیسے جانینگے! ماتحت شے کو اس کے مدار علیہ آدھار کا کبھی مکمل گیان نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے یہ کہنا بھی کہ میں پورا پورا جانتا ہوں۔ دھوکے کی بات ہے۔

ہاں جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ میں اُسے جانتا بھی ہوں اور نہیں بھی جانتا ہوں۔ وہ ٹھور ٹھکانے پر ہے۔

کچھ گو مگو کی سی بات ہے۔ جانتا ہوا نہ جاننا۔ اور نہ جانتا ہوا جاننا کسی حد تک تسلی کا باعث ہوتا۔

اپنے آپ کو کون نہیں جانتا؟ ۔ سب جانتے ہیں اپنے آپ کو کون جانتا ہے؟۔ اس سوال کے جواب میں پس و پیش کرنا پڑتا ہے۔

یہ بات ہر کس و ناکس کی سمجھ میں ذرا مشکل سے آئے گی۔ ہاں جس نے اس برہم یا آتما کی ماہیت کو پہچان لیا ہے۔ وہ اسے انجھو کرتا ہے۔*۱

---

*۱ فارسی شاعر کا کلام یہاں یاد آگیا۔ وہ یہ ہے۔

(۱) آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند　　در جہل مرکب ابدالدہر بماند

(۲) آنکس کہ بداند و بداند کہ نداند　　اسپ عقل خویش بمنزل برساند

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۵ پر دیکھیں)

اس باریک مضمون کی باریکی آگے اور باریک ہو جاتی ہے

(۳) دگور و کہتا ہے) جو یہ سوچتا ہے۔ کہ میں اسے نہیں جانتا وہ اُسے جانتا ہے۔ اور جو یہ سوچتا ہے۔ کہ میں اُسے جانتا ہوں۔ وہ اُسے نہیں جانتا۔ جو کہتے ہیں۔ ہم اُسے سمجھتے ہیں۔ وہ اُسے نہیں سمجھتے۔ اور جو کہتے ہیں ہم اُسے نہیں سمجھتے۔ وہ اُسے سمجھتے ہیں ۔

یکجائی تشریح اور تفسیر: برہم کُل ہے۔ جاننے والا خواہ سوچنے والا کوئی کیسا ہی ہو۔ سوچنے اور جاننے کا دعوےٰ کرتا ہُوا پھر بھی اُس کا جز ہے۔ اس کی اس جزویت کا پتہ اس کے دعوےٰ سے ظاہر ہے۔ اس لئے جز کی حیثیت میں سوچنے اور جاننے کا دعوےٰ اس کے نہ جاننے کی دلیل ہے مچھلی پانی سے ہے۔ پانی میں رہتی ہے۔ وہ پانی کی جز ہے۔

(۱) لب زباں ہیں بند خاموشی میں رب کا ذکر ہو ۔ فکر بیفکری ہے ۔ بیفکری میں اس کا فکر ہے
(۲) جانتا ہوں جان کر اسکو نہیں میں جانتا ۔ جان کر کیسے کہوں اس کو نہیں پہچانتا
(۳) عقل ہے محدود۔ دل ہے محدود یہ سوچ لو ۔ کس کو ان محدود اوزاروں سے اسکا علم ہو
(۴) علم ہے کیسے کہوں۔ بےعلم ناواقف ہوں میں ۔ ہاں نہیں اس رازِ مخفی کا کبھی کاشف ہوں میں
(۵) گو نگو کی بات ہے کہنے کی سننے کی نہیں ۔ صحبتِ مرشد میں بیٹھو کچھ دنوں تب ہو یقین

پانی اس کا کُل ہے۔ محدود اور جزوی حالت میں رہتے ہوئے مچھلی کا پانی کے سوچنے اور جاننے کی ڈینگ مارنا ثابت کرتا ہے۔ کہ اس کی نظر پانی کی کلیّت اور پوُرن پنا پر نہیں گئی۔ اور وہ ایسا کہتی ہوئی اس کی سوچ اور سمجھ سے پرے ہے۔

لیکن ایک شخص ہے۔ جو سوچتا اور جانتا ہے۔ کہ اس کی سوچ اور سمجھ کی رسائی برہمہ تک نہیں ہے۔ اس کے اس اقرار کے اندر اس قدر بھید چھپا ہوا ہے۔ کہ برہمہ بے حد ہے اور حد سے پرے ہے۔ یہی برہمہ کا روپ ہے۔ وہ اس کا اقرار اپنے انکار سے کر رہا ہے۔ اور وہ اُس سے بجد بلکہ حد بجد دونوں کے پرے سوچ۔ سمجھ اور جان رہا ہے۔

اس میں گیانی اور اگیانی کی سمجھ سوچ اور وچار کی صورت قائم کر کے دکھائی گئی ہے۔

اس کی اور مزید صراحت آگے ہے۔

(۴) جاگنے سے (برہمہ) سمجھا دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی مدد سے وہ موکش کو پاتا ہے۔ پہلے پرش کو آتما سے طاقت ملتی ہے۔ پھر گیان یا ودیا کی مدد سے اُسے مکتی حاصل ہوتی ہے۔

تشریح:- یہاں پرتی بودھ لفظ غور کے قابل ہے۔ پرتی۔ سنسکرت مادہ پرتی (پہلے) سے نکلا ہے۔ اور بودھ سنسکرت مادہ۔ بدھ (جاننے) سے نکلا ہے۔ لفظی ترجمہ پہلے سے جانتا ہے۔ پہلے سے جاننا۔ بیداری یا جاگ اٹھنے سے مراد ہے۔ اس وجہ سے اس کا ترجمہ جاگنا کیا گیا ہے۔

تفسیر:- پُرش پہلے بیدار تھا۔ پھر سو گیا۔ سونے سے پھر جاگ اٹھا۔ اس میں دو حالتیں تھیں۔ ایک بیداری دوسرا خواب۔ اسے ان دونوں کی سمجھ ہے۔ ہر شخص جاگنے اور سونے کی حالتوں سے واقف ہے۔ بیداری یا جاگنے کے وقت اس میں طاقت تھی۔ اور سوتے وقت بیخبری تھی۔ دونوں کیفیتیں اسی میں تھیں۔ سوچنے پر وہ ان پر غالب آیا۔ خواہ اسے ان کا علم ہوا۔ جاگتے ہیں جسم یا اندریاں زور والی تھیں۔ سونے کی حالت میں اسے اس زور یا طاقت سے بے خبری تھی۔ ان ہر دو حالتوں میں وہ مالا کے سوت کی طرح دونوں دانوں میں پرویا ہوا تھا۔ جب زور تھا۔ تب بے خبری نہیں تھی۔ اور جب بے خبری تھی۔ تو یہ زور اور طاقت نہیں تھی۔ لیکن وہ خود دونوں میں تھا۔ ان کی ہستی نقلی اور عاریت تھی۔ اس کی اپنی ہستی اصلی اور دائمی تھی۔ یہ علم اسے سوچنے اور سمجھنے سے ملا۔ اسی طرح جیسے برہم کا جاننا ہے۔ وہ ہر حالت میں دائم اور قائم ہے۔ حالتیں لغو

خود دائم اور قائم نہیں ہیں۔ بلکہ اُسی کے سہارے رہنے والی ہیں۔ جو ہر حالت میں رہتا ہوا جانا اور مانا جاتا ہے وہ برہمہ ہے*

یہاں تک مضمون صاف ہو گیا۔ اب باقی حصہ اس نمبر کا قابل غور ہے۔ اپنشد کہتی ہے۔ کہ پرش پہلے آتما سے بل پاتا ہے۔ پھر اُسے گیان ہوتا ہے۔ اُس بل یا زور کو مقدم اور گیان کو موخر سمجھنا چاہئے۔ اور اس گیان کی مدد سے اُسے موکش ملتی ہے۔ اور تمام شک اور شبہے دل سے نکل جاتے ہیں*

مزید صراحت آگے دیکھو

(۵) اگر (کسی) نے اُسے یہاں جان لیا۔ تو درست (سچ) ہے۔ (اور) اگر یہاں نہ جانا۔ تو سخت نقصان ہے۔ دھیر (گیانی) اُسے ہر موجودات میں (موجود) پا کر اس لوک سے کوچ کرنے پر امرت (لافانی) ہوتے ہیں*

تفسیر اور تشریح یکجائی:۔ جن لوگوں کو یہ خیال ہے۔ کہ برہمہ کا گیان مرنے کے پیچھے ہوگا۔ وہ سخت غلطی اور دھوکا میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کا بڑا نقصان ہوگا۔ جو کچھ انسان کو

گیان ہو۔ وہ اسی جنم میں اور اسی لوک میں ہو۔ تب تو درست ہے۔ اس نے علم اور گیان حاصل کر لیا۔ اور جب اس جسم کو چھوڑیگا۔ تو امو ید کو جائیگا۔ اور اگر کہیں غلطی اور غلط فہمی میں پڑا رہا۔ تو اس نے دھوکا کھایا۔ اور مکتی سے ہاتھ دھو بیٹھا ٭

آگے کے کھنڈ میں برہمہ کے بل کا ذکر آئیگا۔ جو قصہ کی طرح بیان کیا گیا ہے

تیسرا کھنڈ

برہمہ شکتی دینے والا

برہمہ دیوتاؤں کے لئے فتح کا باعث ہوا۔ اور برہمہ کی فتح سے دیوتا عظمت والے بن گئے۔ انہوں نے سوچا۔ کہ یہ فتح ہماری ہے۔ اور عظمت بھی ہماری ہے ٭

تفسیر اور تشریح:- سمجھ لو۔ تحفہ ہے۔ تحفہ پر بسولا۔ باتیشہ

٭ جا کو درشن ان میں نا کو درشن اُنت جا کو درشن انت نہیں تا کو انت نہ اُنت
(کبیر صاحب)

کام کر رہا ہے۔ یہ بسولا یا تیشہ ہاتھ میں ہے۔ ہاتھ جسم میں ہے۔ اور جسم کے اندر من ہے۔ اور من کے اندر آتما ہے اس طرح آتما کے بل سے تیشہ۔ ہاتھ جسم لکڑی کے تختہ کو گھڑتے ہوئے صاف ستھری اور خوبصورت بنا دیتے ہیں ان کی تمام طاقت آتما سے آئی ہے۔ اور آتما ان کے لئے یہ کام کرتا ہوا ان کو کامیابی اور عظمت دلاتا ہے۔ کیسا اچھا تیز بسولا ہے۔ کیسا صاف ہاتھ ہے۔ کیسے من نے سوچ کر لکڑی کو خوبصورت بنایا ہے۔ یہ ان کی تعریف اور عظمت ہوئی۔ اگر یہ جسم۔ ہاتھ۔ بسولا۔ اور من غرور میں آکر سوچیں کہ یہ ہمارا کرتب ہے۔ تو وہ غلط ہوگا! برہمہ نے اسی طرح دیوتاؤں کے لئے فتح حاصل کیا۔ اور ان کی تعریف ہونے لگی۔ یہ اس تعریف سے پھول گئے۔ اور کہ اٹھے کہ یہ فتح ہم نے حاصل کی ہے۔ اور ہماری ہی یہ تعریف ہے ٭

(۲) وہ (برہمہ) دیوتاؤں کی (غلطی اور بھرم کو) جان گیا۔ اور وہ ان کے لیے (تنبیہ ہدایت اور نصیحت کے) لیے آکر موجود ہو گیا۔ لیکن ان (دیوتاؤں) نے نہیں جانا۔ کہ یہ کون ہے!"

تشریح:۔ اس موقع پر اپنشد نے برہمہ کے لیے ایکشن

لفظ استعمال کیا ہے۔ یکش سنسکرت مادہ یکش (پوجا) سے نکلا ہے۔ موزوں ترجمہ قابل تعظیم شخصیت ہے +

(۳) وہ (دیوتا) اگنی سے کہنے لگے۔ اے جات ویدا اس کو جان کہ یہ کون یکش ہے" (اگنی نے جواب دیا) "بہت خوب!"

تشریح:- جات وید سنسکرت مادہ جات (پیدا شدہ) وید (وِد۔ جاننا) یہ روایت ہے۔ کہ وید اگنی سے پیدا ہوئے۔ اس لئے اس کا یہ نام ہے +

(۴) اگنی دوڑ کر (یکش کے) پاس گیا۔ (یکش نے) اُس سے پوچھا "تو کون ہے؟" (اگنی نے جواب دیا) "میں اگنی ہوں" +

(۵) (یکش نے سوال کیا) "تجھ میں کیا طاقت ہے؟" (اگنی نے جواب دیا) "اس زمین پر جو سب کچھ ہے۔ میں چاہوں تو اُسے جلا کر خاک کر (دوں)"

(۸) تپ۔ دم۔ کرم اس (اپنشد) کے پاؤں ہیں
وید سارے رنگ ہیں۔ اور سچائی کا گھر ہے

تشریح :۔ (۱) تپ۔ دوند (یا متضاد حالتوں) کا برداشت کرنا۔ جیسے گرمی و سردی۔ بھوک پیاس۔ دکھ سکھ وغیرہ
(۲) دم — اندریوں کو قابو میں رکھنا۔
(۳) کرم — فرائض۔ پرا اپکار وغیرہ۔
(۴) وید — گیان۔ چار وید۔

(۹) جو اس اپنشد کو ٹھیک جانتا ہے۔ وہ پاپ کو دور کر کے دائمی اور خوشی بخش اونچے لوکوں میں قائم ہوتا ہے۔ (ہاں) اونچے لوکوں میں قائم ہوتا ہے +

ختم ہوئی

کین اپنشد

جس کا دوسرا نام تلوکار اپنشد بھی ہے

کین اُپنشد

غیر معمولی صراحت

سوال و جواب کی صورت میں

شیوبرت لال

مقیم رادھا سوامی دھام

گوپی گنج

راج بنارس

دیباچہ

(۱) خصوصیت

ایش اپنشد میں اصولیہ تعلیم ہے - کین اپنشد میں استقبالیہ ہے - دونو کا مقصد برہمہ کا مضمون دل نشین - خاطر نشین اور ذہن نشین کرانا ہے +

(۲) تلوکار نام کی صراحت

اسے تلوکار بھی اس لئے کہا گیا ہے - کہ اس کا تعلق سام وید کے تلوکار شاکھا سے ہے - تلوکار رشی تھا جس نے غالباً ہاتھوں کو حرکت دے دے کر سب سے پہلے سام وید کے نغمے گائے تھے - اور اس طریقہ کا رواج اسی وقت سے ہے - ویدوں کی خواہ براہمنوں کی نظر سے ویدوں کی شاکھائیں اب بالکل معدوم ہو گئیں - ان کے حالات بھی نوشتہ جات کی صورت میں محفوظ نہیں ہیں - اس لئے یقینی

طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اور نہ ان پر تصریحی روشنی ڈالی جا سکتی ہے۔ روایتوں اور عام قدیم زبانی کہانیوں کے سہارے صرف اس قدر کہنے کی جرأت ہو سکتی ہے۔ کہ اس کا تعلق تلوکار رشی سے ہے۔ جس سے اس کی ابتدا ہوئی جس نے اس کو اشاعت دی۔ اور جس نے اس کو خاص برہمن کے آرینک میں شامل کیا؛

تلوکار نام کے دوسرے معنی

سنسکرت زبان میں خوشبودار اشیاء کو ہاتھوں سے مل کر ان اشیا سے خوشبو پیدا کرنے کو کہتے ہیں۔ اور کار کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے تلوکار کا ترجمہ عام پر عطار اور عطر ساز کیا جا سکتا ہے؛

سام وید کے گانے کا رواج قدیم زمانہ میں کثرت سے تھا۔ اور کیا عجب ہندو علم موسیقی کی ابتدا تکمیل۔ اور نشوونما کا راز اسی کے سہارے ہوا ہو۔ گانا بھی ایک قسم کا ملنا۔ دلنا اور گھسنا ہے۔ اور اس طرح گانے کی مدد سے اصلیت کے خیالی پہلوؤں اور دلی ارادوں کے اظہار کی وجہ سے سام وید گانے والوں کا یہ نام پڑ گیا ہو۔ لیکن یہ تمام باتیں خیالی اور قیاسی ہیں۔ سنسکرت کے کئی لغت دیکھے گئے تلوکار

کا وجہ تسمیہ نہیں ملتا *

(۴) تیسرا نام

اس کا تیسرا نام جیمنیہ بھی مشہور ہے۔ یہ کیوں ہے؟ اس کا جواب کسی سے نہیں ملتا۔ اور نہ کوئی اس کی صراحت کرتا ہے جیمنی مابعد زمانہ کے ایک نامی فلاسفر رشی ہو گئے ہیں۔ جو پورب میمانسا کے بانی مبانی تھے۔ پورب میمانسا کرم کانڈ ہے اپنشدیں گیان کانڈ کہلاتی ہیں۔ یہ صحیح ہے۔ کہ جیمنی جی دیاس جی کے شاگرد تھے۔ لیکن استاد اور شاگرد کے حالات کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک کو دوسرے سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ تاہم کس کو جرأت ہے۔ کہ بغیر اچھی طرح سمجھے بوجھے اور تحقیقات کئے ہوئے کسی کی تائید کرے یا بطلان اور تردید میں حصہ لے۔ جیمنی کثرت کا معلم اور کرم کانڈ کا سبق آموز ہے۔ "میمانسا کرت۔ ممما ہتھ۔ ستھا ہستی۔ جمن جیمنی" اسے وحدت یا گیان سے کوئی تعلق نہیں ہے *

(۵) شنکر اچاریہ جی سے اختلاف

شنکر اچاریہ جی نے اپنے بھاشیہ میں لکھا ہے۔ کہ

کین اپنشد تلوکار براہمن کے نویں ادھیائے سے شروع ہوتی ہے۔ شنکر اچاریہ جی کے بھاشیہ کی دو نقلیں موجود ہیں۔ اور دو ٹیکے بھی ہوئے ہیں۔ لیکن اصلیت یہ ہے کہ اس اپنشد کی ابتدا تلوکار براہمن کے چوتھے ادھیائے کے چھٹے انوواک سے ہوتی ہے۔

(۶) سوال و جواب

اپنشدوں کی تعلیم شروع سے گورومت رہی ہے۔ ادھکاری شاگرد گورو کے پاس جا کر بیٹھتا تھا۔ اس کے اس طرز عمل کو اُپاسنا کہتے ہیں۔ اُپ کے معنی قریب اور آسن بیٹھنے کو کہتے ہیں۔ گورو کے قریب بیٹھنا۔ صحبت کرنا ہم نشینی اور ہم جلیسی کرنا ہی سچی اُپاسنا ہے۔ اس کے اور معنی اتنے موزوں۔ دل پسند اور مؤثر نہیں ہیں۔ مابعد زمانہ میں اُپاسنا کو مذہبی رسمی پابندی کے معنی پہنائے گئے۔ ان سے ہم کو بحث نہیں ہے۔ لیکن اُپاسنا اصل میں صرف قریب بیٹھنا ہی ہے۔

شاگرد گورو کے پاس بیٹھتا تھا۔ اُسے اپنی الفت گستری اور عقیدت کا مرکز بناتا تھا۔ یہ ابتدائی طرز عمل تھا۔ جو اب تک سنتوں اور پنتھائیوں کے درمیان رائج ہے۔ یہ آداب

تصوف میں داخل تھا۔ اور اسے اہل سلوک اور اہل طریقت کے گروہ میں ابتدائی زینہ سمجھا جاتا تھا۔ کچھ دنوں تک اس کی پابندی لازمی سمجھی جاتی تھی۔ پھر دوسرا زینہ آتا تھا اور وہ سوال وجواب کی شکل میں اپنا ظہور کرتا کرتا تھا۔ شاگرد سوالی ہوتا تھا۔ اور گورو جواب دیا کرتا تھا۔ اس سوال و جواب کا پتہ قریب قریب تمام چھوٹی بڑی اپنشدوں سے ملتا ہے۔ کین اور پرشن اپنشد بالخصوص صورت میں اس کے بہترین نمونے ہیں۔ گورو کی اپاسنا سے برہمہ کی اپاسنا کا موقع ہاتھ آتا ہے ؛

(۷) کین اپنشد کے مضامین

کین اپنشد میں چار کھنڈ (حصے یا ادھیائے) ہیں۔ پہلے کھنڈ میں ۸ منتر ہیں۔ دوسرے میں ۵ ہیں تیسرے میں ۱۲ اور چوتھے میں ۹ ہیں۔ مجموعی طور پر ان کی میزان ۸ + ۵ + ۱۲ + ۹ = ۳۴ ہے۔ یہ صرف ۳۴ منتروں کی اپنشد ہے ؛

اس کے مضمون کی ترتیبی تفریق اور تمیزی تقسیم حسب ذیل ہے

پہلے کھنڈ میں برہمہ کے پس پشت رہنے اور سب کے آدھار ہونے کے خیال کو تقویت دی گئی ہے۔ دوسرے

کھنڈ میں برہمہ ہی کو سب کا متحرک اور پریرک بتایا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے۔ کہ آتما سے شکتی اور طاقت آتی ہے۔ اور گیان سے امرپد کی پراپتی ہوتی ہے۔ تیسرے کھنڈ میں مثال دے کر سمجھایا گیا ہے۔ کہ کس طرح برہمہ دیوتاؤں یعنی اندریوں وغیرہ سے اونچا ہے۔ اور کس طرح وحدت پسند عقل اُسے حقیقی نظر سے دیکھ سکتی ہے۔ چوتھے کھنڈ میں اسی خیال کا تائیدی سامان اور نہایت اختصار کے ساتھ برہمہ کے گیان کی شکل قائم کی گئی ہے۔ جو انوبھو سے متعلق ہے +

(۸) مُفسّر مترجم کی رائے

پڑھنے والوں کو پہلے اس ترتیب کو ذہن نشین کر کے تب منتر اور ان کی شرح کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ تاکہ ان کا مطلب دل میں گڑھ جائے۔ ساتھ ہی ہمیشہ اس بات کا خیال رہے۔ کہ اپنشدوں کی تعلیم میں خالص وحدانیت ہے۔ وہ کسی طرح دویت واد یعنی شرک۔ دو پنے اور اتضادیت کا مضمون نہیں ہے۔ وہ ادویت (توحید) ہے۔ اور دوپنے کی جڑ کاٹنے والی ہے۔ زبردستی کرتے ہوئے اُسے اس کے برخلاف سمجھانا انصاف کا خون کرنا اصلیت سے دُور

ـے جانا۔ اور بھکانا بھٹکانا ہے۔ ہم کو کیا پڑی ہے۔ کہ ہم خواہ مخواہ اپنے پکش کو داخل کرکے رد و رعایت سے کام لیں۔ اور گوڑ و مت میں من مت کو شامل کریں کہ اس کی شکل بگاڑیں۔ وہ جو ہے وہ ہے۔ اور اسے اسی کی نظر سے دیکھنے میں لطف آئیگا۔ اور مطالعہ کرنے میں روحانی سرور کا حصہ ملیگا +

رادھا سوامی دھام

شیوبرت لال

۲

کین اپنشد

غیر معمولی تفسیر

پہلا کھنڈ

برہم سب کا آدھار ہے

سوال (۱) کس کی پریرنا (اثر- اور حرکت دینے) سے من گرتا (متحرک ہوتا) ہے؟ کس کی وجہ سے پہلے پران

ملکر چلتا ہے ؟ اور کس کے اثر سے اس بانی کو سب بولتے ہیں؟ اور آنکھ کان کو شِو دیو کون ہے جو حرکت میں لاتا ہے ؟ "

جواب (۲) جو کان کا کان ۔من کا من ۔ بانی کا بانی پران کا پران ۔ آنکھ کی آنکھ ہے ۔ اُسے یقینی طور پر گیانی اس حالت سے جدا ہو کر امر پد کو پاتے ہیں ۔

تشریح :- (۳) اس تک آنکھ کی رسائی نہیں ہے ۔ نہ بانی (کلام یا زبان) کی پہنچ ہے ۔ نہ من جا سکتا ہے نہ ہم جانتے ہیں ۔ نہ خاص طور پر جتا سکتے ہیں جس سے شاگرد کو تعلیم دی جائے ۔ وہ جانی ہوئی چیزوں سے مختلف ہی ہے ۔ اور نہ جانی ہوئی چیزوں سے اونچا ہے ۔ اس طرح پہلے زمانہ کے لوگوں سے ہم سنتے آئے ہیں ۔ جو ہمیں اس کی تعلیم دیتے آئے ہیں ۔

تنبیہ۔ (۴) جو بانی (کلام) سے ظاہر نہیں ہوتا۔ جس سے بانی ظہور میں آتی ہے۔ اسی ہی کو تو یقینی طور سے برہمہ جان۔ نہ کہ جس کی (عام لوگ) اُپاسنا کرتے ہیں*

ایضاً۔ (۵) جسے من سے کوئی نہیں وچار سکتا۔ لیکن جس سے من وچارتا ہے۔ (یا من جانا گیا ہے) ایسا کہتے ہیں۔ اسی کو تو یقینی طور پر برہمہ جان۔ نہ کہ جس کی (عام لوگ) اُپاسنا کرتے ہیں*

ایضاً۔ (۶) جسے آنکھ سے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ جس سے آنکھ دیکھتی ہے۔ اُسی کو تو یقینی طور پر برہمہ جان۔ نہ کہ جس کی (عام لوگ) اُپاسنا کرتے ہیں*

(۷) جسے کان سے کوئی نہیں سُن سکتا۔ جس سے یہ کان سنتا ہے۔ اُسے یقینی طور پر تو برہمہ جان نہ کہ جس کی (عام لوگ) اُپاسنا کرتے ہیں*

(۸) جس کو سانس (پران) سانس نہیں لیتی۔ بلکہ جس

سے سانس (پران) سانس لیتا ہے۔ اُسے یقینی طور پر تو برہمہ جان۔ نہ کہ جس کی (عام لوگ) اُپاسنا کرتے ہیں۔

مجموعی تشریح

اپنشد کا کلام خود اس قدر صاف۔ واضح اور آسان ہے۔ کہ وہ شرح کا محتاج نہیں ہے۔ تاہم مثال سے اس کی وضاحت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ تو معلوم ہو گیا۔ کہ برہمہ ہی اصلی متحرک اور سب کا پریرک ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ جو سب کے پس پشت ہے۔ جو سب کو سہارا دیئے ہوئے جس سے سب طاقت پاتے ہیں۔ وہی محیط کل جوہر برہمہ ہے۔ لیکن وہ اس قدر لطیف ہے۔ کہ اس کا سمجھ میں آنا غیر ممکن ہے۔ اور بات بھی صحیح ہے۔ جس کی مدد سے سب کچھ کیا۔ سمجھا۔ جانا۔ پہچانا۔ مانا۔ دیکھا۔ سُنا۔ بولا جاتا ہے۔ اُسے یہ اس کے سہارے کام کرنے والی۔ سمجھنے والی۔ ماننے والی۔ دیکھنے۔ سننے اور بولنے والی طاقتیں کیسے جانینگی۔ یا جان سکینگی! عام آدمی جو حقیقت کی سمجھ نہیں رکھتے۔ انہیں نظر میں آنے والی صورتوں۔ کیفیتوں۔ حالتوں اور طاقتوں کو اہمیت دے کر برہمہ سمجھتے ہیں۔ یہ اُن کی غلطی۔

غلط فہمی اور غلط خیالی ہے۔ جنہیں سب پوُجتے۔ اُپاستے اور برہمہ جانتے ہیں۔ وہ برہمہ نہیں ہے۔ بلکہ برہمہ ان سے بالکل نیارا۔ جدا۔ اور نرالا ہے۔

فرض کرو* میرے ہاتھ میں قلم ہے۔ میں کتاب لکھ رہا ہوں عام لوگ اگر یہ کہیں کہ میری قلم طاقتور ہے۔ تو یہ غلطی ہو گی۔ قلم انگلیوں کی گرفت میں ہے۔ کیا انگلیاں طاقتور ہیں؟ نہیں پھر اس ہاتھ کو جسم سے منسوب کر کے اگر جسم کو طاقتور مانا جائے۔ تو یہ کب صحیح ہو گا۔ جسم میں دل کی وجہ سے طاقت آتی ہے۔ دل اگر نہ ہوتا۔ تو جسم کیسے حرکت کرتا۔ اس لئے ظاہر پسند اور ظاہر بین آدمی دل ہی کو طاقتور تسلیم کرینگے۔ ایسا کہنا غلطی میں داخل ہے۔ کیونکہ دل کی سُوجھ سُوجھانے والی عقل اس پر اندازہ رہتی ہے۔ نادان کہتے ہیں۔ یہ عقل بڑی۔ اصلی اور اہم چیز ہے۔ اور اسی کی عظمت کا گیت گانا شروع کرتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے۔ کہ اس عقل کا مدار انسان کی قوت ارادی پر ہے۔ قوت ارادی نہ ہو تو عقل دھری کی دھری رہ جائے۔ اور اس سے کوئی کام نہ ہو سکے۔ اس تشبیہی اور تنزیہی اشارہ سے ان سب کی اہمیت کا خیال دور ہو گیا۔ اب یہ سوچنا رہ گیا۔ کہ قوت ارادی کس کے سہارے ہے؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ برہمہ کے

* مثال تو مثال ہی ہے۔ نفس مطلب پر جاؤ۔ لفظوں پر نہ اڑو۔

سہارے ہے۔ اصلی کرتا۔ دھرتا۔ پریرک۔ سب کی جان سب کا جوہر اور سب کا خلاصہ عطر برہمہ ہے۔
یہ برہمہ کہا گیا ہے۔ برہمہ سنسکرت کے دو الفاظ برہ (بڑھنے والے) اور من (سوچنے والے) سے بنا ہے۔ جو سب میں محیط اور سب میں متحرک اور سب کے پسِ پشت ہے۔ وہ برہمہ ہے۔

"قلم نہیں جانتی لکھنے کی طاقت کہاں سے آتی ہے۔ منہ۔ ہاتھ۔ جسم۔ دل اور عقل اور قوتِ ارادی کا بھی یہی حال ہے۔ قیاس کہتا ہے۔ کہ ان سب سے بہت زیادہ اونچی کوئی زبردست طاقت ہے۔ جو ان میں شامل ہو کر انہیں قاعدہ پر چلاتی ہوئی ان سب پر حاوی ہے۔ وہی برہمہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی برہمہ نہیں ہے۔

یہ سب اوزار ہیں۔ اوزار نے کب صاحب اوزار کو جانا ہے۔ جو عقل دل اور قوت ارادی برہمہ کو جان سکینگی! یہ نہایت صاف صاف اور آسان گفتگو ہے۔ جس میں ذرا بھی لگا و لپیٹ کا نام نہیں ہے۔

جو شخص انہیں کے گورکھ دھندوں میں پھنسا ہوا ہے۔ نہ ان سے جدا ہوتا ہے۔ نہ ان کو اصلیت سے جدا سمجھتا ہے۔ وہ ہمیشہ بھرم میں رہیگا۔ اور یہ اسے دبوچ رکھینگے ضرورت ہے۔ کہ وہ برہمہ کو ان سے علحدہ تصور کرے تب ممکن ہے۔ کہ اس کا انبھو کر سکے۔ اور اس انبھو کی مدد

سے جب وہ اندریوں (دیوتا ؤں) کے چقابوُ کے میدان سے نکلکر وسعت کے عالم فضا میں آئیگا۔ اس وقت وہ اکرپد اور لافانیت کو حاصل کریگا +

نہ وہ کبھی جانی ہوئی چیزوں کی مدد سے جانا گیا۔ اور نہ ان جانی ہوئی چیزوں کی مدد سے سمجھ میں آیا۔ کیونکہ وہ ان سب پر غالب۔ حاوی اور بالادست حاکم ہے۔ پھر کوئی کیسے اُن کے ہمارے اس کی بابت تعلیم اور تلقین کرے ہمارے روحانی مُعلم رِشی مُنی ہمیشہ سے ایسا ہی کہتے آئے ہیں۔ اور ان کا کہنا صحیح ہے۔ غلط نہیں ہے +

جو آنکھ کی آنکھ ہو۔ آنکھ جس کی بصارت کو پاکر دیکھتی ہے۔ وہ آنکھ اور کس بصارت سے اُسے دیکھیگی۔ جو کانوں کا کان ہو۔ کان جس کی سماعت کو پاکر سنتے ہیں۔ وہ کان کیسے اور کس کی سماعت سے اُسے سنینگے۔ جو من کا من ہو۔ من جس کی تمیزی طاقت پاکر غور کرتا ہے۔ وہ من کیسے اور کس کی تمیزی طاقت سے اس پر غور کریگا۔ جو پران کا پران ہو۔ جس کی سانس کو پاکر پران سانس لیتے ہیں وہ پران کس کی سانس سے سانس لے سکینگے!

اس لیے، ان میں سے کسی کو خواہ ان کی مدد سے کسی دیکھی سُنی سمجھی اور سانس لی ہوئی شئے کو برہمہ سمجھ کر اُپاسنا کرنا عام نادان آدمیوں کا کرتب ہے۔ یہ برہمہ نہیں ہیں۔ برہمہ ان سے نیارا ہے۔ جو ان سب سے علیحدہ اور مختلف

ہے۔ اسے برہمہ سمجھنا چاہیئے ✣

تفسیر

سوال و جواب

سوال ا۔ یہ تو سمجھ میں آتا ہے۔ کہ اندریاں وغیرہ سب برہم کے سہارے اور اسی کے آدھار پر ہیں۔ اور برہمہ اُن سے مختلف ہے۔ لیکن اس اُپنشد کے دوسرے منتر میں آتا ہے "گیانی اِن سے جدا ہو کر امرپد کو پراپت ہوتا ہے" یہ وضاحت طلب ہے۔ "یہ گیانی کون ہے؟ اُن سے علیحدہ ہو کر جس امرپد کو پراپت ہوتا ہے" وہ کیا ہے؟

جواب ا۔ وہ برہمہ ہے ✣

سوال ۲۔ برہمہ کو برہمہ کی پراپتی کیسی! اگر یہ کہا جائے کہ برہمہ کو آتما نے پراپت کیا۔ تو شاید زیادہ موزوں ہوتا!

جواب ۔ (۱) برہمہ اور آتما دو نہیں ایک ہیں۔ یہ دو لفظ ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ لیکن دونو کی مراد ایک ہے۔ اور وہ ایک ہی ہے ✣

بَرہمہ　　وِرہ (بڑا بڑھا)　　تنن (سوچ)

آتما ات (حرکت) تن (سوچ)

یہ لفظی یکسانیت ہے۔ اُسے چاہے تم برہمہ کہو یا آتما کہو۔ مُراد میں فرق نہیں آتا +

سوال ۳- جیو اور برہمہ کی یکسانیت کیسی! وہ بڑا یہ چھوٹا +

جواب- بڑا اور چھوٹا فرضی حالتیں۔ خیالی صفتیں۔ وہمی کیفیتیں اور نسبتی حیثیتیں ہیں۔ ورنہ نہ کہیں اصل میں بڑائی ہے۔ نہ چھوٹائی ہے۔ کھیت میں کیاریوں کی ہستی مفروضی اور عارضی ہیں۔ کیاریاں نسبتی نظر سے کھیت سے چھوٹی ہیں۔ اور کھیت بڑا ہے۔ کیاریوں کی عارضی باڑ یا حدبست مٹنے والی چیز ہے۔ وہ مٹی اور سب کھیت ہی کھیت ہے اسی طرح کہنے سننے کے لیے آتما اور برہمہ ہیں۔ اُپنشدوں نے اسی نظر سے کہیں آتما لفظ استعمال کیا ہے۔ اور کہیں برہمہ

سوال ۴- کیا محدودیت اور غیر محدودیت کی تمیزی مدارات ان کے درمیان فرق نہیں ہیں؟

جواب- یہ فرق صرف محدودیت کی نسبتی اور فرضی حالت میں ہے۔ ورنہ جو سمندر ہے۔ وہی بوند ہے۔ فرض کرلو تو سمندر میں بے شمار بوندیں ہیں نہ فرض کرو۔ اور وسیع خیال بناؤ۔ سمندر ہی ایک بہت بڑا اکیلا بوند پرتیت ہوگا +

سوال ۵- اچھا! جیو آتما کی نظر سے بھی کیا! اندریوں (دیوتاؤں) یعنی آنکھ کان من اور بانی کی وہی کیفیت ہے

جو برہمہ کے تعلق میں بیان کی گئی ہے؟

جواب۔ خود سوچ دیکھو۔ آنکھ سے اپنی ذات کے دیکھنے کی کوشش کرو۔ آنکھ اُسے نہ دیکھ سکیگی۔ کیونکہ اسی کے سہارے اور چیزوں کو دیکھتی ہے۔ کان سے اس ذات کے سننے کی کوشش کرو۔ کان اُسے خاک نہ سُن سکیگا۔ کیونکہ کان کی سماعت اسی پر منحصر ہے۔ من سے اپنی ذات کو سوچو۔ وہ نہ سوچ سکیگا۔ کیونکہ من کے سوچنے کا دار و مدار خود اس پر ہے۔ پران سے اس کی سانس لو۔ وہ سانس نہ لے سکیگا۔ کیونکہ پران کا سانس لینا آتما پر نربھر ہے۔ یہ نہایت صاف سوچی سمجھی اور جچی تلی باتیں ہیں۔ اس لیئے چاہے اُسے برہمہ کہو۔ یا آتما کہو۔ بات ایک ہی ہے +

سوال ۶۔ "کیا کبھی یہ آتما۔ جیو آتما۔ یا ہماری ذات اس عالم مشہود میں آنکھ کان اور من پران سے اونچا پرتیت ہوتا ہے!"

جواب۔ پرنیت کرو تو پرتیت ہوگا۔ اُدھر توجہ نہ کرو۔ پھر پرتیت کیسے اور کیوں ہوگا؟

سوال ۷۔ یہ مذبذب جواب ہے۔ اس سے تسلی نہیں ہوتی معقولیّت نے سمجھائے۔ اور نہیں تو مثال ہی دے کر تسلی کیجیئے +

جواب۔ مثلاً جاگرت اور سپن سے اونچی سُوشپتی کہی جاتی

ہے۔ وہاں تو آتما ہے۔ اس کی ہستی ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن وہاں آنکھ، ہن کان اور پران نہیں پرنیت ہوتے کیونکہ آتما ان اندریوں کی پہنچ سے اونچا ہے۔ یہ اپنے اپنے محدود دایرہ میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اور اس کی حدبست سے باہر اور اوپر نہیں جاتے۔ اسی کی ستا کو پاکر یہ ست۔ خواہ اسی کی زندگی سے یہ زندہ نظر آتے ہیں۔ سوشپتی میں اس کی ستا یا زندگی انہیں چھوڑ کر اسی میں سمٹ جاتی ہے۔ پھر یہ کہاں رہتے ہیں۔ جیسے سوشپتی میں ان کی علیحدگی سے آتم تتو سے وصال ہوتا ہے۔ ویسے ہی جب ان اندریوں سے قطعی طور پر علیحدگی ہو جاتی ہے۔ تو آتم تتو پراپت ہو رہتا ہے۔ سوشپتی کی کیفیت بھی عارضی ہے۔ اس لئے اس کو دائمیت نہیں ہے اور اسی وجہ سے اُسے امرپد نہیں کہا گیا +

دُوسرا کھنڈ

برہمہ سب کا لطیف مُتحرک اور مُحیط کُل جوہر

گورو کا کلام۔ جو تو کہے" کہ اس برہمہ کا جِہ سُروپ

ے را اُسے اچھی طرح جانتا ہوں"۔ ایسا مانتا ہے تو یقیناً تجھے بہت تھوڑا علم ہے۔ اور یقیناً جو ایسا کہ اس کا سروپ دیوتاؤں میں ہے۔ اُسے میں تیرے لئے وچار کرنے کے قابل جانتا ہوں"۔

شاگرد کا اقرار

(۲)۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ میں نہیں مانتا۔ اور نہ نہیں جانتا۔ یہ بھی نہیں (مانتا) اور تھوڑا جانتا ہوں۔ یہ بھی نہیں (مانتا) ہم میں سے جو اُسے جانتا ہے۔ جانتا ہے۔ جو یہ سوچتا ہے۔ کہ جانتا ہوں اور جو یہ کہ نہیں جانتا۔ وہ اُسے نہیں جانتا۔

گورو کا کلام

(۳) وہ اُسے جانتا ہے۔ جو سوچتا ہے کہ (میں) نہیں جانتا۔ اور جو یہ سوچتا ہے۔ کہ جانتا ہوں۔ وہ نہیں جانتا۔ وہ ان سے نہیں جانا جاتا۔ (جو کہتے ہیں کہ) جانتے اور وہ اُسے نہیں جانتے ہیں۔ (جو کہتے ہیں کہ) نہیں جانتے۔ وہ جانتے ہیں۔

گورو کا کلام

(۴) پرتی بودھ = لمحہ لمحہ کا گیان۔

اگر آتم تو جانا جا سکتا ہے۔ تو (پرتی بودھ) لمحہ لمحہ کے گیان سے جانا جاتا ہے۔ اور (اسی سے) امرپد ملتا ہے۔ آتما سے یقیناً بل پراپت ہوتا ہے اور گیان سے امرپد پراپت ہوتا ہے *

~~~~~~~~

گورو کا کلام (۵) اگر کوئی جانتا ہے۔ تو یہاں (اسی وقت) ست ہے۔ اگر کوئی یہاں (یا اسی وقت) نہیں جانتا۔ تو بڑا نقصان ہے۔ دھیر (گیانی) ہر پرانی میں اُسے تمیز کر کے اس لوک کے چھوڑنے پر امرپد کو پراپت کر لیتے ہیں *

~~~~~~~~

تنبیہ

عام ٹیکا کاروں نے پرتی بودھ کا ترجمہ (۴ منتر) غلط کیا ہے۔ پرتی بودھ کو بار بار کا وچار سمجھا ہے *

~~~~~~~~

مجموعی تشریح

گورو نے کہا کہ برہمہ کو کون جانتا ہے؟ جو کہتا ہے۔
~~~~~~~~

کہ میں اسے جانتا ہوں۔ اُسے صرف جزوی علم ہے۔ چاہے وہ اس کے اندر کا گیان ہو۔ خواہ اندریوں کے درمیان ہو۔ یہ غور کرنے کے قابل ہے۔ اس گیان سے صرف جزوی گیان کا اِمکان ہے۔ جو اَدھورا ہے۔ اُس کا اظہار ان الفاظ سے نہیں ہوتا۔ کیونکہ الفاظ عقل۔ دل وغیرہ جو اظہار کی صورتیں ہیں۔ برہمہ کے آدھار پر رہنے سے برہمہ کے گیان کو اپنے ماتحت نہیں کر سکتے۔ اگر یہ گیان ہے۔ تو وہ جزوی۔ اَدھورا اور ناقص ہے"۔

اس کو سُن کر شاگرد گھبرا گیا۔ اُس نے کہا۔ "میں یہ نہیں کہتا۔ کہ میں نے اُسے خوب اچھی طرح جان لیا۔ اور نہ ہی کہتا ہوں۔ کہ میں اُسے محروم ہی ہوں۔ اور نہ ہی میری مُراد ہے۔ کہ مجھے جزوی گیان ہے۔ برہمہ کو جو جانتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ جن کو دعوےٰ ہے۔ کہ وہ اُسے جان گئے۔ وہ اگیانی ہیں"۔

تب گورو نے اس شاگرد کے خیال اور یقین کی تائید کی۔ جو یہ کہتے ہیں کہ اُسے نہیں جانتے۔ وہ اُسے جانتے ہیں۔ کیونکہ انہیں (کم از کم) اس کی لامحدودیت کا علم ہے اور وہ اس کے جاننے کو عقل اور دل کے تابع نہیں کرتے۔ دُنیا کا علم اور تجربہ دل اور عقل سے ہوتا ہے۔ اور دل اور عقل دونو برہمہ سے بہت پیچھے ہیں۔ ان کو اس کا علم ہے۔ اور اس کی وجہ سے وہ برہمہ گیان کے

دعویدار نہیں ہوتے۔ ان کے اس انکار کے اندر اس برہمہ گیان کے اپار۔ اننت ہونے کا یقین مضبوط ہے۔ لیکن برعکس اسکے جن کو دعوٰے ہے۔ کہ وہ اُسے جان گئے ہیں۔ تو انہوں نے دراصل اُسے جانا نہیں۔ کیونکہ ان کے دعوے میں عقل اور دل کی سمجھ کا غرور موجود ہے جو برہمہ کے جاننے کے اوزار نہیں ہیں۔ اس لئے نہ جاننے والے تو اُسے جانتے ہیں۔ اور جاننے والے نہیں جانتے"۔

اسی شُتی کے سلسلے میں گورو نے اس کے یقین کو دوسرے طور پر تائید کے ساتھ پختہ کیا۔ انہوں نے کہا "اگر برہمہ کے گیان کا امکان ہے۔ تو یہ ہر لمحہ کے تمیز کے اندر ہے۔ یہ نہیں کہ وہ خاص کیفیت ہے۔ بلکہ وہ عام ہے۔ اور یہی مسلسل اور لامنقطع گیان لافانیّت حاصل کرنے کا باعث ہے۔ لمحہ لمحہ کے آتم گیان کا انحصار آتم تتو کی شمولیت پر ہے۔ جو وحدت ہے۔ اور یہی آتما ہے۔ اس آتما ہی سے تو طاقت اور زور ملتا ہے۔ اور اس کے سلسلے کے مسلسل اور لامنقطع گیان سے امرپد کی پراپتی ہوتی ہے۔ یہ گیان یہاں ہی اسی لمحہ میں ہوتا ہے۔ جاننے والا اُسے یہاں ہی اسی لمحہ میں پراپت کرلیتا ہے اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اور اُسے دوسرے طبقہ دوسرے جنم اور دوسری حالت پر ملتوی کیا تو اس نے

سخت نقصان اٹھایا۔ کیونکہ گیان سے اُسے محرومیت رہ گئی۔ گیانی ہر شے اور ہر مخلوق میں اس گیان کو محیط کُل پاتے ہیں۔ اور سب میں اُسے دیکھتے ہیں۔ چاہے وہ بیوپار میں پڑے رہیں۔ لیکن وہ انہیں حاصل ہے۔ اور اس شریر کے تیاگنے کے بعد ان کے امرپد میں داخل ہونے میں ذرا بھی شک نہیں ہے"۔

تفسیر

سوال و جواب

سوال ۱۔ "برہمہ کو میں نہیں جانتا"

جواب۔ تم کو نہ جاننے کا گیان ہے۔ کم از کم اس قدر تو علم ہے۔ اور یہ علم بطور خود گیان ہے۔ اگیانی کی سمجھ بھی گیان میں داخل ہے۔ تمہارے اس انکار کے اندر حیرت کا اقرار ہے۔ اور یہ حیرت برہمہ ہے۔ تم اُسے اتھاہ۔ بیحد۔ اور اپار سمجھکر ایسا کہہ رہے ہو۔ یہی تو برہمہ کا روپ ہے۔

سوال ۲۔ "میں برہمہ کو جانتا ہوں"

جواب۔ "تم برہمہ کو نہیں جانتے" کیونکہ جاننا من بدھی کا فعل ہے۔ اور ان سے برہمہ تک رسائی نہیں ہوتی۔ یہ اُس سے بہت نیچے ہیں۔ جس کو تم جانتے ہو وہ صرف عقلی تجربہ اور وتی واہمہ ہے۔ جس کا تعلق اس ظاہری جگت سے ہے۔ اس کا بھی پورا علم نہیں ہوتا وہ جزوی کا جزوی رہتا ہے۔ پھر تم نے اگر جانا۔ تو کیا جانا! اور کسی کو چاہے جانا ہو۔ لیکن وہ برہمہ تو نہیں ہے۔

سوال ۳۔ جو کہے کہ میں جانتا ہوں۔ وہ نہیں جانتا جو جانے کہ میں نہیں جانتا اور وہ جانے۔ یہ کیسی حیرت کی بات ہے!

جواب۔ دراصل یہ ایسا ہی ہے۔ یہ حیرت ہے۔

سوال ۴۔ چوتھے منتر میں آتا ہے۔ آتما سے طاقت آتی ہے۔ اور گیان سے امرید ملتا ہے۔ ان دونو باتوں میں انضاد ہے۔ اور آتما اور برہمہ کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔

جواب۔ یہاں آتما اپنے کی محدود حالت میں جو لمحہ لمحہ کا گیان ہوتا ہے۔ اور جب اس کا سلسلہ نہیں ٹوٹتا۔ وہ مسلسل ہو جاتا ہے۔ اور وہ امرید ہے۔ اس میں آتما اور برہمہ کے درمیان فرق کیا آیا! یہ تو صرف حالتوں کا اظہار ہے۔ جیو نے محدودیت کو دل دیا۔ اب اسی محدودیت کے اندر غیر محدودیت کی حالت کا اظہار ہوا یا ہونے لگا۔ وہ برہمہ

ہی تو ہے۔ جو سب کچھ ہوا ہے۔ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے! محدودیت اور غیر محدودیت کے خیالات تک فرضی اور وہمی ہیں۔ جیو نے محدود بن کر محدودیت کو دل دیا۔ پھر اس نقص سے گھبرا کر نکلنے کی تدبیر سوچی۔ اور غیر محدودیت کی جانب مایل ہوا۔ جیسے اس نے برہمہ قرار دے رکھا تھا۔ یہ محدودیت اور غیر محدودیت کے خیال کہاں تھے؟ جیو ہی میں تو تھے۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ دونو کا خالق جیو ہی ہے۔ جیو ہی نے دونو خیال پیدا کئے تھے۔ اور یہ پیدا کہاں ہوئے تھے؟ جیو کے اندر ہی تو پیدا ہوئے تھے۔ محدودیت میں غیر محدودیت کا خیال طاقت۔ زور اور بل ہے۔ اور غیر محدودیت کا سلسلہ امر یدٌ ہے۔ اس میں پھر نہ محدودیت ہے۔ نہ غیر محدودیت ہے۔ وہ دونو کو لانگھ گیا۔

سوال ۵۔ یہاں کے گیان سے کیا مراد ہے؟ یہاں ہی ست ہے۔ اس کے نہ جاننے سے بڑا نقصان کیا ہوتا ہے؟ وہ ہر شے میں تمیز کیا جا سکتا ہے۔ اس سے میں کیا سمجھوں؟

جواب۔ گیان کی فکر تم کو اب اس وقت ہے۔ یا آیندہ ہو گی! جب اس وقت ہے۔ تو اسی وقت اُسے حاصل کرو۔ ورنہ وہ ہاتھ نہ آئیگا۔ یہ نقصان ہے۔ اگر کہو کہ آگے چل کر فکر ہو گی۔ تو یہ بے ٹھور ٹھکانے کی گفتگو ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں ہے۔

ست کہتے ہیں ہستی کو۔ یہ ہستی سب میں ہے۔ یا کسی ایک سے مخصوص ہے؟ ایک سے تو مخصوص تو ہم کہہ نہیں سکتے۔ یہی کہو کہ سب میں ہستی ہے۔ اس لئے ہستی مشترک عام اور واحد شے ہوئی۔ وہی ہم میں ہے۔ وہی تم میں ہے۔ وہی ہر شے میں ہے۔ وہ محیط کل ہے۔ اور یہی ست برہمہ ہے۔ کہنے کی یہ مراد ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ÷

تیسرا کھنڈ

مثال سے برہمہ کی عظمت کا ثبوت

(۱) برہمہ نے یقینی طور پر دیوتاؤں (اگنی وغیرہ) کے لئے فتح حاصل کیا۔ اس برہمہ کی فتح سے دیوتاؤں کو بزرگی ملی۔ وہ (سمجھنے لگے) فتح ہماری ہے۔ (ہم ہی نے فتح کی)، ہماری ہی یہ بزرگی ہے۔ (وہ) ایسا ماننے لگے ÷

(۲)۔ وہ (برہمہ) یقینی طور پر ان (دیوتاؤں) کے (خیال) کو سمجھ گیا۔ ان کے واسطے یقیناً (وہ) پرگٹ ہوا

"یہ یکش! (دیوتا - یا پرستش کے قابل) کون ہے" اس طرح انہوں نے اِسے نہیں جانا۔

(۳) - وہ اگنی سے بولے کہ "اے جات وید! (جس سے وید پیدا ہوئے - وہ اگنی دیوتا مانا گیا ہے) "یہ یکش کون ہے - اُس کا تو پتا لے" (اگنی نے کہا) "بہت اچھا"۔

(۴) - (اگنی) اُس (یکش) کے سامنے آیا - اُس (اگنی) سے (یکش) بولا "تو کون ہے؟" (اگنی نے) کہا - "میں اگنی ہوں - یقیناً میں جات وید ہوں"۔

(۵) - (یکش نے کہا) "تجھ میں کون سی مختلف طاقت ہے؟" (اگنی نے جواب دیا) "جو کچھ پرتھوی میں ہے - یقینی طور پر اس سب کو (میں) جلا سکتا ہوں یہ طاقت ہے"۔

(۶) - اُس کے لئے تنکا رکھ دیا۔ "اسے جلا دے" (اگنی) جلد جلد اُس (تنکے) کے قریب گیا۔ جلانے کی طاقت نہیں ہوئی۔ وہ (اگنی) اس سے جدا ہو کر (اس نے اقرار کیا) "اِس یکش کے جاننے کی طاقت مجھ میں نہیں ہے" ❊

(۷) - پھر (دیوتا) وایو سے بولے۔ "اَے وایو! یہ یکش کون ہے۔ اس کا پتہ لے" (اُس نے کہا) "اچھا!"

(۸) - وایو اس (یکش) کے سامنے گیا (اُس (وایو) سے (یکش نے) پوچھا۔ "تُو کون ہے؟" (وایو) بولا کہ "یقینی طور پر مَیں وایو ہوں۔ مَیں یقیناً ماترِشوا۔ وایو ہوں"

ماترِشوا = آکاش میں متحرک

(۹) - (یکش نے پوچھا) "تجھ میں کیا خاص طاقت ہے"

(اس نے کہا) یہ جو کچھ پرتھوی میں ہے۔ یقیناً اس سب کو اڑا سکتا ہوں"

(۱۰)۔ دیکش نے، اس کے سامنے ایک تنکا رکھ دیا "اُس کو اڑا دے"۔ جلدی سے وہ اُس (تنکے) کے قریب گیا۔ اُس کے اڑانے میں کامیاب نہیں ہوا۔ وہ اس طرح ہوا۔ "جو یہ یکش ہے۔ اس کے جاننے کے میں ناقابل ہوں" ÷

(۱۱)۔ پھر اندر (سے)، بولے "اے مگھون! تو اس یکش کا پتہ لے یہ کون ہے"۔ (اس نے کہا) "اچھا!" اس کے پاس گیا۔ اُس سے وہ چھپ گیا ÷

(۱۲)۔ وہ اُسی آکاش میں بہت خوبصورت سنہلی رنگ والی اُما کو دیکھا۔ اس (اُما) سے (اندر نے) پوچھا۔ "یہ یکش کون ہے" ÷

اندر = سورج یا اِنسانی رُوح۔
مگھوں = اندر کا نام۔ ہہ یگیہ ہے۔
اُما = اُو (اِقرار)، مَا (ما پنے والی) اِقرار کے ساتھ ملنے بُدھی۔ خواہ اثباتی عقل۔ انوبھو +



مجموعی تشریح

اگنی۔ وایُو۔ سورج یہ قدرت میں بڑے دیوتا ہیں۔ اگنی قوتِ حرارت ہے۔ وایُو پران ہے۔ جو سُوتر آتما کی طرح سب میں گُتھا ہُوا ہے۔ سُورج۔ اس سُورج منڈل میں محیط اور نورانی عنصر ہے۔ آدتیہ ہے۔ جو ہہ (قربانی یا یگیہ) کے ذریعہ تمام پرانیوں میں پھیلا ہُوا ہے۔ یہ خاص دیوتا ہیں خواہ قدرت کی زبردست طاقتیں ہیں۔ یہاں مُراد انسانی رُوح سے یا جیو آتما سے ہے۔ اُما اثباتی عقل یا انوبھو ہے +

قصہ مثال کے طور پر استعارہ یا النکار کی زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ شاعرانہ گفتگو کا انداز ہے۔ اِستعارہ زبان کے تمام الفاظ نہیں لئے جاتے۔ بلکہ مطلب سے مطلب رکھا جاتا ہے۔ جو لوگ لفظوں کے گورکھ دھندوں میں پھنستے ہیں۔ وہ نفسِ مطلب کو نہیں پاتے۔ مغزِ سخن سے تعلق رکھنے والے حقیقت کے بھید سے آگاہ ہوتے ہیں +

اگنی اور وایو تو برہمہ کے پتہ لگانے میں ناکامیاب ہوئے۔ آخر میں انسانی روح کو حوصلہ ہوا۔ وہ سامنے آئی۔ اور برہم دم کے دم میں غائب اور روپوش ہو گیا تب اُسے فکر ہوئی۔ آخر اُما یعنی انوبھو شکتی اُسے ملی۔ یہاں تک تیسرے کھنڈ میں بیان ہے +

تفسیر

سوال و جواب

سوال ۱۔ وایو اور اگنی برہمہ کو نہیں جان سکتے۔ یہ دیوتا ہیں۔ اور دیبہ شکتی والے ہیں۔ اندر یعنی انسانی روح بھی تو ایسی ہی ناکامیاب ثابت ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جیو اور برہمہ ایک نہیں ہیں +

جواب۔ ابھی تک پرسنگ یعنی مضمون ختم نہیں ہوا۔ اس لئے یہ سوال کچا اور غیر ضروری ہے۔ صرف اس قدر اشارہ بے شک دیا گیا ہے۔ کہ انسانی روح کو انوبھو شکتی ملی۔ جو اقراری اور اثباتی ناپ ہے۔ اس قصہ سے صرف یہ جتانا مقصود تھا۔ کہ برہمہ کی طاقت کے بغیر نہ آگ جلا سکتی ہے۔ نہ ہوا اڑا سکتی ہے۔ یہ برہمہ کے نزدیک جاننے والے

ہوئے یہ انوبھو کیا کہتی یا کہیگی - چوتھے کھنڈ کے منتروں میں بیان کیا جاویگا +

چوتھا کھنڈ

انوبھوشکتی

(۱) - اُما یقین کے ساتھ بولی "یہ یقیناً برہمہ ہے - برہمہ کی اس فتح میں تم مہما کو حاصل کرو" (اس کے) اس صرف بچن سے اندر سمجھ گیا کہ یہ برہمہ ہے +

(۲) - چونکہ اگنی - وایُو - اندر تینوں ہی بالیقین اُس (برہمہ) کے بہت نزدیک چھونے والے ہوئے کیونکہ یقیناً وہ اِسے سب سے پہلے کہ برہمہ ہے جانا - اس وجہ سے یہ دیوتا اور دیوتاؤں کی نسبت افضل ہیں +

(۳) - بالیقین اندر اس (برہمہ) کے بہت قریب

چھونے والا ہونے سے وہ اور دیوتاؤں کی نسبت زیادہ افضل ہے*

(۴) اُس (برہمہ) کی یہ مثال ہے۔ جو یہ بجلی کیطرح چمکا۔ یا آنکھ کے جھپکنے کی طرح نظر آیا۔ (جیسے بجلی کا کوندھا چمکے اور کوئی آہ کرے) یہ برہمہ کی آدھی دیوت (پناد بزرگی) ہے*

(۵)۔ (اب) ادھیاتم (آتما کا بیان ہے) جو یہ من چلتا ہُوا سا جان پڑتا ہے۔ اور اِس سے سنکلپ اُٹھ کر من میں یاد دِلاتے ہیں۔ وہ یاد (آتما) ہے*

(۶)۔ تدون اُس برہمہ کا نام ہے۔ اور اسی تدوَن نام سے جو اس کی اُپاسنا کرنے کے قابل ہے۔ جو اُسے اس طرح جانتا ہے۔ تمام پرانی اُس کے خواہشمند رہتے ہیں*

تدوَن۔ تد = خوش۔ سنتوشی۔ وَن = کنج۔ مسکن۔

یہ نام ہے - جو گورو نے شاگرد کو دیا یہی راز ہے - اس اپنشد کا - یہ کنجی ہے - کوئی اس کا ترجمہ من کا پیارا کرتا ہے - کوئی خواہش بتاتا ہے - جنہیں عملِ تصوف سے تعلق نہیں ہے - وہ مشکل سے اِس راز کو سمجھینگے - اسی ایک نام یا لفظ میں گورو کی تعلیم مخفی ہے - یہ گورو کا بتایا ہوا نام ہے +

شاگرد کی درخواست ـــــ گورو کا کلام

(۷) "بھگون! اُپنشد (راز باطن) کہئیے"
"تیری خاطر اُپنشد (رازِ باطن) کہا گیا - یقین کر - کہ تیرے لئے (ہم) برہمہ کے متعلق اُپنشد کہہ چکے"

(۸) - اُس کے (سادھن) تپ - دَم (اندریوں کا ضبط) اور کرم ہیں - وید اس کے عضو (انگ) ہیں ستیہ (سچائی - حقیقت) ہی تدبیر ہے +

یہ تدون اُپنشد ہے

(۹) - جو پُرش بالیقیں اِسے اس طرح جانتا ہے پاپوں کو برباد کر کے اننت - سب سے اُتم سورگ لوک

ہیں قائم ہوتا ہے۔ قائم ہوتا ہے *

مجموعی تشریح

کین کہنے کے لئے چھوٹی سی اُپنشد ہو۔ لیکن اس کے اندر معرفت اور حقیقت کا جوہر بھرا ہوا ہے۔ برہمہ کی سمجھ انوبھو سے آتی ہے۔ یہ انوبھو اُما ہے۔ اسی سے یقین قائم ہوتا ہے۔ بحث مباحثہ عقلی اور علمی دلیل بازی سے کام نہیں نکلتا۔ یہ سب بے سود اور بے بہود ہوتے ہیں۔ انسان کا طرز عمل طرز خیال اس قسم کا ہو۔ کہ اس میں اگنی کی طرح مشتبہ اور شک پیدا کرنے والے خیالات کے جلانے کی طاقت رہے۔ اور وایو کی طرح دل وسیع بنجائے۔ یہ دو حالتیں متقدم ہیں۔ ان کے پیچھے انسانی انوبھو کی باری آتی ہے۔ یہ انوبھو بجلی کے کوندھنے کی طرح لمحہ لمحہ چمک کر آنکھوں کی جھپکی کی طرح اُسے ذہن نشین کرا دینا اور کراتا رہتا ہے۔ اور سمرن شکتی جاگ اٹھتی ہے اسی سمرن میں برہمہ ہے۔ اُس وقت انسان کام تو کرتا ہے لیکن اس کام کا تعلق برہمہ سے سمجھتا ہے۔ اپنی خودی کو اس میں شامل نہیں کرتا۔ بلکہ برہمہ کی عظمت سے عظمت والا

ہوتا ہے۔ انوبھو تکمیہ اور اصلی چیز ہے۔ وہ برہا ہے
بہ مقابلہ اور طاقتوں کے زیادہ قربت رکھتی ہے*
یہ سب کا سب بھید ایک لفظ تدون میں شامل ہے
یہ کیا ہے؟ یہی رہسیہ ہے۔ یہی نکتہ ہے۔ یہی علمِ حقیقت
ہے۔ یہ گورو کا دیا ہوا نام ہے۔ یہ جان۔ جوہر اور خلاصہ
ہے۔ جس کے ماتحت تمام وید ہیں۔ اور اس تدون کی
پراپتی کے لئے تپ۔ دم۔ کرم لازمی ہیں۔ سچائی کی زندگی
لابدی شرط ہے۔ جو شخص تدون کی اپاسنا کریگا۔ وہ
سب کا پیارا بنیگا۔ اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہے
اس کے سادھن سے انوبھو والا انسان لافانیت اور
سرور کی حالت میں ہمیشہ کے لئے قائم ہو جائیگا۔ اور
پھر شکوک اور شبہات اُسے نہ ستائینگے*

تفسیر
سوال و جواب

سوال ۱ — انوبھو کیا ہوتا ہے؟

* اُپنشد بھاشیہ بھومیکا یعنی اُپنشد میگزین کی پہلی کتاب میں تدون وغیرہ کے اشارے آ گئے ہیں۔ اُنہیں دوبارہ پڑھ کر غور کر لو*

جواب - وہ یقین - انکشاف اور عقیدہ کی حالت ہے۔ جو بجلی کے کوندھے کی طرح ایک لمحہ میں چمک کر اصلیت کا درشن کراتی ہے - یہ پرانہ سمرن کی صورت میں برہمہ کی یاد دلاتی ہوئی اس کی ایسی قربت عطا کرتی ہے کہ پھر کسی طرح کے وہم کی گنجائش نہیں رہ جاتی +

سوال ۲ - یہ کیسے آدے!

جواب - گوُرو کی مت تعلیم - تدوَن کا سادھن تپ - دم اور کرم کا شغل - سچار کا برتاؤ - اسکی تدبیر ہے -

سوال ۳ - یہ تدوُن کیا ہے؟

جواب - یہ گوُرو مت ہے - گوُرو کا دیا ہوا نام ہے - اس کے اندر گوُرو کی روحانی کمائی کا جوہر رہتا ہے - یہ حاصل ہو جائے - پھر اور کسی کی ضرورت نہ رہیگی - اور تدوَن کا کمائی کرنے والا - یا کمائی ہوا تمام پرانیوں کا پیارا - سب کی محبت کا مرکز - سب کا مرجع بن جائیگا - اور اس کی برکت سے شانتی لا فانیت کی حالت میں قائم ہو رہیگا +

سوال ۴ - یہ سب تو صحیح ہے - اُپنشد ایسا کہتی ہے لیکن ہم میں جیو برہمہ کی ایکتا کہاں ہے - جس پر تم اس قدر ناز سے زور دیتے رہتے ہو؟

جواب - تم تو "مرغی کی ایک ٹانگ" کی دُھن لائے رہتے ہو - جو سب پرانیوں کا سہارا ہے - سب کام کرتا ہے

سب کا مرجع ہے۔ آخر وہ کیا ہے؟ اُسی کو تو برہمہ کہتے ہیں۔ اور برہمہ کیا ہوتا ہے۔ جو سب میں ہے۔ سب اس میں ہے۔ وہ سب کا آدھار سب کا سہارا ہے اسی کا نام برہمہ ہے۔ اس سے اسوقت تک ایکتا نہیں ہوتی۔ جب تک جیو سب کو اپنے رُوپ میں اور اپنے آپ کو سب کے روپ میں داخل۔ تبادل اور محیط نہ سمجھ لے۔ یہ گیان انوبھو سے آئیگا۔ انسانی روح کو اسی وجہ سے اندر اور مگھوں بتایا گیا۔ مگھوں یگیہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔ یگیہ تپ اور پوجا ہے۔ وہ یگیہ کر کے سب میں پھیل جائے۔ وسیع الحال اور وسیع الخیال رہے۔ اندر سورج کو کہتے ہیں۔ جیسے سورج اپنے سورج منڈل میں ایک استھانی اور سرب استھانی رہتا ہے۔ ویسے ہی جیو بھی محدودیت کے خیال کے لپیٹ میں آیا ہوا اپنے جسم کے اندر اپنے آپ کو ایک استھانی اور سرب استھانی پاتا ہے۔ ابھی تک وہ حقیقت کے سمندر کی ایک خفیف اور جزوی بوند ہے۔ جو وہم محض ہے۔ لیکن اگر سمندر میں قائم ہونے کی اُسے سُوجھے۔ محدودیت کے خیال کو مٹ دے تو سمندر اور بُوند کے درمیان پھر کیا بھید ہے۔ وہ ایک کا ایک ہے۔ کسی حالت میں انیک نہیں ہے۔ یہی برہمہ ہے۔ اور اسی کا اشارہ بار بار دیا جا رہا ہے۔

ختم ہوئی...... کین اُپنشد ...... غیر معمولی تفسیر

ضروری گذارش

ناظرین والاتمکین!

اُپنشد میگزین اپنے طرز کا آیئن۔ مسرت آگین اور اصلیت قرین ہے۔ خریدار بڑھائے۔ مالی نقصان ہو رہا ہے۔ ورنہ ۱۲ نمبر تو مجبوراً نذر کردئے جائینگے۔ باقی کی اشاعت سخت دشوار ہوگی۔ آپ کسی زبان خواہ سنسکرت کی ٹیکاؤں سے مقابلہ کرکے دیکھئے یہ سلسلہ نایاب اور لاجواب ثابت ہوگا۔ اس لئے آپ کی قدر دانی کا مستحق ہے ٭

رام کشور سنگھ منیجر اپنشد میگزین امرتسر

اطلاع

ناظرین! اب بھی اگر مطالعہ کرنے سے اُپنشد نہ سمجھ میں آیئں تو پھر کیا کہا جائے! اس سے صاف اور واضح پیرایہ میں آج تک کسی نے نہیں لکھا۔ پڑھو اور غور کرو۔ جو نہ سمجھ میں آوے سمجھ لکھو۔ میں جواب دینے کو ہروقت تیار بیٹھا ہوں ٭

{شیو برت لال رادھا سوامی دھام براہ گوپی گنج راج بنارس}

پرشن اپنشد

(۱)

صاف - واضح - بغیر لگاؤ لپیٹ اور رعایت کے ترجمہ

شیوبرت لال

مقیم رادھا سوامی دھام
براہ گوپی گنج راج بنارس

قیمت پختہ عہ بلا دضع کمیشن یا رعایت کے { اپنشد میگزین کے بارہ نمبر دنکے مستقل خریداروں کے لئے چہ ہیں } جملہ حقوق محفوظ

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام گوردی سنگر لال پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

دیباچہ

وجہ تسمیہ

چھ رشی کسی زمانے میں پپلاد رشی کے پاس برہم وغیرہ کی بابت سوال کرنے گئے تھے۔ اس وجہ سے اس اُپنشد کا نام پرشن اُپنشد رکھ لیا گیا۔ بعض لوگ اسے شٹ پرشن اُپنشد کہتے ہیں۔ سوال اور جواب دونو ساتھ ساتھ ہیں ۔

ویدک نسبت

پپلاد رِشی اتھرو وید کے مُعلّم تھے۔ ان کے نام پر اتھرو وید کی ایک پپلاد شاکھا موجود تھی۔ یہ اُپنشد اس شاکھا کے براہمن بھاگ سے منسوب ہے۔ اور اسلئے اتھرو ویدی ہے۔ بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہونگے۔ کہ ان شاکھاؤں یا شاخوں کی اصلی حیثیّت کیا ہے! ایک وید کے بعد چار وید ہوئے۔ چاروں کے معتقد مختلف قسم کے بنتے گئے۔ ان کے اصول میں جزوی اختلافات تھے۔ اور عقاید میں بھی

یکسانیت نہیں تھی۔ اور یہی ان کی ممتاز حیثیت کا باعث تھی۔ ان شاکھاؤں کی کیفیت بالکل اسی طرح کی سمجھیہ جیسے کہ صوفیوں کے سلسلہ المشایخ۔ سمپردائیوں کے سمپرداےبھید اور پنتھائیوں کے پنتھائی تفرقات کی حالت ہے۔ ان کے باطنی اور اصلی اصول میں اس قدر فرق نہیں ہے۔ فرق صرف طرز بیان طرز عمل اور طرز خیال میں ہے۔ اور انکے درمیان ویدک منتروں کی روحانی تاویل میں بھی تمیزی فرق موجود ہے۔ ان سب میں اتھروید کے معتقد زیادہ نظر آتے ہیں اور ان کی اپنشدیں بھی کمتر غور طلب نہیں ہے۔

پرشن اپنشد کی طرح منڈک اپنشد بھی اتھروویدی ہے ٹیکاکار چونکہ عامل نہیں تھے۔ شروع سے لے کر آج تک ان کی تاویل نقل در نقل کرتے چلے آئے۔ اور جہانتک خیال جاتا ہے۔ اس تاویل کا انحصار زیادہ تر خارجی اور ظاہری کرم کانڈ کے حوالہ کر دیا گیا۔ اور سب تقلیدی لکیر پیٹتے چلے آئے۔ مثلاً منڈک اپنشد کی اصلی مراد بیرمجھے میں برہمہ (منڈ = سر اور ک = برہمہ) کے دھارن کرنے کی تھی۔ اس کا ترجمہ (منڈ = سر اور ک = چھرا) سر کا چھرا سے صاف کر دینا بتایا گیا۔ اور علےٰ ہذ القیاس۔

پرشن اور منڈک اپنشدیں

یہ پرشن اپنشد۔ منڈک اپنشد کے کئی مسایل پر زیادہ

روشنی ڈالنے کی کوشش کرتی ہے۔ منڈک نظم اُپنشد ہے اور اتھروید کی منتر اُپنشد کہلاتی ہے۔ اور پرشن منتر اپنشد ہے۔ اتھروویدی اور نثر میں ہونے سے اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ بہت پچھلے زمانہ کی تصنیف ہے۔ لیکن خاص دس یا گیارہ اُپنشدوں میں شامل ہونے کی وجہ سے یہ خیال کچھ کمزور سا معلوم ہوتا ہے۔

دیویان اور پتری یان

پہلی خصوصیت جو پرشن اُپنشد میں نظر آتی ہے وہ دیویان اور پتری یان خواہ دیو مارگ اور پتری مارگ کی ہے۔ اس کا بھی صرف اشارہ ہی اشارہ ہے۔ تفصیلی وضاحت کا سامان اس میں نہیں ہے۔ اور شاید ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا۔

تقسیم و تفرلق

پرشن اُپنشد میں چھ کھنڈ کا یا حِصّے ہیں۔ اور انکی رعایت چھ سوالوں کی نظر سے ہے۔

پہلا دوسرا سوال

پہلے سوال میں پرجاپتی (خالق) اور پرجا (مخلوق) کے باہمی تعلقات کی صراحت ہے۔ اُس کے ساتھ ساتھ پریں

مہینہ دن - ناچ کو بھی خاص نظر سے پرجاپتی کی حیثیت عطا کی گئی ہے - طرز بیان میں جدت ہے - اور وہ پورانک اور علامتی استعارات سے مشابہ ہے - پرجاپتی کو پرجا کی خواہش ہوئی - اُس سے ایک جوڑا پیدا ہوا - جو سورج اور چاند ہے - اور انرائن اور دکشنائن کی نظر سے وہی سال ہے - ان دونوں سے سورج اور چاند انرائن اور دکشنائن کو پران اور رئی یعنی رُوح اور مادہ تسلیم کیا گیا - یہی رنگ مہینوں کے اُجالے اور اندھیرے پاکھ میں رکھی گئی ہے - اور گو پرجاپتی اس طرح خالق اور مخلوق میں منقسم کیا گیا - لیکن اصل وہ ایک ہی ہے - وہی خالق ہے - وہی مخلوق بھی ہے - وہی رُوح ہے - وہی جسم ہے - پرجاپتی رُوح اور پران ہے - اور رئی یا مادہ اجسام یا جسم ہے - جو متعدد تشخیصوں میں نظر آتا ہے - پہلے سوال میں رُوح اور مادہ کا بیان ہے - دُوسرے سوال میں ان کے باہمی تعلقات کا ذکر ہے +

جسم پانچ تتوں کا بنا ہُوا ہے - اُس میں پانچ گیان اندریاں اور پانچ کرم اندریاں ہیں - اور پانچ پران ہیں جسم انہیں کے سہارے رہتا ہے - اور دوسرا سوال یہی ہے - کہ جسم کس کے سہارے رہتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے - کہ جسم پران کے سہارے رہتا ہے - کیونکہ جب پران نہیں رہتا - اندریاں نہیں رہتیں - کیا یہ پران ظاہری

سانس ہے؟ ظاہر بین کو ایسا ہی معلوم ہوگا۔ لیکن جب استعارہ فہمی کے حد بست سے انسان ذرا اور آگے بڑھے تو اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ پران سے مُراد رُوح سے ہے۔ یہ سب میں ہے۔ اور سب اس سے ہیں۔ اس کی وضاحت بہت آگے چلکر ہوتی ہے۔ اور وہاں پران سے غرض ہرنیہ گربھ سے ہوتی ہے*

کہنے والے اس طرح کہتے ہیں۔ کہ اُپنشدوں کی تعلیم کے پہلے پران کی اہمیت کی حد درجہ کی خصوصیت کی حیثیت حاصل تھی۔ ابتداء میں پران تتو ہی کو سب کچھ مانا اور سمجھا جاتا تھا۔ بعد کو جب خیال میں وسعت آتی گئی۔ پران تتو کے اس بھاؤ کو دھکہ نہیں پہنچایا گیا۔ وہ جون کا تیوں رہا۔ لیکن آتما کے ماتحت کر دیا گیا۔ اور آتما کو اُس پر فوقیت دے کر سب کو اس کے آشرے قرار دیا گیا۔ اس نظر سے پران ایک عنصر ہو گیا۔ جس سے پانچ تتو آکاش۔ وایو۔ اگنی۔ جل۔ پرتھوی کی پیدائش تسلیم کی گئی۔ خواہ وہ ان پانچوں میں منقسم ہو گیا*

تیسرا سوال

تیسرے سوال کے موافق پران یا پرجاپتی کو پرماتما کے سہارے مانا گیا۔ اور وہ من کی راہ سے جسم میں داخل

ہوا۔ اس سوال کے باقی حصہ میں فلسفانہ تراش خراش کی روح موجود ہے۔ جس کے موافق اس انسانی جسم کو برہمانڈ کے مُشابہ دکھانے کی کوشش مدنظر ہے۔ یعنی عالم کبیر اور عالمِ صغیر۔ پنڈ اور برہمانڈ دونو یکساں ہیں +

چوتھا سوال بہت زیادہ صاف ہے۔ اور اُس کے اندر اپنشد کی تعلیم کا عِطر موجود ہے۔ اسمیں بیداری۔ خواب اور گہری نیند کی کیفیتوں پر بحث ہے۔ بیداری میں جسمانی حواس اور اعضا کام کرتے ہیں۔ لیکن خواب کی حالت میں یہ سب کے سب بے کام رہتے ہیں صرف من جاگتا رہتا ہے۔ یہ سب اس کے اندر داخل ہوکر جذب ہو رہتے ہیں۔ وہ غافل ہیں یہ اکیلا ہوشیار اور چوکنا ہے۔ اور اُس میں اُن سب باتوں اور واقعات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جو بیداری کی حالت میں اس کے تجربہ میں پہلے آ چکے ہیں۔ اسی کا نام سُپن دیکھنا ہے ان دونو کیفیتوں کے بعد سُوشپتی یا گہری نیند کی باری آتی ہے۔ جب حواس۔ اعضا۔ من اور ساتھ ہی ساتھ ان سب کے اثرات اور تجربات بالکل معدوم ہو جاتے ہیں۔ من تمام اندریوں کا سردار ہے۔ اندریاں اس میں داخل ہو گئیں۔ لیکن اب یہاں سُوشپتی میں آکر من بھی نہیں ہے۔ وہ کہاں چلا گیا؟ اور کیا ہو گیا؟

اس کا جواب اُپنشد یہ دیتی ہے۔ کہ جیسے حواس اور اندریاں من کے اندر داخل ہو کر لے ہو گئی تھیں۔ اُسی طرح اب یہ من اندریوں کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے آتما میں داخل ہو گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آتما ہی سب کی جڑ ہے۔ اور وہی ان سب کی بُنیاد ہے۔ اس بات کو ذہن نشین کر کے پرشن اُپنشد دنیا کے مختلف تتوں کا ذکر کرتی ہے۔ جو آکاش۔ ہوا۔ آگ۔ پانی اور مٹی ہیں۔ اور پانچ گیان اندریاں (حواس علمی) پانچ کرم اندریاں (حواس عملی) اور انتہ کرن (حواس عقلی) کا ذکر چھیڑتی ہے۔ ان کے مقصود اور پران وغیرہ کا بیان کرتی ہے۔ ابتدا میں عناصر کے سلسلہ کی پیدائش اُلٹی صورت یا اندرونی حالتوں کی نظر سے بتائی گئی ہے۔ لیکن اُس میں اُس باقاعدگی کا پتہ نہیں ہے۔ جو سانکھیہ شاستر سے مخصوص ہے۔ اور جو تمام طور پر ویدانت نے اُسی سے عاریت لیا ہے۔ کہیں کسی طرح پران کی صراحت ہے۔ کہیں اور طرح پر وضاحت ہے۔ کچھ اُپنشد کی صاف ترتیب اور تقسیم یہاں مدِ نظر نہیں رکھی گئی۔

اس کے بعد برہم اور جگت کے نسبتی تعلقات پر بحث ہے۔ برہم جگت کا پیدا کرنے والا ہے۔ یہ اس کا سوبھاؤ گن یا فطرت ہے۔ اور وہ جگت

سے باتعلق اور بے تعلق دونو ہے ❊

پانچواں اور چھٹا سوال

چار مختلف سوالوں کا جواب دیکر پرشن اپنشد دو اہم سوالوں کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اس میں سے ایک اوم ہے۔ دُوسرا سولہ کلا کا پُرش ہے ❊

یہ دونو سوال اور ان کے جواب نہایت غور کرنے کے قابل ہیں۔ یہ اپنشد کے اُصولی تشریح ہیں۔ ایک لفظ اوم میں ترنو کی کا جوہر موجود ہے۔ یہ اس کی مخصوص مہما۔ عظمت اور بزرگی ہے۔ اور اس میں نام کے لئے ذرا بھی شک نہیں ہے۔ کہ جو اس ایک مخصوص لفظ اوم کی ماہیت پر عبور پالیگا۔ پھر اُسے مزید تحقیقات کا خیال نہ ستائیگا۔ اور نہ دل میں کسی قسم کا شک و شبہ ہی باقی رہ جائیگا۔ لیکن کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اوم کا جاپ سب ہی کرتے ہیں۔ فائدہ ایک کو بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کے علم کے حاصل کرنے کی قابلیت اور قبولیت کی ظرفیت ان میں نہیں ہے۔ اوم کا "آ" ابتداء خلقت ہے۔ "و" درمیانی کیفیت ہے اور "م" آخری حالت ہے۔ زبانی طور پر کوئی شخص لاکھ اِسے یاد کرلے اور سمجھ بھی لے۔ لیکن جب تک

یہ علم زندگی کا جز نہیں بنتا - اور عمل کے ساتھ نہیں ہے - تب تک وہ بے مصرف ہی رہتا ہے - بلکہ پرشن اپنشد ایسے علم و عمل کو مہلک قرار دیتا ہے - اور میں بھی اُسے سخت مہلک سمجھتا ہوں - یہ اُپنشد کا راز ہے - اپنشد اسی اوم کا راز ہے - پانچویں پرشن کے آخری دو شلوک (۶) اور (۷) اس کو ذہن نشین کراتے ہیں - آدمی پہلے رگ یجر اور سام کے معنی مطالب کو سمجھ لے - پھر یہ زیادہ مفید ہوگا - اس پر میں کسی قدر تفسیری سوال و جواب کے سلسلہ میں اپنے طور پر روشنی ڈالونگا +

چھٹے سوال میں سولہ کلا کے پُرش کی ماہیت کی جانب نظر ڈالی گئی ہے - اور وہ اُسے اِسی انسانی جسم کے اندر موجود قرار دیا گیا ہے - یہ بنیاد ہے - جس پر مابعد کے ویدانت کی عالی شان عمارت تعمیر ہوئی ہے - اور وہ زور و شور کے ساتھ برہمہ اور جیو کی وحدت کا راگ الاپ اُٹھا ہے - جس کی صدا و بازگشت اب تک برابر صدیوں سے در و دیوار میں گونج رہی ہے - یہ وحدت ہی اُپنشد کی تعلیم کا جوہر ہے - اور یہی اس کی سچائی ہے +

شیوبرت لال

مقیم رادھاسوامی دھام

تراہ گوپی گنج راج بنارس

پرشن اُپنشد



منگل۔شانتی پاٹھ



اوم بھدرم کرنے بھی شرونیام دیوا
بھدرم پشیم آکشبھریہ جترا
ستھرے رم رنگیتشٹوام یں۔ ستو نو بھروَیہ
شیم ہی دیوہتم یدایہ،
توستی نہ اندرو بردّھ شرواہ
توستی نہ پوشا وشو ویداہ

توستی نہ تشارکشیو اَرِشٹ نیمی
توستی نہ وِرہسپتِر دَھاتوُ
اوم ۔ شانتھہ شانتھہ شانتھہ

لفظی ترجمہ ۔ اے دیوتاؤ! ہم اپنے کانوں سے اچھّائی کو سُنیں ہم اپنی آنکھوں سے قابلِ پرستش اچھّائی کو دیکھیں ۔ ہم اپنے مضبوط اعضا والے جسموں (کی مدد) سے اُس زندگی کو بھوگیں ۔ جو دیوتاؤں نے ہمیں دی ہے ۔ اور ان کی اُستتی گائیں! اوم شانتھہ شانتھہ شانتھہ ۔

پہلا پرشن

(سوال)

(۱) ۔ چھ شاگرد گوُرو کے پاس سوال کرتے جاتے ہیں

(ا) (۱) سُوکیش خلف بھردواج
(ب) ستیہ کام خلف شوی
(ج) گارگیہ خلف الخلف سُورج
(د) کوسلیہ خلف اشول

(۵) بچار گو خلف ودربھ
(۶) کبندھی خلف کتیہ

یہ سب (اچھے آدمی) برہم کے معتقد اور برہم کے متلاشی تھے - اور پربرہم کی کھوج میں بھگوان پپلاد رشی کے پاس اس نیت سے سمدھا (یگیہ کی لکڑی) لئے ہوئے حاضر ہوئے - اُن کو خیال تھا کہ انہیں (برہم کا علم) دیگا ☩



تشریح - یہ قدیم زمانہ سے دستور چلا آتا ہے کہ گورو کے پاس کوئی شخص خالی ہاتھ نہیں جاتا - اس کی پابندی کا ہر شخص کو اب بھی لحاظ رہتا ہے - اور نہیں تو لوگ پھول پھل ہی نذر کے طور پر لے جاتے ہیں - اُس زمانہ میں کم سے کم یگیہ کے لئے لکڑی لے کر جانے کا رواج تھا ☩

(۲) - اُن سے (اُس) رشی نے کہا: "تپ - برہمچریہ اور شردھا کے ساتھ یہاں (ایک) برس رہو - تب ہم سے اپنی خواہش کے موافق پوچھو - اگر ہم جانتے ہونگے تو تم کو سب کچھ بتا دینگے"

(۲) سوال - دُنیا کی مخلوق کی بات

نوٹ - تائیدی کلام - خالی سادھ نہ بھینٹیے من لے سوچ وچار
کہہ کبیر تو بھینٹ دھر اپنے بت انوسار

(۳) اب (سال کے گذر جانے پر) کبندھی خلف کتیہ نے (اُس کے) پاس آکر پُوچھا۔ "بھگوان! یہ پرجا (مخلوق)، کس سے پیدا ہوئی ہے؟"

(۴) پرجاپتی نے رُوح اور مادہ کو مخلوق کی

تولید وتنسیل کی نیّت سے پیدا کیا

(۴) اس نے اُس کو کہا۔ "فی الحقیقت پرجاپتی (خالق عالم) کو پرجاؤں (اولاد) کی خواہش ہوئی۔ تب اُس نے تپ کیا۔ اور تپ کرنے کے بعد ایک جوڑا پیدا کیا۔ (ریئی) (مادہ) اور پران (رُوح یا سانس) اُسے خیال تھا کہ "یہ دونو میرے لئے مختلف قسم کی پرجا (مخلوق) پیدا کریگی"

(۴) سورج اور چاند کا جوڑا

(۵) "پران دراصل سُورج ہے۔ مادہ دراصل چاند ہے"

(۵) مادہ جسمانیّت کی بنیاد ہے

"مادہ دراصل یہاں شکل والا اور بے شکل والا ہے اِس لئے (مورتی یا شکل ہی) مادہ ہے"

(۶) سُورج روحانیّت کی بنیاد ہے

(۶) اب سُورج نِکلکر جب پُورب کی طرف داخل ہوجاتا ہے۔ وہ اس لئے پُورب کے پرانوں (سانسوں یا زندگیوں) کو اپنی کرنوں میں ملاتا ہے۔ جب وہ دکن کو پچھم کو، اُتر کو نیچے اور اوپر جو درمیانی سمتیں (دِشائیں) ہیں۔ سب کو روشن کرتا ہے۔ اُسی سے تمام پرانوں کو (اپنے) کرنوں میں ملاتے ہے"

(۷) پس یہ ویسوانز (عالمگیر اگنی) تمام شکلوں والا ہے
رچا (رگ وید کے منتر) نے اِسے ایسا ہی بتایا ہے:۔
(۸) "..... (اِسے) جو تمام شکلوں والا ہے سُنہرا ہے۔ سب کا جاننے والا ہے۔ پرم گتی ہے۔ لاثانی (اکیلا) نور ہے۔ سب کا تپانے والا ہے۔ ہزاروں کرنوں والا۔ سینکڑوں طریقوں سے سلوک کرنے والا ہے۔ یہ سورج تمام پرجاؤں (مخلوق) کا پران ہوکر طلوع ہوتا ہے"

(۷)۔ برس پرجاپتی ہے

(۹)۔ "برس (سال۔ سموت) پرجاپتی (خالق عالم) ہے"
"اب فی الحقیقت جو لوگ (یہ) سوچتے ہیں۔ کہ یگیہ اور شبھ کرتب کے پھل ہمارے لیئے ہیں۔ (اور یہی سب سمجھ ہے) وہ چندر لوک کو جاتے ہیں۔ وہ واقعی پھیر یہاں (اسی زمین پر) لوٹ آتے ہیں۔ اس لیئے یہ رشی جو اولاد کی خواہش رکھنے والے ہیں۔ دکشن مارگ (جنوبی طریق) کو پراپت ہوتے ہیں۔ یہ رئی (مادیت یا مادہ پرستی) پتروں کے لوگ کولے جاتی ہے"
(۱۰)۔ "لیکن جو تپ۔ برہمچریہ شردھا اور ودیا کے ساتھ آتما کو ڈھونڈتے ہیں۔ وہ سورج کو پراپت ہوتے ہیں۔ (سورج) پرانوں (زندگیوں یا سانسوں) کا

گھر ہے۔ وہ امر۔ ابھے ہے۔ (لافانی اور بیخوف ہے) یہ پرم گتی (معراج یا اشٹ) ہے۔ اس سے وہ پھر واپس نہیں آتے۔ کیونکہ وہ اسے اِتی (اثبات) کہتے ہیں۔ یہ جنمنے کی روک مقام ہے۔ اس کی تائید میں یہ شلوک (نظم) ہے:-

(۸)۔ ویدک نشریح برس یا سمت سر کی نسبت

(۱۱) — "لوگ کہتے ہیں۔ وہ باپ ہے۔ پانچ پیروں والا۔ اور بارہ شکلوں والا ہے۔
زیادہ پانی والا ہے۔ جو سورگ سے بھی زیادہ اونچا ہے۔
دوسرے اس کو گیانی بتاتے ہیں۔
جس کے سات پہیوں میں چھ ارے ہیں۔ (جس پر سارا جگت قائم ہے)"

(۹) بارہ مہینے پرجاپتی ہیں۔ یگیوں کی نظر سے

(۱۲) "مہینہ فی الحقیقت پرجاپتی ہے۔ اس کا کرشن پکش (اندھیرا پاکھ) رئی (مادہ) ہے۔ اور اس کا شکل پکش (اُجالا پاکھ) پران (روح یا سانس یا زندگی) ہے اس لئے کچھ رشی (لوگ) شکل پکش میں یگیہ کرتے ہیں اور کچھ کرشنا پکش میں"

(۱۰) دن رات پرجاپتی ہیں۔ مجامعت کی نظر سے

(۱۳) — "رات اور دن فی الحقیقت پرجاپتی ہیں ان میں سے دن فی الواقعی پران (روح۔ سانس یا زندگی)

ہے۔ وہ جو دن کو (اپنی) عورت کے ساتھ مجامعت کرتے ہیں۔ اپنے پران کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اور جو رات کو عورت سے مجامعت کرتے ہیں۔ وہ برہمچاری (ہی) بنے رہتے ہیں"

(۱۱) ان (غذا) پرجاپتی ہے

(۱۴)۔ "ان (غذا) پرجاپتی ہے۔ اِسی سے ویرج (دھات) ہے۔ اسی سے پرجا (مخلوق) پیدا ہوتی ہے"

(۱۲) آخری نتیجہ کا یقین

(۱۵)۔ "اب وہ لوگ جو پرجاپتی کے اس قاعدہ کے پابند ہیں۔ وہ جوڑے پیدا کرتے ہیں۔
انہیں کے لئے یہ برہم لوک ہے۔
انہیں میں برہمچریہ اور تپ ہے۔
(اور) انہیں میں سچائی قائم ہے۔

(۱۶)۔ "انہیں کے حصہ میں وہ برہمہ لوک آویگا۔ جو گرد و غبار سے پاک ہے۔ ان میں ٹیڑھا پن (مکر و فریب) جھوٹ اور بھرم (مایا) نہیں ہے"



دوسرا پرشن

(۱) شخصی طاقتوں اور اُن کی اصلیت کی بابت سوال

(۱) - تب بھارگو - خلف وِدربھ نے (پپلا دِرشی سے)
پُوچھا :-

[ا] - "کتنے دیوتا (شخصی لطیف طاقتیں) پرجا (مخلوق) کے ساتھ رہتے ہیں ؟

[ب] - "کتنے (اس کے جسم کو) روشن کرتے ہیں ؟

[ج] - "اور پھر کون ان میں سے سب سے زیادہ سریشٹ (افضل) ہے "

(۲) [ا] اور [ب] کا جواب

(۲) - اُس (بھارگو) سے اُس (پپلا درشی) نے کہا :-

[ا] - آکاش ہی دراصل یہ دیوتا (طاقت) ہے -
(اور) آگ - پانی - پرتھوی - بانی (کلام) ، من - آنکھ اور کان بھی (بصارت اور سماعت)

[ب] - وہ (دیوتا) اِس (جسم) کو روشن کر کے کہنے (جھگڑنے) لگے :- "ہم اس شریر کو سہارا دے کر قائم کئے ہوئے ہیں " ؛

[س] کا جواب

(۳) - تب پران نے جو در اصل ان سب میں سرشٹ (افضل) ہے بولا :- تم بھرم میں نہ پڑو - یہ میں ہی ہوں جس نے اپنے آپ کو (آتمانم) پانچ قسموں میں تقسیم کرکے اس جسم کو سہارا دے کر قائم کر رکھا ہے -

(۴) "تب یہ پران گویا ناز (غرور) سے اونچا اٹھا (باہر نکلنے لگا) اب جب وہ باہر نکلتا ہے - تو سب کے سب یہ دوسرے بھی واپس آتے (اور) ٹھہرتے ہیں -

"جیسے جب (شہد کی) مکھیوں کا راجہ نکل جاتا ہے تب ساری مکھیاں اڑ جاتی ہیں - اسی طرح من - بانی - آنکھ - کان (سب کی کیفیت ہوئی) تب انہوں نے خوش (مطمئن) ہو کر پران (روح - سانس یا زندگی) کی استتی گائی "

(۳) عالمگیر پران

(۵) "وہ اگنی بن کر گرم ہوتا ہے - وہ سورج ہے -
وہ پرجنیہ (بادل کی طرح فیاض) ہے - وہ وایو (ہوا) ہے -
وہ پرتھوی - مادہ (رئی) ہے - وہ دیو ہے -
وہ ست ہے - وہ است (ہستی ناقابل بیان) ہے - اور وہ امرت (لافانی) ہے "

(۶) "جس طرح رتھ کی نابھی میں آرے (قایم رہتے ہیں)

اسی طرح ہر شے پران میں قائم ہے۔
رگ۔ یجر۔ سام کے منتر
یگیہ۔ کشتری اور براہمن (سب اس پران پر قائم ہیں)
(۷) "تو پرجاپتی بنکر گربھ میں حرکت کرتا ہے۔
" تو ہی پھر پیدا ہوتا ہے۔
" تیرے ہی لئے اے پران! یہ پرجائیں نذر لاتی ہیں"
" (دیہ) تو ہے جو اندریوں کے ساتھ رہنے والا ہے"
(۸) " تو دیوتاؤں کے لئے سب سے اچھا (ہوی) پہچانیوالا ہے۔
" تو پتروں کے لئے خاص سودھا (پنڈ دان) ہے۔
" تو ہی رشیوں کا سچا چرتر (کیفیت) ہے،
" جو اتھرون اور انگیرس کی اولاد ہیں"
(۹) " اے پران! تو اپنے تیج (جلال) سے اندر ہے۔
" تو رُدر کی طرح حفاظت (رکشا) کرنیوالا ہے۔
" تو آکاش میں گھومتا ہے۔
" سورج کی طرح تو روشنیوں کا مالک ہے"
(۱۰) " جب تو اُن پر برستا ہے۔
" تب اے پران! یہ تیری پرجائیں۔
" آنند روپ ہو کر قائم ہوتی ہیں۔ کہ
" اب ہم کو جتنی خواہش ہے۔ (اس کے موافق) غلہ پیدا ہو گا"

(۱۱) "تو وَرانیہ ہے۔ اے پران! اکیلا رشی!
" کھانیوالا۔ تمام جگت کا اچھا مالک!
" ہم تیرے لئے ناج (غذا) دینے والے ہیں
" تُو ماتَ رِشوا! سب کا باپ ہے"

نوٹ:- ورانیہ اُسے کہتے ہیں۔ جس کا سنسکار نہیں کیا جاتا۔ پران چونکہ سب سے پہلے پیدا ہُوا تھا۔ اِس کا سنسکار کون کر سکتا ہے وہ ہمیشہ سے پاک اور شُدھ ہے۔

(۱۲) "تیرا وہ روپ جو بانی میں رہتا ہے۔
" جو کان میں رہتا ہے۔ جو آنکھ میں رہتا ہے۔
" اور جو من میں پھیلا ہُوا ہے۔
" اُس کو کلیان والا بنا۔ باہر نہ جا"

(۱۳) "تمام دُنیا پران کے اختیار میں ہے۔
" یہانتک کہ جو کچھ ترلوکی میں ہے۔
" جیسے ماں اپنے لڑکے کی حفاظت کرتی ہے۔ تو ہمیں بچا۔
" ہم کو شری (اقبالمندی) اور پرگیا (دانائی) دے"



تیسرا پرشن



(۱) پران کی بابت سوال

(۱) تب کوسلیہ اسول کے لڑکے نے اُس (پپلاد) سے پوچھا۔

[الف] بھگون! یہ پران کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟

[ب] وہ اس جسم میں کیسے آتا ہے؟

[ج] اور وہ کس طرح اپنے آپ کو تقسیم (آتمنم) کرکے قائم کرتا ہے؟

[د] وہ کس میں سے ہوکر نکلتا ہے؟

[ہ] اس کے باہری تعلقات کیسے ہیں؟

[و] اور آتما کے ساتھ کیسے تعلقات کو قائم رکھتا ہے؟"

(۲) - تب اُس نے اُس سے کہا:۔
تُو نے سوال کی حد کردی (انتہا درجہ کا مشکل سوال پوچھا۔ لیکن تُو بڑا برہمشٹی (برہما کا اشنٹ رکھنے والا) ہے۔ اسلئے میں تجھ سے کہتا ہوں"

(۲) [الف] پران کی ابتدا

(۳) یہ پران آتما سے پیدا ہوتا ہے۔

(۳) (ب) جسم میں داخلہ

جیسے پُرش پُرش میں چھایا (سایہ) ہوتی ہے۔ ویسے ہی یہ اس میں پھیلا ہوا ہے۔ اور من کے کاروبار سے یہ شریر میں آتا ہے +

(۴) [ج] جسم میں اس کا قیام اور تقسیم

(۴) جیسے کوئی راجہ اپنے افسروں کو حکم دیتا ہے۔ کہ (تم) ایسے ایسے گاؤں پر حکومت کرو۔ ویسے ہی یہ پران دوسرے پرانوں کو جُدا جُدا کاموں پر لگاتا ہے +

(۵) - اپان گدا (مقعد) اور اندری (آلہ تناسل) میں رہتا ہے۔ پران خود کان اور آنکھ میں رہتا ہوا منہ اور ناک میں قائم ہوتا ہے۔ بیچ درمیان میں سمان ہے وہ دی ہوئی غذا کو ہر جگہ لے جاتا (پہنچاتا) ہے۔ اس پران سے سات شعلے پیدا ہوتے ہیں (۱ * ۰)

(۶) آتما فی الحقیقت ہردے میں ہے۔ یہاں ایک سو ایک ناڑیاں ہیں۔ اور ان کی سَو سَو (چھوٹی ناڑیاں) ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی بہتر بہتر ہزار شاخیں ہیں۔ ایمن ویان

---

۱ * ۰ دو آنکھ + دو کان + دو ناک + ایک منہ = سات شعلے

۲ * ۰ ان ناڑیوں کا ذکر کٹھ اپنشد اور برہد آرنیک اپنشد میں بھی آیا ہے۔ ۱۰۱ ناڑیاں خاص ہیں۔ پھر ایک ایک کی سَو سَو شاخیں ہیں۔ ان میں سے پھر ایک ایک کی بہتر ہزار شاخیں ہوئیں۔ یعنی ۱۰۱۰۰ × ۷۲۰۰۰ = ۷۲۷۲۰۰۰۰۰۰۔ ان میں

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴ پر ملاحظہ ہو]

گھومتا ہے۔ (محیط)۔

[د] پران کا نکلنا

(۷)۔ اب اُدان اوپر جانے والا پران ایک ناڑی (سُشمنا) سے پُنیہ سے پُنیہ لوک کو لے جاتا ہے، پاپ سے پاپ لوک کو۔ اور دونوں (پاپ پنیہ) سے منشیہ لوک کو لے جاتا ہے۔

(۶-۷) [ج] اور [د] شخصی اور کائناتی تعلقات

(۸)۔ "سورج فی الحقیقت باہری پران (ہوکر) اُدے (طلوع) ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ ہے۔ جس کی مدد سے آنکھ میں پران ہے۔ جو دیوتا پرتھوی میں (اگنی) ہے۔ وہ منشیہ کے اپان کو مدد دیتا ہے۔ جو درمیانی وسعت (آکاش) میں ہے۔ وہ سمان ہے۔ ہوا (وایو) ویان (پھیلی ہوئی سانس) ہے"۔

(۹)۔ "تیج (گرمی) اُدان ہے۔ اس لئے جس کے جسم کا تیج ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ وہ پُنر جنم کو پاتا ہے۔ (اور) اس کی تمام اندریاں من میں لین (جذب) ہو رہتی ہیں"۔

(۸) چت سے کرم اور جنم

(۱۰)۔ "جس کا جیسا چت ہے۔ اُس کے ساتھ وہ پران کی طرف چلتا ہے۔ اور پران تیج سے اُدان سے ملا ہوا

(بقیہ نوٹ)
سے اگر سب کا میزان لگایا جائے۔ تو ۱۰۱ + ۱۰۱۰۰ + ۷۲۷۲۰۰۰۰۰ = ۷۲۷۲۱۰۲۰۱ ناڑیاں ہوئیں۔

آتما کے ساتھ (سوکشم شریر کو) اپنے لئے تیار کئے ہوئے
لوک کو لے جاتا ہے۔ (جو اس کے چت میں بنا ہوا ہے)

(۹) خلاصہ

(۱۱)۔ جو جاننے والا اس طرح پران کو جانتا ہے۔ اس
کی اولاد ضائع نہیں جاتی۔ وہ امرت (لافانی) ہوتا ہے
اس (خیال) کی تائید میں یہ شلوک نظم ہے:۔

(۱۲) "(پران کی) ابتدا۔ داخلہ۔ قیام
پانچ طرح پر (اس کا) پھیلاؤ
اور آتما کے ساتھ اسکے تعلق کے
جان لینے سے انسان کو امرپد ملتا ہے
اسکے جان لینے سے انسان کو امرپد ملتا ہے"۔

چوتھا پرشن

(۱) نیند اور سونے کی بابت

(۱) تب گارگیہ سورج کے پوتے نے (پپلاد سے) پوچھا:۔
[الف] بھگون! وہ کون ہیں۔ جو اس پرش میں (سوتے
وقت) ہوتی ہیں؟
[ب] وہ کون ہیں۔ جو جاگتی ہیں؟

[ج]- وہ کون دیو ہے-جو خواب دیکھتا ہے؟
[د]- کس کو (سُوشپتی کی گہری نیند میں) سُکھ ہوتا ہے؟
[ہ] اور کس کس میں یہ سہارا لیتے ہیں؟

(۲) [الف] نیند کیوقت اندریاں من میں لے ہوتی ہیں

(۲)- تب اُس (پپلاد) نے اس (گارگیہ سے) کہا:- اے گارگیہ! جیسے سُورج کی کرنیں ڈوبتے وقت اس سے (ملکر) ایک ہو جاتی ہیں- اور جب وہ (سورج) نکلتا ہے تب پھر پھیل جاتی جاتی ہیں- اسی طرح یہ سب (اندریاں) اپنے سے اونچے دیو من میں (ملکر اس سے) ایک ہو رہتی ہیں؛

اس وجہ سے اُس حالت میں یہ پُرش نہ سنتا ہے- نہ دیکھتا ہے- نہ سُونگھتا ہے- نہ چکھتا ہے- نہ پکڑتا ہے- نہ آنند بھوگتا ہے- نہ (بِیں) تیاگتا ہے- نہ چلتا ہے- وہ (صرف) سوتا ہے- لوگ ایسا کہتے ہیں"

(۳) [ب] پانچ پران یگیہ کی اگنیوں کی طرح نہیں سوتے

(۳)- "اس (جسم) کے شہر میں پرانوں (کی اگنیاں ہی) جاگتی ہیں- اپان وایُو اس میں گارہ پتیہ (گرہست کی) اگنی ہے- ویان- انواہاریہ پچن (دکشن یگیہ کی) اگنی ہے- اور جس وجہ سے گارہ پتیہ سے باہر لائی جاتی ہے؛

(۴)- سانس کا باہر نکالنا اور اندر کھینچنا دو (یگیہ کی)

آ ہوتی ہیں۔ جو سانس ان دو نو کو برابر تقسیم کرتی رہتی ہے۔ وہ سمان وایو ہے۔ من فی الحقیقت (یگیہ کرنے والا) ججمان ہے۔ اس یگیہ کا پھل اُدان (اوپر اٹھانے والا وایو) ہے۔ وہ یگیہ کرنے والے کو روز روز برہمہ کو پہنچاتا ہے"۔

(۴) [ج] برہمانڈی من خواب دیکھنے والا ہے

(۵) "تب یہ دیو خواب میں مہما کا انوبھو کرتا ہے جو (پہلے) دیکھے ہوئے کو پھر دیکھتا ہے۔ جو (پہلی) سُنی ہوئی بات کو پھر سنتا ہے۔ جو (اس نے) دوسرے (مختلف) مقامات اور ملکوں میں بھوگا ہے۔ وہی بار بار بھوگتا ہے دونو ہی (اس جنم میں) نہ دیکھا ہوا اور دیکھا ہوا (دوسرے جنم میں) سُنا ہوا (اس جنم میں نہ سُنا ہوا (دوسرے جنم میں) انوبھو کیا ہوا اور (اس جنم میں) انبھو نہ کیا ہوا۔ دونو ست اور است۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ وہ اُسے دیکھتا ہے۔ اور وہی سب کچھ ہوا۔ اور ہو گیا رہتا ہے"۔

(۵) [د] من کی مجہولیت میں سوشپتی کا سُکھ

(۶) "اور جب وہ (منومے دیو) تیج (اُدان) سے دبا لیا جاتا ہے۔ تب وہ دیو خواب کو نہیں دیکھتا ہے۔ اور اس وقت وہ اس شریر میں خوش ہو جاتا ہے"

(۶) [۵] - پرماتما میں آسرا لینا

(۷) - "اُے پیارے! جس طرح پرند درخت پر اپنے گھونسلے میں، آسرا لیتا ہے۔ اُسی طرح یہ سب کچھ پرماتما میں آسرا لیتا ہے"۔

(۸) - "پرتھوی اور پرتھوی کی ماترا۔ جل اور جل کی ماترا۔ اگنی اور اگنی کی ماترا۔ وایو اور وایو کی ماترا۔ آکاش اور آکاش کی ماترا۔ آنکھ اور جو کچھ (آنکھ سے) دیکھا جاتا ہے۔ کان اور جو کچھ (کان سے) سنا جاتا ہے۔ ناک اور جو کچھ (ناک سے) سونگھا گیا۔ زبان اور جو کچھ (زبان سے) چکھا گیا۔ چمڑا اور جو کچھ (چمڑے سے) چھوا گیا۔ بانی اور جو کچھ (بانی سے) بولا گیا۔ ہاتھ اور جو کچھ (ہاتھ سے) پکڑا گیا۔ اندری (آلہ تناسل) اور جو کچھ (اندری سے) بھوگا گیا۔ پاؤں اور جو کچھ (پاجس پر پاؤں سے) چلا گیا۔ گدا (مقعد) اور جو کچھ (گدا سے) خارج کیا گیا۔ بدھی اور جو کچھ (بدھی سے) جانا گیا۔ اہنکار اور جو کچھ (اہنکار سے) مانا (اور ابھمان) کیا گیا۔ چت اور جو کچھ (چت سے) سوچا (یا یاد) کیا گیا تیج اور جو کچھ (تیج یا جلال سے) پرکاش کیا گیا۔ پران اور جو کچھ (پران سے) سہارا پاتا (یا پا سکتا) ہے"۔

(۹) فی الحقیقت یہ دیکھنے والا۔ چھونے والا سننے والا۔ سونگھنے والا۔ رس لینے والا۔ سوچنے والا

جاننے والا - کرنیوالا - وگیان آتما پرش ہے - وہ اس اکشر آتما میں سہارا لیتے ہیں ۔

(۷) گیان اور ساکشاتکار

(۱۰) اے پیارے ! فی الحقیقت جو اس اکشر (برہم) کو جانتا ہے - جو بغیر سایہ - بغیر جسم - بغیر رنگ کے ہے - اور شدھ چمکنے والا ہے - وہ (جاننے والا) بلاشبہ اس پرم اکشر کو پا لیتا ہے - ہاں وہ سب کا جاننے والا ہوتا ہے - (اور) سب کچھ ہوتا (ہو جاتا) ہے - (اس خیال کی تائید میں) یہاں یہ شلوک (نظم) ہے :-

(۱۱) — اے پیارے ! جو اکشر (برہم) کو پہچانتا ہے -
جس پر جاننے والا آتما اور اس کے تمام دیوتا
اور پران اور بھوت قائم ہیں - وہ سب کچھ
جانتا ہوا سب کچھ میں داخل ہو جاتا ہے -"

پانچواں پرشن

(۱) ادم پروچار

(۱) تب ستیہ کام خلف شیوی نے اس (پپلاد) سے پوچھا :- "بھگون ! اگر کوئی شخص آدمیوں میں سے مرنے کے

وقت تک اوم (اکشر) پر وچار (یا دھیان) کرے۔ تو وہ اس (کی مدد) سے کس لوک کو پائیگا؟"

(۲) اوم اور برہمہ کے جزوی یا کلی وچار سے عارضی یا دائمی نجات

(۲)۔ "اے ستیہ کام! یہ اوم پر (پرے کا) اور اپر (ورے کا) برہمہ ہے۔ یہ اکشر ہے۔ اس لئے وہ جو اسے جانتا ہے۔ وہ اُسی سہارے سے دونوں میں سے ایک کو پاتا ہے"۔

نوٹ (۱)۔ اکشر سنسکرت مادہ آشو (محیط) سے نکلا ہے۔ یہ اشارہ ہے بیج ہے۔ کارن ہے۔ جوہر ہے۔ عطر ہے خلاصہ ہے۔ لب لباب ہے۔

نوٹ (۲)۔ اوم۔ سنسکرت مادہ اَو (چلنا محفوظ رکھنا) اور م (من) سے نکلا ہے۔ اس میں دو اوصاف ہیں او (حرکت) اور م (من) اسی رعایت سے۔

نوٹ (۳)۔ برہمہ۔ سنسکرت مادہ ورہ (بڑھنا) اور م (من) سے نکلا ہے۔ اور

نوٹ (۴)۔ آتما۔ سنسکرت مادہ ات (حرکت) اور م (من) سے نکلا ہے۔

نوٹ (۵)۔ اوم، برہمہ اور آتما تینوں میں یہ معنوی رعایت موجود ہے۔ جس کی جانب کسی کی خیالی نظر نہیں جاتی۔ اس لئے وہ اصلیت کو کم سمجھتے ہیں۔ ان دونوں کی مشمولی کیفیت میں کمال

ادم - مکمل برہمہ اور مکمل آتما ہے۔

(۳) "اگر وہ (اس ادم کے) ایک ماترا آ کا کسی ایک سے تعلیم پا کر جلد اس پرتھوی پر امر نے کے بعد) آتا ہے۔ اس کو رچائیں (رگ وید کے منتر) منشیہ لوک میں لے آتے ہیں۔ یہاں تپ - برہمچریہ - اور شردھا سے سنجکت ہو کر وہ مہما کا انوبھو کرتا ہے۔"

(۴) "اب اگر وہ من سے سنجکت ہو کر دو ماترا ا اور اُ پر وچار کرتا ہے۔ تو یجر وید کے منتر اُسے چندر لوک کے درمیانی کرہ کو لیجاتے ہیں۔ وہ چندر لوک کی مہما کو انوبھو کر کے پھر یہاں (پرتھوی لوک) میں واپس آتا ہے"

(۵) پھر جب وہ پرم پرش کے تین ماتراؤں ا+اُ+م- اوم منتر پر وچار کرتا ہے۔ وہ سورج کے تیج (جلال) سے ملتا ہے۔ اور جس طرح سانپ اپنی کینچلی چھوڑ دیتا ہے۔ ویسے ہی وہ فی الحقیقت پاپ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ سام وید کے منتر اُسے برہمہ لوک کو لے جاتے ہیں۔ تب وہ جسم کے اندر رہنے والے پرش کا درشن پاتا ہے۔ جو اس جینا میں زیادہ اونچے سے بھی اونچا ہے۔ اس (خیال کی تائید) میں یہاں دو شلوک (نظمیں) ہیں:-

(۶) "تین ماتراؤں (ا+اُ+م) کا وچار مہلک ہوتا ہے الگ الگ ایک کے بعد ایک (کے وچار سے)

باہری - اندرونی اور درمیانی کرموں میں جب ان کا مناسب استعمال کیا جاتا ہے۔ تب جاننے والا نہیں کا پتا (۷)- رگ کی رچاؤں سے وہ اس لوک میں آتا ہے۔ یجر کے منتروں سے انترکش (درمیانی لوکوں) کو سام کے گانے سے اس برہمہ لوک کو جاتا ہے۔ جسے شاعر جانتے ہیں۔
اُس اکشر اوم کے سہارے سے ہی گیانی اُسے پاتا ہے جو شانت - اجر - امر - اور اُبھئے ہے -"

چھٹا پرشن

*

(۱) سولہ کلا کا پُرش

(۱) - تب شُوکیش خلف بھر دواج نے اُس اپلاد (رشی) سے پُوچھا :-

*- اس سولہ کلا کا بیان اُپنشدوں کے دیباچہ میں آگیا ہے - وہاں دیکھ لینا یہ دیباچہ اُپنشد میگزین کے چار نمبروں میں آچکا ہے - اور بہت ضخیم ہے - قریب قریب سب اُپنشدوں کے تعلیم کا عطر اسمیں کھینچکر بھر دیا گیا ہے۔ (مترجم)

بھگون! کوشل دیش کا شاہزادہ ہرنیہ نابھ میرے
پاس آیا۔ اور مجھ سے یہ سوال پوچھا۔ بھردواج! کیا تم
سولہ کلا والے پرُش کو جانتے ہو؟ میں نے اُس راجکمار
کو کہا۔ میں اُسے نہیں جانتا۔ کیا اگر میں اُسے جانتا تو تم
سے نہ کہتا! فی الحقیقت جو جھوٹ بولتا ہے۔ جڑ تک کو
سُوکھا دیتا ہے۔ اس لیئے یہ مناسب نہیں ہے۔ کہ میں جھوٹ
بولوں' وہ اپنے رتھ پر سوار ہوا اور خاموش ہو کر چلا گیا۔
مَیں تم سے پوچھتا ہوں:۔ وہ (سولہ کلا والا) پرُش
کہاں ہے؟"

(۲)۔ اُس (پپلاد) نے تب اُسے کہا۔ اے پیارے!
یہاں اسی جسم میں وہ پرُش ہے۔ جسے لوگ سولہ کلا والا
کہتے ہیں"۔

(۳)۔ "اُس (پرُش) نے اپنے اندر سوچا۔ "کس کے
چلے جانے سے میں چلا جاؤنگا؟ کس کا مضبوط سہارا لینے
سے مجھے مضبوط سہارا ملیگا؟"

(۴)۔ "اُس نے پران کو پیدا کیا۔ پران سے شردھا
آکاش۔ ہوا۔ تیج۔ جل۔ پرتھوی۔ اِندریہ۔ مَن۔ ان پیدا
ہوئے۔ ان سے ویریہ۔ تپ۔ منتر۔ کرم۔ اور لوکوں
میں نام بھی (پیدا ہوئے)"

(۵)۔ جیسے ندیاں بہتی ہوئیں سمندر کو چلی جاتی ہیں۔
جب وہ سمندر کو پہنچ جاتی ہیں۔ تو غائب ہو جاتی ہیں۔ ان

کے نام روپ دونوں کا ابھاو ہو جاتا ہے۔ اور وہ سمندر (ہی سمندر) کہلاتا ہے۔ اسی طرح اس ساکشی (ناظر شاہد۔ گواہ) کی سولہ کلائیں جو پرش کی طرف جا رہی ہیں۔ جب وہ پرش کو پہنچ جاتی ہیں۔ تو غائب ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے نام روپ بھی غائب ہو جاتے ہیں۔ پرش (ہی پرش) ہے۔ وہ (صرف) یہی کہلاتا ہے۔ اور پھر وہ بغیر کلا کے رہ جاتا ہے۔ اور امرت ہے۔ اس (خیال کی تائید) میں یہ شلوک ہے:

(۶) "سب کلائیں جس پر اس طرح ٹھہری ہیں۔
جیسے رتھ کی نابھی میں آرے۔
وہ پرش جو جاننے کے قابل ہے تم اُسے جانو
جس سے کہ موت تم کو دُکھ نہ دے"

(۳) تعلیم کا خلاصہ

(۷) تب اس (پپلاد) نے انہیں کہا: یہاں تک میں سچائی کو جانتا ہوں۔ میں پربرہمہ کو جانتا ہوں۔ اُس سے اونچا کچھ بھی نہیں ہے"

(۸) انہوں نے اس کی تعریف کی:۔ فی التحقیقت تم ہمارے باپ ہو۔ جو ہم کو گیان سے دوسرے کنارے پر تار کرنے آئے ہو۔ پرم رشیوں کو نمسکار ہے۔ پرم رشیوں کو نمسکار ہے!"

پرشن اُپنشد

ختم

تاکید

اس پرشن اُپنشد کو یہاں ہی تک نہ پڑھو۔ اس کے آگے صفحوں کی تفسیر کو بھی دیکھو۔ تاکہ تعلیم کم از کم عملی طور پر مکمل ہو جائے۔ بالکل مکمل علمی اور عملی سادھن سے ہوگی۔ جس کے اِشارے ایش اُپنشد میں ہر جگہ کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ اور ہیں سب کچھ تم کو بتانے کے لئے تیار ہوں۔ شوق اور ادھکار کی صرف ضرورت ہے ٭

شیوبرت لال

پرشن اُپنشد

(۲)

واضح سوال و جواب کے سلسلہ میں صاف اور خاطر نشین تفسیر

شیوبرت لال

مقیم رادھاسوامی دھام
براہ گوپی گنج - راج بنارس

قیمت پختہ عہ بلا وضع کمیشن یا رعایت کے

۱۲ نمبروں کے مستقل خریداروں کیلئے یکجائی چہ میں

دیباچہ

پرشن اُپنشد کے چند خاص مُستعملہ الفاظ کے مطالب

(۱) چند ویدک اصطلاحات کی تشریح

وید اصل میں تین ہیں۔ (۱) رِگ وید۔ (۲) یجُر وید۔ (۳) سام وید۔

[الف] رگ یا رک۔ سنسکرت مادہ رِچ (استتی یا چلنا) سے نکلا ہے۔ اس سے دیوتاؤں کی مدحت سرائی مقصود ہے۔

[ب]۔ یجُر یا یجُس۔ سنسکرت مادہ یج (پوجا) سے نکلا ہے۔ اس سے صحبت۔ قُربت اور محبت مراد ہے

[ج] سام۔ سنسکرت مادہ شو (برباد کرنا) اور م۔ منٗ (سوچنے) سے نکلا ہے۔ اس کا مطلب ثناخوانی۔ خوش کرنا خوش ہونا۔ محبت سے بولنا ہے۔

نوٹ۔ ان تینوں میں اتھرو بطور ضمیمہ یا اضافہ کے ہے۔ یہ سنسکرت مادہ اتھ (خوش اقبالی کا جزو کلام) اور رِچ (چلنا) سے نکلا ہے۔



(۲) ویدوں کی اصلیت

[الف] رگ وید۔ زندگی کی رفتار۔ ابتدائی رفتار۔ یا تعریف گانا ہے۔ یہ اس کی بزرگی اور عظمت ہے۔

[ب] یجر وید۔ زندگی کی درمیانی رفتار۔ پوجا۔ تعظیم اور پرستش ہے۔ یہ اس کی بزرگی اور عظمت ہے۔ پوجا دو طرح کے مقصد کی غرض سے کی جاتی ہے۔ ایک اپنی ذاتی بہتری کی نیت سے۔ دوسری کسی دشمن کی بربادی کی نیت سے۔ اس لئے اس کی دو قسمیں ہیں۔ ذاتی بہتری کا خیال سفید۔ صاف اور شفاف رنگ رکھتا ہے۔ دوسرے کی بدی کا خیال سیاہ۔ کالا اور کثیف رنگ رکھتا ہے۔ اس وجہ سے اس وید کی دو صورتیں ہو گئیں۔ شکل (سفید) اور کرشن (کالا) ویدک اتہاس میں آتا ہے۔ کہ پہلے یاگیہ ولکیہ اس کا عالم اور عامل تھا۔ ویشمپاین رشی کے شاگرد کے دل میں اس کے برخلاف تعصب اور کدورت پیدا ہوا۔ وہ لڑ بیٹھا۔ یاگیہ ولکیہ نے اس یجر وید کو قے کر دیا۔ اور اس شاگرد نے تیتر بنکر اس قے کو کھا لیا۔ اسی نے تیتر ہونے کی وجہ سے ویدوں کی تیتری شاکھا کی بنیاد ڈالی جس کی اپنشد تیتریہ اپنشد ہے +

[ج]۔ سام وید اعلیٰ اور اونچا وید ہے۔ یہ اس کی عظمت بزرگی اور مہما ہے +

(نوٹ ۱)۔ اس نظر سے تین وید ہوئے۔ رگ وید پہلا ابتدائی

اور بنیادی ہے۔ یجر وید درمیانی ۔ بچلا اور وسطی ہے۔ اور سام وید علوی ۔ اونچا اور چوٹی کا ہے ؛

(نوٹ ۱۲)۔ اس کی صراحت اس پرشن اپنشد کے پانچویں پرشن کے آخری دو شلوک پانچویں اور چھٹے میں موجود ہے وہ نہایت واضح اور صاف لفظوں میں ان کی ترتیبی حیثیت کو قائم کرتی ہے ؛

(۳) تین ویدوں کے منازل مراد

[الف] ۔ رگ وید سے پرانی اس لوک یعنی پرتھوی لوک میں آکر پیدا ہوتا ہے۔ پیدائش کی دھار کا سلسلہ اسی سے پھوٹ نکلتا ہے ؛

[ب] ۔ یجر وید کی پوجا پاٹ یگیہ اور کرم کرنے سے پتری لوک ۔ درمیانی لوک ۔ چندر لوک خواہ انترکش لوک میں عارضی طور پر جگہ ملتی ہے ۔ اور سنچت کرموں کے پھل کو بھوگ کر انسان کو پھر زمین پر آکر جنم لینا پڑتا ہے ۔ اور وہ بار بار جنمتا مرتا رہتا ہے ۔ اس کی مکتی یا نجات نہیں ہوتی ۔ اس تمام کرم کانڈ کا پھل عارضی ۔ فانی ۔ اور تھوڑے دنوں کا ہوتا ہے ۔ یہ درمیانی درجہ کے معمولی آدمیوں کا دھرم ہے جو کرم کانڈ کے گورکھ دھندوں ہی میں پھنسے ہوئے بار بار جنمتے مرتے رہتے ہیں ؛

[ج] سام وید کا عمل اونچا اور علوی ہے ۔ جس کے شغل سے انسان سورج لوک میں جاتا ہے ۔ گیان والا ہو

جاتا ہے۔ اور پھر اس پرتھوی پر واپس نہیں آتا۔ یہ قطعی نجات ہمیشہ کی مُکتی اور امرپد خواہ لافانیت کے حاصل کرنے کا طریق ہے ؎

(نوٹ ۱) - اس سام وید کی تعلیمی صراحت کا صرف اشارہ محض چھاند وگیہ اُپنشد - ورہد آرنیک اُپنشد - مُنڈک اُپنشد وغیرہ میں جا بجا آیا ہے ؎

(نوٹ ۲) - کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ سام وید کی اس تعلیم سے یجر وید بالکل کورا ہے۔ اُس میں بھی - اشارات اور خیالات بکثرت موجود ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ یجُروید کے معتقد بالعموم کرم کانڈ کے مُقلّد اور پیرو ہیں۔ ورنہ قریب قریب اُس کا جو ہر یجُر وید کے تمام اُپنشدوں میں بھی موجود ہے۔ چاہے وہ شوکل یجر وید کے ماننے والے ہوں - خواہ کرشن یجُر وید کے۔ یہاں عام طور پر ان کی کثرت نظری اور کثیر العملی کے نقطہ نگاہ سے یہ بات کہی جا رہی ہے۔ صرف اتنا ہی مقصود ہے۔ کسی کے ترجیح دینے کے خیال سے نہیں ہے ؎

(۴) سام اور یجُر وید کے ہر دو طریق کی تعلیم

(۴) - دو طریقے ہیں - ایک شمسی دوسرا قمری - ایک روحانی - دوسرا مادی - ایک خالص روحانی دوسرا جسمانی - یہ دونو ہی ہیں ہے۔ سُورج روحانیت کا چِنھ یا علامت ہے اور چندر مادیت یا جسمانیت کا چنھ اور علامت ہے ؎

(۵) اوم

اوم برہمہ کا چھنہ یا علامتی نشان ہے۔ یہ برہمہ کا نام ہے۔ خاص خاص اپنشدوں کے اندر برہمہ کے کہیں کہیں خاص خاص نام بھی آتے ہیں۔ جو ان کے مقلد اور پیروکاروں کے علم سینہ کے اشاروں کی طور پر رائج تھے۔ اور وہ رہسیہ یا راز سمجھے جاتے تھے۔ اور خاص خاص فرقہ یا شاخ سے مخصوص تھے۔ انہیں ویرشنکم کہے جاتے تھے۔ مثلاً اکہم تدون وغیرہ وغیرہ ان کے درمیان "اوم" سب میں عام ہے۔ اور اس کی بزرگی۔ برکت اور عظمت کے سب قائل تھے۔ جہاں تک قیاس جاتا ہے۔ یہ سب سے قدیم نام ہے۔ اور کثیر المعنی اور کثیر المراد لفظ ہے۔ اور اس کی معنی کی بابت کبھی کسی کو شک شبہ یا اعتراض کی گنجائش نہیں رہی۔ اور یہ برہمہ کا مقدس نام ویدوں کے منتروں کے ساتھ مستعمل تھا۔ پہلے اس کو بول کر تب منتر پڑھتے تھے یہ کیا ہے؟ ذیل میں نتیجہ اس کی صراحت کی جاتی ہے۔

[الف]۔ اوم تثلیثی وحدت اور توحیدی تثلیث ہے

[ب] اس کی تثلیث ہیں۔

(۱) ا۔ ابتدا ؤ درمیانی۔ م آخری مرحلہ ہے

(۲) ا ہستی ؤ ہستی کا اظہار م محویت ہے۔

(۳) ا وشنو ؤ رشو م برہما ہے۔

(۴)	ا	سرشٹی۔	وُ	ستھتی	م	لے ہے۔
(۵)	ا	وراٹ	وُ	انتریامی	م	ہرنیہ گربھ ہے
(۶)	ا	جاگرت	وُ	سُوپن	م	سُشپتی ہے۔
(۷)	ا	وشو	وُ	تیجس	م	پراگیہ ہے۔

(۸) اوم جُز خطاب یا متکلم ہے۔
(۹) " اثبات ہے۔
(۱۰) " منگل یا منگلاچرن۔ خواہ آدی منگل ہے۔
(۱۱) " بدیوں کا اخراج ہے۔
(۱۲) " وید ہے۔
(۱۳) " برہمہ ہے۔
[ج] (۱۴) " اُدگیت (اُلٹا راگ) (اُدھر کا گانا) اور (نغمہ آسمانی) اور (لحن روحانی) ہے۔
[د] (۱۵) " نفس مُراد ہے۔ مراد تمنا ہے۔ اِشٹ پد ہے۔
[ہ] (۱۶) اوم کا ا علوی۔ وُ درمیانی اور م تحتانی ہے۔
وغیرہ وغیرہ وغیرہ

(۹) اوم کا وِرد یا جاپ

اس اوم کا جاپ یا وِرد خاص قسم کا تھا۔ جو اب متروک ہے۔ پہلے بھی اس کا زبانی جاپ ہوا کرتا تھا۔ لیکن یہ صرف خارج پسند بہر مکھ والوں کا طرزِ عمل تھا۔ جو اب تک بھی رائج ہے۔ لیکن یہ طرزِ عمل انترمکھی باطن بین۔ یا علم ستنیہ کے عامل یا شاغل کا طریق نہیں ہے۔ بلکہ ایسے لوگ اپنے

انتر گاتے اور باطنی کانوں سے سنا کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے اُسے اُدگیت (اُدھر کا گیت) کہتے تھے۔ یہ گانا اور سننا باہری زبان یا کان سے نہیں ہوا کرتا تھا۔ بلکہ یہ پران کی زبان سے گایا اور پران ہی کے کانوں سے سنا جاتا تھا۔ اس ورد یا جاپ کا اشارہ کچھ کچھ چھاندوگیہ اور ورہد آرنیک اپنشدوں میں آیا ہے۔ علم ستیہ کی وجہ سے بھولتے بھولتے سب بھول گئے۔ کسی کسی روحانی طریق میں اب تک کسی حد تک موجود ہے ٭

پرشن اپنشد نے اس پر روشنی نہیں ڈالی۔ ہم اپنے طور پر ورہد آرنیک اور چھاندوگیہ اپنشدوں کی تفسیر کے وقت اس کی کچھ وضاحت اور صراحت کر دینگے۔ یہاں اس موقع کے لئے اتنا ہی کافی ہے ٭

(۱۰) رُوحانیت کے سات مدارج

پرشن اپنشد میں سات رشیوں کا قصہ آتا ہے۔ ایک اصل یا جڑ ملتی ہے۔ اور چھ اُس کی شاخیں ہیں۔ یہ استعارہ یا النکار ہے۔ اور فرضی کہانی ہے۔ تاکہ دلچسپ بن کر دل نشین ہو۔ اِن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) پپلاد۔
(۲) سوکیش۔
(۳) ستیہ کام
(۴) کوسلیہ

(۵) گارگیہ
(۶) بھارگو
(۷) کبندھی

اِن کی تشریح اُلٹی صورت میں سُنئے :-

(۱) کبندھی = بلغیر سر کا ٹھونٹھ = وہ انسان جسمیں ابھی تک سر کی دماغی طاقت مکمل نہیں ہوئی - جسم پرست-

(۲) بھارگو = غصہ ور انسان جس کے سِفلی جذبات منہ زور ہیں خودپسند مغرور - حواس پرست - خودی پرست -

(۳) کوسلیہ = عافیت پسند - خیر اندیش انسان - سب کا بھلا چاہنے والا - خیر پرست -

(۴) گارگیہ = خیر و عافیت پھیلانے والا انسان - عامل عمل پرست -

(۵) ستیہ کام = سچے مقصد والا انسان - گیان کا طالب علم پرست

(۶) سُوکیش = محویت پسند - اچھے بالوں والا - سماہت چت والا انسان - حقیقت پرست -

(۷) پپلاد = پیپل کا درخت - جو سرشٹی کا درخت ہے - اور ہر چہار طرف جس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں - اس کی جڑ برہما ہے اس کا تنہ وِشنو ہے - اس کی چوٹی شِو ہے - اس کی شاخیں مختلف اور متعدد دیوتا ہیں - یہ مکمل ہستی ہے - پیپل مجسم قدرت یا مجسم حقیقت کا استعارہ ہے - خواہ یہ سمجھ لو - کہ یہ معلم قدرت یا قدرتی معلم ہے -

اسی طرح ان کے باپ دادا کے ناموں کی بھی صراحت کی جا سکتی ہے +

(۱۰) سوالات

ان شاگردوں کے سوالات ان کے حسب حال ہیں۔ اور جوابات بھی ویسے ہی ہیں۔ مثلاً :-

پہلا سوال پرجا (مخلوق) کی بابت ہے
دوسرا " اندریوں کی طاقت " "
تیسرا " پران " "
چوتھا " جاگرت سوپن " "
پانچواں " ادم وچار " "
چھٹا " سولہ کلا والے پُرش " "

جو جیسا ہے۔ اُس نے ویسے ہی سوال کئے ہیں۔ اور رشی نے ان کی سمجھ کے موافق انہیں جواب دیا ہے +

(۱۱) ہرنیہ نابھ

ہرنیہ نابھ طلائی ناف والا انسان ہے۔ جو جسم کا صاف اور دل کا نورانی ہے۔ اور جس کے دیکھنے سے سُوکیش کو مکمل انسان کا خیال پیدا ہوا۔ اور اُسے سوال کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ وغیرہ وغیرہ +

(۱۲) اُلٹی صورت

یہ چھ سوالات اگر اُلٹی صورت میں غور سے دیکھے جائیں تو ان کے اندر سلسلہ کے ساتھ انسانی تمیز کے چھ مدات خودبخود

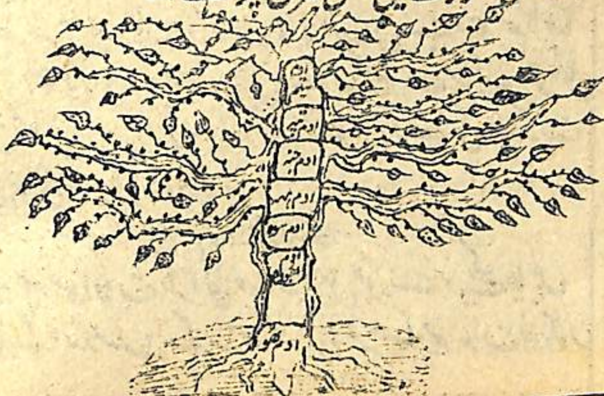
درجہ بدرجہ نظر آتے جائینگے۔ اس خیال سے کسی النکریت یا استعارہ کی کتاب کو تواریخی نظر سے نہ دیکھنا چاہئے۔ پرشن اپنشد نثر ہے۔ لیکن اُس کے ہر سوال کے آخر میں نظم آجاتی ہے۔ اس کے سات سوالوں کے اندر سرشٹی کے سات مدارج پر گفتگو ہوئی ہے۔ جس کا اشارہ گائیتری (تین طرح کے نغمہ = کثیف۔ لطیف۔ معلولی) کے پرانا یام منتر میں ہے۔ وہ منتر یہ ہے:-

اوم بھو۔ اوم بھُووہ۔ اوم سوہ

اوم مہہ۔ اوم جنہ۔ اوم تپہ

اوم ستیم

یہ کتاب اوم ہی کی تشریح ہے۔ اُس کا نقشہ پیپل کے درخت کی صورت میں اس طرح پر ہے:-



(۱۳) سوال کرنیوالی شخصیتوں کی لغوی صراحت

پپلاد - لفظ کی تو لغوی تشریح کردیگئی ہے - اسکے چھ سوال کرنے والے شاگردوںکے نام کی باقی رہ گئی ہے - انکی اصلیت پر غور کرنے سے خودبخود ذہن نشین ہو جائیگا - کہ پرشن اپنشد کوئی تواریخی واقعہ نہیں ہے - بلکہ یہ صرف النکرت اور استعارہ کی کتاب ہے - نثر میں استعارہ کا کام لینا اس کی خصوصیت ہے :-

(۱) کبندھی - سنسکرت مادہ کن (بس) اور بدھ (کٹا ہوا خواہ کن ڈیالی) اور بدھ (بندھا ہوا) - تن پرست انسان دماغی طاقتوں سے خالی -

(۲) - بھارگو - سنسکرت مادہ بھرگو (اشروں کا گورو) اور ان (اولاد) جذبہ پرست - غصہ ور انسان -

(۳) - کوشلیہ - سنسکرت مادہ کوشل (کو = پرتھوی اور شل = چلنے والا) زمین پسند - زمینی عافیت پسند - خیر اندیش اور برکت پرست انسان -

(۴) گارگیہ - سنسکرت مادہ گری (چھڑکنے والا) با اثر - اثر قبول کرنے والا - محبت پرست انسان -

(۵) ستیہ کام - سنسکرت مادہ (ستیہ = سچا - اور - کام = مقصد) اصلیت پرست - اصلی مطلب پرست انسان - حقیقت پسند -

(۶) سوکیش - سنسکرت مادہ - سُو (اچھا) اور کیش (بال) - اچھے بالوں والا - جس کی دماغی حالت مکمل ہو چکی ہے - وغیرہ وغیرہ

پرشن اُپنشد

سوال و جواب کی صورت میں

تمہید

سوال ۱ - پرشن کرنے کے لئے برہمچریہ کی شرط کیوں لازمی ہے؟

جواب - اس لئے کہ دل میں صفائی آجائے - قابلیت ہونے پر قبولیت کا مادہ ابھریگا - اور گورو کو معلوم ہو جائیگا کہ شاگرد کہاں تک اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے وقت کی قربانی کر سکتا ہے۔

سوال ۲ - برہمچریہ کا مطلب کیا ہے؟

جواب - برہمہ کہتے ہیں - تپ کو اور چریا نام ہے -

عمل کرنے کا۔ تپ کا بیوہار کرنا۔ برہمہ چریہ ہے۔ اس تپ کے معنی کثیر ہیں۔ اصلی غرض بلا بار سوچنے اور بار بار وچار کرتے رہنے سے ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہے۔ کہ ایکانت میں رہنے اور گھر ستی کے جھمیلے سے علیحدہ ہونے سے (۱) دل یکسو ہوگا (۲) دل کی یکسوئی سوچنے کے قابل بنائیگی۔ اور (۳) جس خیال کی وضاحت مطلوب ہے۔ وہ دل میں چکر لگا لگا کر اپنے ہر پہلو پیش کرتے رہینگے۔ اور جب گورو اور ششیہ کی بات چیت ہونے لگیگی۔ اچھی طرح سے اس کی صفائی ہو جائیگی۔ شک شبہ کی گنجائش نہ رہیگی۔ اور وہ آسانی سے ذہن نشین ہو جائیگا +

(نوٹ)۔ برہمہ = وید (پڑھنا) اور من (سوچنا)
چریا = (حرکت کرنا)
تپ = گرم ہونا (دل کو حرارت پہنچانا)

پہلا پرشن

جسم پرست کبندھی کے سوال اور پپلاد نامی قدرتی علم کے جواب

سوال ۱۔ پرجا (مخلوق) کی پیدائش کس سے ہوئی؟
جواب۔ پر (پہلے) جا (پیدا ہونا) جو پہلے ہی سے پیدا ہو

وہ پرجا ہے۔ یہاں پیدائش سے مراد صرف پرگٹ کرنے سے ہے۔ جیسے بڑھئی لکڑی سے مورتی گھڑ کر نکال لیتا ہے۔ مورتی پہلے ہی سے لکڑی میں موجود تھی۔

پرجا کو پرجاپتی (پرجا کے مالک) نے پیدا کیا۔ اسمیں فطرتاً باسنا آئی۔ جو خواہش ہے۔ یہی خواہش اندر ہی اندر تپنے اور چکر لگانے لگی۔ اس باسنا کے تپ سے دو دھاریں پھوٹیں۔ ایک اثبات۔ دوسری نفی۔ ایک سپید تھی دوسری اس کی الٹی۔ ایک اصل دوسری اُس کا سایہ وغیرہ وغیرہ۔ اور ان دونو کے میل سے رچنا شروع ہوئی۔ رچنا اکیلی چیز سے نہیں ہوتی۔ دو کے میل سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ اسی کو جوڑا کہتے ہیں۔

سوال ۲۔ اس جوڑے کا کیا نام ہوا؟

جواب۔ سورج اور چاند۔ حرارت اور رطوبت۔ پران اور رئی۔ روح اور مادہ قوت خارجیہ اور قوت جاذبہ۔ یہ اسی طرح ہوا جیسے تمہارے من سے سنکلپ وکلپ کی دو دھاریں پھوٹتی ہیں۔ اور ان کے میل سے تخیلات پیدا ہوتے ہیں۔ اور جہاں جہاں رچنا ہو گی۔ وہ ہمیشہ دو ہی کے میل سے ہو گی۔ سورج نور ہے۔ چاند اس کا سایہ ہے۔ سورج پران یعنی زندگی کی دھار ہے۔ اور رئی اسی پران کی معکوس صورت مادہ ہے۔ رچنا پران اور رئی۔ خواہ روح اور مادہ سے ہوتی ہے۔

سوال ۳۔ یہ پیدائش کس طرح ہوئی؟

جواب - سورج سے نور کی دھار رواں ہوئی۔ اُتر دکن۔ پورب۔ پچھم۔ سورج نے ان دھاروں کو سمیٹا۔ اپنے میں ملایا۔ اور اس ملاپ سے رچنا ہوئی۔ اسی سورج کی عکسی مورت کا نام چاند ہے*

سوال ۴ - یہ مادہ شکل والا ہے یا بے شکل والا ہے؟

جواب - دو نو ہی ہے۔ وہی بے شکل ہے۔ اور اسی کی شکل ہے*

سوال ۵ - سورج اور چاند دو نو ہم کو نظر آتے ہیں اسلئے ان کو بے شکل کیسے کہا جائے؟

جواب - یہ جو تم کو نظر آرہا ہے۔ وہ اصلیت نہیں ہے۔ اصلیت کے صرف اظہار کی صورت ہے۔ اس اظہار کی صورت کے پردوں میں اصلیت چھپی ہوئی ہے۔ اظہار صرف دھاروں کے صورت آرائی کا نام ہے*

سوال ۶ - یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔

جواب - یوں سمجھو۔ جیسے تم جسم کے اندر پوشیدہ ہو نظر نہیں آتے۔ تم میں بل اور طاقت ہے۔ وہ بھی نظر سے غائب ہے۔ جیسے طاقتور شخص اپنی طاقتوں کو سمیٹ کر اور ان سے بل گر زور اور طاقت کے کام کر دکھاتا ہے اور اس طاقت کے کاروبار کا اظہار ہوتا ہے۔ بالکل اُسی طرح پران اور رئی کی دھاریں پھوٹ کر ملی جُلی صورتوں میں طاقتوں کی اولاد پیدا کرلیتی ہیں۔ تم جو دیکھ رہے ہو

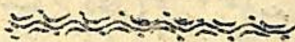
وہ صرف دھاردں کی صورت آرائی ہے۔ ورنہ رُوح اور مادّہ دو نو آنکھ سے دیکھنے کی چیز نہیں ہیں +

سوال ۷۔ اس سُورج کا کوئی اور زیادہ موزوں نام بھی ہے؟

جواب۔ ہاں اُسے ویسوانر کہتے ہیں۔ وہ محیط کل حرارت ہے۔ جو ہر شے میں دیا یک ہے +

سوال ۸۔ کیا اس کا کہیں ویدوں میں بھی ذکر آتا ہے؟

جواب۔ ہاں رگ وید نے اسے تمام صورتوں والا طلائی۔ عالم کل۔ اعلےٰ حالت۔ لاثانی۔ اکیلا نور سب کا تپانے والا ہینکڑوں طریقوں میں سلوک کرنے والا کہا ہے۔ یہ سورج ہی ہے۔ جو تمام پرجاؤں کا پران ہو کر نکلتا ہے +



سوال ۹۔ کیا بس یہی سورج ہی پرجاپتی ہے؟

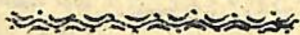
جواب۔ ہاں برس بھی پرجاپتی ہے۔ اس کی ایک ششماہی حرارت کی ہے۔ دوسری رطوبت کی ہے۔ اور ان دونو کا ملاپ بھی پرجا کی پیدائش کا باعث ہوتا ہے دکشن مارگی اولاد کی خواہش اور سنساری چاہ کی وجہ سے یگیہ اور شبھ کرم کرتے ہوئے اسی زمین پر بار بار جنمتے ہیں ان کا منزل مقصود پتری لوک یا چندر لوک ہے۔ جو مادیت سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرے اتر مارگی ہیں۔ جو شردھا اور گیان سے سورج لوک کو جاتے ہیں۔ اور پھر واپس

نہیں آتے۔ ان کی معراج آتما ہے۔ یہ انّی یعنی اثبات یا آتما کے قائل ہیں۔ یہ برس بھی پرجاپتی ہے +

سوال ۱۰۔ دکشن اور اُتر کی رعایت سے کیا مقصود ہے؟

جواب۔ دکشن۔ سنسکرت مادہ دکش (اقبالمندی) سے نکلا ہے۔ یہ اقبالمندی سنسار کی خواہشوں سے ہے۔ یہ اتار ہے۔ اور مادیت کی جانب جھکاؤ ہے۔ جیسے کہ جاڑے کے موسم میں سورج کا دکن کی جانب اُتار رہتا ہے۔ اور "اُتر" سنسکرت مادہ اُت (اونچا۔ یا اُدھر اور "تری" (گذرنے) سے نکلا ہے۔ یہ اوپر کی جانب چڑھائی اور روحانیت کی طرف میلان ہے۔ جیسا کہ گرمی کے دنوں میں سورج کی چڑھائی شمال کی سمت ہوتی ہے۔ یہ پران کا راستہ ہے۔ جس کا جیسا بیوہار ہے۔ اُس کا ویسا حال ہے +

اس نظر سے برس کو بھی پرجاپتی (مخلوق کا مالک یا مخلوق کا پیدا کرنے والا) مانا گیا ہے۔ یہ اُتار اور چڑھاؤ کی نظر سے ہے +



سوال ۱۱۔ اور ؟

جواب۔ مینہ بھی پرجاپتی ہے۔ اس کی بھی دو قوتیں ہیں۔ شمسی اور قمری۔ خواہ شوکل (اُجالا) اور کرشن (اندھیرا) پکش یا پاکھ۔ اُجالے کا تعلق پران سے ہے۔

کیونکہ وہ ہر شے کا پرکاش کرنے والا ہے۔ اندھیرے کا تعلق رئی سے ہے۔ وہ ڈھکنے والا جسمانیت کا مادہ ہے۔ ان دونو نور اور سایہ کے میل سے پرجا (مخلوق) پیدا ہوتی ہے۔ اس وجہ سے بارہ مہینوں کو بھی پرجاپتی کا نام دیا گیا ہے۔

سوال ۱۳۔ یہ کس نظر سے ہے؟

جواب۔ یہ بکریوں کی نظر سے ہے۔ کچھ رشی تو شکل یا اُجالے پاکھ میں یگیہ کرتے ہیں۔ یہ پران وادی ہیں۔ اور کچھ رشی کرشن پکش یا اندھیرے پاکھ میں یگیہ کرتے ہیں۔ یہ رئی وادی ہیں۔ ایک آتما کے خواہشمند ہیں۔ دوسرے مادی عروج اور دُنیاوی مال دولت کے خواہشمند ہیں۔ اور ان کو اپنے اپنے عمل کے موافق پھل ملتا ہے۔

سوال ۱۴۔ اور؟

جواب۔ دن بھی پرجاپتی ہیں۔ ان کے اندر بھی وہی صفات موجود ہے۔ جو سمت کی ہر دو شتماہی اور مہینوں کے شکل اور کرشن پکش میں ہے۔

سوال ۱۴۔ یہ کس نظر سے ہے؟

جواب۔ یہ مجامعت یا استری کے ساتھ بھوگ کرنے کی نظر سے ہے۔ جو دن کے وقت بھوگ کرتے ہیں۔ وہ اپنی دھاتو کو ضائع کرتے اور بیماری مول لیتے

ہیں۔ اور جو رات کو بھوگ کرتے ہیں۔ وہ پھر بھی برہمچاری
ہی بنے رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دلوں میں سورج اور
پران کی تنظیم کا خیال قائم رہتا ہے ٭

سوال ۱۴۔ اور؟
جواب - غذا یا اَن بھی پرجاپتی ہے۔ اِسی اَن
سے ویرج پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ ویرج یا دھاتو ہی
جوڑے جوڑے اولاد پیدا کرتا ہے۔ جو لڑکے لڑکی۔ نر
اور مادہ کہلاتے ہیں۔

جو پرجا کو پیدا کرے۔ اُسی کا نام پرجاپتی ہے۔ اور
اس کا سلسلہ اس اصلی اور پہلے کے پرجاپتی کے ساتھ قائم
رہتا ہے۔ سب کی پیدائش تپ سے ہے۔ اور اسی تپ
کی صورت مختلف یگیہ ہیں۔ جو سورج۔ برس۔ مہینہ۔ دن اور
غذا کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کا سلسلہ لامتناہی
ہے۔ اور برابر اوپر سے نیچے تک چلا آتا ہے۔ اس
کی فہرست بنانا اور تفصیلی ذات قائم کرنا آسان بات
نہیں ہے۔ یہاں جو کچھ ہے۔ چاہے اس کی کیسی ہی صورت
حالت اور کیفیت ہو۔ سب پرجاپتی کے پرجا پیدا کرنے
ہی کا کاروبار ہے۔ کائنات کے موجودات اور مخلوقات
کے سلسلہ میں بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور پرجا اسی شکل میں پرجاپتی
سے پیدا ہوتی رہتی ہے ٭

سوال ۱۵- میں اس مضمون کو سمجھ گیا- آپ کچھ اور مفید اپدیش دیجئے-

جواب- پرجاپتی کے قاعدہ اور اصُول کے پابند رہو برہمچریہ اور تپ کا لحاظ رکھو- پران- نورُ اور رُوح کی معراج کو دل میں قائم رکھو- سچائی سے تعلق رکھو- دل کدورت سے صاف پاک رہے- جھوٹ اور بھرم پاس نہ آنے پائے- اور برہم لوک کی میراث کے بہ آسانی وارث ہوگے- یہی اُپدیش ہے +

دُوسرا پرشن

خودی پرست بھارگو کے سوال اور پپلاد نامی قدرتی مُعلّم کے جواب ۱

جسمانی طاقت

سوال ۱- کتنے دیوتا لطیف طاقتیں پرجا (مخلوق) میں ہیں؟

نوٹ ۱- ہم کو جرأت نہیں ہوتی- کہ ہم اُپنشد کے دائرہ بیان سے باہر قدم رکھیں- جو کچھ پرشن اُپنشد میں ہے- اسی کے ارد گرد چکر لگانا اور حقیقت کا اظہار کرنا ہے +

جواب - دیوتا تین قسم کے ہیں - جو مخلوق کے ساتھ اور اس میں رہتے ہیں -

[الف] کارن (معلولی)

[ب] عنصری

[ج] حواسی

سوال ۲ - کارن دیوتا کون ہے؟

جواب - پران ہی کارن ہے -

سوال ۳ - اور عنصری طاقت یا عنصری دیوتا؟

جواب - آگ - پانی - پرتھوی -

سوال ۴ - اور حواسی؟

جواب - بانی - من - آنکھ - اور کان - خواہ ناطقہ - ذہمیہ - باصرہ اور سامعہ - یا بولنے سوچنے - دیکھنے اور سننے کی اندریاں ؛

سوال ۵ - کتنے دیوتا مخلوق کے جسم کو روشن کرتے ہیں؟

جواب - یہی تین قسم کے دیوتا جسم کو متحرک کر کے اُسے جسمانیت کے کاروبار کرنے کے قابل بناتے ہیں ؛

سوال ۶ - ان میں سب سے افضل بزرگ اور سر لیشٹ کون ہے -

جواب - ان سب میں پران ہی سب سے زیادہ بزرگی والا ہے

سوال ۷ - اسکا ثبوت کیا ہے - کہ پران سب سے زیادہ طاقتور ہے

جواب۔ اس لئے کہ پران کے بغیر اور سب کمزور نکمے اور مُردہ کی طرح ہو رہتے ہیں ؂

[الف]۔ جب یہ ہے۔ تب وہ بھی ہیں۔ وہ نہ ہو تو یہ جسم میں نہیں رہ سکتے۔ یہ راجہ ہے۔ دوسرے اس کے محکوم ہیں۔ یہ شہد کی مکھیوں کے راجہ کی طرح ہے جب تک وہ ہے۔ تب تک یہ بھی ہیں۔ جب وہ اڑ جاتا ہے۔ تب یہ بھی اڑ جاتے ہیں ؂

[ب]۔ جب وہ چلنے کو ہوتا ہے۔ تو یہ بھی چلنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

[ج]۔ تمام جسم اسی کے سہارے قائم ہے۔

سوال ۸۔ جسم کے اندر یہ پران کس کس طرح سے کام کرتا ہے؟ ٭۲

جواب۔ یہ پران پانچ قسموں میں منقسم ہو کر جسمانی کاروبار کرتا ہے۔

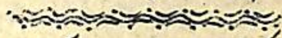
[الف] پران
[ب] اپان
[ج] ویان
[د] اُدان
[ہ] سمان

٭۲۔ پرشن اُپنشد یہاں پانچ قسم کے پرانوں کا اشارہ دیتی ہے۔ اس لئے ان کی صراحت کر دی۔ آئندہ سوال میں تفصیل ہے ؂

سوال ۹- پران کی اس اہمیت کا کیا ثبوت ہے؟
جواب- وہ آپ اپنا ثبوت ہے۔
[الف] وہ چلا جاتا ہے۔ تو یہ تمام بھی چلے جاتے ہیں۔
[ب] وہ جب اپنی طاقت کو سمیٹ لیتا ہے۔ تو یہ بے حِس بے حرکت اور بیکار ہو جاتے ہیں۔
[ج] اس کی طاقت میں ان کی طاقت اور اس کی کمزوری میں ان کی کمزوری ہے۔
[د] وہ انکا سہارا ہے۔ اور ان سب کی جڑ اُسی میں ہے یہ اس کی بزرگی کا ثبوت ہے۔

سوال ۱۰- اس کی مثال؟
جواب- قصہ سُنو- ایک مرتبہ من- بانی- آنکھ- کان غرور سے پران کے ساتھ لڑ پڑے۔ من نے کہا- میں سب میں افضل ہوں۔ "تمام جسمانی کاروبار میرے سنکلپ وکلپ (خیالی قلابازیوں) پر منحصر ہے۔ میں نہ رہوں تو یہ کبھی قائم نہ رہے۔" زبان (قوتِ کلام) نے دعویٰ کیا۔ "میری گویائی پر جسمانی انتظام موقوف ہے۔" آنکھ نے کہا۔ "میں نہ دیکھوں۔ تو جسم مر جائیگا۔ کان کو گھمنڈ تھا کہ "اگر میں نہ سنونگا۔ تو جسمانیت کا خاتمہ ہو جائیگا۔" پران خاموشی کے ساتھ ان سب کی لڑائی کا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ اپنی باری پر بول اٹھا "غرور نہ کرو۔ یہ غرور بے جا ہے۔" لیکن ان میں سے کسی نے اس کی بات نہیں مانی۔ تب پران نے کہا۔

بہت خوب! تو اب میں جسم سے باہر نکلتا ہوں۔ تم اُسے قائم رکھو۔ اور ابھی اپنی طاقتوں کا اندازہ لگا لو" اور جب وہ نکلنے کو ہُوا۔ ان میں بے حواسی۔ بے حسی اور کمزوری اٹھنے لگی۔ تب ان کو ذہن نشین ہو گیا۔ کہ جسم کے اندر پران سب سے زیادہ بزرگ ہے۔ اور سب کے کاروبار اُسی کی بزرگی پر منحصر ہیں۔ تب یہ سب ملکر اُس کو منانے اور اس کی خوشامد کرنے لگے۔ اور جسم میں ٹھہرنے کی درخواست کی ❊۱۰



سوال ۱۱۔ پران کی تعریف کیا ہے؟

جواب [الف] یہ جیسے جسم میں ہے۔ ویسے ہی کائنات میں بھی ہے۔ یہاں یہ حرارت ہے۔ وہاں سورج ہے۔

[ب] جیسے بادل کا پانی سب کے لئے عام ہے۔ ویسے ہی پران کا فیض بلا تمیز سب کے لئے عام ہے۔

[ج]۔ جیسے ہوا سے سب کو حرکت ملتی ہے۔ ویسے اس سے جسم میں سب اندریوں کو طاقت نصیب ہوتی ہے

[د] یہی مادہ اور سب کی بنیاد بھی ہے۔ جیسے سب زمین پر اسی کے سہارے رہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح اس جسم میں وہ سب اندریوں کا سہارا ہے۔ یہ نہ ہو تو کون کس پر قائم رہے ❊

❊۱۰ - یہ قصہ مزید صراحت کیساتھ اور کئی اپنشدوں میں بھی موجود ہے ✦

[ہ] - وہ بیان میں آتا ہے - وہ بیان میں نہیں آسکتا بیان میں آنے کی وجہ سے وہ ست (ہستی) ہے - بیان میں نہ آنے کی وجہ سے وہ اَست (خاموشی حیرت اور سکوت کا مضمون بنجاتا ہے - کوئی اُسے (اصلیت کی نظر سے) کچھ بھی تو کیا کہے!

[و] - وہ برہمانڈ کے رتھ کی نابھی ہے جس میں اس کے کاروبار کے ارے پروئے ہوئے ہیں - بالکل اسی طرح اس جسم میں تمام حواس اور اعضا وغیرہ اسی پران میں گتھے رہتے ہیں - جیسا وہ وہاں ہے - ویسا ہی یہاں بھی ہے

[ز] - وہ لافانی امرت ہے - ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا - برہمانڈ کا دارومدار اسی پر ہے - ایسا کبھی نہیں ہوتا - کہ یہ پران نہ رہا ہے - یہی زندگی ہے - زندگی کو تو ہمیشہ کسی نہ کسی صورت میں رہنا ہی ہے - اور اسلئے اس پران کا کسی وقت اس سرشٹی میں خاتمہ نہیں ہوتا*

[ح] - رگ (زندگی کی سانس کا اُتار) یجر (زندگی کا درمیانی ٹھہراؤ) اور سام (زندگی کا اوپر کی طرف چڑھاؤ) یہی ہے - (یہی رِگ - یجُر اور سام ہے) یہی کشتری (جسمانیت اور جسمانیت کی بزرگی) ہے - یہی براہمن (برہمہ اور برہمہ کا برہمہ پنا) ہے"

[ط] - یہی پرجاپتی ہے - جو اپنی آتما کی نظر سے سنتری کے حمل میں ٹھہرتا - حرکت کرتا اور پیدا ہوتا ہے - (اس

کے سوا اور ہے کیا؟)

[ی] - (اندریوں نے اسی وجہ سے ملکہ پران کی استتی گائی ہے) "اے پران! ہم تیرے محکوم اور خراج گذار ہیں تو ہمارا رفیق شفیق ہے۔ تو دیوتاؤں کو ہوی (بھینٹ) لے جاتا ہے۔ تو پتروں کو پنڈدان پہنچاتا ہے۔ (دیوتا اور پتری کا رازق تو ہے)۔ تو رشیوں کا چرتر (طرز عمل۔ طرز معاشرت اور طرز سلوک) ہے۔ یہ رشی اور کچھ نہیں ہیں۔ بس انگرس (آگنی اور حرارت) اور اتھروان (حرکت اور خوش حرکتی) کی اولاد ہیں۔ (حرارت اور حرکت کا دار و مدار سب تجھ پر موقوف ہے)۔"

[ک] (اندریوں کی استتی) "اے پران! تو ہی اپنے جلال (تیج) سے اندر (سورگ کی سب سے زبردست طاقت) ہے۔ تو رُدر (رولانیوالا) عبرت بخش محافظ ہے۔ تو آکاش میں متحرک رہتا ہے۔ تو سورج کی طرح روشنیوں کا مالک (ہستی کے ظہور کی جڑ) ہے۔"

[ل] - "جب تو برستا ہے۔ (اور دنیا میں اپنے فیض عام کا سلسلہ جاری کر رکھتا ہے) تب ہم سب تیری رعیت خوشی میں قائم ہو رہتی ہیں۔ اور ہماری خواہش کے موافق غلہ (غذا) کی کثرت اور بہتایت ہوتی ہے۔"

[م] - "(سب ناپاک ہیں۔ سب کو پاکی کا سنسکار ہے۔ تو اکیلا ورانیہ ہے۔ جس کو نہ کوئی پاک کرتا ہے۔

نہ کبھی تیرا سنسکار (اصلاح) ہوا۔ (تو کسی کا چیلا نہیں ہے)۔ تو اکیلا (لاثانی) رشی (دیکھنے والا۔ بے غرض ساکشی) غذا کی نذر کا قبول کرنیوالا ہے۔ ہم تیرے لئے (غذا کی) نذریں پیش کرتے رہتے ہیں۔ تو ماتر شوا (ہوا) ہے۔ اور سب کا باپ ہے؛؛

[ن] - (اندریوں کی اُستتی مسلسل) "یہ تیری ہی حقیقت ہے۔ جو کلام یا بانی میں رہتی ہے۔ کان کی سماعت آنکھ کی بصارت۔ دل کی وسعت تیرا ہی روپ ہے۔ تو ہم سے جُدا نہ ہو۔ ہمارے ساتھ رہ۔ اور ہمارے من کو کلیان والا بنا؛؛

[س] (ستتی مسلسل) "یہاں جو کچھ اس ترلوکی (تحتانی وسطی۔ فوقانی عالم) میں ہے۔ سب پران ہی کے اختیار میں ہے۔ (پران سے باہر کچھ نہیں ہے) اے پران! ہم تیرے بال بچے ہیں۔ ماں کی طرح ہمیں آفتوں سے بچا۔ ہم کو برکت اور دانائی دے؛؛

"یہ پران کی تعریف ہے"



وقت اس میں رہتی ہے- اور کبھی کسی حالت میں اس سے علیحدہ نہیں ہوتی- اس نظر سے پران

تیسرا پرشن

عافیت پسند کوسلیہ کا سوال اور قدرتی معلم پپلاد کا جواب

پران کی ماہیت

سوال ۱- پران کیا ہیں؟

جواب- پران دو سنسکرت مادہ پر (پہلے) اور ان (سانس) سے بنا ہے- جو سانس پہلے سے جاری ہے- وہ پران ہے*

یہ دراصل حقیقت کی دھار ہے- جو حقیقت میں بہتی رواں ہوتی اور جاری رہتی ہے- یہ حق کی حقیقت- ذات کی ذاتیت- اصل کی اصلیت کی دھار ہے- جو اپنے حق ذات اور اصل سے کبھی جدا نہیں ہے- اور اس نظر سے لافانی اور امر ہے* سوال ۲- یہ پران کہاں سے پیدا ہوتا ہے (جواب حاشیہ پر ملاحظہ ہو)

سوال ۳- یہ پران اس جسم میں کیسے آتا ہے؟

جواب- تو نے سوال کی حد کر دی- اگر تو برہمنشٹی نہ ہوتا- تو میں جواب دینے سے کتراتا- سن پرش میں چھایا ہوتی ہے- یہ چھایہ (یا- سایہ) اس میں اسی کے ساتھ رہ کر پھیلی رہتی ہے- اور من کے کاروبار سے جسم میں داخل ہوتی

ہے۔ اس کا سمجھنا آسان ہے۔ اور اس کا سمجھنا مشکل ہے۔
پران تو ہر وقت جاری رہتے ہیں۔ سایہ اپنے اصل کو کبھی
نہیں چھوڑتا۔ نہ سایہ کو اس کا اصل چھوڑتا ہے۔ یہ ایک سنگ
رہنے والے ہیں۔ جیسے طاقتور کی طاقت اور زوردار کے
زور سے اس کی کبھی جدائی نہیں ہوتی۔ ویسے ہی اس پران
کی بھی کیفیت ہے۔ لیکن جب تک کوئی شخص اپنے من سے
یہ نہ سوچے۔ کہ میں طاقت یا زور والا ہوں۔ تب تک وہ
اُسے اپنے سے جدا نہیں یقین کرتا۔ من سے سوچنا ہی اُس
کا جسم میں داخل ہونا ہے۔ اس طرح یہ پران جسم میں داخل
ہوتا ہے۔ اور اس سوچنے والے کو علم ہوتا ہے۔ کہ میں پران
دھاری یا پران والا ہوں؂

سوال ۴۔ اور وہ کس طرح اپنے آپ کو تقسیم کر کے
جسم میں قائم کرتا ہے؟

جواب۔ یوں سوچو۔ جیسے کوئی راجہ کسی ملک میں اپنی
طرف سے وزیر۔ سپہ سالار۔ خزانچی منصف مقرر کر کے اس
ملک پر حکومت کرتا ہے۔ اُسی طرح یہ پران اپنے آپ کو پانچ
صورتوں میں تقسیم کر کے جسم کے کاروبار کا انتظام کرتا ہے۔
اور سب کو جدا جدا کاموں پر لگا رکھتا ہے۔ اگر تم دنیاوی
کاروبار پر ہی توجہ کرو۔ تو پران کی جسمانی حکومت کا راز دم
کے دم میں ابھی سمجھ میں آ جائے۔ کیونکہ اصل میں یہ پران ہی
سب کا جوہر اور اصل الاصول ہے۔ اور یہی اصول ہر جگہ محیط

مُکھ ہو رہا ہے)

سوال ۵۔ یہ مثال بطور خود کافی نہیں ہے۔ یہ صراحت طلب اور وضاحت طلب ہے؟

جواب۔ پران پانچ قسم کا ہوتا ہے:۔

[الف] پران
[ب] اپان
[ج] ویان
[د] سمان
[ہ] اُدان

[الف] مُکھیہ پران سب کا راجہ ہے۔ جو کان اور آنکھ میں رہتا ہوا مُنہ اور ناک میں قایم ہوتا ہے۔ ساری طاقتیں اسی کی ہیں +

[ب]۔ سمان۔ اس پران راجہ کا خزانچی ہے۔ جو بیچ میں رہتا ہوا دی ہوئی یا لی ہوئی غذا کو ہر جگہ لے جاتا پہنچاتا اور سب میں مناسب طور پر تقسیم کرتا ہے۔ اور چونکہ یہ سمتائیں رکھتا ہے، اس لئے اس کا نام سمان ہے۔ اس سمان پران سے پران کے شاہی رعب و داب جلال در حکومت کے سات شعلے بھڑکتے ہیں۔ جو اس کے دبدبہ کو تقویت بخشتے ہیں +

[ج]۔ ویان۔ ہر جگہ سپہ سالار کی طرح گھومتا رہتا ہے اور پھیلا ہوا ہے +

[د] - اُدان تیج یا گرمی ہے۔ جب یہ نکل جاتی ہے تب جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ یہ وزیر کی حیثیت رکھتا ہے۔
[ہ] - اپان گُدا اور اندری رہتا ہے۔ اور اخراج وغیرہ کے فرائض انجام دیتا ہے۔ یہ منصف ہے۔
اس طرح پران پانچ طریقوں میں اپنے آپ کو تقسیم کر کے جسم میں قائم کر لیتا ہے۔

سوال ۶ - جس طرح آپ نے پران کے لغوی معنی بتائے ہیں۔ (۱) اپان - (۲) ویان - (۳) سمان - (۴) اُدان کی بھی وضاحت کر دیجئے۔

جواب - (۱) اپان - سنسکرت مادہ "اَپ" (نیچے) اور "اَن" (سانس لینے) سے نکلا ہے۔ اس کی جگہ پیشاب پاخانہ کی اندری میں ہے۔
(۲) ویان - سنسکرت مادہ "وی" (پھیلے) اور "اَن" (سانس لینے) سے نکلا ہے۔ اس کا پھیلاؤ ہر جگہ ہے۔
(۳) - اُدان - سنسکرت مادہ "اُد" (اوپر) اور "اَن" (سانس لینے) سے نکلا ہے۔ یہ اوپر کی طرف اٹھتا ہے۔
(۴) سمان - سنسکرت مادہ "سم" (برابر) اور "اَن" (سانس لینے) سے نکلا ہے۔ یہ قوت ہاضمہ کو تقویت دیتا ہے۔

ان کے لغوی معنی یہ ہیں۔
سوال ۷۔ سماں دالو سے جو سات شعلے بھڑکتے یا مشتعل ہوتے ہیں۔ ان سے کیا مراد ہے؟
جواب۔ سات شعلے دو آنکھ + دو کان + دو ناک + ایک منہ ہیں۔ سماں ان کے ذریعہ اپنی ہستی کے کاروبار کا اظہار کرتا ہے۔ انہیں سے یہ شعلے بھڑکتے ہیں ✦

سوال ۸۔ یہ پران کس میں سے ہو کر نکلتا ہے؟
جواب۔ آتما ہردے استھان میں رہتا ہے۔ اس جگہ ایک سَو ایک ناڑیاں ہیں۔ انہیں سے سُوشمنا خاص ناڑی ہے۔ ان ایک سَو ایک ناڑیوں سے ملی ہوئی سَو سَو چھوٹی ناڑیاں بھی ہیں۔ جن کی بہتر بہتر ہزار شاخیں ہیں۔ اور دیان سب میں محیط ہو کر گھومتا رہتا ہے ✦
جب اُدان اوپر جانے والا پران سُوشمنا ناڑی سے ہو کر نکلتا ہے۔ تب پُنیہ کے خیال کے ساتھ وہ انسان کو پُنیہ لوک (خیر و ثواب کے کُرّہ) میں لیجاتا ہے۔ اور جب یہ پاپ کے خیال کو لئے ہوئے دوسری ناڑیوں سے ہو کر نکلتا ہے۔ تو پاپ کی وجہ سے پاپ لوک (عذاب وعتاب کے کرہ) کو جاتا ہے۔ اور جب خیال میں پاپ پُنیہ دونو شامل رہتے ہیں۔ اور وہ ناڑیوں سے ہو کر نکلتا ہے۔ تو پھر وہ انسان کو منشیہ لوک (انسانی کُرہ) میں لیجاتا ہے ✦

سوال ۹۔ اس پران کے تعلقات باہری دُنیا اور آتما کے ساتھ کس طرح کے ہوتے ہیں؟

جواب۔ جو سورج میں پران ہے۔ وہی پرتھوی میں اگنی ہے۔ سورج میں جو پران ہے۔ وہی اُسی کی مدد سے آنکھوں میں بھی ہے۔ اور وہی دیوتا پرتھوی میں اگنی ہے۔ یہ اگنی نتیجہ کے اپان کو مدد دیکر اوپر کو ابھارتا ہے۔ پران اپان۔ سمان۔ ویان۔ اُدان سب کے سب پران ہی ہیں۔ فرق صرف مقام کی تمیز کا ہے۔ جو درمیانی وسعت میں ہے۔ وہ پران سمان ہے۔ جو ہوا میں پھیلی ہوئی سانس ہے وہ ویان ہے۔ جس سے جسم کو گرمی ملتی رہے۔ وہ اُدان ہے۔ ان سب کے تعلقات اسی قسم کے ہیں۔ باہری تعلقات تو اس قسم کا ہے۔ اور یہی سب پران آتما کے ارد گرد اس کے ساتھ کھنچے ہوئے رہتے ہیں۔ جب اندریاں من میں لین ہو جاتی ہیں۔ اور اُدان کی جسمانی حرارت کم ہو کر ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ تب دوبارہ جنم ہوتا ہے۔

سوال ۱۰۔ یہ پُنر جنم کسطرح ہوتا ہے۔

جواب۔ جیسا خیال ویسا حال۔ جیسا حال ویسا ہی نتیجہ۔ انسان کا چت اندر ہی اندر خیالی لوک یا جائے قیام بناتا رہتا ہے۔ جو جسم یا حالت ملنے کو ہے۔ وہ پہلے ہی سے چت کے اندر موجود رہتے ہیں۔ چت کی اس کے ساتھ موزونیت اور مطابقت رہتی ہے۔ اور جس کا جیسا

چیتنیہ ہے۔ اس کی رفتار اسی قسم کی پران کی طرف رہتی ہے۔ اور پران پنچ اُدان سے ملا ہوا آتما کے ساتھ رہتا ہے۔ اور وہ انسان کے خیالی بنائے ہوئے لوک کی جانب اُسے لے جاتا ہے۔ پُنرجنم اسطرح پر ہوتا ہے۔

سوال ۱۲۔ آپ کی اس تعلیم کا فائدہ ہم کیا سمجھیں؟

جواب۔ جو شخص پران کی ابتدا جسم میں اُس کا داخلہ اور پانچ طرح پر اس کے پھیلاؤ۔ اور آتما کیساتھ اُس کے تعلق کو بخوبی ذہن نشین کر لیتا ہے۔ وہ انسان لافانی ہو جاتا ہے۔ اور امرپد کو پاتا ہے۔ اور اس کی اولاد ضائع نہیں ہوتی۔ یہ اس تعلیم اور اس کے علم الیقین کا یہ فائدہ ہوتا ہے۔

چوتھا پرشن

عمل پرست گارگیہ کے سوال اور قدرتی مُعلّم پپلاد کے جواب

نیند وغیرہ کی بابت

سوال ۱۔ کون سوتے وقت سونیوالے میں سوتے ہیں؟

جواب۔ اندریاں سوتی ہیں۔

سوال ۲ - یہ سونا کیا ہے؟

جواب - یہ سونا ایک ہو کر مل رہنا ہے - سورج کی کرنیں سورج کے ڈوبتے وقت اُس سے ملکر ایک ہو رہتی ہیں - اسی طرح یہ اندریاں بھی سوتے وقت من سے ملکر ایک ہو رہتی ہیں - من اندریوں سے اونچا دیوتا ہے - اور وہ اسی کے سہارے ہیں +

سوال ۳ - اور جب سونا نہیں ہوتا تب کیا حالت ہوتی ہے؟

جواب - جیسے سورج کے نکلتے وقت اس کی کرنیں پھیل جاتی ہیں - ویسے ہی جاگتے وقت یہ اندریاں بھی من کی پیدائش جاگ اٹھتی ہیں - اور پھیل جاتی ہیں +

سوال ۴ - نیند اور بیداری میں فرق کیا ہے؟

جواب - بیداری میں پرش سنتا - دیکھتا - سونگھتا - چکھتا - پکڑتا - آنند لیتا - مَل (کثافت) خارج کرتا ہے - اور چلتا ہے - نیند میں نہ وہ سنتا ہے - نہ دیکھتا ہے - نہ سونگھتا ہے - نہ چکھتا ہے - نہ پکڑتا ہے - نہ آنند لیتا ہے نہ پیشاب پاخانہ کرتا ہے - اور نہ چلتا ہے - یہ جاگنے اور سونے میں فرق ہے - وہ صرف سوتا ہی ہے +

سوال ۵* - ایسا کیوں ہوتا ہے - کیوں وہ جاگتا ہی نہیں رہتا اور

---

* - یہ زائد سوال ہیں - جو پرشن اپنشد میں نہیں ہیں - مصلحتاً اپنے طرف سے شامل کر دئے گئے ہیں - تاکہ اصلیت کے سمجھنے میں مدد ملے سکے سوا اور کوئی غرض نہیں ہے بغیر انکے شامل کئے ہوئے ہر شخص اصلیت کو نہ سمجھ سکیگا [مفسر]

کیوں سوتا ہی نہیں رہتا؟

جواب - یہ پران کی نِتکارگی وجہ سے ہے - اور سوبھاوک ہے پُرش میں پران کی دھارہ چلتی رہتی ہے۔ سانس بن کر آتی - جاتی اور ٹھہرتی رہتی ہے اور اس کی اس حرکت کا اثر من اور اندریوں میں پڑتا ہے - اور وہ حرکت میں آتی ہیں - پران کی حرکت ریچک - پُورک اور کمبھک ہے۔

سوال ۶ - پران چلتا رہتا ہے - اُسے کوئی دُکھ نہیں ہوتا لیکن من اور اندریوں کو دُکھ ہوتا ہے - اس کا سبب کیا ہے ؟

جواب - پران یگیہ کرتا رہتا ہے - اگر یہ من اور اندریاں بھی یگیہ کرتی رہیں - تو اُنہیں بھی دُکھ نہ ہو - پران کی دھار میں تعلق کے ساتھ بے تعلقی اور بے تعلقی کے ساتھ تعلق ہے - من اور اندریاں تعلق کے قید و بند میں جکڑ جاتی ہیں - پران کے اُصول کو نظر انداز کر دیتی ہیں - اسلئے اُنہیں دُکھ ہوتا ہے۔

سوال ۷ - وہ کون ہیں جو جاگتے ہیں اور کبھی نہیں سوتے -

جواب - وہ پران ہیں - جو جاگتے ہی رہتے ہیں - اور سوتے نہیں ۔

سوال ۸ - یہ کیوں نہیں سوتے ؟

جواب - یہ اپنی اصلی اور قدرتی حالت میں رہ کر یگیہ کرتے رہتے ہیں ۔

---

*سوال ۹ - یہ یگیہ کیا ہے ؟

جواب - اصلی زندگی کا کام - بغیر تبدیل ہوئے حالت بر رہے

---

* نوٹ - زاید سوالات صرف سمجھانے بجھانے کے لئے ۔

ہر وقت اور ہر لمحہ ملاپ - یہ پران کا طرزِ عمل ہے - اور یہی طرزِ عمل یگیہ ہے - من اور اندریوں کی یہ حالت نہیں ہے - وہ تعلق کے رشتہ میں جکڑ جاتی ہیں اور انہیں غرض کا پابند ہوکر ہر وقت بدلنا پڑتا ہے - اور یہی بدلنا تبدیل حالت ہے - اور اسی تبدیل حالت میں جنم مرن اور سنسار ہے - پران اپنی اصلی حالت میں رہتا ہے - اسلئے اُسے جنم مرن کا کھٹکا نہیں ہوتا - اسلئے اصلی حالت میں رہنے کو یگیہ سمجھو*

سوال ۱۰ - آج تک اُپنشد کے کسی ٹیکا کار نے ایسا نہیں سمجھایا - تم یہ نئی نرالی اور عجیب و غریب بات کہتے ہو -

جواب - انہوں نے نہیں سمجھا - میں سمجھتا ہوں - اُپنشد صرف مختصر راز اور مختصر اشارہ ہیں - اُنہیں صرف کوئی کوئی سمجھتا ہے*

سوال ۱۱ - اس یگیہ کا اشارہ تو کم از کم ہونا چاہئیے ؟

جواب - اشارہ موجود ہے*



سوال ۱۲* - یگیہ کسے کہتے ہیں ؟

جواب - یگیہ سنسکرت مادہ "یج دیو پوجنے" سے نکلا ہے یہ برہم کی پوجا ہے - جو پران کرتے رہتے ہیں - پران کی پوجا برہم ہی کے لئے ہے - اپنے لئے نہیں ہے - اس لئے برہم سے ان کی کبھی جدائی نہیں ہوتی - ذاتی غرض سے جو فعل کئے جاتے ہیں - وہ برہم کی قربت نہیں ہونے دیتے - دُور دُور پھینکتے رہتے ہیں - پران کا ریچک (باہر نکلنا) پورک (اندر آکر پورا ہونا) اور

* - زاید سوالات صرف سمجھانے بجھانے کے لئے*

کمبھک (اندر ہیں گھڑے کی طرح ٹھہر جانا) سب کا سب برہمہ یگیہ اور برہمہ ہی کے واسطے ہے۔ اپنے لئے نہیں ہے۔ اسی کو یگیہ کہنا چاہئے۔

سوال ۱۳۔ یہ یگیہ کس طرح کیا جاتا ہے؟

جواب۔ یہ جسم تہرے مشابہ ہے۔ اس میں پرانوں کے اگنی کنڈ ہر وقت روشن رہتے ہیں۔ اور پران کے اگنی ہر وقت جاگتے رہتے ہیں۔ اس میں:-

[الف] اپان گارھ پتیہ (گرہست کی) اگنی ہے۔

[ب] ویان نوا ہاریہ پچن (دکشن کی) اگنی ہے۔ جس سے گارھ پتیہ اگنی باہر لائی جاتی ہے۔

[ج] پران۔ (اندر آنیوالی سانس) آہونیہ اگنی جو گارھ پتیہ اگنی سے باہر لائی جاتی ہے۔

یہ پران کا یگیہ ہے (اور یہی یوگ کمبھک کے یگیہ کا راز ہے)

سوال ۱۴۔ اس پران یگیہ سے برہمہ کی قربت کیسے ہوتی ہے۔

جواب۔ سانس کا باہر نکالنا اور اندر کھینچنا (یگیہ کی) دو آہوتی ہیں۔ جو سانس ان دونو کو برابر رکھتی ہے۔ وہ سمان (سم یا برابر کرنیوالی) ہے۔ اور اُدان (اُد = اوپر۔ اور ان = سانس لینا) اوپر اٹھانے والا ہے۔ اور یہی اوپر اٹھا کر برہمہ سے ملاتا رہتا ہے۔ اور یگیہ کرنیوالے ججمان کو اس تک پہنچاتا ہے۔ اس وجہ سے برہمہ سے قربت نصیب ہوتی ہے۔

سوال ۱۵۔ یہ یگیہ کون کرتا ہے؟

نوٹ۔ زاید سوال جو سمجھانے کی غرض سے یہاں اضافہ کر دئے گئے ہیں۔

جواب - یگیہ کرنیوالا - خواہ اس طرح پران یگیہ کا کرنے والا برہمانڈی من ہے - وہی اس یگیہ کا جیمان ہے - اور اگر انسان اس پران یگیہ کے راز کو سمجھ لے - تو پھر اُس کا پنڈی من بھی اس یگیہ کا کرنیوالا ہو کر جیمان بن جاتا ہے ؛

سوال ۱۶ - اس یگیہ کا پھل ؟

جواب - برہم کا ساکشاتکار - اصلیت کا گیان حقیقت سے قربت ؛



سوال ۱۷ - وہ کون دیو ہے - جو خواب دیکھتا ہے ؟

جواب - (برہمانڈ میں یہ برہمانڈی من اور پنڈ میں یہ پنڈی من ہے) جو خواب کی مہما کا انوبھو کرتا ہے - اس نے جاگرت اوستھا میں واقعات پہلے دیکھ رکھے تھے - انہیں پھر سوتے ہوئے دیکھتا ہے - اور جو بات پہلے (جاگنے کے وقت) سنی تھی - انہیں پھر نیند میں سُنتا ہے - اور جو اس نے (پہلے) مختلف مقامات اور متعدد ملکوں میں بھوگا - اور تجربہ کیا ہے - وہی بھوگ اور وہی تجربہ حالت خواب میں کرتا ہے ؛

سوال ۱۸ - بہت سی ایسی باتیں خواب میں نظر آتی ہیں جن سے اس زندگی میں کبھی تعلق نہیں ہوا - اور وہ دیکھی سُنی نہیں گئی تھیں - لیکن وہ خواب میں دیکھی سنی جاتی ہیں - اس کا سبب کیا ہے ؟

جواب - زندگی کا حصہ کچھ ایک ہی جنم پُرش ہے - پُرش

کے بے شمار جنم ہوئے ہیں۔ پہلے جنموں کے کرموں کے اثرات (سنسکار) اس کے اندر قایم رہتے ہیں۔ اسلئے وہ ہنیں دیکھتا۔ سُنتا۔ بھوگتا اور انوبھو کرتا ہے ÷

سوال ۱۹- یہ تو صحیح ہے۔ لیکن تعجب اس بات کا ہے کہ وہ ہستی اور غیر ہستی۔ وجود اور عدم۔ بھاو اور ابھاو۔ ست اور است سب کا ساکشی ہو جاتا ہے ÷

جواب - اس میں تعجب اور حیرت کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس پُرش کا اصلی نام سوئمبھو ہے۔ وہی سب کچھ ہو جانے والا ہے۔ (سویم = خود بخود۔ اور بھُو = ہونا) جو آپ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اس کے لئے مشکل کیا ہے ÷

سوال ۲۰- آپ بار بار پُرش کہتے ہو۔ یہ پُرش کون ہے؟

جواب - یہ پُرش وہ ہے۔ جو برہمانڈ میں ہے۔ اور یہ پُرش وہ ہے جو پنڈ میں ہے ÷

سوال ۲۱- کیا یہ دونو ایک ہی ہیں؟

جواب - اصل میں جو یہ ہے۔ وہی وہ ہے۔ جب پنڈ پر نظر ہے۔ تب وہ پنڈی ہے۔ اور جب برہمانڈ پر نظر ہے۔ تب برہمانڈی ہے جو پنڈ میں ہے۔ وہی برہمانڈ میں بھی ہے ÷

سوال ۲۲ - ایک یا دو؟

نوٹ- زائد سوال جو سمجھانے کی غرض سے یہاں اضافہ کر دئے گئے ہیں ÷

جواب - ایک اکیلا - دو کا یہاں کیا کام!

سوال ۲۳ - یہ سمجھ میں نہیں آتا!

جواب - کچھ دن کسی باخبر کی صحبت اختیار کرنے سے خود بخود دو اور - دو پنے اور دوئی کا بھرم مٹ جائیگا - میں یہاں تم کو اس قدر سمجھا دیتا ہوں - تم ایک ہو - جب چھوٹائی کی جانب خیال ہے - تب چھوٹے اور جب بڑائی کی طرف دھیان ہے - تب بڑے - چھوٹائی اور بڑائی دونو تمہارے ہی سہارے رہتی ہیں - اسی طرح برہمہ اور جیو کی بابت بھی سمجھ لو - جب جیسا خیال ہے - تب ویسا حال اور قال ہے - صرف اسی ایک بات کے ذہن نشین کر لینے سے اس دو پنے کا بھرم خود بخود مٹ جائیگا +



سوال ۲۴ - اور جب جاگرت اور سپن سے تعلق نہیں رہتا تب کیا ہوتا ہے! سوشپتی یا گہری نیند میں کیسے سکھ ملتا ہے؟

جواب - جب نہ پنڈ پر نظر ہے - نہ برہمانڈ پر - اسوقت اپنا آپ روپ رہ جاتا ہے - چھوٹائی بڑائی معدوم اور موہوم ہو جاتی ہے - اسی طرح

جب یہ من سے دلو اوان کے نیچ سے اوپر چڑھ کر دب جاتا ہے - تب نہ جاگرت ہے - نہ سپن ہے - سوشپتی کی کیفیت آجاتی ہے - اور اسوقت اسے اس شریر میں سکھی ہو جاتا ہے اسی کو سکھ ملتا ہے - دوسرے کو نہیں +



*- سوال ۲۵- یہاں اگر پھر بھرم ہو گیا - کیا سکھ پرش کو نہیں ہے؟
جواب- اے عزیز! پُرش تو خود سکھ سروپ اور آنند روپ ہے اُسے کیسا سکھ- اور کیسا دُکھ! یہ سکھ دُکھ منومے دیوہی کو ہوتا ہے *

سوال ۲۶- یہ منومے دیو کہاں رہتا ہے- اور کتنے قسم کا ہے؟
جواب- یہ منومے دیو پنڈ اور برہمانڈ دونوں میں رہتا ہے- پنڈ کی نظر سے وہ پنڈی (جسمانی) ہے- اور برہمانڈ کی نظر سے وہی برہمانڈی ہے- یہاں سمجھنے بُوجھنے کے لئے تم اُسے دو طرح کا سمجھ لو *

سوال ۲۷- اِن دونو کی متابہتی صراحت درکار ہے؟
جواب- پنڈی یا جسمانی منومے دیو پنڈی ہے- اور برہمانڈی یا کائناتی منومے دیو برہمانڈی ہے- ایک محدود اور چھوٹا ہے- دُوسرا غیر محدود اور بڑا ہے- یہ اُن کے درمیان فرق ہے- پنڈی منومے دیو پنڈی جسم پنڈی دل اور پنڈی اصلیت سے تعلق رکھتا ہُوا جیو ہے- اور برہمانڈی منومے دیو- برہمانڈی جسم- برہمانڈی من اور برہمانڈی حقیقت سے تعلق رکھتا ہُوا برہمہ ہے- یہ ان کی متابہتی صراحت ہے *

جیو جب جاگرت میں ہے تب وشنو یا سنساری ہے-
جیو جب سوپن میں ہے تب تجس یا تیج والا ہے
جیو جب سوشپتی میں ہے- تب پراگیہ یا حقیقت سے قریب ہے- اسی طرح
برہمہ جب جاگرت میں ہے تب وراٹ
" " سوپن " " انتریامی

*- یہ زائد سوال و جواب وضاحت اور صراحت کی نظر سے اضافہ کر دئے گئے ہیں

برہمہ جب سُوشپتی میں ہے۔ تب ہرنیہ گربھ ہے۔
یہ اُن کے درمیان مشابہتی مدانت ہیں۔

سُوال ۲۸ - پھر بھرم ہوگیا۔ اس آپ کے بیان سے جیو اور برہمہ دو نو ہی القط ہوگئے۔ منومے ہی منومے رہ گئے

جواب - اور وہ ہوتے کیا! یہاں جو کچھ ہے۔ وہ منومے ہی تو ہے۔ یہ جو گفتگو ہو رہی ہے۔ من ہی کے سوچ وچار کے سلسلہ میں ہو رہی ہے۔ اس لئے یہ منومے دیو کا بلاس ہے۔ لیکن اس سے بھرم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے آتما کے ساتھ من بدھی جسم وغیرہ گُتھے ہوئے اسی کا سہارا لئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح برہمانڈ کے جسم۔ من۔ بدھی وغیرہ برہمہ میں گُتھے ہوئے اُسی کا سہارا لئے ہوئے ہیں۔ برہمہ اور آتما دو نو ایک ہی ہیں۔ جیسا یہ ویسا ہی وہ۔ ان دونو کے درمیان نام کے لئے بھی فرق نہیں ہے۔ یہ جو کچھ کہا جاتا ہے۔ من ہی کی نظر سے کہا جا رہا ہے۔ آتما اور برہمہ کی اصطلاحات سمجھانے بجھانے کی نیّت سے من ہی نے گھڑے ہیں۔ ورنہ حقیقت اور اصلیت کہنے سُننے کی چیز نہیں ہے۔ جو سب سے اُونچا اور سب کے پرے ہے۔ وہی آتما اور وہی برہمہ ہے۔ اور اُسی کے سہارا لینے کی ضرورت ہے۔

سوال ۲۹ - اس حقیقی اصلیّت اور اصلی حقیقت کا سہارا کیسے لیا جائے!

جواب - جس طرح پرند گھوم پھر کر اور اڑ کر اپنے درخت

[نوٹ - زاید سوال وجواب سمجھانے بجھانے کے لئے اضافہ ہوئے ہیں۔ (مفسّر)]

کے گھونسلے میں آکر سہارا لیتا ہے۔ اسی طرح تم اس حقیقی اصلیت اور اصلی حقیقت کا سہارا لو

سوال ۳۰۔ یہ بہت وضاحت طلب ہے

جواب۔ ہاں یہ ایسا ہی ہے۔ یہ لے اور چینتن کا عمل ہے تم اس عمل کے عامل بنو۔ صرف علم پاکر عالم ہی نہ بنے رہو۔ اس وقت اسکا خوب انوبھو ہو جائیگا۔

سوال ۳۱۔ اس لے چینتن کا طریقہ بتائیے۔

جواب۔ سُنو

[الف] پرتھوی ہے۔ پرتھوی کی ماترا گندھ ہے
جل ہے۔ جل کی ماترا رس ہے۔
اگنی ہے۔ اگنی کی ماترا روپ ہے۔
وایو ہے وایو کی ماترا سپرش ہے۔
آکاش ہے آکاش کی ماترا شبد ہے۔

پرتھوی کو گندھ میں لے کرو۔ وہ جل میں جذب ہوگی کیونکہ جل ہی سے پرتھوی کا ظہور ہوا ہے۔ جل کو رس میں لے کرو۔ یہ اگنی میں جذب ہوگا۔ کیونکہ جل کا ظہور اگنی ہی سے ہوا ہے۔ اگنی کو روپ میں لے کرو۔ یہ وایو میں جذب ہوگا۔ کیونکہ وایو ہی سے اگنی کی پیدائش ہے۔ وایو کو سپرش میں لے کرو۔ یہ آکاش میں جذب ہوگا۔ کیونکہ آکاش ہی سے وایو پیدا ہوا ہے۔ آکاش کو شبد میں لے کرو۔ شبد ہی آکاش کا گن ہے۔ اس کا جوہر خلاصہ اور عطر شبد کو سمجھو۔ یہ تتوں (عناصر) کا لے چینتن ہے۔

[ب] آنکھ کی ماترا روپ ہے۔ روپ ہی سے آنکھ بنی ہے
آنکھ کو روپ میں لے کرو۔ کان کی ماترا شبد ہے۔
شبد ہی سے کان بنا ہے۔ کان کو شبد میں لے کرو
ناک کی ماترا گندھ ہے۔ گندھ کا تعلق ناک سے ہے۔
ناک کو گندھ میں لے کرو۔ زبان (ذائقہ) کی ماترا رس
ہے۔ رس ہی سے زبان ہے۔ زبان کو رس میں لے کرو
چمڑا کی ماترا سپرش ہے۔ چمڑے کا تعلق چھونے سے ہے
چمڑے کو سپرش میں لے کرو۔

یہ گیان اندریوں کا لے چنتن ہے۔

[ج] ہاتھ کی ماترا (سپرش یا) پکڑی ہوئی چیز ہے۔ ہاتھ سپرش
ہی سے ہے۔ ہاتھ کو سپرش میں لے کرو۔ اندری کی
ماترا (رس یا) سکھ بھوگ ہے۔ اندری کا تعلق اسی سے
ہے۔ اندری کو اس میں لے کرو۔ پاؤں کی ماترا (گتی
یا) جس پر چلا گیا ہے۔ پاؤں کا تعلق رفتار سے ہے۔
پاؤں کو رفتار میں لے کرو۔ مقعد (گدا) کی ماترا (مٹی
یا جو) خارج کیا گیا ہے۔ گدا کا تعلق اسی سے ہے۔
اور اسی میں اوسے لے کرو۔ (زبان یا کلام) کی ماترا
شبد یا جو) بولا گیا ہے۔ زبان کا تعلق اسی سے ہے
اور اوسے اسی میں لے کرو۔

یہ کرم اندریوں کا لے چنتن ہے۔

[د] بدھی کی ماترا جانی ہوئی یا فیصد کی ہوئی شے ہے۔ یہ اسی

میں لے ہو۔ چت کی ماترا چنتن اور سوچی ہوئی شے ہے۔ اُسی میں اس کا لے ہو۔ اہنکار کی ماترا اہم بھاو دڑھ قوت ارادی ہے۔ یہ اُسی میں لے ہو۔ تیج یا من کی ماترا من کی ہوئی شے ہے۔ یہ اُسی میں لے ہو۔ پران کی ماترا آتم تتو ہے۔ خواہ جسے پران سے سہارا ملتا ہے۔ یہ اُسی میں لے ہو ۭ

یہ انتہ کرن اندر ونی اندریوں اور پران کا لے چنتن ہے اس لے چنتن کے عمل سے حقیقت تک رسائی ہو جائے گی

سوال ۳۲۔ اور یہ لے چنتن ہو کر کس میں سہارا لیں؟
جواب۔ آتما میں۔ کیونکہ حقیقت میں روپ۔ رس۔ گندھ سوتچ وچار۔ وگیان سب اسی آتما۔ اکشر آتما کے آدھار اور سہارے پر رہتے ہیں۔ وہ سب کا مدار علیہ ہے۔ اس کے سہارے کے بغیر کسی کی ہستی قائم نہیں رہتی ⁂

⁂ ۔ پرشن اُپنشد کے دائرہ بیان سے باہر جانے کا نہ حوصلہ ہے۔ نہ جرأت ہے۔ نہ خواہش ہے۔ اور شاید کوئی شخص اسے پسند بھی نہ کریگا۔ پپلا درشی نے جو کچھ عمل پسند گارگیہ کو تعلیم دی وہ صحیح ہے۔ لیکن یہ طول عمل ضرور ہے۔ اور مشکل سے لوگوں کی سمجھ میں آئیگا۔ عمل کرنا درکنار رہا سوال یہ ہے۔ کہ کیا کوئی آسان ترکیب بھی اس لے چنتن کی ہے؟ جواب یہ ہے کہ ہاں ہے۔ اور اُپنشدوں کے اندر ہی اس کا پتہ مل سکتا ہے۔ کوئی خواہشمند آدھکاری ملے۔ تو یہ راز اُسے بتایا

سوال ۳۲ - کیا اس عمل سے برہمہ کا ساکشا تکار (حق الیقین) ہو جائے گا؟

جواب - اے عزیز! یہ برہمہ صرف اکشر ماتر اور شبد محض ہے۔ وہ ایک اکشر 'اوم' سے جانا جاتا ہے۔ یہ اکشر (لافانی حرف) بغیر سایہ۔ بغیر جسم۔ بغیر رنگ کے ہے۔ اور خالص نورانی ہے۔ وہ جو اس پرم اکشر کو پا لیتا ہے۔ بلا شک و شبہ سب کے جاننے والا ہو جاتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ سب کچھ ہو جاتا ہے۔

جائے۔ آگے چل کر ورہد آرنیک اُپنشد اور چھاندوگیہ اُپنشد کی ٹیکا کرتے وقت ہیں اس آسان - سریع العمل اور سریع التاثیر بے چنتن پر روشنی پر روشنی ڈال دونگا۔ یہاں اشارتاً صرف اسی قدر کہا جاتا ہے۔ کہ وہ پران سے اُدگیت کا گانا ہے۔ اسی کو سنت سُرت شبد یوگ۔ اور صوفی سلطان الاذکار۔ اور فقرا صَوتِ سرمدی کا نام دیتے ہیں۔ یہ اصلی شروتی سادھن (عمل سماع) ہے۔

اشارہ یہ ہے :-

(۱) تین بند لگائے کر سُن انہد ٹنکور　　نانک سُن سمادھ میں نہیں سانجھ نہیں بھور

(۲) تین بند لگائے کر مُکھ سے کچھو نہ بول　　باہر کے پٹ دیکر انتر کے پٹ کھول

(۳) تین بند لگائے کر نام نرنجن لے　　انتر کے پٹ تب کھُلیں جب باہر کے دے

(۴) چشم بند و گوش بند و لب بہ بند　　گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند

وغیرہ　　وغیرہ　　وغیرہ

سوال ۳۴- اس خیال کی تائید میں آپ کوئی سند پیش کر سکتے ہو؟

جواب- ہاں لوگوں نے ایسا کہا ہے:-
"اے عزیز! جو اکشر (برہمہ) کو پہچانتا ہے۔ جس پر جاننے والا آتما اور اُس کے تمام دیوتا اور پران اور بھوت قائم ہیں وہ سب کچھ جانتا ہوا سب کچھ میں داخل ہو جاتا ہے"

پانچواں پرشن

اوم

علم پرست۔ صاحب مقصد ستیہ کام کا سوال اور قدرتی معلم پپلا درشی کا جواب

سوال ۱- اگر مرتے دفت تک برابر اوم کا وچار ہوتا رہے تو اس دھیان کی مدد سے انسان کس لوک کو جائیگا؟

جواب- اوم پرے اور ورے دونوں ہی ہے۔ جو ورے کا دھیان کریگا۔ ورے کے لوکوں میں جائے گا۔ اور جو پرے کا دھیان رکھیگا۔ وہ پرے کے لوک کو جائیگا۔ پرے پد میں پر برہمہ یا شدھ برہمہ ہے۔ اور ورے پد میں برہمہ یا سبل برہمہ ہے۔ برہمہ دونوں ہی ہیں۔ اس میں کسی ایک سہارا لینے سے

سہارا لینے والا وہاں ہی کو جاوے گا۔

سوال ۲ - برہمہ تو ایک ہے۔ اور جب ہوگا ایک ہی ہوگا۔ پھر یہ ورے پرے۔ اور شدھ شبل برہمہ کئی برہمہ کیسے ہوگئے؟

جواب - برہمہ ایک ہے۔ لاثانی ہے۔ بغیر دوسرے اُس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ یہ سب صحیح ہے۔ لیکن انسان کی عقلی اور خیالی نظر۔ اور قدرتی مناظر کی ترتیبی نظر۔ اور حالات واقعات کی نسبتی نظر سے تم جتنے چاہو۔ برہمہ کی اتنی صورتیں فرض کرو۔ فرض کرتے چلو۔ اس سے نقصان ہی کیا ہے۔ وہی ایک ہے وہی انیک ہے۔ وہی سب کچھ ہے۔ اُسے چاہے محدود کہو۔ چاہے غیر محدود کہو۔ ہر ایک بات کا اور اس کی ہر ایک صفت کا تعلق تمہارے ہی نقطہ خیال سے ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہی سب ہے۔

سوال ۳ - یہ عجیب بات ہے۔ کہ برہمہ سب کچھ ہے۔ ہم تو اُسے ایک۔ لامحدود۔ لاشریک اور لا فانی ہی سمجھتے آئے ہیں

جواب - تو تم ایسا ہی سمجھو۔ فی الواقعی وہ عجیب و غریب ہے۔ اس سے زیادہ عجیب و غریب کون ہو سکتا ہے! وہ ایک ہی ہے۔ اور وہ ایسا ایک ہے۔ کہ اس کے سوا اور کسی کی ہستی ہی نہیں ہے۔ جب دو ہو۔ تب اُسے دو کہا جائے وہ لامحدود ہے۔ کسی کی عقل آج تک اُسے اپنی عقل کے حد بست کے اندر نہیں گھیر سکی۔ اور نہ گھیر سکتی ہے۔ اور نہ وہ

کسی کے گھیرے میں آسکتا ہے۔ نہ آویگا۔ اور نہ آیا تھا۔ وہ لاثانی بھی ہے۔ اُس جیسا دوسرا کوئی بھی نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی کوئی اس کا شریک۔ حصہ دار اور اس کا رقیب و حریف کوئی بھی نہیں ہے۔ تمہارا خیال صحیح ہے۔ لیکن ان خیالوں کے رکھتے ہوئے بھی وہی انسانی عقل کے موافق کسی کسی طرح کا ہو ہو کر اس کی سمجھ میں آتا۔ اور اس کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ جو جیسا ہے ویسا ہی اُسے سمجھتا اور اسی سمجھ کے موافق اپنا عقیدہ خیال اور یقین قائم کرتا ہے۔ نادانوں کی طرح باتیں نہ کرو۔ ذرا سمجھ بوجھ سے بھی کام لو۔ وہ ایک ہے وہی دو ہے۔ اور وہی تین بھی ہے۔

سوال ۴۔ آپ مذبذب گفتگو کر رہے ہو؟

جواب۔ وہی مذبذب بھی ہے۔ پھر اُس کی بابت مذبذب گفتگو کیوں نہ کی جائے۔ وہ اجتماع ضدین ہے۔ تاریکی اور روشنی دونو ہی اس کے سہارے رہتی ہیں۔

سوال ۵۔ اسے جانے دیجئے مجھے صاف طور پر سمجھائیے۔

جواب۔ ہاں وہ صاف بھی ہے۔ اس سے زیادہ صاف اور شدھ کوئی بھی نہیں ہے۔ اور جب انسانی عقل صاف ہوتی ہے۔ تو وہ اُسے شدھ برہم کہتی ہے۔

سوال ۶۔ تو کیا وہ شدھ اور صاف نہیں ہے؟

جواب۔ جب میں نے کہ دیا۔ کہ وہی سب کچھ ہے۔ تو پھر زیادہ گفتگو کرنے کی گنجائش کہاں رہی۔ جب انسانی عقل شدھ

اور صاف نہیں ہے۔ تو اُسے شبل برہمہ کہتے ہیں۔ کہنا سُننا سوچنا سمجھنا یہ سب کا سب انسان کی عقلی نقطہ نظر کے موافق ہے۔ برہمہ تو جیسا ہے ویسا ہے *

سوال ۷۔ برہمہ متعدد کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب۔ مثلاً تم نے کہا وہ سب کی ابتدا ہے۔ پھر سوچ کر کہا۔ وہ سب کی انتہا بھی ہے۔ پھر غور کرنے پر بول اٹھے وہ سب کا وسط بھی ہے۔ اس طرح بار بار کہنے سے تم نے تین برہمہ بنا لئے۔ ابتدا کا برہمہ۔ انتہا کا برہمہ اور وسط کا برہمہ۔ اور دیکھو کس طرح ایک ہوتا ہوا وہ تین ہو گیا۔ تم نے کہا وہ ست ہے۔ برہمہ ست ہو گیا۔ تم نے کہا برہمہ چیت ہے۔ وہ چیت برہمہ ہو گیا۔ تم نے کہا برہمہ آنند ہے۔ وہ آنند برہمہ ہو گیا۔ تم ہی تو اُسے بار بار ست اور چیت اور آنند کہ کر تین طرح کا بنا لیتے ہو۔ اور پھر کہتے ہو کہ وہ ایک ہے۔ اس میں کس کا قصور ہے۔ مذبذب تمہاری تمیزی عقل ہی تو اُسے دکھائی دیتی ہے۔ اور جب نتیجہ بُوجھ کر تم اُسے مشمولی کیفیت کی نظر سے ست + چیت + آنند = سچدانند کہ اُٹھتے ہو۔ تو وہ سچدانند برہمہ ہو جاتا ہے *

سوال ۸۔ میں سمجھ گیا۔ زیادہ گفتگو کی ضرورت نہیں باقی رہی۔ اب کسی آسان ترکیب سے برہمہ کی ماہیت سمجھائیے

جواب۔ وہ آسان ترکیب اوم کا وچار ہے۔ اور اوم کا دھیان ہے۔ اوم میں تین آواز یا ماترائیں ہیں

ا + و + م یہ اوم ہے +

(الف) اوم کا آ ابتدا ہے

(ب) اوم کا وَ وسط ہے

(ج) اوم کا مّ انتہا ہے

برہمہ ابتدا - وسط اور انتہا تینوں ہی ہے - اور مجموعی شمولی کیفیت میں وہ اوم ہے - اوم سے بہتر اس کا اور کوئی موزوں نام نہیں ہے +

سوال ۹ - حقیقت میں وہ سب سے زیادہ موزوں ہے - میں اسی نام کا وچار اور دھیان کرتا ہوں -

جواب - تم بہت اچھا کرتے ہو - ایسا ہی کرنا چاہیے +

سوال ۱۰ - تو آپ سوال کا جواب دیجئے - اوم کا وچار اگر مرتے وقت تک برابر ہوتا رہے - تو کون سا لوک ملیگا؟

جواب - اوم میں تین ماترائیں ہیں - ا + و + م

(الف) اوم کا آ رگ وید کی رچا ہے

(ب) اوم کا ا + وُ یجر وید کا یگیہ ہے

(ج) اوم کا آ + وُ + م سام وید کا اُدگیت (اُلٹا گانا) ہے +

یہ تین باتیں ذہن نشین کر لو +

(الف) جو شخص کسی معقول گورو سے تعلیم پاکر اوم کی آ ماترا کا وچار کرتا ہوا صرف اس کی ابتدا کے راز کا عالم اور عامل ہوتا ہے - تو رگ وید کی رچائیں (قدرتی دھارائیں)

اُسے مُنشیہ لوک میں لاتی ہیں۔ وہ انسانی قالب پاتا ہے۔ اور تپ۔ برہمچریہ اور شردھا سے ملکر وہ مہما کا انوبھو کرتا ہے اگر وہ یہاں ہی تک کا عامل ہے۔ اور جیتے جی اسی کا عادی رہتا ہے۔ تو ابتدائی انسان بنتا ہے۔ یہ اس کے علم و عمل کا نتیجہ ہے۔ اور اگر۔

(ب) وہ اس وچار اور دھیان میں اپنے من کو یکسو کر کے آ + ئم کی دو ماتراؤں کے وچار میں لگا رہتا ہے۔ تو یجر وید کے منتر (قدرتی دھاریں ولی دھاروں سے ملی ہوئی) اُسے چندر لوک (عالم مادیت) کی بزرگی کا نفع دے کر اسے چندر لوک کے درمیانی کرہ میں لے جاتی ہیں۔ اور وہ مادی انسان خواہ مادہ پرست انسان کی مہما کو انوبھو کر کے پھر پرتھوی لوک میں آتا ہے۔ اور اسی طرح آتا جاتا رہتا ہے۔ اور درمیانی درجہ کا انسان بنتا ہے۔ لیکن اگر

(ج) وہ پرم پُرش کے تین ماتراؤں ا + وُ + م پر وچار کرتا اور دھیان جماتا ہے۔ اور دھیان جمائے رہتا ہے۔ وہ اسی زندگی میں جیتے جی سُورج کے نورانی جلال کا وارث ہوتا اور اس سے ملتا ہے۔ اس کے تمام پاپ دور ہو جاتے ہیں اور سام وید کے منتر (قدرتی دھاریں رگ۔ یجر اور کُنبھک) کی سَم یا سمتا کے ساتھ ملے جلے ہوئے اُسے برہمہ لوک میں لے جاتے ہیں۔ اور وہ جسم کے اندر رہنے والے پُرش کا درشن پاتا ہے۔ جس سے بڑا اس رچنا میں کوئی نہیں

ہے ۔ اور وہ آدمی عُلوی انسان بنجاتا ہے +

تم سوچو:۔ *

(الف) رگ ۔ رچا ۔ باہر کی جانب رواں قدرتی دھارہے یہ ریچک ہے ۔ اور ابتدائی ہے +

(ب) یجُ ۔ یوگ ۔ باہر اور اندر کی جانب رواں قدرتی دھارہے ۔ جو من کے ساتھ ملی ہوئی ہے ۔ اسمیں ریچک پُورک دونوں ہیں +

(ج) سام ۔ سم ۔ سمتا ۔ باہر بھیتر کی دھار روانی کیساتھ باقاعدہ اندر میں ٹھہرنے والی قدرتی دھارہے ۔ اس میں ریچک ۔ پُورک کمبھک تینوں ہی سمتا کے ساتھ ہیں

یہ تین ویدوں کے منتروں کا راز اور اُپنشد ہے

(الف) رگ رچا ہے

(ب) یجُ ۔ من کا ملاپ ہے

(ج) سام ۔ سمتا ہے

یہ حقیقت ہے ۔ اور تمام حقیقت اور حقیقت کا گیان ان تین ویدوں کے اندر بھرا ہوا ہے ۔ پھر سنو:۔

(الف) رگ رچا ۔ وراٹ (وی = بڑا اور رٹ = گانا) ہے

---

*۔ زائد تشریح سوچنے سمجھنے کے لئے ہے ۔ اس سے اور زیادہ واقفیت کے لئے کچھ دنوں میری صحبت اختیار کرو ۔ تاکہ میں چھتا ڑ چھتا ڑ کر تم کو اُپنشدوں کا راز بتا دُوں ۔ پتہ :۔

{رادھا سوامی دھام ۔ ڈاک خانہ گوپی گنج ۔ راج بنارس}

(ب) یجُ- یوگ (رگ کے ساتھ من کا ملاپ) انتریامی (اندر کی طرف رواں) ہے۔

(ج) سام- سَم (ستما، متحد محویت- ہرنیہ گربھ (ہرنیہ=سونا اور گربھ= انڈا) ہے +

یہ تینوں کی حقیقت ہے۔ یہ ترلوکی کا راز ہے۔ یہ سرشٹی استھتی اور پرے کی ماہیت ہے۔ اس کے سمجھ لینے سے ابتدا- وسط اور انتہا کی سمجھ آجاتی ہے۔ اور کال چکر کا پتہ لگ جاتا ہے +

پھر غور کرو...

(الف) اگر صرف رِگ یا- آ- (ماترا) کا دھیان کروگے تو ابتدائی-

(ب) اگر رگ اور یجر یعنی آ+ وُ (ماترا) کا دھیان کروگے تو درمیانی

(ج) اگر سام یا آ+ وُ+م (ماترا) کا دھیان کروگے- تو علوی انسان بنوگے- علوی انسان سے اونچی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور تم اپنے ہی اندر اسی جسم میں پرم پُرش پورن برہمہ کا درشن پا جاؤگے۔ پھر باقی کیا رہا؟ کچھ بھی نہیں- یہی برہمہ لوک حالت اور اوستھا ہے +

سوال ۱۱- اوم کے تین ماتراؤں ا+ وُ+م کا الگ الگ وچار بہت خوب ہے۔ یہ راز سمجھ میں آگیا-

جواب- یہ سمجھ بوجھ اچھی ہے۔ لیکن یہ وچار مُہلک اور زہر قاتل بھی ہے۔ ایک ایک کا وچار تو کرلیا گیا- زبانی اور علمی واقفیت بھی ہوگئی- لیکن اس سے بنا کچھ نہیں- بلکہ بگاڑ

ہوگیا۔ اور بہت بُرا بگاڑ ہُوا۔ اور نتیجہ مضر اور ناقص ہوگیا +
سوال ۱۲۔ کیوں؟
جواب۔ یہ صرف واچک گیان اور زبانی جمع خرچ تک محدود رہ گیا۔ اس قسم کا علم دشمن ہوتا ہے۔ اور خوف کا باعث ٹھہرتا ہے +
سوال ۱۳۔ اس سے بچاؤ کی تدبیر کیا ہے؟
جواب۔ باہری۔ درمیانی۔ اور اندرونی گرُوں کا خارجی علم ہی سب کچھ نہیں ہے۔ اس کے مناسب عمل کی بھی ضرورت ہے۔ زندگی عملی اور شغلی ہو۔ تجربہ کرلیا جائے۔ مشاہدہ معائنہ اور تجربہ زندگی کے جزو بن جائیں۔ مکمل زندگی ہو۔ تب کام بنے۔ رگ کی رچا مُنشیہ لوک ہیں لائی۔ یجر وید کے منتر درمیانی گرُہ کو لیگئے۔ سام وید کے اُدگیت نے برہمہ لوک کو پہنچایا یہ تو جان لیا۔ لیکن یہ جاننا کس کام کا ہُوا؟ یہ طوطا رٹنت رام رام ہے۔ اس سے تو بہتر یہ تھا۔ کہ اسے نہ جانتے۔ کیونکہ دل کا برتن خواہ مخواہ بہت سے خیالات سے بھر لیا گیا۔ کارآمد کوئی بھی نہیں ہُوا۔ ہاں جس شخص نے اس اکشر برہمہ کو جان لیا۔ اور اوم (حرف) کے سہارے اس کا عملی علم ہوگیا۔ زندگی اوم کی زندگی بن گئی۔ تب یہ علم امرت ہو جاتا ہے۔ اور انسان اجر۔ امر۔ شانت اور بیخوف ہوجاتا ہے
پپلادنے ستیہ کام کو اتنی ہی تعلیم دی۔ باقی کو سینہ کا علم بنا رکھا +

سوال ۱۴ بند - یہ عملی علم - یا سینہ کا علم کیا ہے!

جواب - یہ اُدگیت (سام وید کا گاین) گانا ہے - اس کی حقیقت کا کچھ پتہ ورہد آرنیک اور چھاندوگیہ اُپنشدوں کے مطالعہ سے لگیگا -

سوال ۱۵ - یہ اُدگیت (اُدھر کا گانا - آسمانی نغمہ - یا روحانی راگ) کس طرح گایا جاتا ہے؟

جواب - یہ نہ زبان سے گایا جاتا ہے - نہ کانوں سے سُنا جاتا ہے - اس کا گانا صرف پران سے ممکن ہے - یہ گانا مکمل زندگی بخشتا ہے - اور اُسے اوم کی زندگی بنا دیتا ہے - تب فاسد غلبات اور ناقص جذبات پر فتح ملتی ہے - اور انسان اسی زندگی میں سب کچھ ہو جاتا ہے - اور برہمہ لوک کو اپنے اندر پا لیتا ہے - یہ اُدگیت پران سے کس طرح گایا جاتا ہے - بالکل علم سینہ ہے - بغیر گورو کے اس کا علم نہیں ہوتا +

چھٹا پرشن

حقیقت پرست سُوکیش کا سوال اور قدرتی مُعلم پپلاد کا جواب

سولہہ کلا کا پُرش

نوٹ - (زاید سوالات صرف سمجھانے بجھانے کے لیے ہیں - ناظرین چھاندوگیہ اور ورہد آرنک اپنشدوں کی تفسیر کا انتظار کریں - جو اُپنشد میگزین کے اسی سلسلہ میں نکلینگے +) (مترجم و مفسر)

سوال ۱- سولہ کلا کا پُرش کون ہے؟

جواب - پُرش اُسے کہتے ہیں - جو پُر (شہر یا جسم) میں اُس (قیام) کرے - جو جسم میں رہتا ہے - اُسی کو پرش کہا جاتا ہے - اور وہی پُرش ہے - اس کے سوا اور کوئی پرش نہیں ہے کلا کہتے ہیں حصہ کو - اس پُرش میں سولہ کلائیں ہیں - وہ سولہ کلا والا ہے - اور انہیں کے کرتب کرتا رہتا ہے - اسی وجہ سے اسے سولہ کلا کا پرش کہا جاتا ہے - لیکن تم کو اس قسم کے سوال کرنے کی ضرورت کیوں ہوئی؟

جواب الجواب یا سوال ۲- کوشل دیس کے راجکمار ہرنیہ گربھ نے یہ سوال کیا تھا - مجھ سے جواب نہیں بن آیا - خاموش ہو رہا - اب وہی سوال میں تم سے کرنے آیا ہوں - یہ سولہ کلا والا پُرش کون ہے؟

جواب - وہ پرش آتما ہے - جو اسی جسم کے اندر ہے - وہی سولہ کلا والا کہلاتا ہے ؎

سوال ۳ - یہ سولہ کلائیں کیا ہیں؟

(الف) یہ پُرش آتما ہے

(ب) اُس نے اپنے اندر سوچا - کس کے چلے جانے سے میں چلا جاؤنگا - اور کس کے مضبوط سہارا لینے سے مجھے مضبوط سہارا ملیگا (یہ سوچنا تپ ہے)

(ج) اس نے پران کو پیدا کیا

(د) پران سے شردھا

(ہ) آکاش۔

(و) ہوا

(ز) تیج (آگ)

(ح) جل

(ط) پرتھوی

(ی) اِندریہ

(ک) مَن

(ل) اَنّ

(م) اَن سے ویرج

(ن) تپ

(س) منتر

(ع) کرم

(ف) اور لوکوں میں نام پیدا ہوئے۔

یہ سولہ کلائیں اس پُرش کے حصے اور انگ ہیں۔ (۱) سوچنے کا انگ۔ (۲) پران (۳) شردھا (۴) آکاش (۵) ہوا (۶) تیج۔ اگنی (۷) جل (۸) پرتھوی (۹) اِندریہ (۱۰) من (۱۱) اناج غذا (۱۲) ویرج (۱۳) تپ (۱۴) منتر (۱۵) کرم (۱۶) لوکوں میں نام۔ یہ سولہ کلائیں ہیں۔

سوال ۴۔ کیا یہ کلائیں ہمیشہ پُرش میں رہتی ہیں؟

جواب۔ یہ پرش ہی سے ہیں۔ پُرش ہی میں رہتی ہیں۔ اور پرش میں جاکر غائب ہو جاتی ہیں۔ سوائے پرش کے اُن کا

اور کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔

سوال ۵ - ان میں اور پرش میں کیا نسبت ہے؟

جواب - جو نسبت یا تعلق ندی اور سمندر میں ہے۔ وہی نسبت پرش اور کلاؤں میں بھی ہے۔

سوال ۶ - مثلاً؟

جواب - جیسے تمام ندیاں بہتی ہوئی سمندر کو چلی جاتی ہیں۔ اور سمندر میں داخل ہو کر اُسی میں غائب اور معدوم یا لے ہو جاتی ہیں۔ تب نہ اُنکا نام رہتا ہے۔ نہ روپ کا اظہار ہوتا ہے۔ سب سمندر ہی سمندر کہلاتا ہے۔ اُسی طرح یہ کلائیں پرش میں داخل ہو کر اپنے اظہار کے جداگانہ ظہور کو کھو بیٹھتی ہیں۔ اور پرش ہی پرش رہ جاتا ہے۔

سوال ۷ - پرش کیا کرتا ہے؟

جواب - یہ سوال مہمل ہے۔ صاف صاف کہو۔ تب جواب دیا جائے۔

سوال ۸ - کلاؤں کے ساتھ پرش کی نسبت یا نسبتی حیثیت کیا ہے!

جواب - جب یہ کلائیں اپنے کر تو یہ کا تماشا دکھاتی رہتی ہیں۔ تب پرش ساکشی روپ میں انہیں دیکھتا رہتا ہے۔ اور جب وہ اس میں لے ہو جاتی ہیں۔ تو پھر ان کا نام روپ کھو جاتا ہے۔

سوال ۹ - تب وہ پرش ساکشی بھی نہیں رہتا۔

جواب - ساکشی سنسکرت لفظ سؔ (ساتھ) اور اکش (آنکھ) سے بنا ہے۔ جب تک نظارہ - منظر اور منظور ہے۔ تب ہی تک نظر اور ناظر اور نظارہ دیکھنے والا ہے۔ جب نظارہ نہیں ہے۔ تب ناظر کیا ہوگا! یہ سمجھنے کی بات ہے۔ اور آسان ہے۔

سوال ۱۰- تب کیا رہیگا؟

جواب - پُرش ہی پُرش رہ جائے گا۔ پُرش کے سوا تب کچھ نہیں ہے۔

سوال ۱۱- تب وہ بغیر کلا کے کہلائیگا؟

جواب - ہاں۔ ایسا ہی کہلائیگا۔ ناظر اور نظارہ دوند یعنی دوپنے کی حالت ہے۔ جب دوپنا نہ رہا۔ پھر کون کسے دیکھے۔ کون کسے سنے۔ کون کسے کہے۔



سوال ۱۲- یہ پُرش کون ہے؟

جواب - یہ پرش تم ہو۔ تم ہی آتما ہو۔ تم ہی اس جسم (پُر) میں اس (رہنے والے) ہو۔ اپنے سوا تم اور کسے پُرش سمجھوگے یا پرش کہوگے

سوال ۱۳- اور برہم؟

جواب - تم ہی برہم ہو۔ برہم اور آتما دو نہیں ہیں۔ یہ دو پنا صرف

*نوٹ - زائد سوال و جواب صرف حقیقت کے سمجھانے کے لیے ہیں اُپنشد میں صرف نفسِ مضمون ہے۔ تفصیل نہیں ہے۔

اسوقت تک ہے۔ جب تک کلائیں بکھری ہوئی ہیں۔ جب یہ سمٹ کر پُرش میں داخل ہوگئیں۔ تب نہ کہیں دو پنا ہے۔ نہ محدودیت اور نہ غیر محدودیت ہے۔ صرف پرش ہی پرش ہے۔ برہم اور جیو کی تمیزی معدوم ہو جاتی ہے +

سوال ۱۴۔ مثلاً ؟

جواب۔ مثلاً جاگرت اور سوپن میں کلائیں بکھری رہتی ہیں۔ اسوقت دید پدید۔ درشٹا درشٹی۔ سرشٹا سرشٹی۔ خالق خلق اور خلقت سب کچھ رہتا ہے۔ جہاں سُوشُپتی (گہری نیند) میں کلائیں سمٹ کر پُرش میں داخل ہوگئیں۔ پھر تمیز جاتی رہی۔ ایک کا ایک رہ گیا۔ اور وہ تم ہو +

سوال ۱۵۔ لیکن برہمہ تو رہا ؟

جواب۔ ہاں برہمہ بیشک رہا۔ اور تم وہی برہمہ ہو۔ اگر تمہارے سوا اور کوئی برہمہ رہتا۔ تو سوپتی میں بھی اس کا علم ہوتا۔ اُس کا یہ علم نہیں ہوتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ تمہارے سوا کوئی بھی برہمہ نہیں ہے۔ اگر برہمہ تم سے جدا ہے۔ تو پھر سوشپتی میں وہ پرگٹ کیوں نہیں ہوتا! پرگٹ تو وہ تب ہو۔ جب تم سے جُدا ہو۔ جُدا وہ ہے نہیں۔ وہ تم ہی تم ہو۔ اسلئے تم ہو۔ اور تمہارے سوا کوئی بھی اور کسی کی بھی ہستی نہیں ہے +

سوال ۱۶۔ لیکن لوگ تو کہتے ہیں کہ برہمہ ہے ؟

جواب۔ میں بھی تو کہتا ہوں کہ برہمہ ہے۔ میں نے اُس سے انکار نہیں کیا۔ اور وہ برہم تم ہی ہو۔ تمہارے سوا اور کوئی بھی برہمہ نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ اُس کا امکان ہے۔ دوینت

وادیوں (مشرکوں) نے اُپنشد کے اس راز کو نہیں سمجھا - وہ کلاؤں کے پھیر میں پڑے ہوئے اگیانی ہیں - تعصب اور ہٹ دھرمی کے پکش پر تُلے بیٹھے ہوئے ہیں - کوئی شخص ان احمقوں اور ناد انوں سے سوال کرے - کہ اگر برہمہ جیو سے مختلف ہے - تو کم از کم سوشپتی میں کیوں اُس کا اظہار نہیں ہوتا؟ اگر وہ مختلف ہوتا - تو وہاں بھی اس کا ظہور ضرور ہوتا - وہاں تو وہ صاف معدوم ہو جاتا ہے - اور تمام دوئند دوئیت - شرک اور دو پنے کے جھگڑے غائب ہو جاتے ہیں - یہ صاف اور قطعی ثبوت ہے - کہ جیو اور برہمہ ایک ہی ہیں - دو کبھی کسی حالت میں بھی نہیں ہیں - اور نہ ہو سکتے ہیں - نہ ہونگے اور نہ کبھی تھے - اس سے صاف پایا جاتا ہے - کہ جو جیو ہے وہی برہمہ ہے - اور جو برہمہ ہے - وہی جیو ہے - کلاؤں کے بکھرنے کے وقت بھرم میں پڑ کر بھلے ہی جیو اور برہمہ کو دو کہہ لو - اس کا اختیار ہے - لیکن جب کلائیں سمٹ سمٹا کر پُرش میں جاکر داخل اور شامل ہوگئیں - تو پھر برہمہ اور جیو کے فرضی اور وہمی تفرقہ کا کہیں بھی نام و نشان نہیں رہتا - یہ نام و نشان خواہ نام اور روپ بھی تو کلائیں ہی ہیں - یہ مٹیں اور معدوم ہوئیں - چراغ گُل پگڑی غائب! پھر یہ تفرقہ نہیں رہتا - جیو اور برہمہ ایک پرنیت ہوتا ہے - ہو جاتا ہے - ہو رہتا ہے - اور یہی امرت ہے - یہی ابھے (بے خوف) ہے - یہی سب کچھ ہے - یہی سوا - یہی بقا - یہی دائم اور یہی قائم ہے - اس سوا کے سوا ماسوا کوئی نہیں ہے - اس بقا کے علاوہ فنا کوئی نہیں ہے +



سوال ۱۷- کوئی سند پیش کیجیے؟
جواب- سند یہ شلوک ہے۔

"وہ سب کلائیں جسپر اسطرح ٹھہری ہوئی ہیں
"جیسے رتھ کی نابھی میں ارے
"وہ پُرش جو جاننے قابل ہے۔ تم اُسے جانو
"تاکہ موت تم کو دُکھ نہ دے"

خاتمہ کا ضمیمہ

چھ سوالوں کا اسطرح جواب دیدیا گیا- چھ سوال کرنیوالوں کی اس طرح تشفی کر دی گئی۔

تب اُس قدرتی معلّم پپلاد نے ان شاگردوں کو کہا بھائی میں یہانتک سچائی کو جانتا ہوں میں پربرہم کو جانتا ہوں۔ اس سے اونچا کوئی نہیں ہے
تب ان شاگردوں نے خوش ہوکر اس کا شکریہ ادا کیا۔
اور اس کی اس طرح تعریف کی:-
"تم ہے بالتحقیق ہمارے باپ ہو- تم ہم کو گیان کی مدد سے (بھوساگر کے) دوسرے کنارے پر پہنچ لائے ہو- پرم رشیوں کو نمسکار ہے۔ پرم رشیوں کو نمسکار ہے"

پرشن اُپنشد
ختم ہوا
بطور سوال و جواب کی تفسیر کے

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے

رادھا سوامی دھام ۔ (متصل گوپی گنج راج بنارس) میں علمی اور عملی ست سنگ کا سلسلہ جاری کر دیا گیا ہے ۔ جن کو خواہش اور سچی رغبت ہو ۔ وہ یہاں آکر علمی اور عملی مفاد حاصل کر سکتے ہیں ۔ جن کو صرف علمی واقفیت درکار ہے ۔ ان کے لیئے **اپنشد میگزین** کا مطالعہ ہی کافی ہے ۔ جو اپنی نوعیت کا نیا ۔ نادر اور نایاب رسالہ ہے ۔ اور جو جو ساتھ ساتھ عمل اور عملی زندگی بسر کرنے کے شائق ہوں ۔ وہ بلا تکلف (بعد دریافت) تشریف لا کر علمِ باطن اور عملِ سینہ کا ساتھ ساتھ لطف اٹھائیں ۔ دھام کاشی اور پریاگ کے بیچوں بیچ واقع ہے ۔ ہر ملت مذہب طریق اور عقیدہ کا آدمی آ سکتا ہے ۔ کسی کے لیئے بندش نہیں ہے ۔ چھوٹی لائن کے اسٹیشن کا نام گونڈھ روڈ ہے ۔ دھام تک کے لئے یکہ کی سواری مل سکتی ہے ۔ رہائش کے لیئے کافی مکان بن گئے ہیں ۔

شیو برت لال رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج راج بنارس

پرشن اُپنشد

بطور ضمیمہ

سوالوں کا صرف عطر اور جوہر

شیوبرت لال
مقیم رادھا سوامی دھام متصل گوپی گنج
راج بنارس

قیمت پختہ عہ بلا کمیشن اور بلا محصول ڈاک

جملہ حقوق محفوظ

مستقل ۱۲ نمبر دینے خریداروں کے لیے ۸ مع محصول ڈاک

پرشن اُپنشد

مختصر نظم میں

بلاشمول تفصیلی مدات

پہلا پرشن

خلقت کی پیدائش

پیدائش جب ہوگی۔ دو سے ہوگی۔ یہ کس طرح ہوتی ہے؟ پرشن اُپنشد نے اُس پر عجیب طرح سے روشنی ڈالی ہے۔ پرش ہے۔ اور پُرش کا پرشن پنا ہے۔ ان دونو کے میل سے پیدائش ہوئی۔ پُرش کا پُرش پنا اس سے جدا نہیں ہے۔ لیکن کہنے سننے کے لئے دو ہے۔ پُرش پُرش پنا میں تپتا ہے۔ اس

نتھنے سے اُس سے دھار پھوٹتی ہے۔ اسی دھار کا نام پران ہے پر (پہلے) ان (سانس لینا)۔
اس دھار کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک سیدھی ایک اُلٹی۔ ایک اترنے والی دوسری چڑھنے والی۔ ایک اصل دوسری اُس کی نقل۔ (یا معکوسی شکل)، اور نہ دونو کے میل سے رچنا ہوتی ہے۔ اس دھار سے خالی کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ دونو خالق یا پرجاپتی کے آدھار پر رہتی ہیں۔ اور انہی سے نکلکر اُسی کے سہارے کھیل کھیل کر اُسی میں سما جاتی ہیں۔
اس میں ایک دھار حرارت ہے۔ دوسری رطوبت۔ حرارت اور رطوبت کے میل میں حمل یا گربھ ہے۔
یہ پرجاپتی یا خالق اوّل کی نسبت سمجھو۔ جو محیط کل ہے۔ اور اس سے رچنا ہوتی ہے۔ پھر مثال کے طور پر اور بھی خیال کرتے چلو۔ سورج اس نظام شمسی میں پرجاپتی ہے۔ اُس سے پران نور اور حرارت دھار کی صورت میں خارج ہوتے ہیں۔ اور اُس نور کی لوٹنے اور الٹنے والی دھار جو اس کی جانب واپس چلنے لگتی ہے۔ تو وہی رئی یا مادہ بنتی ہے۔ پران اور رئی کے میل سے رچنا ہوتی ہے۔ یہی سورج اس سورج لوک کا سچا خالق ہے وہی محیط کل آگ۔ وہی محیط کل ہوا۔ وہی زبردست سہارا۔ اکیلا لو تپ کرنے والا۔ ہزاروں صورتوں میں ذرہ ذرہ میں۔ لمحہ لمحہ میں شعلہ شعلہ میں جلوہ آرا ہو رہا ہے۔ جب اُس سے کرنوں کی صورت میں پران ہر چہار طرف بکھرتے ہیں۔ تو وہ انہیں اپنی جانب سمیٹتا

ہے۔ یہ اس کی معکوس کرنیں ہیں۔ اور ان دونوں کی آمد اور رفت کے اندر خلقت کا راز چھپا ہوا ہے۔ جیسے قدیم رشیوں نے پہلی مرتبہ سمجھا تھا۔ اور جس نتیجہ سے آگے دنیا اب تک نہیں بڑھی۔ عقلی نظر نے وہ جوکہ گئے ہیں۔ اس میں کوئی اضافہ نہ ہو سکا۔ اور ہوتا کیسے! وہ حقیقت اصلیت اور سچائی ہے جس کے اندر کمی بیشی نہیں ہو سکتی ٭

سیدھی اور معکوس دھاروں کے گرہ بندی اور میل سے اُونچے نیچے اور درمیانی کرتے بن جاتے ہیں۔ یہ عالم خلا کے طبقات ہیں۔ اور ان میں بھی اسی اصول کے میل سے مخلوق پیدا ہوتی ہے۔ اور علے ہذالقیاس اسی نسبتی نظر سے عالم بالا کا حال ہے۔ پیدائش کا اصول ہر جگہ یہی ہے ٭

اور جہاں جہاں اثبات نفی۔ قوت خارجہ اور جاذبہ۔ حرارت اور رطوبت پران اور رئی۔ رُوح اور مادہ کی دھاریں گرہ بند (خاتمہ) ہو کر ملیں گی۔ وہاں اسی خاص قدرتی اصول کے بموجب رچنا ہو گی۔ اور یہی دو دھاریں مختلف نام اور شکل اختیار کر لی رہینگی ٭

اسی رعایت سے جیسے سُورج پرجاپتی اور خالق ہے۔ اُسی طرح برس۔ مہینے اور دن بھی یہی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں بھی خیالی۔ استعاری اور النکاری صورت میں وہی پران (رُوح یا اثبات) رئی (مادہ یا نفی) کی دھاروں سے موصوف اور مخصوص ہیں۔ اور ان کی بھی اپنے اپنے دائرہ میں خاص

خاص طرح کی رچنا ہے۔ ان کے خالق اور پرجاپتی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ بھول کر بھی کوئی شخص نہ سوچے کہ یہ صرف شاعرانہ ہی طرز بیان ہے۔ شاعرانہ تو ہے۔ لیکن حقیقت ہے۔ اور انہیں پر کیا مخصوص ہے۔ اگر انسان اپنی عقلی حرکت کو متحرک کر کے سوچتا چلے۔ تو قدم قدم پر زمان، مکان اور ظرف میں بھی پیدائش کا اصول محیط بنکر کام کرتا ہوا نظر آئیگا۔ اور یقین کو پختہ کر دیگا۔

رشیوں کی نظر ہمیشہ دھرم کی جانب رہی ہے۔ اس لئے انہوں نے اس اصول کو یگیہ (پوجا) کے معنی پہنا کر شخصی اور امتزاجی انسان کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح کے کرتب کرنے سے انسان کو کیا کیا پھل ملتے ہیں۔ اور بندو نجات کا خیال دلاکر اُسے گیان کی جانب رجوع کرایا ہے۔ جو اصلیت کا رہبر اور ہادی ہے۔

یگیہ دو قسم کے ہیں۔ پران یگیہ اور رئی یگیہ۔ رُوحانی یگیہ اور مادی یگیہ۔ شمسی یگیہ اور قمری یگیہ۔ اثباتی اقراری یگیہ۔ اور منفی انکاری یگیہ۔ باطنی اور ظاہری یگیہ وغیرہ وغیرہ نام اور الفاظ پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اصلیت اور مغزِ سخن کو سمجھنا اور سمجھ لینا ہے۔

جو پران یگیہ کرتا ہے۔ وہ اقراری ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ذاتی اصلیت کو نظر کے سامنے رکھکر یگیہ کرتا ہے۔ اس لئے وہ اونچی حالت کا وارث ہوتا ہے۔ اور نفی یگیہ انکاری یگیہ

ہے - اس میں اپنی ذاتی اصلیت کو نظر انداز کر کے یگیہ کرنا ہوتا ہے - اسلئے یہ صرف درمیانی حالت کا وارث ہوتا ہے - اور جنم مرن کے جھگڑوں سے آزاد نہیں ہوتا +

یہ اپنشد پڑھنے والوں کو اپنے ذہن میں رکھ لینا چاہئے کہ پران روح ہے - روح - نفس یا سانس ہے - ہماری سانس ہم سے زیادہ ملی جلی ہوئی قریب اور قریب ہے - یہ ہماری ہستی کی دھار ہے - دھار کے سوا یہ اور کچھ نہیں ہے - اور جیسے یہ سانس ہم سے برآمد ہوتی رہتی ہے - ویسے ہی یہ سب سے برآمد ہوا کرتی ہے - اس قدرتی التزام سے ایک بھی بری نہیں ہے اور رئی مادہ ہے - پران کی معکوس دھار ہے - جو بمقابلہ پران کے ہم سے ذرا دور ہے - اس کی ابتدا تو پران ہی سے ہے لیکن الٹی ہونے سے فرق محسوس ہوتا ہے - اور وہ مختلف شئے بنکر نظر آتی ہے - جیسے معکوس یا عکسی صورت جو اصل صورت کے بالمقابل آکر کھڑی ہو جاتی ہے - آئینہ کے سامنے کھڑے ہو جاؤ - ایک تم ہو - ایک تمہاری الٹی معکوس صورت ہے - جو اس میں نظر آرہی ہے - یہ رئی ہے +

رئی - سنسکرت مادہ رَ = اگنی اور دلی = مشاہدہ سے نکلی ہے - اگنی تو پران ہے - اور اس کی الٹ کر مشاہدہ کی طاقت رئی ہے - یہ اس لفظ کی اصلیت - اگر سنسکرت اصطلاحات کی لفظی اور لغوی رعایت کو ذہن نشین کر لیا جائے تو پھر اصلیت کے سمجھنے میں اس قدر تردد یا دقت نہیں ہوتی +

یوں سمجھو برہمہ میں برہمہ ہے۔ دو دھاریں خارج ہوتی رہتی ہیں ایک ورہ جو پران ہے۔ دوسری منن جو رئی ہے۔ اسی رئی کے مشاہدہ کے اندر عقل تمیز۔ ادراک کی تمام کیفیتیں رہتی ہیں۔ اسی آتما میں آتما سے جو ات کی دھار خارج ہوتی رہتی ہے۔ وہ پران ہے۔ اور منن جو اُس پران کی طرف اُلٹ کر چلتی ہے۔ رئی ہے*۔

[اس کی خوبصورت کثیف صورت شیو اور شکتی والوں نے جو تر لنگ اور ارگھ کی صورت میں قایم کی ہے۔ یہ کثیف مزاج دنا مسی، آدمیوں کے حقیقت کے ذہن نشین کرانے کے لئے گھڑی گئی تھی۔ جسے اب کمتر آدمی سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ حقیقت سے خالی نہیں ہے۔ لنگ پران کی دھار ہے۔ اور ارگھہ رئی ہے۔ ان دونوں کے میل سے بارہ جو تر لنگ بنتے ہیں۔ جو شاکت مت والوں کے دوادش چکر ہیں۔ سورج منڈل میں یہ بارہ راشی ہیں اور اس کے آگے یہی مختلف شکلوں میں مادہ اور نیچے نیچے منڈل بن جاتے ہیں۔ ان باتوں کی صراحت پورانک ہے۔ ذرا طوالت طلب ہے۔ لیکن وضاحت کئے جانے سے سمجھانے میں بہت مدد گار ثابت ہوتی ہے]

برس۔ سنسکرت لفظ ورش ہے۔ اس کا لغوی مادہ ورہی (چھڑکنا اور آورچ (پردہ) ہے۔ اس برس میں وہی دو رعائتیں پران اور رئی کی موجود ہیں۔ چھڑکاؤ پران ہے۔ اور پردہ رئی ہے۔ شاعرانہ استعارہ میں ان دونوں حصوں کی النکرت صورتیں نورانی اور تاریک ششماہیاں

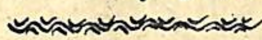
ہیں۔ جنہیں اُترائن اور دکشنائن کہا گیا ہے۔ برس میں جو رچنا یا خلقت ہوتی ہے۔ ان کے میل سے ہوتی ہے۔ اور اس لئے وہ پرجاپتی ہے +

ماس (مہینہ) سنسکرت مادہ ما (نور) اور اس (دہونا) سے نکلا ہے۔ اس کے اندر بھی وہی دو رعایت پران اور رئی (یعنی روح اور مادہ) کی موجود ہیں۔ ما پران ہے۔ اور اس رئی ہے۔ اور اس مہینہ کی دو پران والی اور رئی والی صورتیں اس کے اُجالے اور اندھیرے پاکھ ہیں۔ اور چونکہ مہینہ کی رچنا انہیں دو نو کے میل سے ہوتی ہے۔ اس لئے یہ مہینہ بھی پرجاپتی بالکل صحیح معنی میں کہا گیا۔ اب اگر کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔ تو کیا کہا جائے!

دن سنسکرت لفظ ہے۔ یہ دو مادہ دی = بکھیرنا اور اور ینگ (جزو کلام) سے بنا ہے۔ یہاں بھی وہی دو نو رعائتیں موجود ہیں۔ پران اور رئی کی۔ ان کی صورت دن اور رات ہیں۔ ایک نورانی ہے۔ دوسری تاریک ہے۔ چوبیس گھنٹوں کی رچنا کا دار و مدار انہیں دو نو کے میل سے ہے۔ ایک میں حرارت ہے۔ دوسری میں رطوبت ہے +

اب ذرا خیال کو اور اونچا کرو۔ برس۔ مہینہ۔ دن میں کون

زبردست پرجاپتی اثر انداز ہے؟ کہا جائے گا کہ وہ سورج ہی ہے۔ اسی طرح یگ یگانتر اور کلپ کلپانتروں میں جس کا یہ سورج انش کہا جا سکتا ہے۔ کون پرجاپتی اثر انداز ہے؟ وہ پرجاپتی جو سب سے پہلا ہے۔ اور جس نے تپ کر مختلف صورتوں میں پرجا یا مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ جو وہ ہے۔ وہی یہ سب بھی ہیں۔ صرف پیمانہ کا فرق ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اپنشد پہلے اسی ایک بات کو ذہن نشین کراتی ہے۔ پھر اور آگے بڑھتی ہے۔



جو شخص پران یگیہ کرتا ہے۔ وہ دکشنائن شوکل پکش اور دن کا خیال رکھتا ہے۔ اور جو رئی یگیہ کرتا ہے۔ وہ اترائین کرشن پکش اور رات کا لحاظ رکھتا ہے۔

پران یگیہ کرنے والے سورج کو پراپت ہوتے ہیں۔ اور پھر واپس نہیں آتے۔ کیونکہ وہ اقراری۔ اثباتی اور روحانی ہیں۔ رئی یگیہ کرنے والے چندر کو پراپت ہوتے ہیں۔ اور جنم مرن کے گورکھ دھندے والے سنسار کو واپس آتے رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ انکاری۔ نفی پسند اور مادی ہیں۔

ایک کی معراج یا اشٹ روح ہے۔ دوسرے کی معراج دنیا وی دولت اور مادہ ہے۔ جیسا خیال ویسا فال۔ جیسا فال ویسا حال۔ جیسا حال ویسا مال۔ ساری بات انسان کے خیال کے ماتحت ہے۔

مادہ کی راہ ٹیڑھی ہے۔ کیونکہ معکوسی اور الٹ پھیر کی ہے۔ رُوح کی دھار سیدھی ہے۔ اصلی ہے۔ اس میں ٹیڑھا پن نہیں ہے۔

اسی طرح نیچے کی رچنا میں انسان کو صرف دن کے وقت مجامعت کرنے کی ممانعت ہے۔ یہ بھی پرجا پیدا کرتے ہیں۔ لیکن پرجا مادہ میں پیدا کی جاتی ہے۔ رُوح میں نہیں۔ روحانی طریق نورانی ہے۔ مادی طریق پر ورتی ہے۔ دن کی مجامعت پران کو ناحق ضائع کرنا ہے۔
پپلاد نے اسطرح اپنے شاگرد کو سمجھایا۔

دُوسرا پرشن

پران

پران۔ پر (پہلے)، ان (سانس) قدرت میں پہلا عنصر ہے اس لئے یہ مکمل۔ خالص۔ پاک اور صاف ہے۔ اس میں کوئی نقص یا خرابی نہیں ہے۔ اس لئے یہ اصلاح کی حد بست سے باہر کی شے ہے۔ یہ ہے اسلئے اور سب تتو بھی ہیں۔ یہ سب کو پرکاش کرتا ہے۔ اور اپنی ہستی سے سب کو ہست کرتا ہے

یہ نہ ہو۔ تو کوئی بھی نہ رہے۔ اور نہ پرکاش پاوے ✦
آنکھ اس کے بغیر دیکھ نہیں سکتی۔ کان اس کے بغیر سُن نہیں سکتے۔ نہ آگ جلا سکتی ہے۔ نہ ہوا بہ سکتی ہے نہ پانی چل سکتا ہے۔ جب تک یہ جسم میں قائم ہے۔ تب ہی تک ان کا بھی قیام ہے۔ اس کے کوچ کر جانے سے سب کوچ کر جاتے ہیں۔ اس لئے یہ سب میں بزرگ ہے ✦

اس میں تفرقہ۔ اختلاف۔ رُوحانیت اور بے انصافی نہیں ہے۔ اس کا سلوک سب کے لئے یکساں ہوتا ہے ✦

اصل میں یہی سب کی جان سب کا جوہر سب کا عطر اور سب کا خلاصہ ہے۔ یہ نہ ہو تو نہ سُورج چمکے۔ نہ پانی برسے نہ غلہ پیدا ہو۔ اسی نے سب کو اپنا سہارا دے رکھا ہے۔ اور سب اسی کے آدھار پر ہیں ✦

تیسرا پرشن

پران کی پانچ قسمیں

پران اس جسم میں پانچ طرح کا ہے۔ یہ پُرش یا آتما کی چھایا ہے۔ پُرش سے پیدا ہوتا ہے۔ اور سب پر اسی کی حکومت ہے

یہی جسم کے تمام رگ وریشوں میں دوڑتا رہتا ہے۔

یہ (۱) پران (۲) اُدان (۳) سمان (۴) اپان اور (۵) وبان ہے۔

(۱)۔ پران سب میں پہلا اور ہستی کا ظہور اول ہے۔

(۲)۔ اُدان (اُد = اوپر اور ۔ ان = سانس) ہے جس کی رفتار دماغ کی جانب رہتی ہے۔

(۳) سمان (سم = یکساں اور ان = سانس) ہے جو سب کو اعتدال کی حالت میں رکھتا ہے۔

(۴)۔ اپان (اپ = نیچے اور ان = سانس) ہے۔ جو کثافت کا اخراج کرتا رہتا ہے۔

(۵) وبان (وی = پہلے اور ان = سانس) ہے۔ جو تمام جسم میں سمایا ہوا ہے۔

اِن پرانوں کی جگہ جسم میں خاص خاص جگہوں میں ہے

(۱) وبان کی جگہ تمام جسم میں ہے۔

(۲)۔ اپان کی جگہ پیشاب پاخانہ کی جگہوں میں ہے۔

(۳)۔ سمان کی جگہ نابھی (ناف) میں ہے۔

(۴)۔ اُدان کی جگہ اوپر ہے

(۵) ۔ پران آنکھ کان میں رہتا ہے۔ اور ناک سے چلتا ہے۔

پران باہر کی طرف رفتار والا ہے ۔ سمان درمیانی سب کو غذا تقسیم کرنیوالا ہے جس سے سات شعلے (دو آنکھ + دو کان + دو ناک + منہ = ۷ میں) مشتعل رہتے ہیں۔ اُدان تیج اور حرارت ہے۔ جب یہ پران سے ملکر نکل جاتا ہے جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔

جب اُدان سُوشمنا ناڑیوں کے ایک خاص درمیانی ناڑی سے نیکی کا خیال لیئے ہوئے گذرتا ہوا اوپر کو جاتا ہے۔ تو وہ پُنیہ لوک کو لے جاتا ہے۔ اگر بدی کو لیئے ہوئے نکلتا ہے تو پاپ لوک کو لے جاتا ہے۔ اور اگر نیکی بدی دونو سے ملا ہوا نکلتا ہے۔ تو مُنشیہ لوک میں لے جاتا ہے۔

یہ پران جوہر ہے۔ تمام علم حکمت اور فلسفہ کا عطر ہے۔ جو اس کے پھیلاؤ۔ سمٹاؤ اور گھراؤ کا علم رکھتا ہے۔ اس کی نہ اولاد ضائع ہوتی ہے۔ اور نہ وہ اگیانی رہتا ہے۔ نہ جنم مرن کو پاتا ہے۔ بلکہ صاحب اولاد گیان والا ہو کر امرپد کو پراپت کر لیتا ہے۔

چوتھا پرشن

جاگرت سپن میں جاگنے سونیوالے

پران آگ ہے۔ جو اس جسمانی اگنی کنڈ میں ہر وقت روشن رہتی ہے۔

گارھپتیہ اگنی اندرونی نورانی مشتعل آگ ہے۔ جسے وہاں کی اُنو وا ہچن اگنی باہر لاتی اور باہر آنے کی وجہ سے آہُونیہ

ہو جاتی ہے ؛

سانسوں کا باہر آنا جانا دو آہوتیاں ہیں۔ جنہیں سمان وایو برابر برابر تقسیم کرتی ہوئی اعتدال پر قائم کرتی ہے۔ من ججمان یگیہ کا کرنے والا ہے۔ اس یگیہ کا پھل اُدان وایو پیچھے چڑھاتا ہے یہی برہمہ کو پہنچاتا ہے ؛

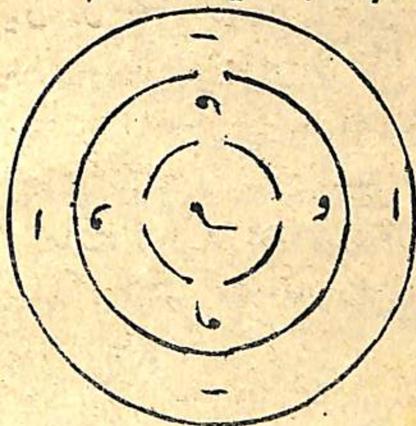
اندریاں من کے ساتھ باہر آتی اور جاگرت کا بیوہار کرتی ہیں۔ سوتے وقت سپن میں من ہی میں لین ہو جاتی ہیں۔ یہ اپنے کئے ہوئے جاگرت کے کرم کو خواہ وہ جیسا ہو بھوگتا ہے۔ ان کرموں کا سنسکار بے شمار جنموں کا من کے اندر دبا پڑا رہتا ہے۔ اسی کا وہ بھوگ بھوگتا ہے۔ اور جب تیج اُدان کے روپ میں باہر اٹھ کر انہیں دبا دیتا ہے۔ تب یہ خواب معدوم ہو جاتے ہیں۔ اور من پران سے ملا ہوا آتما میں لین رہتا ہے [جاگرت لوک سپن پر لوک اور سشپتی اس سے بھی پرے ہے۔ جہاں نہ من ہے نہ اندری ہے۔ صرف اکشر ہی اکشر آتما ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جیسا یہاں پنڈ میں ہے۔ ویسا ہی وہاں برہمانڈ میں بھی ہے]

اندریاں اپنی ماتراؤں میں ملے ہو رہتی ہیں۔ تو بھی سب اپنی اپنی ماتراؤں میں جذب ہو جاتے ہیں۔ پران اور پران سے سہارا لینے والے سب کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ اور سب اس اکشر برہمہ پرم اکشر کو پراپت ہوتے اور اس میں ملے ہوتے ہیں۔ وہ ان سب پرندوں کے آرام کا گھونسلہ ہے ؛

پانچواں پرشن

اوم وچار

ساری رچنا اوم پر ٹھہری ہوئی ہے۔ یہی اکشر برہم ہے جس کے اندر نیچے اوپر درمیانی تینوں لوک ہیں۔



وہ جو سفلی خیال کے زیر اثر رہتا ہے، وہ زمینی۔ جو اس کی درمیانی حالت کے زیر اثر رہتا ہے۔ درمیانی اور جو برہمچریہ اور تپ سے مل تینوں کے زیر اثر آجاتا ہے۔ وہ اونچا ہے۔

یہ اور کی تریوگی ہے

چھٹا پرشن

سولہہ کلا کا پرُش

یہ جو رچنا ہے۔ پرُش ہی ہے۔ یہ سولہہ کلا کی ہے۔ اور وہ ان میں محیط کل ہے۔ ان کلاؤں کا رُخ پرُش کی طرف ہے۔ یہ نہ صرف اسپیرہیہ کی نابھی کے آروں کی طرح ٹھہری ہوئی ہیں۔ بلکہ یہ اُسی کی جانب مائل رہتی ہیں۔ جیسے بہتی ہوئی ندیوں کا رُخ سمندر کی جانب رہتا ہے۔ جب تک ندیوں میں روانی ہے۔ انکا نام اور روپ ہے۔ جب روانی ختم ہوئی۔ اور وہ سمندر میں آکر اس سے ملکر ایک ہو رہیں۔ پھر نہ کہیں انکا روپ ہے نہ نام ہے اکیلا سمندر ہی سمندر ہے۔ کلاؤں کی کثرت جگت ہے۔ اور ان کی برہمہ میں وحدت پرم گتی ہے ٭

وحدت ہی حقیقی شے ہے۔ کثرت عارضی نمائشی اور فانی حالت ہے۔ یہ وحدت برہمہ ہے۔ اور پرُش ہے۔ اور جو اسے اسی زندگی میں انوبھو کر لیتا ہے۔ پھر اُسے موت کا دُکھ نہیں ستاتا۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے امر ہو جاتا ہے ٭

ختم ہُوا
پرشن اُپنشد کے خلاصہ کا
ضمیمہ

مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج کی بے نظیر تصانیف

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
سدھار کا سلسلہ		**یوگ کا سلسلہ**	
پریوگ سدھار	۸/	شرت شبد یوگ کلپدرم	[illegible]
لوک پرلوک سدھار	۸/	پنتھ سند لیش	[illegible]
جیون سدھار	۸/	رادھاسوامی یوگ	[illegible]
سکھ سدھار		نانک یوگ	[illegible]
پرمارتھ سدھار	[illegible]	سہج یوگ	[illegible]
دنچ ادیکار سدھار		وگیان رامائن	[illegible]
یوگ سدھار	[illegible]	" کرشنائن	[illegible]
بردھی سدھار	۱۰/	**سنت سنجوگ کا سلسلہ**	
نوجیون سدھار	۱۰/	سنت سنجوگ حصہ اول	[illegible]
وچار سدھار	۱۰/	" " " دوم	[illegible]
وچار کا سلسلہ		" " " سوم	[illegible]
		" " " چہارم	[illegible]
پھٹکل وچار	۱۰/	" " " پنجم	[illegible]
مکھ وچار	۱۰/	**کلپدرم سلسلہ**	
مفید وچار	۱۰/		
برہمچریہ وچار	۱۰/	برہمہ وچار کلپدرم	۱۲/
سیتاہ وچار		آتم وچار کلپدرم	۶/
سبھ وچار	۶/	ویدانت کلپدرم	۱۲/
من بچ کرم وچار		یوگ کلپدرم	۱۰/
بدھ سکتا وچار	۶/	چرتر کلپدرم	۱۰/
بھگتی گیان وچار		وچار کلپدرم	[illegible]

(ملنے کا پتہ :- رادھاسوامی دھام ڈاک خانہ گوپی گنج راج بنارس سٹیٹ یو۔پی)

نام کتب	قیمت
جین پرتانت کلپدرم	۱۲؍
سندیش کا سلسلہ	
کرم سندیش	۸؍
گیانی سندیش	۸؍
آپا سنا "	۸؍
بوتیک "	۸؍
یاترا "	۸؍
بچن "	۸؍
سار "	۸؍
سہج "	۸؍
ادبھت "	۸؍
اگم "	۸؍
وچار "	۸؍
ست "	۸؍
دھرم "	۸؍
انبھو "	۸؍
وگیان "	۸؍
پریم "	۸؍
درشٹانت "	۸؍
بچن کا سلسلہ	
بچن سار حصہ اول	عہ
" " " سوم	۱۲؍
" " " چہارم	۱۰؍
شبد سار (نظم)	عہ
شبد گنجار (نظم)	عہ
شبد یوگ انگریزی	عہ
مستی کا سلسلہ	

نام کتب	قیمت
خمکدہ پرشاد	۱۰؍
خمکدہ تخیلات	۱۰؍
خمخانہ عرفان	۱۰؍
" خیالات	۱۰؍
اودھوت گیتا	۱۰؍
جام مستی	۱۰؍
بھگتی کا سلسلہ	
بھگت مال	۳ روپے عاعہ
سنت مال	۸؍
شاہی بھگت	۶؍
راج بھگت	۶؍
راج بھگتی	۶؍
قصوں کا سلسلہ	
آبدار موتی	عہ۸
سندھ ولیش کے قصے	۱۰؍
ملتان "	۱۰؍
عجیب وغریب "	۱۰؍
قصہ ابراہیم ادہم	۶؍
متفرق سلسلہ	
صوفی ازم	۸؍
کبیر اور کبیر پنتھ	عہ۲
کبیر شبد اولی	۸؍
نند و بھائی کی ساکھی	۱۲؍
تحفہ درویش یا فقیر پرشاد	۸؍
الحیات بعد الممات	۸؍
برہمہ گیان پر لیکچر	۸؍
معیار المکاشفہ	۱۰؍
دید انت کی پہلی کتاب	عہ
پنجدشی	عہ
وشنو پوران حصہ اول	۸؍

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
تلگی پوران	۸ر	سنت کبیر کی ساکھی	عہ
مسلمان درگور مسلمانی در کتاب	۱۲ر	سنت سلسلہ دوم	۲ر
ظاہری و باطنی موسیقی	۶ر	للت کتھا انجلی حصہ دوم	۸ر
سچا سناتن آریہ دھرم	۶ر	" وچھا انجلی	۸ر
روحانی ترقی	۶ر	" کرم انجلی	۸ر
بہار تصوف	۱۲ر	" پرتنوتر "	۸ر
سنگرام چتوڑ	۸ر	سیتاہ وچار	۱۰ر
راز خود تصوری	۸ر	بھگت مال حصہ دوم	عہ
آئینہ کشمیر	۱۲ر	ہلا چرتر انجلی	۸ر
مورتی پوجا } معجون مرکب	۱۲ر	کبیر بیجک حصہ اول مشرح بالتصویر	عصہ
کبیر ساکھی سیرا	۱۰ر	سنت سلسلہ سوم	۱۰ر
ہندی کے انمول رتن		للت پشپا انجلی	۸ر
شبد سار گنگا (نظم)	۵ر	پرمارتھ سدھار	۸ر
کبیر چرتر	۱۰ر	بھگت مال حصہ سوم	عہ
وگیان انجلی	۸ر	للت کتھا انجلی	۸ر
سنت سلسلہ اول		" درشٹا انجلی	۸ر
کبیر شبداولی	عہ	کبیر بیجک مشرح حصہ دوم تک	عہ
نو جیون سدھار	۱۰ر	للت مرم انجلی	۸ر
للت کتھا انجلی حصہ اول	۸ر	" سار "	۸ر
" " اپدیش انجلی	۸ر	" گیان "	۸ر ۱۰ر
" " وچار "	۸ر		
" بویک "	۸ر		
بھگت مال حصہ اول	عہ		

ملنے کا پتہ :- رادھا سوامی دھام ڈاک خانہ
گوپی گنج راج بنارس سٹیٹ یو۔ پی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۳

اُپنشد میگزین

(ماہواری سلسلہ)

(زیر ادارت)

شیو برت لال

بابت ماہ مئی و جون سنہ ۱۹۲۷ء

دستور العمل

۱- عہ سالانہ پیشگی چندہ

۲- بعد کو سالانہ مجموعہ کی قیمت عہ یا زیادہ ۔

۳- نمونہ طلبی کا قاعدہ الغط ۔

۴- خریداروں کو تاریخ اجراء عدم وصولی کی شکایات پر ایک ہفتہ کے اندر دوسرا پرچہ - زیادہ دیر ہو جانے کے بعد قیمت طلب ۔

۵- جملہ خط و کتابت بنام منیجر اپنشد میگزین معرفت ہندوستانی دواخانہ لیمیٹڈ امرتسر

۶- جواب کے لئے اِکا ٹکٹ ضروری - ورنہ عدم جواب کی معذرت ۔

۷- ایڈیٹر کے ساتھ خط و کتابت رادھا سوامی دھام کے پتہ سے

مقاصد

۱- ویدانت کے اصول پر بالعموم اور اپنشدوں کے مطالب پر بالخصوص تو خاطر نشین اور طمانیت بخش روشنی ڈالنا ۔

۲- اپنشدوں کے گہرے راز کی عقدہ کشائی ایسے عام فہم طریقہ میں کرنا - مطالعہ کرتے وقت زندگی کم از کم خیالی صد پر عملی بنتی چلے اور دلپر ان کی سچائی پتھر کی لکیر بن جائے

۳- جو باتیں شاعرانہ انداز اور استعارہ کی زبان میں بیان ہوئی ہیں - انکو معمولی عبارت میں عام فہم الفاظ میں منتقل کر دینا ۔

۴- جو بات اسپر بھی ذہن نشین نہو سکتا اور خط و کتابت کے ذریعہ ان کو صاف کر دینا ۔

۵- بھوسکا کے بعد مکمل اپنشدوں کو بہ احتیاط مع واضح تفسیر کے پیش کرتے رہنا ۔

نوٹ :- اپنشد میگزین صرف مستقل خریداروں ہی کو عہ پر ملیگا - بعد کو قیمت زیادہ لی جاے گی ۔ ممکن ہے ۔ سال بھر کی کتابوں کی قیمت ۱۱ یا ۱۵ وصول کی جائے - قیمت ہر کتاب کی اس کے ٹائیٹل پیج کے اندراج کے موافق لی جائے گی ۔

کٹھ اُپنشد

نچکیتا کو یم کی روحانی تعلیم

معہ بسیط شرح لفظی ترجمہ

اور نحوی تشریح کے

(۱)

شیوبرت لال

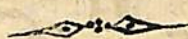
مقیم رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج راج بنارس

قیمت پختہ عہ محصولڈاک ۱ر علاوہ

صرف مستقل خریداروں کو ۱۲ نمبر کے عہ مع محصولڈاک

دیباچہ

(۱) کٹھ اُپنشد



کٹھ اُپنشد گو چھوٹا لیکن نہایت خوبصورت اور مؤثر اُپنشد ہے۔ طرزِ بیان اس قسم کا ہے۔ کہ پڑھتے چلے جایئے اور مضمون خاطر نشین ہوتا جاتا ہے۔ یہ بہت ہر دلعزیز اور مشہور کتاب ہے۔ نہ صرف ہمارے ہی ملک کی مختلف زبانوں میں اس کے تراجم موجود ہیں۔ بلکہ یورپین زبانوں میں اس کے ترجمے کم نہیں ہوئے۔ اور وہاں اب تک اس کو غیر زبانوں کے جامہ پہنانے کا اہتمام مدِنظر رہتا ہے۔

یہ نچکیتا اور یم کے درمیان سوال وجواب کی صورت میں مکالمہ ہے۔

(۲) وجہ تسمیہ

"کٹھ" لفظ کے سنسکرت میں متعدد معنی ہیں۔ مثلاً (۱) یہ ایک منی کا نام ہے۔ (۲) سادہ نغمہ یا سادہ آواز کو بھی کٹھ کہتے ہیں۔ (۳) یجر وید کا حصّہ (۴) منتر (۵) ایک براہمن گرنتھ (۶) ویدوں کا ماہر براہمن جو رگ وید میں بالخصوص کمال درجہ کی واقفیت

رکھتا ہو۔ (۷) کٹھن ودت کا دھارن کرنے والا (۸) تیز یادداشت سے موصوف وغیرہ وغیرہ +

کہتے ہیں وید ویاس جی نے یجروید کی نگہداشت اور اشاعت کا کام اپنے ایک شاگرد ویشمپاین ۔۔۔ سپرد کیا ان کے شاگردوں میں ایک کٹھ نام کا رشی تھا۔ جس ۔۔۔ یجروید کی کٹھ شاکھا چلی۔ اور اسی کے نام سے منسوب ہو ۔۔۔ اور اس کے تمام شاگرد کٹھ شاکھا والے مشہور ہوئے۔ چونکہ ۔۔۔ اپنشد انہیں سے مخصوص ہے۔ اسلئے اس کا نام کٹھ اپنشد ۔۔۔ کٹھ شاکھا والوں کو کاٹھک بھی کہتے ہیں۔ اب یہ شاکھا ۔۔۔ ہے +

(۳) تعلق

اس کا تعلق کرشن یجروید سے بتایا ۔۔۔ ہے۔ یہ مکالمہ کسی قدر اختلاف کے ساتھ تیتریہ ۔۔۔ (۳-۱۱-۸) سے لیا گیا ہے۔ کسی کسی کی رائے میں ۔۔۔ سام ویدی اپنشد ہے۔ لیکن تیتریہ والے یجروید ہی کے ساتھ ہے۔ اور اسے اصل میں سام وید سے منسوب کرنا غلطی ہے۔ کیونکہ کٹھ شاکھا سام ویدی نہیں۔ بلکہ یجر ویدی ہے +

(۴) نچکیتا اور یم

مکالمہ ہونے کی وجہ سے یہ نچکیتا اور یم کے درمیان سوال و جواب کی صورت میں ہے۔ ممکن ہے یہ دونو نام فرضی ہوں۔

اور ممکن ہے۔ ان کی کچھ تواریخی حیثیت بھی ہو۔ لیکن ظاہرا تو یہ قصہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ مرکر موت کے ساتھ سوال وجواب کرنا خلاف از قیاس اور بعید از عقل ہے ٭

تاہم نچیکیتس آگ کو کہتے ہیں۔ اور یم نرک کا دیوتا یا موکل ہے۔ ان کے درمیان کیا سوال وجواب ہونگے یہ سمجھ میں نہیں آتا ٭

ساتھ ہی یم کے معنی گورو کی فرمانبرداری کو بھی کہتے ہیں۔ اور نچیکیتا زندگی کی آگ یا حرارت رکھنے والے شاگرد کو کہا جاسکتا ہے۔ یم اُسے کہتے ہیں۔ جو خارج کرے۔ اور آگ اخراج کی ایک صورت ہے۔ گو استعارہ کی زبان میں گورو اور شاگرد کی اس قسم کی حیثیت قائم تو کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ غیر معمولی جرأت کا کام ہے۔ اور کسی ٹیکاکار نے ایسا نہیں کیا اس لیے زبان کھولنے کی کم ہمت ہوتی ہے ٭

نچیکیتا واج شروس کا لڑکا بتایا جاتا ہے۔ یہ واج شروس اروتی اُدوالک بھی کہا جاتا ہے۔ اور اُدوالک کا لڑکا اور اُروتی ارُن کا لڑکا ہوتا ہے۔ گوتم اُس کا گوتر تھا چھاندوگیہ اور برہد آرنیک اُپنشدوں میں یہ نام آئے ہیں ٭

ساتھ ہی یم کو یم پوری کا راجہ بتایا گیا ہے جو سورج کا لڑکا ہے اور چترگپت اس کا منتری ہے ٭

یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا نہ کہیں سر ہے۔ نہ پیر ہے ٭ اس نے مجبوراً یا تو ہم یہ کہیں کہ یہ بالکل فرضی اور من گھڑت

کہانی ہے۔ جو ویدک اور پورانک باتوں کو لے کر اس زمانہ کے خیال کے موافق ترتیب دی گئی ہے۔ اور یا یہ کہ نچکیتا شاگرد اور یم گورو تھا۔ اور گورو کے پاس جاکر شاگرد نے سوال کئے۔

حیرانی کی بات تو یہ ہے۔ کہ یہ قصہ تیتریہ آرنیک (۱۱-۳) میں بھی آیا ہے۔ وہاں اس میں بھی نچکیتا کے یم کے لوک میں جانے کا ذکر آیا ہے۔ یہ اسی سے مستعار لیا گیا ہے۔ بالکل نقل تو ہے نہیں۔ لیکن باتیں وہی ہیں۔ اپنشد کی زبان اعلےٰ اور فصیح تر ہے۔ اور تیتریہ براہمن کی ایسی نہیں ہے۔

(۵) اپنشد کے حصے اور مضمون

اس کٹھ اپنشد میں دو ادھیائے (باب) ہیں اور ہر ایک ادھیائے میں تین تین ولیاں (فصل) ہیں۔ اس حساب سے اس کے چھ حصے ہیں۔

اور اپنشدوں کی طرح اس کے بھی مضمون کو چار سوالوں تک محدود کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) انسانی زندگی کا اعلےٰ مقصد کیا ہے؟

(۲) جگت کا مول کارن (علت اولیٰ) کیا ہے؟

(۳) اس مول کارن کا جگت کے ساتھ کیا سمبندھ (تعلق) ہے اور

(۵) ہم کو اُس کا علم کیسے ہوتا ہے!

(۶) پہلی وَلی

پہلی ولی میں پہلے سوال کے جواب دینے کی کوشش کی گئی:۔ ویدوں کے گیان سے اعلےٰ خوشی نصیب ہوتی ہے۔ لیکن یہ گیان اور سانتھ ہی ویدوں کی شریعت اور کرم کانڈ کی پابندی سے صرف سورگ ملتا ہے۔ جو عارضی اور ناپائدار ہے۔ یہ انسانی دل کو مکمل طور پر مطمئن نہیں کرتا۔ انسان لافانی اور کبھی نہ بدلنے والی خوشی (یا سکھ) کا طالب ہے۔ اس سکھ کا امکان صرف اس وقت ہو سکتا ہے۔ جب کہ انسان خود غیر متبدل حالت میں آجائے اور اس سے یہ سوال خودبخود پیدا ہوتا ہے۔ کہ مرنے کے بعد بھی زندگی رہتی ہے۔ اور آتما کو عارضی خوشیوں کے اوزار اور ذرائع مثلاً حواس اور دل وغیرہ سے نجات ہو جاتی ہے۔ تحقیقات آسان نہیں ہے لیکن خواہشمند طبیعت اس کی جانب بلا پس و پیش مائل ہو جاتی ہے۔ وہ لافانی خوشی گیان ہے۔ جو لافانی آنند کی طرف لیجاتا ہے۔

(۷) دُوسری وَلی

دُوسری ولی میں یہ سوال آتا ہے۔ کہ جگت کا مُول کارن کیا ہے۔ اور ہم کیسے اُس میں عبُور پا سکتے ہیں۔ جو شے نیک ہے وہ خوشگوار حالت سے مختلف ہے۔ ایک حالت ایسی ہے۔ جو

افضل ہے۔ اور دوسری خوشنما۔ خوشگوار اور دل خوش کن ہے ان کے فرق کے سمجھنے اور ان کے درمیان تمیز کرنے کی ضرورت ہے۔ دونو ایک ساتھ نہیں مل سکتی ہیں۔ بویک یا قوتِ تمیز سے یہ سمجھ میں آئے گا کہ جو افضل ہے۔ وہ افضل ہے۔ اور وہی سرلیشٹ ہے۔ جس سفلی یا نفسانی گیان سے خوشگوار خوشنما اور دل خوش کن کیفیت ملتی ہے۔ وہ گیان نہیں اگیان ہے کیونکہ اس سے بھرم پیدا ہوتا ہے۔ وہ سچائی اور حقیقت کی راہ سے گمراہ کر دیتا ہے۔ اس سے اس یقین کی پختگی ہوتی ہے۔ کہ صرف یہی ایک جگت ہے۔ دوسرا نہیں ہے۔ اور اسی کے بھوگ ولاس (لذاتِ نفسانی) سب کچھ ہیں۔ اس اگیان کا نتیجہ جنم مرن اور مرن جنم ہوتا ہے۔ اور انسان پیدا ہوتا اور مرتا رہتا ہے۔ برعکس اس کے اعلےٰ گیان کا تعلق افضل حالت اور سرلیشٹ اوستھا سے ہے۔ اور اس کا مقصد آتما کی حقیقت۔ ماہیت۔ اصلیت اور ذاتیت کا جاننا ہے۔ یہ پاپ پنیہ۔ نیکی بدی۔ سبب اور نتیجہ (کارن کاریہ) اور گذشتہ حال اور استقلال کے تعلقات سے مختلف اور اونچا ہے۔ یہ آتما نہ مرتا ہے۔ نہ جنمتا ہے۔ نہ یہ کسی کا کارن ہے۔ نہ کاریہ ہے۔ یہ تبدیل نہیں ہوتا۔ تبدیلی صرف جسم۔ جسمانی حواس جسمانی اعضا اور جسمانیت کے کاروبار میں ہوا کرتی ہے۔ یہ آتما ایک ہے۔ وہ لامحدود برہم ہے۔ وہ نرا کار بغیر جسمانیت کا ہے۔ وہ کل ہے۔ اور محیطِ کل ہے۔ اور غیر محدود

ہے۔ وہ انسان یا زندہ مخلوق کے ہردے گپھا (دلی خلا یا دلی گوشہ) میں قائم رہتا ہے۔ برہمہ یا آتما کا گیان آسان نہیں ہے۔ قابل گورو اور قابل شاگرد ہو۔ تب وہ ہاتھ لگے دلیل بازی یا بحث مباحثہ سے وہ نہیں ملتا۔ ویدوں کے مطالعہ اور سمجھ سے وہ پرے ہے۔ دُنیاوی علوم یا زمینی ودّیاؤں سے اُس کا ہاتھ آنا محال ہے۔ بدھی اور ادھیاتم یوگ سے گہرا تعلق پیدا کرے۔ اس سے مل کر ایک ہو رہے۔ تب کہیں اس کا امکان ہے۔ اس برہمہ کا گیان اوم کے وچار سادھن سے نصیب ہوتا ہے۔ یہ اوم ہی ویدوں کا عطر اور جوہر ہے۔ اور اسی سے برہمہ کے ستبل اور شُدھ رُوپ کی تمیز ہوتی ہے۔ اور برہمہ کے ساتھ جگت کے تعلقات کے عُقدے حل ہوتے ہیں۔ یہ اوم ہی ہے جو ذات مطلق کی مُطلقیت کو ذہن نشین کرا دیتا ہے۔ مَن اور اندریوں کی روک تھام ہو جاتی ہے۔ اگر ہوش من آنچل ہے اور اُدھکاری کے اندر اس گیان کی پراپتی کی درڑھ اچھا۔ درڑھ پڑ گیا اور درڑھ پریتن نا ہو۔

(۸) تیسری ولی

تیسری ولی میں لا محدود غیر شخصی برہمہ اور محدود شخصی آتما کے تعلقات۔ تناسب اور ان کے ساتھ جگت کے نسبتی نظمی وابستگی کا بیان ہے۔ دو آتمائیں ایک شخصی اور دوسری غیر شخصی۔ ایک وجودی دوسری نمودی۔ ایک مطلق دوسری شہودی۔ شخصی آتما

میں اندریاں۔ اندریوں کے پدارتھ۔ من۔ بدھی۔ حکومت اور بھوگ ہیں۔ اس دکی لظم) میں پدارتھ کی بڑائی ہے۔ یہ پدارتھ اندریوں سے زیادہ لطیف ہے۔ پدارتھ سے زیادہ اونچا من ہے۔ من سے اونچا بدھی ہے۔ من سے اونچا مہت اور مہت سے اونچی اویکت اور اویکت سے اونچا آتما ہے۔ اور اس آتما سے اونچا پرماتما ہے۔ جو لامحدود ہے۔ اور یہ آخری مقصد ہے۔ آتما تمام پرانیوں کے باطن میں ہے۔ ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اگر بدھی یا متحد عقل کو نظر آتا ہے۔ آتما کے علم کا انحصار بدھی اور پرماتما پر ہے۔ یہ برہمہ گیان کی تحصیل۔ وتہ تکمیل کے مدارج ہیں۔ جب برہمہ گیان حاصل ہو جاتا ہے۔ تب لافانیت (امرپد) ملتی ہے۔

(۹) چوتھی ولی

چوتھی ولی میں بیان آتا ہے۔ کہ آتم گیان کے راستہ میں اگیان حائل ہے۔ اس لئے گیان نہیں پراپت ہوتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جب تیسری ولی کے آخیر میں کہا گیا۔ کہ آتما باطن میں ہے۔ ظاہر نہیں ہے۔ وہ چھپا ہوا ہے۔ تو پھر وہ کس طرح جانا جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب اندریاں بھوگ اور بھوگ کے پدارتھ سے ہٹائی جائیں۔ تو آتما کو آتم گیان ہو۔ جیسا کہ جاگرت اور سپن میں اُسے گیان رہتا ہے۔ آتما خود گیان ہے۔ اسی طرح برہم گیان بھی ہے۔ اس کے بعد پھر تیسری

ولی کی طرح آتما کے مختلف تعلقات کا بیان آتا ہے۔ شخصی اور محدود آتما ہی لامحدود اور غیر شخصی برہمہ ہے۔ وہی ہرنیہ گربھ ہے۔ وہی پرانوں کا آتما ہے۔ جو اندریوں کو ساتھ رکھتے ہوئے ہردے گپھا میں ٹھہرا ہوا ہے۔ جیو اور برہمہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۱۰) پانچویں ولی

پانچویں ولی میں آتما کو جسم سے متعلق ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ دکھایا گیا ہے کہ کس طرح وحدت میں کثرت ہے۔ آتما اندریوں کا قاعدہ میں چلانے والا ہے اور زندگی کا دارومدار اسی کی ہستی پر ہے۔ جب آتما جسم کو چھوڑ جاتا ہے۔ جسمانی فرائض کا عدم ہو جاتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ جسم اور اندریوں سے مختلف ہے۔ وحدت کا کثرت میں نمایاں ہونا مثال سے سمجھایا گیا ہے۔ ایک ہی آگ مختلف چیزوں سے مل کر متعدد ہو جاتی ہے۔ ایک ہی پانی دوسری اشیا سے ملکر کئی صورت والا دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہی کیفیت آتما کی ہے۔ ان تمام تعلقات میں آتما پھر بھی سب سے بے تعلق رہتا ہے۔ اور ان کا نقص اس میں نہیں آتا۔ آنکھوں کے عیب سے سورج میں کیا عیب آتا ہے۔ وہ تو سب کے اندر باہر ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔

(۱۱) چھٹی وَلی

پانچویں ولی کے آخر میں یہ سوال آتا ہے۔ میں برہم کو کیسے جان سکتا ہوں۔ کہ وہ پرکاش کرتا ہے۔ یا نہیں پرکاش کرتا ہے؟ اور جواب اس طرح دیا جاتا ہے۔ لامحدود برہم کو کوئی پرکاش نہیں کرتا۔ سب اُسی سے پرکاش والے ہوتے ہیں چھٹی ولی اسی جواب سے زیادہ تر با تعلق ہے۔ پہلے تشبیہ کی صورت میں جواب دیا جاتا ہے۔ یہ جگت گولر کے درخت سے مشابہ ہے۔ جس کی جڑ اوپر کی طرف ہے۔ اور شاخیں نیچے کی جانب ہیں۔ اور آتما اور جگت کے تعلقات کے سلسلہ میں پھر تیسری ولی کا وہی بیان دوہرایا جاتا ہے۔ جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ یعنی من اندریوں سے اونچا ہے۔ آتما من سے اونچا ہے وغیرہ وغیرہ ...... من اور اندریوں سے آتما کی سمجھ نہیں آتی۔ وہ اپنے کارج سے سمجھا جاتا ہے۔ کارج (نتیجہ) کارن (سبب) میں ہے۔ اور یہ کارن اسنگ اور آزاد ہے۔ اور یہ برہم ہے برہم وچار یوگ سے پیدا ہوتا ہے۔ یوگ سے من اور اندریاں پدارتھ سے الگ ہو جاتی ہیں۔ اور بدھی کا رُخ برہم کیطرف رہتا ہے۔

یہ سوال کہ ہم برہم کو کیسے جان سکتے ہیں؟ کٹھ اپنشد میں زیادہ زیر بحث آیا ہے۔ اور اس کا جواب ان منتروں کے درمیان ہے:۔

"آتما کا جاننا مشکل ہے۔ کیونکہ وہ بہت لطیف ہے" (۱-۲۱)
"قابل خواہ ہوشیار گورو کی ضرورت ہے" (۲-۷)
"آتما لطیف سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ اور ترک (دلیل بازی) سے نہیں سمجھا جاتا" (۲-۸-۹)

ظاہرا یہ جواب بہت مذبذب معلوم ہوتا ہے۔ اور تسلی بخش نہیں ہے۔ اور اس کا ظاہرا نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے۔ کہ پھر یہ علم دیدوں سے نصیب ہوتا ہوگا۔ اگر آتما کا گیان دلیل بازی اور ترک سے نہیں ملتا۔ تو پھر سینہ بہ سینہ ایک گورو کے ذریعہ دوسرے کو اور دوسرے کے ذریعہ تیسرے کو ملتا ہوا چلا آیا ہوگا یہ سلسلہ برابر ایسا ہی قائم رہا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ آخری گورو تک ایسا ہی چلا آیا ہوگا۔ لیکن کٹھ اپنشد سے اس خیال کی بھی زیادہ تائید نہیں ہوتی۔ اول وید سے اس گیان کا ملنا غیر ممکن ہے۔ آتما وید سے نہیں جانا جاتا۔ اور نہ عقل سے اس کی لفظی مراد کے سمجھ لینے سے اس کا امکان ہے۔ اور نہ بہت سننے سے........ (۲-۲۳)۔ دوسرے یہ حواس کی رسائی سے بھی اونچا ہے۔ اس لئے سینہ بہ سینہ اس کے گیان کے سلسلہ کا چلا آنا بھی ممکن نہیں ہے۔ "اس آتما کی شکل دیکھنے کے لئے نہیں ہے۔ کوئی شخص اسے آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا...." (۶-۹)۔ "نہ وہ آتما بانی سے نہ من سے نہ آنکھ سے پایا جاتا ہے......." (۶-۱۲) کٹھ اپنشد کے ان منتروں سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ آتما کا گیان وید کے امکان سے باہر

ہے۔ تیسرے آتما کا گیان صرف آتما سے ملتا ہے۔ اور اس کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ "...... ہاں جس کو (یہ آتما) خود منظور کر لیتا ہے۔ وہی اس کو پاتا ہے۔ اس کے شریر کو یہ آتما اپنا لیتا ہے" (۲-۲۳) "...... جو اسے اپنے جسم میں رہتے ہوئے دیکھتے ہیں" (۵-۱۲) چوتھے یہ صاف پایا جاتا ہے کہ آتما کے گیان کا تعلق یوگ وچار سے ہے: "...... جب کوئی دھیر پرش اُس قدیم (سناتن) کو ادھیاتم یوگ کی پراپتی سے جان لیتا ہے۔ تو وہ خوشی اور ناخوشی دونوں پر غالب آ جاتا ہے" (۱-۱۲)۔ "...... صرف تیز عقل سے ان کو نظر آتا ہے۔ جو لطیف نظر ہیں (۳-۱۲)" وہ دھیر پرش جو اپنے پیدا ہوا اس کی علیحدگی اور ان کے طلوع اور غروب (جاگرت سوپن) کو جانتا ہے۔ وہ رنج سے دور ہو جاتا ہے" (۶-۲) نہ صرف اتنا ہی کہا گیا ہے۔ بلکہ ساتھ ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ وچار سے آتما کا گیان ملتا ہے۔ "نہ آتما بانی۔ من اور آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ 'وہ ہے' ایسے کہنے والے کے سوا اُسے اور کون جان سکتا ہے"۔ "وہ ہے" اس شکل میں اور اس حیثیت میں اُسے جاننا چاہئیے جب 'وہ ہے' تو اس طرح اس کا انوبھو کر لیا گیا ہے۔ اور اس انوبھو سے اس کی شکل صاف ہو جاتی ہے" (۶-۱۲ اور ۱۳)

اس کا مطلب واضح ہے۔ برہمہ ہستی ہے۔ ہستی مطلق ہے۔ ہستی محض ہے۔ ذاتی ہستی۔ جوہری ہستی۔ عظیم ہستی اور عنصر ہستی ہے۔ یہ جگت

اُسی کی ہستی سے ہست ہوا۔ برہمہ کی ہستی اپنی ہے۔ وہ کسی دوسرے کی ہستی کی محتاج نہیں نہ ماتحت ہے۔ ہستی اُسی کی ہے۔ صرف اس ایک خیال کے دل نشین اور ذہن نشین ہونے کی ضرورت ہے۔ پھر اس کا سمجھ میں آنا اتنا مشکل نہیں رہتا۔ برہمہ کا غیر اور ضد کوئی بھی نہیں ہے۔ جب اس کے سوا کوئی دوسرا ہو۔ تو اُسے ضد اور غیر کہا جائے۔ ہستی تو ہستی ہی ہے۔ اس سے خالی کوئی نہیں ہے۔ یہ ہستی محیط کل ہے۔ یہ غیر منقسم ہے۔ ہم میں تم میں اس میں اُس میں ہستی ہی ہستی تو ہے۔ اور اسی ہستی کو برہمہ کہتے ہیں۔ یہ برہمہ کے ہونے کا لاتردید اور لا منقطع ثبوت ہے۔ اس سے بہتر اور زوردار ثبوت دوسرا کیا ہو سکتا ہے۔ یا ہو سکیگا! کٹھ اُپنشد نے اسی دلیل پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ اور اس سے خوب برہمہ کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ آخر میں یہ بات دکھائی گئی ہے۔ کہ آتما تو جو گیان ہوتا ہے۔ وہ آپ اپنا گیان ہوتا ہے۔ وہ گیان من بانی یا بدھی کا محتاج نہیں ہے۔ اور یہ آتما دوسرا کچھ نہیں ہے برہمہ ہی برہمہ ہے۔ اور یہی سب سے اونچا گیان ہے۔" ....

آتما اپنے آپ کو آپ پرگٹ کرتا ہے۔ (۲-۳-۲۳) اس لئے یہ تو اصلی گیان ہے۔ باقی جو کچھ من۔ بانی اور بدھی وغیرہ کے تجربات ہیں۔ وہ سب کے سب اگیان ہیں۔ اور اپنشدوں نے اُنہیں اپرا ودیا یا سفلی علم کا نام دیا ہے۔

اس تشریح سے ظاہر ہے کہ کٹھ اُپنشد کی رائے کیموافق

برہمہ گیان کا تعلق الہامی کتاب وید یا مذہبی نوشتہ جات سے نہیں۔ بلکہ سویم آتم وچار۔ آتم انوبھو اور آتم بودھ سے ہے ٭

(۱۲) تواریخی حیثیت

کٹھ اُپنشد کی تواریخی حیثیت کی بابت یقینی طور پر کوئی رائے نہیں قائم کی جا سکتی۔ تاہم اس میں شک نہیں ہے۔ کہ یہ یوگ اور سانکھیہ کے فلسفوں کے ترتیب میں آنے کے بعد کی لکھی ہوئی ہے۔ اس میں ان کی بابت اشارے آتے ہیں۔ اور یوگ کی بھی اہمیت کا خیال دلایا گیا ہے ٭



کٹھ اُپنشد

شانتی پاٹھ۔منگل

اوم سہہ ناوَوَتُو سہہ نَوبھُونکتو سہہ ویریم
کروَاوہے تیجسوِ ناودھیتمستُو ما وِدوِشاوہے
اوم شانتہہ شانتہہ شانتہہ

ترجمہ — وہ ہم دونو کی حفاظت کرے۔ ہم دونو ملکر طاقت حاصل کریں۔ وہ ہمارے وچار کو سپھل کرے۔ ہمارا مطالعہ روشن ہو۔ ہم کبھی نفرت نہ کریں +

دونو سے مراد گورو چیلے سے ہے۔ وہ ضمیر کا برہم کی طرف اشارہ ہے + یہ شانتی پاٹھ آخر میں آتا ہے۔ ہم اُسے یہاں منگلاچرن کی طرح شروع ہی میں داخل کر دیتے ہیں +

کٹھ اُپنشد

پہلا اُدھیائے

پہلی ولی یا فصل

ابتدائی تمہید

(۱)— واقعی واج سروس نے عقیدتمندی سے اپنی تمام جائیداد دان میں دے دی۔ اس کے ایک لڑکا تھا جسکا نام نچکیتا تھا۔

(۲)— وہ لڑکا تھا جب نچکیہ دان تقسیم ہو رہا تھا۔ اس کے

نوٹ۔ یہ قصہ ایک طرح پر خیالی ناٹک کی صورت میں لکھا گیا ہے۔ اور جزوی اختلافات کے ساتھ تیتریہ براہمن کے ۳-۱۱-۸ کے ا سے لے کر ۶ تک سطروں سے لیا گیا ہے۔ نچکیتا موت کے یہاں جاکر پھر زمین پر آتا ہے۔ تاکہ اصل حال کو بیان کرے۔ یہی اُپنشد کی غرض ہے۔

(دل) میں یہ خیال (شردھا) داخل ہُوا۔ اس نے اپنے دل میں سوچا:-

(۳)- (گائیں)، اپنا (آخری)، پانی پی چکیں، (آخری)، گھاس کھا چکیں (آخری مرتبہ) انکا دودھ دُوہ لیا گیا۔ وہ بانجھ (بغیر دودھ کی)، ہیں۔ جو ایسی (گائیں) دان دیتا ہے۔ یقینی طور پر وہ ایسے لوگوں میں داخل ہوتا ہے۔ جو آنند (خوشی) سے خالی ہیں۔

(۴)، تب وہ باپ کے پاس گیا:- "باپ! تم مجھے کس کو (دان) دو گے؟" دوسرے مرتبہ تیسرے مرتبہ (اس نے اس طرح پُوچھا) اس نے اُسے کہا۔ "میں تجھے یم کو دونگا"

نچکیتا یم کے گھر میں

(۵)- [نچکیتا سوچتا ہے]:- "میں کتنوں میں پہلا ہوں میں کتنوں میں اوسط درجہ کا ہوں۔ آج موت میرے ساتھ کیا سلوک کریگا؟"

(۶)- "دیکھو ہمارے پہلے بزرگوں کا کیا حال ہُوا۔ پھر سوچو پچھلے جانے والوں کا کیا حال ہوگا۔ ناج کے دانہ کیطرح فانی انسان پکتا ہے اور ناج کے دانہ کی طرح پھر وہ پیدا ہوتا ہے"

برہمہ انیتھی سے بدسلوکی کرنیکی عبرت

(آواز آئی)

(۷)- "براہمن (مہمان)، اگنی کی طرح گھر میں داخل

ہوتا ہے۔ لوگ (ایسے مہمان کو) راضی کرتے ہیں۔ اے ویوسوت! پانی لا۔

(۸) - جس کے گھر میں (مہمان) براہمن بغیر کھانا کھائے رہتا ہے۔ اس کم عقل سے اُمید اور تمنائیں۔ میل اور خوشی کے سامان۔ یگیہ اور شُبھ کرم۔ اولا اور مویشی یہ سب چھین لئے جاتے ہیں"۔

نچکیتا کے لئے تین بر

(یم تین دن کی غیر حاضری کے بعد واپسی پر جب دیکھتا ہے کہ نچکیتا کی اُس طرح مہمان نوازی نہیں ہوئی جو بہ حیثیت براہمن مہمان کے اس کا حق ہے۔ تو وہ کہتا ہے :-)

(۹) - "تو تین دن تک میرے گھر میں رہا تجھے کھانا نہیں ملا۔ تو قابلِ تعظیم مہمان ہے۔ اے براہمن! تجھے نمسکار ہے (تیرا آنا) میرے لئے مبارک ہو۔ اس لئے اس کے بدلے میں تو تین بر چُن لے"۔

نچکیتا کا پہلا بر زمین پر باپ کے پاس آنیکی خواہش

[نچکیتا نے کہا]

(۱۰) - "اے یم! جب میں تجھ سے رخصت ہو کر جاؤں گوتم (میرا باپ) خوشی سے میرا خیر مقدم کرے۔ خیر اندیش نیکدل (ہو کر) بغیر غصہ کے (میرے سامنے پیش آئے)۔ یہ پہلا

بر ہے۔ جو میں مانگتا ہوں"

(یم نے جواب دیا)

(۱۱) ۔ "جب تو مجھ سے رخصت ہو کر جائے گا۔ پہلے کی طرح اداّلکی آرونی (نچکیتا کا باپ) تجھے موت کے منہ سے آزاد پاکر خوش ہوگا۔ (اور) غصہ سے نجات پاکر خوشی سے وہ راتوں کو سوئے گا +

نچکیتا کا دوسرا بر۔ نچکیتس اگنی کے متعلق جو سورگ کو لیجاتا ہے

(نچکیتا کہتا ہے:)

(۱۲) ۔ "سورگ لوک میں کوئی بھی خوف نہیں ہے۔ تو بھی وہاں نہیں ہے۔ نہ کوئی شخص بڑھاپے سے ڈرتا ہے۔ بھوک اور پیاس کے پار جاکر انسان دکھ سے آزاد ہو جاتا ہے اور سورگ لوک کو بھوگتا ہے +

(۱۳) "اے یم! تو سورگ کی اگنی کو خود جانتا ہے میں شردھا والا (عقیدتمند) ہوں۔ اقرار کر (مجھے وہ اگنی بتادے) سورگ لوک کے رہنے والے امر ہوتے ہیں۔ میں یہ دوسرا بر مانگتا ہوں"

(یم نے کہا)

(۱۴) ۔ میں تجھے وہ (اگنی) بتاتا ہوں۔ مجھ سے سیکھ لے اے نچکیتا! اس سورگ کے اگنی کی بابت واقفیت پیدا کر کے جس سے غیر محدود لوک ملتے ہیں۔ اس کی اس طرح کی بنیاد ہے۔ تو سمجھ لے وہ اگنی (ہردے کی گپھا میں ہے"

[روایت]

(۱۵) — اس نے اُسے وہ اگنی بتایا۔ جو دنیا کی ابتدا ہے۔ لیکن اینٹیں کتنی اور کس طرح (چنی جاتی ہیں) اور اس نے جیساکہ (یم نے) کہا تھا (زبان) سے دوہرایا۔ یہ روایت ہے۔ تب خوش ہو کر یم نے اس سے پھر کہا:۔

(۱۶) — خوش ہو کر مہاتما (یم نے) اُسے کہا:۔ "آج میں اور بڑھی تجھے دیتا ہوں۔ یہ اگنی تیرے نام سے مشہور ہوگا اور یہ متعدد رنگوں والی مالا بھی لے"

(۱۷) — "جس نے تین مرتبہ نچکیتا اگنی کو روشن کیا ہے اور تینوں سے ملکر ایک ہو گیا ہے۔ تین طرح کے کرم کرلیتے

[نوٹ — اس تین تین کی بابت ٹیکا کاروں نے خاص خاص خیال ظاہر کیے ہیں۔ تین مرتبہ اگنی روشن کرنے سے انہوں نے برہمچریہ۔ گرہست۔ دن پرست مراد لی ہے۔ تین کے میل سے ماں باپ اور آچاریہ کی صحبت سمجھی ہے۔ اور تین کرم سے ویدوں کا مطالعہ۔ یگیہ اور دان سمجھا ہے۔ سوامی شنکر آچاریہ جی نے بھی قریب قریب یہی کہا ہے۔ اور سب کے سب یہی مانتے چلے آئے ہیں۔

اصل میں یہ باطنی راز ہے۔ جو سنت مت کے طرز عمل سے زیادہ مطابق ہے

(۱) تین طرح کی اگنی سے وراٹ۔ انتریامی اور ہرنیہ گربھو کے تجلیات سے مراد ہے۔ تین طرح کا میل جسم دل اور روح کی مماثلت سے غرض ہے اور تین طرح کے کرم سمرن۔ بھجن۔ دھیان ہیں۔ یہ اگنی ظاہری یگیہ سے تعلق رکھتا۔ بلکہ سر میں اگنی دھارن کرکے اس کے روشن کرنے سے مراد ہے۔"

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲ پر)

ہیں۔ وہ جنم مرن کو پار کر جاتا ہے۔ اس جاننے والے کے جان لینے سے جو برہمہ سے پیدا ہوا ہے۔ وہ قابل تعظیم دیو ہے۔ اور اس کی تعظیم سے وہ بیحد شانتی کو جاتا ہے (یا لیتا ہے)

(۱۸) - تین دفعہ نچکیتا اگنی کے روشن کر لینے تینوں کے جان لینے سے جو اس طرح جان کر نچکیتا اگنی کو بناتا ہے۔ وہ پہلے ہی سے موت کی قید و بند کو پرے پھینک دیتا ہے۔ دکھ سکے پار ہو جاتا ہے۔ سورگ لوک میں آنند بھوگتا ہے"

(۱۹) - اے نچکیتا! یہ سورگ کا اگنی تیرا ہے۔ جو تو نے دوسرے بر (کی شکل) میں چنا ہے۔ اور لوگ اُسے تیرا ہی اگنی مشہور کرینگے۔ اے نچکیتا! تیسرا بر مانگ"

نچکیتا کا تیسرا بر - موت کے گیان کی بابت

[نچکیتا نے کہا]

(۲۰) - "مرے ہوئے آدمی کی بابت یہ شک ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ وہ رہتا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں۔ وہ نہیں رہتا ہے میں تجھ سے تعلیم پاکر جاننا چاہتا ہوں۔ یہ بروں میں سے تیسرا بر ہے"

[یم نے کہا]

جو منڈک اپنشد میں زیر بحث آئے گا۔ اس کا تعلق تر لوکی کے اگنی منتروں کی مطابقت اور بلز لوکی کے بیوہار کے کرتب سے ہے۔ [مترجم]

(۲۱) "دیوتاؤں کو بھی یہ پورانے زمانہ سے یہ شک ہے۔ کیونکہ حقیقت میں یہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ دھرم (مسئلہ) لطیف ہے۔ اے نچکیتا! دوسرا بر چُن۔ مجھے مجبور نہ کر۔ میری خاطر اسے چھوڑ دے"

اس گیان کی دنیاوی خوشیوں پر فوقیت

[نچکیتا نے کہا]

(۲۲) فی الحقیقت دیوتاؤں کو بھی اس کی بابت شک ہے۔ اور اے یم! تو بھی کہہ رہا ہے۔ کہ یہ آسانی سے نہیں سمجھا جاتا۔ اور تیرے جیسا گورو نہیں ملنے والا ہے اس لیئے اس شے کے برابر اور کوئی بر بالکل نہیں ہے"

[یم جواب دیتا ہے]

(۲۳) "سو برس (تک جینے والے) لڑکے۔ پوتے بہت مویشی۔ ہاتھی۔ سونا اور گھوڑے اور زمین پر بڑا مسکن۔ اور تو جتنی گرمیوں تک کی زندہ رہنے کی خواہش ہو۔ مانگ لے۔

(۲۴) "اگر تو اسے برابر کا بر سمجھتا ہے۔ تو دولت اور لمبی زندگی مانگ۔ اے نچکیتا! تو زمین پر بڑا بن کر رہ۔ میں تجھے خواہشوں کا بھوگنے والا بنا دونگا"

(۲۵) "اس مرتیو لوک (عالم فانی) میں جن جن خواہشوں کا پورا ہونا سخت مشکل ہے۔ خوشی سے تمام خواہشوں کا مناؤ

کو مانگ لے۔ حسین رتھ والی۔ بین بجانے والی عورتیں!۔
آدمی سے فی الحقیقت ایسی (خوبصورت عورتیں) نہیں پاتے۔
میں یہ سب تجھے دونگا۔ یہ تیری خدمت کرینگی۔ اے نچکیتا!
موت کی بابت مجھ سے نہ سوال کر۔"

[نچکیتا کہتا ہے]

(۲۶) - "ناپائدار (عارضی) اشیا جو فانی انسان (کی ملکیت) کی (چیز) ہے۔ اے یم! یہ ساری اندریوں کی طاقت کو کم کر دیتی ہیں۔ فی الواقعی تمام زندگی بھی تھوڑی ہے۔ یہ رتھ اور راگ رنگ اپنے پاس رہنے دے۔"

(۲۷) - "آدمی کی دولت سے سیری نہیں ہوتی۔ کیا جب ہم نے تجھے دیکھ لیا۔ تو اب بھی دولت لیں! کیا ہم اسوقت تک زندہ رہینگے۔ جب تک تیری حکومت ہے؟ ہم تو صرف یہی بر کو چنتا ہوں۔"

(۲۸) - "زمین پر نیچے رہنے والا اور آہستہ آہستہ ضعیف ہونے والا ایک آدمی جب (موت کو) فانی نہ ہونے والے امر (دیوتاؤں) کے پاس پہنچ کر ان کے سکھوں کو جان لیتا ہے۔ اور ان کی خوبصورتی اور خوشیوں کو سمجھ لیتا ہے۔ تو کیا وہ لمبی زندگی سے خوش ہوگا!"

(۲۹) - "اے یم! تو (صرف) وہ بتا دے جسکی بابت انہیں شک ہے۔ موت کے بعد کیا ہوتا ہے۔ یہی کہ دے اس (پوشیدہ راز) کا بر نچکیتا مانگتا ہے۔ (اور کوئی نہیں)"

دُوسری وَلّی

پریے۔ شریے۔ وِدّیا اودیا۔ گیان اگیان۔ گیان کی بزرگی

[یم کہتا ہے]

(۱)۔ "شریتہہ (مرجحّ۔ قابل ترجیح) ایک شئے ہے اور پریتہہ (پیاری اور خوشی دینے والی) دُوسری شئے ہے ان دونو کے جدا جدا مقصد ہیں۔ اور یہ آدمی کو بندھن ہیں لاتی ہیں۔ ان دونو میں سے جو شریہ (قابلِ ترجیح) کو اختیار کرتا ہے۔ اس کا بھلا ہوتا ہے۔ لیکن جو پریہ کو پسند کرتا ہے وہ مقصد سے گر جاتا ہے"

(۲)۔ "پریہ اور شریہ دونو انسان کو ملتے ہیں۔ اور ان کے گرد گھوم کر عقلمند ان کو الگ الگ کرتا ہے عقلمند شریہ کو چن لیتا ہے۔ کیونکہ وہ قیمت میں پریہ سے بڑھا ہوا ہے۔ لیکن جاہل پریہ کو پسند کرتا ہے۔ جو حاصل کرنے اور رکھنے میں خوشی دینے والا ہے"

(۳)۔ "اے نچکیتا! تو نے پیاری اور پیاری شکل والی تمناؤں کو ٹھیک دیکھ بھال کر کے ان سب کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اس سڑک پر نہیں پڑا۔ جو دولت کی طرف لے جانے والی ہے جس میں بہت سے آدمی ڈوب جاتے ہیں"

(۴)۔ "ودّیا اور اودّیا دونو بڑے فرق والے اور باہم گر

صد والے ہیں۔ اے نچکیتا! میں تجھے ودیا کا خواہشمند سمجھتا ہوں کیونکہ تجھے بہت سی تمنائیں بھی لالچ نہیں دے سکیں؟؟

(۵)۔ جو جاہل اودیا کے اندر رہتے ہیں۔ آپ ہی عقلمند بنے ہوئے اور اپنے آپ کو عالم مانتے ہیں (یہ) ٹھوکریں کھا کھا کر چکر لگاتے ہیں۔ (اور) ان اندھوں کی طرح ہیں۔ جن کے راہ دکھانے والے اندھے ہی ہیں۔''

جنم کا باعث غفلت

(۶)۔ ''موت (کا مسئلہ) اس کے لئے صاف نہیں ہے۔ جو طفلانہ (حرکت کا) ہے۔ بے پرواہ! دولت کے بھرم سے چور وہ سوچتا ہے۔ کہ یہی لوک (سب کچھ) ہے۔ دوسرا لوک نہیں ہے۔ بار بار وہ میرے (موت کے) پنجہ میں آتا ہے۔''

قابل گورو کی ضرورت

(۷)۔ وہ[۱] جو بہتوں کے سننے میں بھی نہیں آتا۔ وہ جو بہتوں کو سننے سے بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ عجیب ہے۔ وہ اعلان کرنے والا جو اس کے حاصل کرنے میں قابل ہے۔ عجیب ہے۔ وہ جاننے والا جو قابلیت کے ساتھ سکھایا گیا ہے۔

(۸)۔ جب کوئی اچھوتا پرش اسے بتاتا ہے۔ تو اس کا جا[illegible]

(۱) شریہ = افضل۔ سرلیشٹ۔ بڑا۔ (۲) پریہ = پیارا۔ خوشی دینے والا (۳) وہ = آتما۔ (۳) جو گورو ہونے کی قابل نہیں اور آتم درشی ہے۔

آسان نہیں ہوتا۔ چاہیے اس پر کتنا ہی وچار کیا جائے۔ جب تک اس کو دوسرا (آتم درشی) نہ بتلائے۔ تب تک اس کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ لطیف سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ دلیل سے زیادہ باریک ہے*

(۹) — ترک (دلیل) سے تمیز نہیں آتی۔ جب دوسرا (ابھید بادی گورو) بتاتا ہے۔ اسوقت اے پیارے دوست! وہ آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ تو نے جس بدھی (تمیز) کو پالیا ہے۔ سچ سچ تو دھیرج والا (ثابت قدم) ہے۔ اے نچکیتا! تیرے جیسا سوال کرنے والا ہم کو ملے*

تیاگ اور وچار کی ضرورت

[نچکیتا نے کہا]

(۱۰) — "میں جانتا ہوں کہ جو دولت سمجھی جاتی ہے۔ وہ چند روزہ ہے۔ کیونکہ جو دائمی (مستقل) ہے۔ وہ واقعی انہیں نہیں ملتی جو غیر مستقل مزاج ہیں۔ اس سے میں نے (پہلے) ناچکیت اگنی کو لا روشن کیا۔ اور تب عارضی تدبیروں سے اسے حاصل کیا۔ جو دائمی ہے ۔*۔"

(۱۱) — "خواہش (کامنا) کی تکمیل۔ جگت کی بنیاد۔ کرم کا غیر منقطع سلسلہ۔ نجوفی کا محفوظ کنارہ۔ تعریف کی بڑائی۔

۔ بعض ٹیکا کار اس جملہ کو یم کی تقریر بتاتے ہیں جو غلط ہے۔ اس کا تعلق نچکیتا سے ہے۔ آتما یگیہ سے نہیں ملتا

وسیع وسعت (دیکھنے کی) بنیاد۔ یہ سب اے باتمیز نچکیتا! تو نے (انہیں دیکھ لیا اور دیکھ کر) مستقل مزاجی سے ترک کر دیا (۱۲) — "اُسے جس کا دیکھنا مشکل ہے۔ جو پوشیدہ (جگہ) میں داخل ہے (ہردے کی) گپھا میں قائم ہے۔ گہرائی میں رہتا ہے۔ دائمی ہے۔ اُسے دیو سمبھکر ادھیاتم یوگ سے گیانی اس آتما کو (جانکر) خوشی اور رنج (دونوں) پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔"

غیر اہل۔ ان ادھکاری آتما

(۱۳) "جب کسی فانی (انسان) نے اسے سن کر پورے طور سے سمجھ لیا ہے۔ اور اوصاف والے (آتما) کو الگ کر کے اسے لطیف جان لیا ہے۔ وہ آنند کو حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ اب اس نے آنند کے سبب کو پا لیا ہے۔ اسے نچکیتا! میں مانتا ہوں کہ (تیرے لئے آتما کا) مکان کھل گیا ہے"

(۱۴) — "(مجھے) دہرم سے جدا اور (چھوٹے ادہرم) سے جدا جو بیان کیا گیا اس سے اور جو بیان نہیں کیا گیا دونو سے جدا۔ جو ہے اور جو ہوتا ہے۔ جو تُو اسے دیکھتا ہے۔ وہ بیان کر۔"

[نچکیتا جواب نہیں دیتا۔ تب یم اپنی تقریر کے سلسلہ کو شروع کرتا ہے]

اوم شبد کی مدد

(۱۵) "تمام وید جس کا ذکر کرتے ہیں۔ اور تمام تپ جسے

بناتے ہیں۔ جس کی خواہش سے برہمہ چریہ کی پابندی کی جاتی ہے وہ پد (لفظ)، میں تجھ کو اختصار کے ساتھ بتاتا ہوں"

وہ اوم ہے

(۱۶) - "یہ اکشر دراصل برہمہ ہے۔ یہ اکشر واقعی سب سے بڑا ہے۔ اس اکشر (پد یا لفظ) کو جان کر جو پورش جو کچھ چاہتا ہے۔ اس کا ہو جاتا ہے۔ (اُسے حاصل کر لیتا ہے)"

(۱۷) - "یہ سب سے اچھا سہارا ہے۔ یہ سب سے اونچا سہارا ہے۔ اس سہارے کو جان کر انسان برہمہ لوک میں رہنے والا ہو جاتا ہے"

دائمی لافانی آتما

(۱۸) - "جاننے والا (آتما) نہ پیدا ہوتا ہے۔ نہ مرتا ہے وہ ایک نہ کہیں سے آیا ہے۔ نہ کچھ ہوا ہے۔ اجنما۔ انادی۔ دائمی۔ یہ جسم کے قتل کر دینے قتل نہیں ہوتا"

(۱۹) - "اگر مارنے والا سمجھے میں مارتا ہوں۔ اور مرنے والا سمجھے میں مرا ہوں۔ تو وہ دونو نہیں سمجھتے۔ کیونکہ نہ یہ (اُسے) مارتا ہے نہ (وہ) مرتا ہے"

آتما ادھیکاری پر پرگٹ ہوتا ہے

(۲۰) - لطیف سے زیادہ لطیف۔ بڑے سے زیادہ بڑا آتما ہے۔ جو اس زندہ (وجود) کے (ہردے کی) گپھا میں چھپا ہوا ہے۔ وہ پرش جو (اکرتو۔ کرنے کی) خواہش والا نہیں ہے

اس (آتما) کو دیکھتا ہے۔ اور دُکھ سے آزاد ہو جاتا ہے جب پیدا کرنے والے (دھاتر۔ آدھارہ) کے فضل سے وہ آتما کی مہما کو دیکھ لیتا ہے۔

ضِد اوصاف

(۲۱) "بیٹھا ہوا ہی وہ (آتما) دور کی سیر کرتا ہے (اور) لیٹا ہوا ہر جگہ جاتا ہے۔ کون شخص اس دیو کو جو خوش ہے۔ اور جو خوش نہیں بھی ہے۔ میرے (یم کے) سوا دیکھ سکتا ہے!

(۲۲)۔ "وہ (آتما) اجسام کے درمیان جسمانی نہیں ہے۔ تغیر پذیر چیزوں کے درمیان تغیر پذیر نہیں ہے۔ بڑا اور محیط کُل ہے۔ اس کے پہچان لینے سے گیانی دُکھ سے آزاد ہو جاتے ہیں"۔

(۲۳)۔ "یہ آتما نہ تعلیم سے حاصل ہوتا ہے۔ نہ عقل (بدھی) سے۔ نہ زیادہ پڑھنے سے (بلکہ) ایسے شخص پر یہ (آتما) اپنے آپ کو پرگٹ کرتا ہے۔ جسے وہ پسند کرتا ہے"۔

(۲۴)۔ "جو پُرش اپنی بدچلنی سے نہیں ہٹا۔ جو شانت نہیں ہے۔ جس کا چت یکسُو نہیں ہے۔ جس کا من شانت نہیں ہے۔ وہ پر گیا (کتابی گیان) سے اُس آتما کو نہیں پا سکتا"۔

سمجھا ہوا ان سمجھا ہوا

(۲۵)۔ "وہ جس کے براہمن (پوجاری) اور کشتری (سپاہی) دونوں ہی غذا ہیں۔ اور جو موت کو خود نگل جاتا ہے۔ کون اُسے جان سکتا ہے۔ کہ وہ کہاں ہے"۔

تیسری ولّی

پرماتما اور آتما

(۱) – "وہ ہیں جو شبھ کرم کے لوک میں رت[*] پیتے ہیں۔ وہ لوہردے کی گپھا میں اور اونچے بالائی طبقہ میں رہتے ہیں۔ برہم گیانی انہیں دھوپ اور چھاہنہ کہتے ہیں۔ اور جو گرہست پانچ قسم کی یگیہ اگنی قائم رکھتے ہیں۔ اور جو تین مرتبہ کی نچکیتس کا یگیہ کرتے ہیں وہ بھی ایسا ہی کہتے ہیں"

نچکیتس یگیہ اگنی بطور مدد

(۲) – "ہم اس نچکیت اگنی پر قادر ہوں۔ جو یگیہ کرنے والوں کے لئے پل ہے۔ اور اس سب سے اونچے لافانی برہم (کے جاننے پر) قادر ہوں جو (سنسار) سے پار جانیوالوں کے لئے بیخوف ساحل ہے"

رتھ اور رتھ بان کی مثال

(۳) – "تو سمجھ لے آتما (کی حیثیت) رتھ سوار (کی ہے)

---

[*] نمبر ۱ – مہاتما سے یہاں مراد بہت بدھی مراد ہے۔ جو معمولی بدھی سے اونچی اور اس کی پیدا کرنے والی ہے۔

جسم رتھ (کی حیثیت کا) ہے۔ بُدھی کو رتھ (کا) ہانکنے والا جان اور پھر من کو لگام کی طرح سمجھ ؛"

(۴) ۔ "وہ کہتے ہیں (کہ) اندریاں گھوڑے ہیں۔ (ان کے) بھوگ کی چیزیں سڑک ہیں۔ آتما جسم۔ اندریاں اور من کے ساتھ ملا ہوا بھوگنے والا ہے۔ گیانی ایسا کہتے ہیں"

(۵) ۔ "جو گیان والا نہیں ہے۔ (اس نے) من (کی لگام) کو مضبوطی سے نہیں پکڑ رکھا ہے۔ اس کی اندریاں رتھ کے خراب گھوڑوں کی طرح قابو میں نہیں ہیں"

(۶) ۔ "لیکن جو گیان والا نے، من کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھتا ہے۔ اس کی اندریاں بس میں رہتی ہیں۔ جیسے اچھے گھوڑے کوچوان کے (اختیار میں ہوتے ہیں)"

جنم مرن سے پار جانے کے لئے آتما کا رتھ اختیار میں رہے

(۷) ۔ "جس کو سمجھ نہیں ہے۔ من کو ہمیشہ بے قابو اور ناپاک رکھتا ہے۔ وہ منزلِ (مقصود) کو نہیں پہنچتا (بلکہ) سنسار (جنم مرن) میں بھٹکتا رہتا ہے"

(۸) ۔ "لیکن جو سمجھ رکھتا ہے۔ اور من پر غالب رہ کر اُسے ہمیشہ پاک رکھتا ہے" وہ منزلِ (مراد) کو پہنچتا اور وہاں سے پھر جنم نہیں لیتا"

(۹) ۔ "لیکن وہ شخص جس میں رتھ بان کی سمجھ ہے (اور) من کی لگام کو کس رکھی ہے۔ وہ منزل کے خاتمہ پر پہنچتا ہے

جو وشنو کی سب سے اونچی جگہ ہے"

پرماتما تک رسائی کے مدارج

(۱۰) — "اندریوں سے اندریوں کے بھوگ اونچے ہیں اندریوں کے بھوگ سے من اونچا ہے۔ من سے بدھی اونچی ہے۔ بدھی سے مہا آتما اونچا ہے"

(۱۱) — "مہت (بدھی) سے اونچی اویکت (پرکرتی) ہے۔ اویکت (پرکرتی) سے اونچا پُرش ہے۔ پُرش سے اونچا کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ حد ہے وہ منزل (مقصود) ہے"

محیط کل آتما کا مشاہدہ

(۱۲) — "گو وہ (آتما) سب میں چھپا ہوا ہے۔ وہ آتما (جو سر ہونیکی وجہ سے باہر) پرکاش وان نہیں ہوتا۔ لیکن باریک بین آدمی کی باریک افضل بدھی سے (اُسے) دیکھا جاتا ہے"

ضبط حواس - یوگ

(۱۳) — "عقلمند کو چاہیئے کہ من اور زبان کو روکے۔ انہیں (من اور بدھی کو) گیان آتما میں روکے - اور گیان آتما کو شانت آتما میں روکے"

تنبیہ

(۱۴) — "اُٹھو۔ جاگو۔ بڑے گوروؤں کے پاس جاؤ اور سمجھو کہ چھُرے کی تیز دھار پر چلنا مشکل ہے۔ عقلمند اس راہ کو دشوار گزار بتاتے ہیں"

(۱۵) ۔ جو بغیر شبد ۔ بغیر سپرش ۔ بغیر روپ کا ہے ۔ لا فانی ہے ۔ اسی طرح بغیر ذائقہ کا ہے ۔ دائمی ہے بغیر گندھ (بُو) کے ہے ۔ انادی (لا ابتدا) اننت (لا انتہا) ہے ۔ بڑی بدھی سے اونچا ۔ اٹل! جس نے (اس برہمہ کو) ایسا سمجھ لیا ۔ وہ موت کے منہ سے چھوٹ جاتا ہے ۔

اس تعلیم کی فضیلت

(۱۶) نچکیتا کی کہانی ایم کی قدیم تعلیم! اس کے سننے اور کہنے سے گیانی برہمہ لوک میں قابل تعظیم ہوتا ہے

(۱۷) ۔ جو اس افضل پوشیدہ راز کو براہمنوں کی سبھا میں سناتا ہے ۔ یا پاک ہوکر مُردوں (کے شرادھ کے وقت) سنا ہے ۔ وہ امر پھل پاتا ہے ۔

دُوسرا اُدھیائے

چوتھی وَلّی

[یم کہتا ہے] باہری اندریوں سے لافانی آتما کی تلاش بیکار ہے

(۱) ۔ سُوئمبھو (آپ سب کچھ ہو جانے والے) نے اندریوں کو اگر (باہر کی طرف سے) چھید دیا ۔ اس لئے آدمی باہری

چیزوں کو دیکھتا ہے۔ انتر آتما (اندرونی روح) کو (خواہ اپنے اندر) نہیں دیکھتا۔ گیانی نے آنکھوں کو (باہری اور نفسانی چیزوں سے) بند کر کے لافانیت کی خواہش سے (آتما) کو دُو بدُو دیکھا (جو سب کے پس پشت ہے)"

(۲) ۔ طفلانہ مزاج والے باہری خوشیوں کے پیچھے جاتے ہیں۔ وہ موت کے پھیلے ہوئے جال میں پھنستے ہیں۔ لیکن گیانی لافانیت کی سمجھ رکھتے ہوئے عارضی چیزوں کے درمیان دائمیت کی تلاش نہیں کرتے"

جاگرت ۔ سوپن

(۳) ۔ جس (کی مدد) سے انسان رُوپ ۔ رس ۔ گندھ شبد اور ستری بھوگ (کرتا ہے)۔ (یہ) اُسی (کی مدد) سے یہ بھی جانتا ہے۔ کہ سب کے پیچھے (یا پس پشت کیا ہے؟ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے"

(۴) ۔ جس کی مدد سے (وہ) سوپن اور جاگرت کو دیکھتا ہے۔ گیانی اس محیط کل آتما کو جانکر دکھ سے پار ہو جاتا ہے"

پرماتما ۔ آتما اور سب کچھ ایک ہے

(۵) ۔ جو اس شہد کھانے والے (گیان وان کرتا) آتما کو جان لیتا ہے۔ جو ہمیشہ نزدیک ہے۔ جو گزرے ہوئے آنے والے اور موجودہ زمانہ میں ہونے والے (آتما) کو مالک جانتا ہے۔ تب وہ اس سے الگ نہیں رہ سکتا۔ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے ٭

(۶) ۔ "جو پہلے تپ سے پیدا ہوا۔ جو پہلے پانی سے پیدا ہوا۔ جو ہردے کی گپھا میں داخل ہوا ہے۔ جو سب جانداروں میں سے دیکھتا ہے۔ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے"

(۷) ۔ "جو ادیتی (لامحدود پرکرتی) کو (جانتا ہے) جو دیوتی (الوہیت کا باعث) ہے۔ جو پران سے پیدا ہوئی ہے۔ جو (ہردے) گپھا میں داخل ہو کر اس میں رہتی ہے۔ اور جو تمام پرانیوں میں سے پیدا ہوتی رہتی ہے۔ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے"

(۸) ۔ "اگنی سب کا جاننے والا دیو۔ ارنی (دو لکڑیوں) میں چھپا ہوا ہے۔ جیسے بچہ جننے والی ماں کے پیٹ میں چھپا رہتا ہے۔ جاگتے پرش جسے روزانہ پوجا کے قابل سمجھتے ہیں۔ اور ہوی (نذر) دیتے ہیں۔ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے"

(۹) ۔ "جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ جس میں غروب ہوتا ہے۔ تمام دیوتا اسی میں پروئے (گیتھے ہوئے) ہیں اور کوئی اس سے پرے نہیں جاتا (نہ علیحدہ ہو سکتا ہے) وہ حقیقت میں وہی آتما ہے"

اس کے سمجھنے میں ناکامی اور ناکامیابی کا سبب

(۱۰) ۔ "جو یہاں ہے۔ وہی وہاں ہے۔ جو وہاں ہے۔ وہی پھر یہاں ہے۔ جو یہاں بھید (فرق) کو دیکھتا ہے۔ وہ موت میں جاتا ہے"

(۱۱) ۔ "من ہی سے اس (آتما) کو پانا (ساکشات کار کرنا)

چاہیئے۔ یہاں اس میں کوئی بالکل فرق (تمیز یا بھید) نہیں ہے۔ جو یہاں فرق سمجھتا ہے۔ وہ موت سے موت میں جاتا ہے۔"

نتنیہ برہمہ اپنے ہی میں ہے۔

(۱۲) — "پُرش انگوٹھے کے ماپ کا اپنے آپ (میں) ٹھہرا ہوا ہے۔ وہ گذشتہ اور آیندہ کا مالک ہے۔ (جو ایسا سمجھ لیتا ہے) پھر اس سے منہ نہیں موڑتا۔ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے۔"

(۱۳) — "انگوٹھے کے ماپ کا پُرش مثل اُس روشنی کے ہے۔ جس میں دھواں نہیں ہے۔ وہ گذشتہ اور آیندہ کا مالک ہے۔ وہی اکیلا آج ہے۔ وہی کل بھی رہیگا۔ وہ حقیقت میں وہی آتما ہے۔"

وحدت اور کثرت

(۱۴) — "جیسے (پہاڑ کی چوٹی پر) برسا ہوا پانی پہاڑ کے ہر طرف دوڑتا ہے۔ اسی طرح جو شخص صرف دھرم (صفات یا اوصاف) ہی کو الگ الگ دیکھتا ہے۔ وہ انہیں کے پیچھے دوڑا پھرتا ہے۔"

(۱۵) — "جیسے صاف پانی صاف پانی میں ملا ہوا وہی رہتا ہے۔ اے گوتم! ایک منی کا آتما بھی وہی ہوتا ہے۔ جیسے اس کی سمجھ ہے۔"



پانچویں ولی

شخصی یا مفرد آتما اور پرماتما

(۱) - غیر پیدا شدہ اور غیر ٹیڑھے من والے (آتما) کے گیارہ پھاٹکوں کے شہر (جسم) پر حکومت کرنے سے انسان کو دُکھ نہیں ہوتا - بلکہ (جسم سے) آزاد ہونے پر وہ فی التحقیقت آزاد ہی رہتا ہے - وہ فی التحقیقت وہی آتما ہے +

(۲) - وہ دِوّیہ لوک (عالم بالا) میں ہنس (سورج) ہے وہ انترکش (درمیانی عالم خلا) میں وسو (والو) ہے - وہ ویدی میں رہنے والا اگنی ہے - وہ کلسے میں رہنے والا سوم رس ہے - وہ گھر میں رہنے والا اتیتھی (مہمان) ہے - آدمیوں میں وسیع وسعت میں - آکاش میں - پانی میں - پرتھوی میں - یگیہ میں - پہاڑ میں پیدا ہوتا ہے - وہ سچا ہے - وہ بڑا ہے "

(۳) - وہ باوفا ہے - جو (دل کے) وسط میں بیٹھا ہوا ہے - جو پران کو اوپر اٹھاتا ہے - اور اپان کو اندر ڈالتا

---

* - جسم کے گیارہ پھاٹک = دو آنکھ + دو کان + دو ناک + مُنہ + پیشاب پاخانہ کے سوراخ + ناف (نابھی) + سر دے = ۱۱ - اگر آخری دو کو نکال دو - تو اُسے نو دوار کا شہر کہا جاوے گا +

ہے۔ تمام دیوتا (اندریاں) اُسے پوجتے ہیں"۔
(۴)۔ "جب جسم میں رہنے والا (یہ آتما) کوچ کر جاتا ہے۔ اور اس سے الگ ہو جاتا ہے۔ تب کیا باقی رہتا ہے۔ وہ سے فی الحقیقت وہی آتما ہے"۔
(۵)۔ "سانس لینے سے اور سانس کھینچنے سے کوئی آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔ جس (کی مدد) سے انسان زندہ رہتے ہیں۔ وہ کوئی اور چیز ہے۔ یہ وہی (آتما) ہے۔ جس کا دونوں پران اپان) سہارا لئے ہوئے ہیں"۔

جنمتے ہوئے آتما کی جسمانی تناسب

(۶)۔ "اے گوتم! اب میں تجھ کو یہ (راز) بتاؤنگا۔ برہمہ قدیم (دائمی) ہے۔ اور یہ کہ کس طرح (اس کے گیان کے بغیر) (اگیانی) مرکر (بار بار جنم لیتے ہیں)"۔
(۷)۔ "بعض تو (ماں کے) پیٹ میں جسم پانے کے لئے رہتے ہیں۔ دوسرے اپنے کرم کے موافق اور اپنے گیان کے موافق ٹھہری ہوئی اشیاء درختوں کے تنہ وغیرہ میں داخل ہوتے ہیں"۔

اصلی آتما آدھار محض ہے

(۸)۔ "جب (جو) سوئے ہوئے ہیں۔ یہ پرش جاگتا ہے۔ ایک خواہش (نظارہ) کے بعد دوسری خواہش (نظارہ) پیدا کرتا ہے۔ وہ پاک ہے۔ وہ برہمہ ہے۔ فی الحقیقت وہی لافانی کہلاتا ہے۔ تمام لوک (کرتے ہیں) اسی کا سہارا

لیے ہوئے ہیں۔ اور اس کے پرے کوئی نہیں جا سکتا۔
وہ فی الحقیقت وہی آتما ہے۔"

واحد ہر رب آتما جیسا ہے ویسا ہی رہتا ہے۔

(۹) جس طرح ایک اگنی دنیا میں داخل ہو کر ہر ایک کا روپ بن گیا ہے۔ اسی طرح ایک آتما سب جانداروں کے اندر سب کی صورت کا ہے۔ (اور پھر بھی) وہ (سب کے) باہر بھی ہے۔"

(۱۰) جیسے ایک ہوا تمام دنیا میں داخل ہو کر سب کے روپ کا بن گئی ہے۔ اسی طرح ایک آتما سب جانداروں کے اندر سب کی صورت کا ہے۔ (اور پھر بھی) وہ (سب کے) باہر بھی ہے۔"

(۱۱) جیسے سورج تمام دنیا کی آنکھ ہو کر بھی آنکھ کے باہری عیبوں سے ناقص نہیں ہوتا۔ اسی طرح سب جانداروں کا انتر آتما بن کر بھی سنسار کے عیب سے گندہ نہیں ہوتا۔ (وہ) باہر (بھی) (رہتا) ہے۔"

اپنے آتما کے اندر پرماتما کے گیان کی بیحد خوشی

(۱۲) سب پر حکومت کرنے والا سب کا انتر آتما جو اپنے آپ کو مختلف شکلوں والا بن جاتا ہے۔ ایک ہے۔ گیانی جو اُسے اپنے اندر رہنے والا جان لیتے ہیں۔ دائمی آنند کو پا جاتے ہیں۔ دوسرے (یہ سُکھ) نہیں پاتے)۔"

(۱۳) عارضی میں ہمیشہ دائمی بدھیوں کے درمیان

بدھی۔ بہتوں کے درمیان ایک! جو کامناؤں (تمناؤں) کو پوری کرتا ہے۔ جو گیانی اُسے اپنے آپ میں رہنے والا مانتے ہیں۔ ان کو غیر قابل بیان شانتی ملتی ہے۔ (یہ شانتی) دوسروں کو نہیں (ملتی)۔"

[نچکیتا کہتا ہے]

(۱۴)۔ "گیانی اس پرم آنند کا انوبھو کرتے ہیں۔ جو اونچی اور بیان سے باہر خوشی ہے (وہ کہتے ہیں کہ:-) "یہ وہ ہے" تب میں کیسے اُسے جان سکتا ہوں۔ وہ خود بخود پرکاشوان ہے۔ یا دوسرے سے پرکاش پاتا ہے؟"

[یم جواب دیتا ہے]

(۱۵)۔ "نہ وہاں سورج چمکتا ہے۔ نہ چاند! نہ تارے چمکتے ہیں۔ نہ بجلی! یہ اگنی (بیچارہ) کہاں (رہتا ہے)؟ اسی کے پرکاش کرنے سے سب پرکاش والے ہوتے ہیں یہ سارا جگت اُسی کے پرکاش سے پرکاش وان ہے۔"

چھٹی ولّی

جگت کے درخت کی جڑ برہمہ ہیں

(۱)۔ اُس کی جڑ اوپر ہے۔ اس کی شاخیں نیچے ہیں۔ یہ دائمی پیپل کا درخت (ہے) وہ (جڑ کی نظر سے) پاک ہے۔ وہ

ہے۔ وہ فی الحقیقت لا فانی کہلاتا ہے۔ اُسی کے سہارے
لوک لوکانتر ہیں۔ اور کوئی بھی اس کے پرے نہیں جا سکتا۔
فی الحقیقت یہ وہ ہے"۔

بڑا خوف

(۲)۔ "جو کچھ تمام سنسار ہے (اُسی برہمہ سے) پیدا شدہ
پران میں کانپتا ہے۔ بڑا خوف! او پچھے اٹھا ہوا بجر! جو
اُسے جانتے ہیں۔ امر ہو جاتے ہیں"۔

(۳)۔ "اُسی کے خوف سے اگنی جلاتا ہے۔ انی کے خوف
سے سورج گرمی دیتا ہے۔ خوف سے دونو اندر اور ہوا
اور موت جو پانچواں ہے۔ دوڑتا ہے"۔

آتم گیان کے مدارج

(۴)۔ "اگر کوئی شخص اس انسانی جسم کے مرنے سے پہلے
زمین پر (اس برہمہ کے) جاننے کے قابل ہو گیا ہے۔ تب
وہ اپنے گیان کے موافق سرشٹی کے لوگوں (کروں) میں
پھر (موزوں اور مناسب) قالب اختیار کرنے کے لئے
تیار ہوتا ہے"۔

(۵)۔ "جیسے آئینہ میں (عکس)! ویسے ہی وہ اس جسم کے
اندر دکھائی دیتا ہے۔ جیسے خواب میں ویسے پتری لوک میں!
جیسے پانیوں کے اندر ویسے ہی گندھرب لوک میں! [illegible]
دھوپ چھاہنہ میں ویسے ہی برہمہ لوک میں (بھی دکھائی
دیتا ہے)"۔

جو اس سے اونچے ۔ پُرش کی رسائی تک کا درجہ

(۶) ــ "اندریوں کی مختلف حالتیں جو ایک دوسرے کے بعد آتی ہیں۔ اُنکا اُدے (طلوع) است (غروب) (انسان سے جدا رہتی ہیں)، گیانی (انہیں) جانتا ہے۔ (اُسے) رنج نہیں ہوتا"

(۷) ــ "اندریوں سے اونچا من ہے۔ من سے اوپر ستو (بدھی) ہے۔ بدھی سے اونچی مہا آتما ہے۔ مہا آتما سے اونچی اویکت (پرکرتی) ہے"

(۸) ــ "لیکن مہا آتما اویکت۔ پرکرتی) سے اونچا پُرش (آتما) ہے۔ جو سب میں محیط کل ہے جسکا کوئی نشان نہیں ہے۔ جسے جان کر انسان مکت ہو جاتا ہے اور امرپد پاتا ہے"

(۹) ــ اُس کی صورت دیکھنے کے لئے نہیں ہے۔ نہ کوئی شخص اُسے آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔ یہ ہردے سے بدھی سے۔ من سے پرکاشت (ظہور پذیر) ہوتا ہے۔ وہ جو اُسے جانتے ہیں۔ امر ہو جاتے ہیں"

یوگ کا طریقہ ۔ سفلی جذبات کی روک تھام

(۱۰) ــ "جب پانچوں گیان اندر من کے ساتھ ٹھہر جاتے ہیں۔ اور بدھی بھی حرکت نہیں کرتی ہے۔ (اس) حالت) کو سب سے اونچی حالت بتاتے ہیں"

(۱۱) ــ ایسی اندریوں کی زبردست روک تھام کو یوگ

کہا جاتا ہے۔ تب سستی دور ہو جاتی ہے۔ فی الحقیقت یوگ ہی ابتدا اور انتہا ہے"

[ہے پنے (وجودیت) کے سوا آتما سمجھ سے باہر]

۱۲ - " اگر (آتما) من نہ بانی اور نہ آنکھ سے ملسکتا ہے۔ تو سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ہے اور کون اُسے ایسے کہنے والے کے سوا سمجھ سکتا ہے۔

۱۳ - " وہ ہے (صرف) اسی شکل سے اور تتو کے روپ سے اُسے دیکھنا چاہئے جب 'وہ ہے' اور اسکا انوبھو ہو گیا۔ تب اس کی صورت (جوہر) صاف ہو جاتی ہے"

تیاگ اور امر پد کا تعلق

۱۴ - جب تمام خواہشیں جو من میں پیا ہیں چھوٹ جاتی ہیں۔ تب مرنیوالا انسان امرت بنجاتا ہے اور یہیں برہم کو پالیتا ہے"

۱۵ - جب دل کی تمام گرہیں یہاں کھل جاتی ہیں۔ تب مرنیوالا زمین پر امر ہو جاتا ہے۔ صرف اتنی ہی تعلیم ہے"

آتما کا جسم سے کُوچ امر پد کی طرف یا اور طرف

۱۶ - " من میں ایکسو ایک ناڑیاں ہیں۔ انہیں سے ایک (سُوشمنا) کا منہ اوپر دماغ کی طرف نکلا ہے۔ اس سے اوپر چڑھتا ہوا انسان امر ہو جاتا ہے۔ دوسری سو ناڑیاں نسے نکلنے میں اسکی مختلف حالتیں ہوتی ہیں"

۱۷ - انگوٹھے کے ناپ کا پُرش (انتر آتما) ہمیشہ انسان کے ہردے میں رہتا ہے۔ اُسے اپنے جسم سے اطمینان کے ساتھ نکالے جیسے تیلی سے مونج نکالی جاتی ہے۔ اسے ہی جان لے یہی شدھ امر ہے۔ اُسے ہی جان لے یہی شدھ امر ہے"

برہمہ کی پراپتی۔ اسکا ذریعہ اور امر پد

نچکیتا یم کے بتانے سے گیان پاکر اور یوگ کے تمام طریق کو جان کر برہم کو پراپت ہو۔ غلبات (نفس) اور موت سے آزاد ہو گیا۔ اور دوسرا شخص بھی جو اس طرح آتما کو جانتا ہے۔ غلبات (نفس) اور موت سے آزاد ہو جاتا ہے۔

ختم ہوئی

کٹھ اپنشد

کٹھ اُپنشد

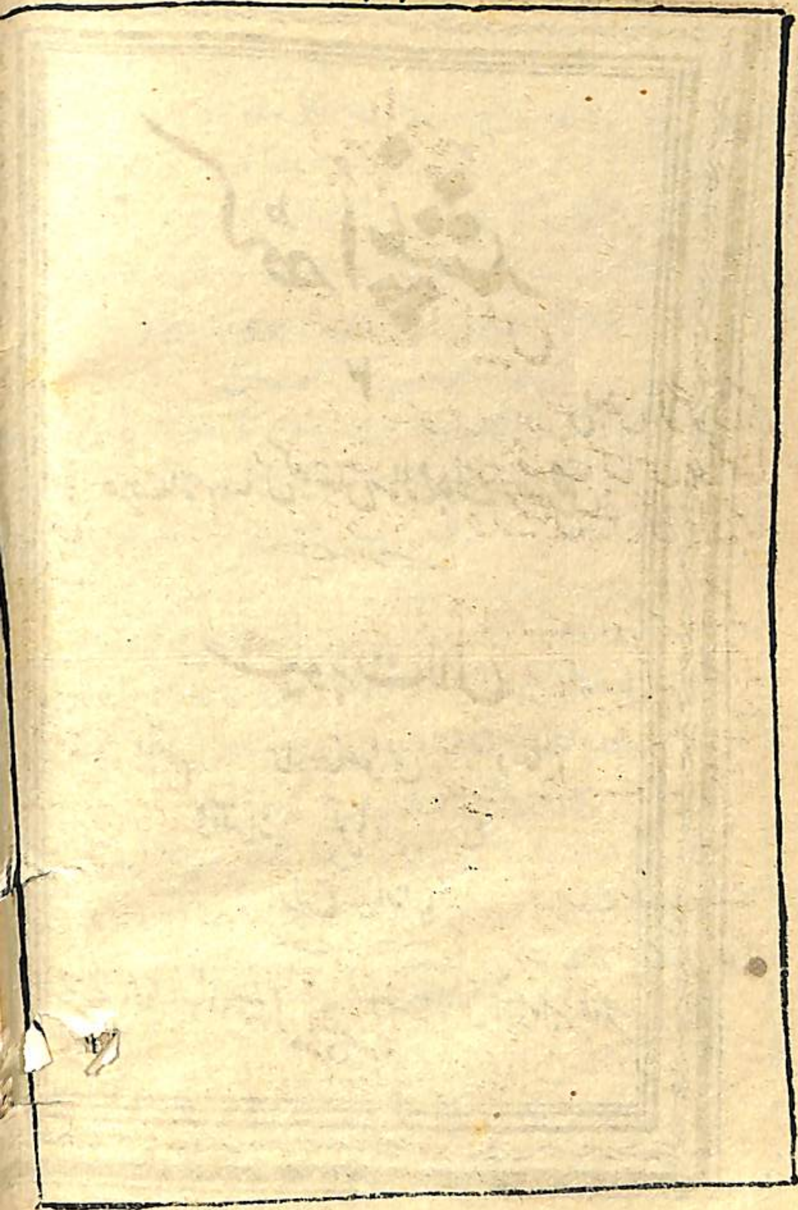
۲

صرف اہم مسائل کے متعلق سوال و جواب مختصر صورت میں

شیوبرت لال

مقیم رادھاسوامی دھام
ڈاکخانہ گوپی گنج
راج بنارس

قیمت مجموعی کتاب کی ۴عہ/ [صرف مستقل خریداران نمبر ۲ و ۳ کے لیے ۸/]



دیباچہ

دو مختلف کتابیں

کٹھ اُپنشد کے دو ادھیائے ہیں۔ اور بعض بعض لوگوں کی رائے ہے۔ کہ یہ ایک نہیں۔ بلکہ دو مختلف کتابیں جو اکٹھا کر دی گئی ہیں۔ اس کے ثبوت میں جو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱)۔ پہلا حصہ بالکل بطور خود مکمل ہے۔ اور اس کے ۱۶ اور ۱۷ منتروں میں صاف لفظوں میں کہہ دیا گیا ہے۔ کہ یہ نچکیتا اپاکھیان ہے۔ جو مُردوں کی شرادھ کے وقت سنانے سے امرپھل دیتا ہے۔ اور جس کے کہنے سننے سے گیانی کو برہمہ لوک میں عظمت ملتی ہے۔

(۲)۔ دوسرے حصے میں قریب قریب سب کے سب ویدوں ہی کے منتر آتے ہیں۔ جو پہلے حصہ کی خاص خصوصیت نہیں کہی جا سکتی۔

(۳)۔ زبان کے لحاظ سے بھی ان کے درمیان بہت فرق ہے۔

(۴) - پہلے میں نچکیتس لفظ بارہا آتا ہے۔ دوسرے میں نچکیتا آیا ہے - اور وہ بھی ایک مرتبہ! اس میں نچکیتا کو بار بار گوتم کے نام سے خطاب کیا ہے۔ جو کیفیت پہلے حصہ کی نہیں ہے ؛

(۵) - دوسرے میں یوگ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ اور اس کی ضرورت محسوس کرائی گئی ہے۔ اور اسی کی صراحت بھی ہے ؛

(۶) - کئی منتر مابعد زمانہ کے اضافہ کئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور کئی دو بارہ آئے ہیں ؛

وغیرہ وغیرہ

یہ دلیل کمزور نہیں معلوم ہوتیں۔ تاہم وہ قدامت کی علامت سے خالی نہیں ہے۔ ویدک اصطلاحات کا اس کے اندر بھی شمول ہے ؛

کتاب کی بزرگی

کٹھ اُپنشد کے اہم اور افضل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ یوگ اور سانکھیہ کے نئے مسائل جو دوسرے حصہ میں شامل کر دیئے ہیں۔ وہ گو اُسے جدید اور نئی کتاب اور مختلف رسالہ ثابت کرتے ہیں۔ تاہم اُسے زیادہ خوبصورت بنا دیتے ہیں۔ اس کا مفید اور اعلےٰ درجہ کا سبق آموز ہونا ہر طرح سے ثابت ہے ؛

گورو کی ضرورت

کٹھ اپنشد میں گورو اور قابل گورو کی ضرورت خاص طور پر ذہن نشین کرائی گئی ہے۔ جو مسئلہ ما بعد زمانہ میں تمام ہندو مذاہب کی خاص حیثیت بن گیا ہے۔

ناموں کی اصطلاحات

نچکیتا اور یم ناموں کی خاص اصطلاحات ہیں۔ یم موت ہے۔ جو گورو ہے۔ اور نچکیتا شاگرد ہے۔ نچکیتا لفظ کی صراحت جہاں تک میں نے متعدد ٹیکائیں دیکھی ہیں۔ کسی میں قابل اطمینان صورت میں موجود نہیں ہے۔ یہاں تک کہ سنسکرت کے اکثر لغات بھی اس کی وضاحت نہیں کرتیں۔ جن لغوی مادوں سے یہ بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ وہ "نی" (اندر۔ اندرونی) اور "چکت" (معالجہ) ہیں۔ گمان غالب ہے۔ کہ اس سے اندرونی علاج کرنے والے سے مراد ہوگی۔ جو شاگرد یا چیلے کا خاصہ ہے۔ اگر یہ معنی لئے جائیں۔ تو نام کی اصطلاح اور اصطلاحی استعمال میں بہت خوبصورت موزونیت آجاتی ہے۔ لیکن اس پر کسی نے روشنی نہیں ڈالی۔ اس لئے اپنی رائے پر زیادہ زور دینا غیر معمولی جرأت سمجھی جائے گی۔ تاہم اس سے تو کسی کو انکار نہ ہوگا۔ کہ نچکیتا اعلےٰ درجہ کا سچا شاگرد ہے۔ جو سوائے اپنی دلی مراد کے کسی قسم کے ترغیب اور تحریص کے دام میں

نہیں پھنستا۔

یم

یم کو اس کتاب میں گورو کی حیثیت عطا کرنے کا کوئی نہ کوئی خاص سبب ہے۔ مرنے سے پہلے موت کے راز سربستہ رہتے ہیں۔ مثل مشہور ہے۔ کہ "انسان اپنی موت اپنی ہی نظر سے دیکھ سکتا ہے"۔ "بغیر مرے ہوئے زندگی کا حق حاصل نہیں ہوتا"۔ اس نگاہ سے نچکیتا کا موت کے منہ میں جاکر اصلیت اور اصلی زندگی کا سبق حاصل کرنا قابل غور ہے۔ اس مرنے سے مراد غالباً دنیاوی اور جسمانی زندگی کی طرف سے بے توجہی اور عدم التفاتی ہوگی۔

سوال و جواب

کٹھ اُپنشد بطور خود یم اور نچکیتا کے درمیان مکالمہ ہے۔ اس کے بیانات خود سوال اور جواب کی صورت میں آئے ہیں۔ اس لئے اس کو اور مزید استفہامی بنانا شاید زیادہ موزوں نہ سمجھا جائے گا۔ لیکن میں ایسی جرأت کر رہا ہوں۔ اس کی غرض سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے۔ کہ پڑھنے والے کے دل میں نفس مراد اور روح مقصد اس طرح حلول اور سرایت کر جائیں۔ کہ پھر وہ انہیں بھول نہ سکے۔ اور وہ اس کی زندگی میں اثر انداز ہو۔

کیا یہ مقصد قابل اعتراض ہے؟

ترجمہ پہلے دیدیا گیا - اور اس کی شکل اس قسم کی آسان بعام فہم الفاظ میں قائم کی گئی - کہ سمجھنے میں دقت نہ ہو - یہ میرے اس ترجمہ کی خصوصیت ہے - جو ہندی یا اردو کے کسی کتاب میں نظر نہ آئے گی - اب یہ دو بارہ سوال و جواب کی مدائت قند مکرر کا لطف دیگی - وہ سوال و جواب یم اور نچکیتا کے درمیان ہوئے ہیں - یہ سوال و جواب محقق کے لئے زیادہ تقویت کے باعث ہونگے +

دویت ادویت واد

بعض ہندو اہل مذاہب اپنشدوں کی تعلیم کو دویت دفتر کا جامہ پہناتے ہیں - بعض اُسے ادویت (وحدت) کے لباس سے ملبوس کرتے ہیں - میں نے حتے الامکان نہایت غور کے ساتھ دونو کے خیالات پر غور کیا ہے - میں کسی ایک کا بھی حامی نہیں ہوں - دونو سے مجھے کوئی غرض بھی نہیں ہے اس معاملہ میں میری رائے بالکل بے تعصب اور ترجیح ہے نہ اودھو سے لینا نہ مادھو کو دینا ہیں اپنے طور پر جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے - کہ یہ تعلیم بالکل ادویت واد ہے - اس میں تکا و لیپٹ کا ذرا بھی نام و نشان نہیں ہے - اور اسے خواہ مخواہ زبردستی اپنی مذہبی رائے اور معتقدانہ خیال کے ماتحت لانے کی کوشش کرنا حد درجہ کی بے انصافی اور سچائی کا خون کرنا ہے - لفظی توڑ مروڑ اور غلط منطقی دائرہ

کے چکر میں لا کر کسی رشی کی مراد الٹ پھیر کرنا دھرم نہیں۔ بلکہ ادھرم ہے۔ الفاظ صاف ہیں۔ مراد واضح ہے۔ مقصد سورج کی طرح روشن ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ لوگ ناحق کی لفظی تراش خراش کرتے ہوئے اُن سے کچھ کا کچھ بناتے ہیں۔ اور بنانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اُپنشد ادویت وادی (غیر مشترک) ہیں۔ برہمہ اور جیو کی ایکتا ان کے روحانی نغمات کی الاپ ہے۔ سوا وحدت اور وحدانیت ثابت کرنے کے ان کی توجہ بھی اور کسی طرف نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ان کے اصلی مقصد کی گردن مروڑنا کیا انصاف ہے +

اس اُپنشد میگزین کے سلسلہ میں ایش اُپنشد پہلے نکل چکی ہے۔ جسکا بھاواکیہ سو ہم اسمی (میں وہ ہوں) سولہویں منتر میں نہایت موثر پیرایہ میں ادا کیا گیا ہے۔ اب یہ دوسری کتاب کٹھ اپنشد پبلش کی جارہی ہے۔ یہ ایک جگہ نہیں۔ بلکہ بار بار اُسی خیال کی تائید کر رہی ہے۔ اور ہم نے نچکیتا کو اگر کوئی سب سے مفید۔ موثر اور اہم سبق سکھایا ہے۔ تو وہ صرف وحدت۔ توحید۔ وحدانیت اور احدیت ہی ہے۔ اثنینت۔ غیریت۔ شرکت۔ مغایرت اور کثرت کا تو یہاں کہیں پتہ تک بھی نہیں ہے۔ پھر کیسے کہا جائے۔ کہ اپنشد اثنینت یا تثلیث کی معلم اور واعظ ہیں +

میں خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ مزید سوال و جواب اس پر زیادہ وضاحت کی روشنی ڈال سکیں گے۔ میں نے اس مرتبہ

اس دوسرے حصے میں اپنشد کے منتروں کا دوبارہ اعادہ کرنا مصلحت نہیں سمجھا۔ ترجمہ پہلے آچکا ہے۔ جس کا جی چاہے وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق برابر مقابلہ کرتا چلے۔ تاکہ اس کا اچھی طرح اطمینان ہو جائے۔ زیادہ کہنے سننے کی احتیاج نہ رہے۔ اور ایک دو مرتبہ یا کئی مرتبہ پڑھنے سے یہ تعلیم اس طرح دلوں کے اندر نقش کالنجر (پتھر کی لکیر) ہو جائے۔ کہ وہ پھر کسی کے میٹنے مٹانے سے نہ نہ مٹ سکے۔ یہی میرے لکھنے کی اصلی غرض ہے۔ اور میں اسی نظر اردو خواں حضرات کی خدمت کا یہ بار اپنے ذمہ لے رہا ہوں۔

شیوبرت لال

مقیم رادھاسوامی دھام

براہ گوپی گنج

راج بنارس

کٹھ اُپنشد

یعنی خاص خاص اہم مسائل پر مختصر سوال و جواب

پہلا اُدھیائے

پہلی وَلّی

(۱) تمہید

(۱-۲-۳-۴) "واجسروا نے سورگ کی خواہش سے دان دیا۔ اس کے بیٹے نچکیتا کو برا لگا۔ کیونکہ گائیں بوڑھی تھیں۔ اس نے باپ سے تین مرتبہ پُوچھا مجھے خیرات میں کسے دوگے؟

باپ کو غصہ آیا۔ بولا تجھے یم راج کو دونگا"
سوال ۱۔ خیرات کس قسم کی ہو؟
جواب۔ اُس قسم کی کہ دینے اور لینے والے دونو کو نفع پہنچے۔ اگر دان خراب ناقص اور بیمصرف ہے۔ تو گو رسماً۔ رواجاً۔ عادتاً اور اخلاقاً کوئی اسے لے بھی لے اس سے اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ اور دینے والے کو خوشی کیا ملے گی؟ جیسا دان ویسا پھل۔ اور ساتھ ہی اس بات کی بھی سخت ضرورت ہے۔ کہ خیرات محبت اور تعظیم کے ہاتھ سے دی جائے۔
سوال ۲۔ باپ کو غصہ کیوں آیا۔ اور اس نے بیٹے کو مرنے کی بددعا کیوں دی؟
جواب۔ اس نے سمجھ لیا کہ بیٹے کو میرے قابل اعتراض خیرات کی سمجھ ہوگئی ہے۔ وہ دل میں شرمایا جھنجھلایا۔ اپنی کمزوری کی طرف خیال کیا۔ اور غصہ ہو کر اُسے بد دعا دی۔

(۲) یم کے گھر میں نچکیتا

(۵-۶)۔ بیٹا سعادتمند تھا۔ باپ کے قول کے سچا کرنے کی نیت سے وہ موت کے گھر پہنچا۔ اس نے سوچا۔ سب ہی مرتے ہیں پہلے بھی لوگ مر چکے ہیں۔ اب بھی مرینگے۔ اس لئے مرنے سے کیوں پس و پیش کیا جائے۔ اور ساتھ ہی اُسے موت کے راز سے واقف ہونے کا خیال تھا۔ جنم مرن کو اس نے معمولی قدرتی کاروبار سمجھا۔ غلہ پکتا ہے۔ پھر پید

ہوتا ہے۔ اسی طرح آدمی جیتے مرتے رہتے ہیں ۔

(د) مہمانداری کی اہمیت

(۷-۸) برہمن مہمان گھر میں آئے تو اس کی مہمانداری کی جائے کم سے کم پانی کو تو پوچھنا ہی چاہئے۔ ورنہ پھر وہ امید آرزو - خوشی شبھ کرم - یگیہ - اولاد - دولت وغیرہ سب برباد ہو جاتے ہیں۔ کم عقل آدمی ایتھی سیوا نہیں کرتا - اگر برہمن اس کے گھر میں بھوکا رہیگا - تو وہ سخت نقصان اٹھائے گا ۔

سوال ۳- اُسے دولت خوشی اور اولاد سے کیوں محرومیت ہو گی؟

جواب- اس وجہ سے کہ وہ دل کا کمینہ بنیگا- اور دل کے کمینہ پنے سے اس میں سیرچشمی - فیاضی - زندہ دلی رخصت ہو جائے گی- قوتِ ارادی حد درجہ کی کمزور رہیگی اور چاہے وہ تنگ دل بن کر اپنی عمر بسر کرے- لیکن یہ کمزوری اُس کے ہر کام میں اثر انداز رہے گی- اور فراخ دلی کی محرومیت اُسے آخر میں بے آبرو - بے اولاد- بے دولت اور بدبختی کا کر دے گی ۔

(ھ) نچکیتا کے لئے تین بر

(۹) یم تین دن تک گھر سے غیر حاضر تھا۔ نچکیتا تین دن اس کے یہاں بے آب و دانہ پڑا رہا۔ جب وہ واپس آیا۔ اسے دیکھ کر بولا تم قابل تعظیم برہمن ہو! تین دن تک تو میرے گھر میں پڑا رہا۔ تیرے لئے مبارک ہو۔ تو مجھ سے تین بر مانگ لے

(۵) پہلا اور دوسرا بر

(۱۰-۱۱) نچکیتا نے کہا۔ "پہلا بر یہ ہو کہ جب میں تیرے پنجے سے چھوٹ کر جاؤں۔ میرا باپ گوتم۔ خوشی۔ خوشدلی اور خوش مزاجی سے ملے۔ اس میں غصہ نہ رہے"۔ یم نے کہا۔ "اُدالک ارونی میرا باپ (میرے پاس سے جانے پر تیرے ساتھ خوشی سے پیش آئے گا۔ اور رات کو اُسے نیند آئے گی۔"

(۶) نچکیتا کا دوسرا بر

(۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸) نچکیتا نے کہا۔ "سورگ میں نہ خوف ہے۔ نہ موت ہے۔ نہ بڑھاپا نہ بھوک پیاس کا دُکھ ہے۔ بلکہ خوشی ہی خوشی ہے۔ تو آسمانی آگ کا علم رکھتا ہے میں متعقد ہوں جس سے سورگ میں امر پد ملتا ہے۔ یہ آگ ہے۔ یہ تو مجھے بتا دے"۔ یم نے کہا۔ "میں بتاتا ہوں۔ تو اس آسمانی آگ کو مجھ سے جان لے۔ سیکھ لے۔ یہ پردے گپھا میں ہے اسی میں بے شمار لوک بھی ہیں"۔ یم نے اُسے بتا دیا۔ یہ آگ دنیا کی ابتدا ہے۔ اس کے بنانے میں اتنی اینٹیں لگی ہیں۔ اس نے اُسے جان کر دوہرا لیا۔ مہاتما یم نے خوش ہو کر کہا آج میں تجھے اپنی طرف سے خود دوسرا بر دیتا ہوں۔ یہ آگ تیرے ہی نام سے مشہور ہوگی۔ یہ کئی رنگوں والی مالا لے۔ تین آگ جلا کر تین سے مل کر تینوں کرم کر کے آدمی جنم مرن سے نجات پاتا ہے۔ جو برہمہ سے پیدا ہوا ہے۔ اس دیوتا کی اُستتی گانے اور اس کی عزت کرنے سے دائمی شانتی ملتی

ہے - جس نے تین قسم کی آگ روشن کر لی - تینوں کو جان لیا نچکیتس اگنی کو بنا لیا - وہ پہلے ہی سے موت کے قید و بند کاٹ کر دکھ سے بچ کر سورگ لوک کے آنند کو بھوگ لیتا ہے ؟

سوال ۴ - سورگ کیا ہے ؟

جواب - سُو (خوشی)، رج (جانا)، ہے - خوشی کی حالت میں جانا سورگ ہے ۔

سوال ۵ - کیا اس میں بیچ بیچ بڑھاپا - موت - بھوک پیاس وغیرہ کا دُکھ نہیں ہے ؟

جواب - "نہیں ہے"

سوال ۶ - اس سورگ میں لوگ کیسے جاتے ہیں - اور امر ہوتے ہیں ؟

جواب - "نچکیتس نامی آسمانی آگ کے روشن کرنے سے -

سوال ۷ - اس آگ کی تعلیم کسے دی جاتی ہے ؟

جواب - صرف معتقد ادھکاری کو ۔

سوال ۸ - یہ آگ کیا ہے ؟

جواب - "یہ تپ ہے - تپ لوک ہے - سب لوک لوکانتروں کی ابتدا تپ سے ہوئی ہے - سب لوک لوکانتر اسی آگ سے پیدا ہوئے ہیں ؟

(نوٹ صفحہ ۵۷) :- ناظرین اس طرح کے سوال و جواب کو بڑے غور سے پڑھیں - بار بار پڑھیں - جی میں آوے اُسے سیکھ کر عامل بنیں - جیتے جی سورگ

سوال ۹ - وہ مالا مختلف رنگوں کی رتن مئی کون ہے جو یم نے نچکیتا کو دی تھی؟

جواب - وہ لوک لوکانتروں کے سلسلہ اور نظام آفرینش کے کُرّوں کے علم کی سمرنی ہے جس میں ۱۰۸ قسم کی تسکنیوں کے دانے پروئے ہوئے ہیں۔"

سوال ۱۰ - اس آگ کو نچکیتس کیوں کہا گیا؟

جواب - "نہ" (غیر منقسم) چکیت "د علاج"۔ جس سے سب دُکھوں اور روگوں کا علاج ہو - وہ نچکیتس اگنی ہے۔ اور جس کا علاج ہو گیا جس نے مر کر جیتے جی موت کے منہ میں جا کر اس اگنی (حرارت اور تپ) سے اپنے تمام روگ اور دُکھوں کا خاتمہ کرالیا - وہ نچکیتا ہے۔ اِسے اُسی کے نام سے مشہور ہونا ہے - دوسرے کے نام سے وہ کیسے مشہور ہوگی!

سوال ۱۱ - رنگ برنگی رتن مئی مالا کے رنگ سے کیا مراد ہے؟

جواب - وہ بیچ بیچ کئی رنگوں والی ہے - اس کی ابتدا - وسط اور انتہا ہے - تثلیثی ہونے سے اس کا رنگوں والی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۸) - کا آننہ بھوگیں - میں اُسے بتانے سمجھانے اور عمل کرانے کے لئے تیار ہوں - ادھکاری ہو - یہ علم سینہ ہے - کتابوں میں اشارہ ہی اشارہ ہے - میں پہلی دفعہ اسی اشارہ کو کھول رہا ہوں + [شیوبرت لال]

ہونا لازمی ہے۔ تینوں ہی کے رنگ روپ جدا جدا ہیں وہ ایک ہی رنگ کی تو نہیں ہو سکتی۔ یہ آسانی سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔"

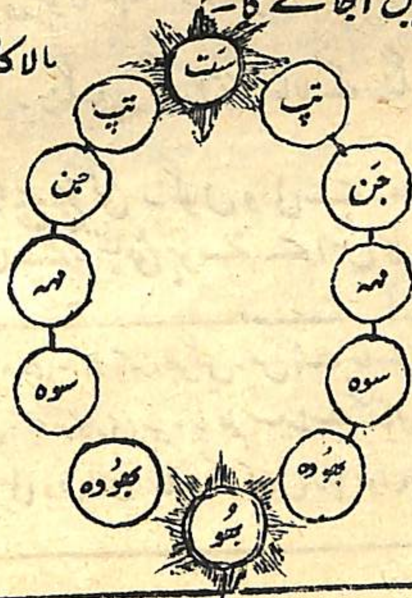
سوال ۱۲۔ "کیا تم مجھے اس مالا کی صورت ذہن نشین کرا سکتے ہو؟"

جواب۔ "کیوں نہیں۔ جب میں نے سمجھانے کا ٹھیکہ ہی لے لیا ہے۔ تو پھر کیوں نہ سمجھاؤں گا! یوں ہی تو اپنشد کی ٹیکا لکھنے نہیں بیٹھا ہوں۔ ہاں ادھکاری کا ملنا شرط ہے۔ وہ معتقد اور شردھا تو ہو۔ یہ لازمی ہے۔"

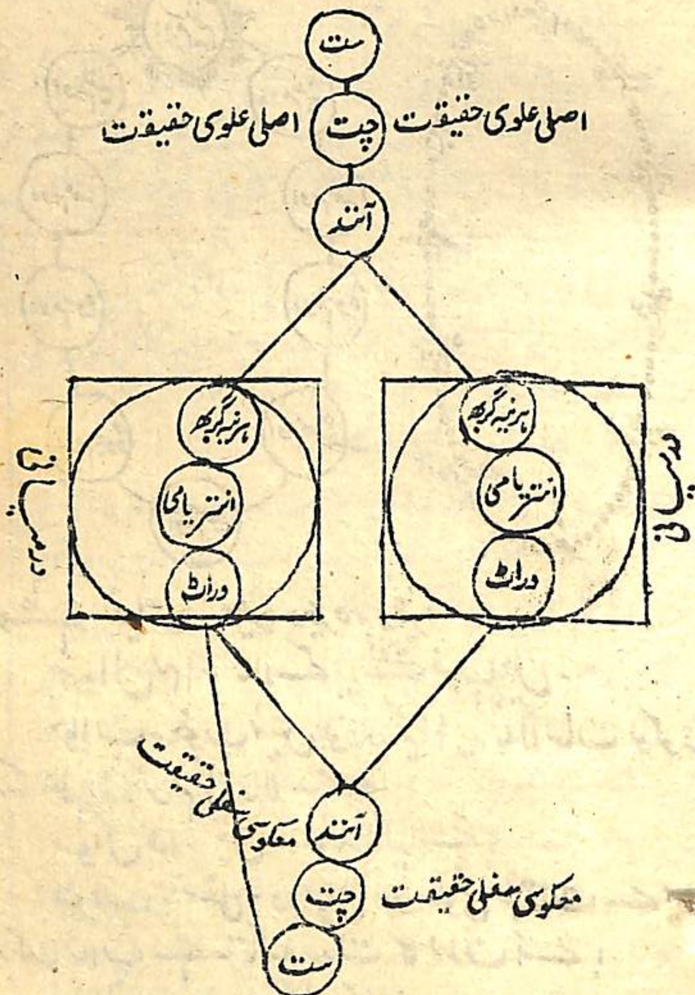
سوال ۱۳۔ تو سمجھاؤ

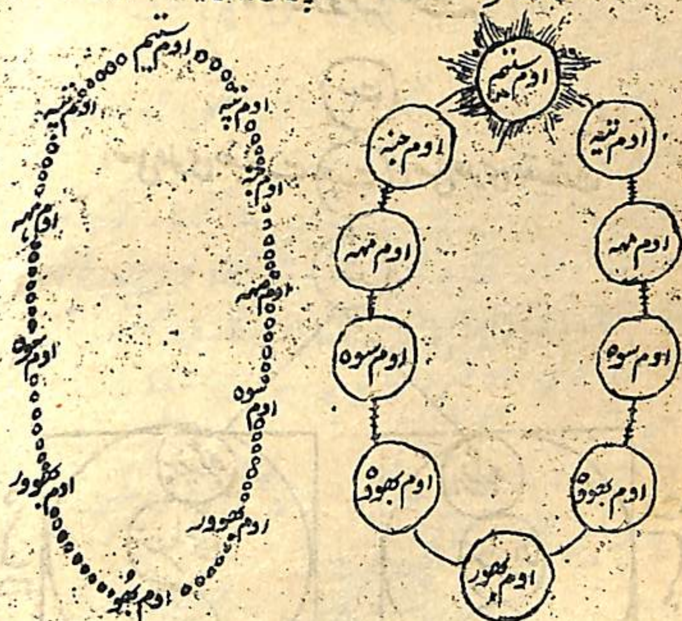
جواب۔ بہت خوب سمجھو۔ ان نقشوں کو دیکھو۔ ان سے یہ سمجھ میں آجائے گا۔

مالا کا پہلا نقشہ



مالا کا دوسرا نقشہ





وعلیٰ ہذا القیاس - وغیرہ وغیرہ وغیرہ
سوال ۱۴ - مالا کے یہ نقشے خوب ہیں -
جواب - خوب نہیں تو اور کیا! یہ مالا سات لوکوں کے علم اور کرم کی مالا ہے *
سوال ۱۵ - ئین سے ملنا کیا ہے؟
جواب - سفلی - درمیانی اور علوی طبقات سے میل رکھنا ملاپ ہے - تاکہ وحدت کا لطف آئے!
سوال ۱۶ - اس کا امکان!
جواب - گورو کی صحبت - گورو کے طریقہ اور گورو

کے اصول کی پیروی کی مشتاق ہیں اسکا امکان ہے۔

سوال ۱۷- تین کرم کیا ہیں؟

جواب- علوی درمیانی اور سفلی طبقات کے کرم کرنا ستوگنی- رجوگنی- اور تموگنی کرم کی روح سے تعلق رکھنا- زندگی بھر بیوہار- بیوہار پرمارتھ- اور پرمارتھ کے کام میں لگے رہنا۔ یہ تین کرم ہیں

سوال ۱۸- خوب! جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی!

جواب- یہ علم سینہ ہے- لاجواب ہے- بغیر کامل گورو کی صحبت سے اسکا سمجھہ میں آنا آسان نہیں ہے

سوال ۱۹- برہمہ کیا ہے؟

جواب- کرم اور گیان- بڑھنا اور سوچنا- (برہ اور من (برہمہ انہیں دو لفظوں سے بنا ہے) اٹ- (حرکت) اور من (سوچنا) (آتما انہیں دو لفظوں سے بنا ہے) اور انہیں کے اندر تمام کرم اور گیان ہے- اسی برہمہ یا آتما سے سب کچھ پیدا ہوا ہے- اسی دیوہ کی اُستتی گانے اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے سے امرپد- شانتی اور سب کچھ جو خواہش اور سچی کامنا کا پھل ہے- وہ پراپت ہوتا ہے۔

سوال ۲۰- تین قسم کی آگ جلانے سے کیا مراد ہے؟

جواب- سب کی ابتدا برہمہ اگنی ہی سے ہوئی ہے- اسی کا نام اوم تپہ ہے- یہ تین قسم کی ہے- علوی- درمیانی اور سفلی- اِسے جاننا اور اس کا روشن کر لینا جیتے جی انسان

کا مقصد ہونا چاہیئے۔ بغیر اس تثلیثی آگ کے روشن کے ہوئے مطلع الانوار۔ نور الانوار۔ یا معدن الانوار تک رسائی حاصل کرنا سخت مشکل اور دشوار کام ہے۔

سوال ۲۱۔ یہ کیوں کہا گیا کہ پہلے ہی سے موت کے قید و بند کاٹ کر دُکھ سے بچکر سورگ لوگ کے آنند کو بھوگ لیتا ہے؟

جواب۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ یا ہونے کو ہے۔ وہ صرف اسی زندگی میں زمین ہی پر ہوتا اور ہونا ہے۔ جو جیتے جی یم یا موت کے منہ میں جاوے۔ اسی کو امر پد اور لافانیت ملتی ہے۔ اس کے بعد کیا ہے کچھ نہیں۔ وہی جنم مرن کا کھٹکا بنا رہتا ہے۔ سب کچھ جیتے جی کرنا ہوتا ہے۔

جاکو درشن اِت ہیں تاکو درشن اُت
جاکو درشن اِت نہیں تاکو اِت نہ اُت

سوال ۲۲۔ وہ اگنی کہاں ہے؟

جواب۔ وہ انسان کے ہردے گپھا میں چھپی ہوئی ہے کہیں باہر اُس کے تلاش کے لئے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی ہردے میں اس اگنی کا کنڈ ہے۔ اسی میں یگیہ کرو آہوتی دو۔ منتر دنتر کیب اکا سادھن کرو۔ ہوی چھوڑ دو اور یہ اگنی روشن مشتعل اور نورانی ہو جائے گا۔

سوال ۲۳۔ میں نے آج تک کسی سے ایسا نہیں سنا کٹھ اپنشد کی مختلف ٹیکائیں پڑھیں۔ ان میں ان باتوں کا اشارہ

تک نہیں پایا گیا۔

جواب۔ سبب یہ ہے۔ کہ ٹیکا کار عالم ہیں۔ عامل نہیں ہیں۔ پنڈت ہیں۔ کرتی نہیں ہیں۔ لفظوں کو سمجھتے ہیں۔ ان کے مغز سخن۔ روح سخن اور معنئے سخن سے سخت ناواقف ہیں۔ اُپنشد کے الفاظ بطور اشارہ موجود ہیں۔ توڑ مروڑ کی ضرورت نہیں ہے۔ جس میں ذرا بھی اہلیت۔ ظرفیت ادھکار یا سنسکار ہے۔ وہ خود ان اشاروں سے کسی حد تک معنی مراد اور مفہوم کو ذہن نشین کر لیگا۔ مجھے علم و عمل دونوں سے تعلق رہا ہے۔ اس لئے اسے جانتا پہچانتا اور سمجھتا بوجھتا ہوں۔ اور سمجھا بجھا سکتا ہوں +

سوال ۲۴۔ آپ سچ کہتے ہو؟ لیکن اس میں کرم ہے۔ گیان سے مکتی ملنا کہا گیا ہے!

جواب۔ یہ باتیں تو باتیں ہیں۔ پڑھو۔ لکھو گے نہیں تو علم کیسے ملیگا۔ بغیر پڑھے لکھے ہوئے بھی آج تک کسی کو عالم دیکھا ہے! دل کی صفائی۔ ترتیب اور اصلاح ہر حالت میں مقدم ہے۔ ورنہ گیان کا امکان کیسے ہوگا! یہ معمولی سی بات ہے۔ اس طرح نِشکام کرم کرنے سے موکش پرت ملتی ہے۔ تعلق میں بے تعلقی اور بے تعلقی میں تعلق کا نتیجہ یہ مفید ہوتا ہے۔ پھنسنے کا خطرہ جاتا ہے۔ اور گیان سے حقیقی برہم کی پراپتی ہوتی ہے +

سوال ۲۵۔ برہم کا وہ گیان کون سا ہے؟

جواب۔ صبر کرو۔ کٹھ اپنشد کو مجھ سے پڑھتے چلو۔ یہ سوال اس کے سلسلہ میں آپ آئے گا۔ نچکیتا نے یم سے خود یہ سوال کیا ہے +

---:o:---

(۱۹) "اے نچکیتا! یہ آسمانی آگ تیری ہو گئی۔ یہ تیرا دوسرا بر ہے۔ لوگ اسے تیرے نام سے موسوم اور منسوب کرینگے اب تیسرا بر مانگ"

نچکیتا کا تیسرا بر۔ مرنے کے بعد کا گیان

(۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹)

نچکیتا نے کہا۔ "مردہ کی بابت شک رہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے وہ زندہ رہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ وہ زندہ نہیں رہتا۔ تو اسے بتا۔ میں جان لوں۔ یہ تیسرا بر ہے" یم نے جواب دیا۔ "پرانے دیوتا بھی اس کے متعلق شک میں رہتے ہیں۔ یہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا۔ بہت باریک مسئلہ ہے دوسرا بر مانگ مجھے مجبور نہ کر۔ میری خاطر اسے چھوڑ دے" نچکیتا بولا "جب دیوتاؤں کو بھی شک ہے۔ اور تو خود کہہ رہا ہے۔ کہ یہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا۔ تو تیرے جیسا گورو ملنا مشکل ہے۔ اس کے برابر اور کوئی دوسرا بر نہیں ہو سکتا" یم نے جواب دیا۔ "سو برس والے بیٹے پوتے۔ مویشی۔ ہاتھی۔ سونا گھوڑے۔ زمین پر بڑا مکان اور جس قدر بڑی زندگی چاہے مانگ لے۔ اس کے

برابر کا کوئی بر دولت۔ طولانی زندگی! زمین پر تو عظمت والا ہوگا۔ میں تجھے خواہشوں کا بھوگنے والا بنا دونگا۔ جن خواہشوں کا انسان کے لئے ملنا مشکل ہے۔ خوشی سے سب خواہشیں مانگ لے۔ خوبصورت اور رتھ والی عورتیں بین لئے ہوئے! یہ آدمیوں کو نہیں ملتیں۔ میں یہ تجھے دونگا۔ یہ تیری خدمت کرینگی۔ (سب کچھ کر) اے نچکیتا! موت کی بابت سوال نہ کر۔" نچکیتا نے کہا "عارضی چیزیں! جو فانی انسان کی ہیں۔ اے یم! شکتیوں کی شکتی سب زائل ہوجانے والی ہیں۔ تمام زندگی بھی کچھ نہیں ہے۔ تو رتھ اپنے پاس رکھ۔ ناچ گانا اپنے پاس رہنے دے۔ انسان دولت سے قانع نہیں ہوتا۔ تجھے دیکھ کر پھر بھی میں دولت کی ہوس کروں! جب تک تیری حکومت ہے۔ کیا میں اسوقت تک زندہ رہونگا! میں صرف یہ بر مانگتا ہوں۔ جب آدمی لافانی امر پد والوں سے ملا تو نیچے کا رہنے والا فانی انسان کیا سمجھیگا! جس نے خوشی اور خوبصورتی کے مزوں (کی بے حقیقتی) کو سمجھ لیا ہے۔ وہ بہت بڑی لمبی زندگی سے کیا خوشی پائیگا! اے یم! اس کی بابت انہیں شک ہے۔ اس موت میں کیا بات ہے۔ مجھے بتادے اس پوشیدہ راز کا بر جو (دل میں) داخل ہوگیا ہے۔ نچکیتا صرف یہ بر مانگتا ہے۔ دوسرا نہیں۔"

سوال ۲۶۔ نچکیتا کو کیوں یم نے اسقدر لالچ دی!"

جواب۔ مرت کا سمجھنا مشکل ہے۔ ناقابل بیان ہے۔ یہ لالچ ایک قسم کا ضروری امتحان ہے۔ جسے دنیا کی کسی مراد کی خواہش ہے۔ وہ اس کا ادھکاری نہیں ہے۔ وہ کثیف مزاج ہے۔ کثیف شے کثیف حالت میں رہتی ہے۔ لطیف شے لطیف حالت میں رہتی ہے۔ جو دنیا کا ہے۔ دنیا میں رہے۔ جو آسمان کا ہے آسمان میں رہے۔ یہ اصول ہے۔ یم نے نچکیتا کا امتحان لیا۔ لالچ دینے سے امتحان لینا ہی مقصود تھا۔ جو لالچ میں رہتا ہے۔ وہ اس گتھی کے سلجھانے کے قابل نہیں ہوتا یک رُخ۔ یک دل اور یکسو ہو۔ تب اس بات کو سمجھے۔ جو چنچل ہے۔ اور خواہشوں کے تھپیڑے کھاتا ہوا اسی دنیا کے مزوں کو سب کچھ سمجھ بیٹھا ہے۔ اس کے لئے یہ سوال بے معنی ہے۔ وہ اُسے کیا سمجھے گا۔ کوئی اُسے کیا سمجھائیگا اور پھر اس سے فائدہ کیا ہوگا! دل کہیں اور ہے زبان کہیں اور ہے۔ ایسا آدمی اس راز کے جاننے کا ادھکاری نہیں ہے۔ ادھکار کے بغیر کسی کو کوئی چیز کبھی نہیں ملتی جب اصلی حقیقی اور دل میں سمائی ہوئی خواہش ہی نہ ہو تو پھر اُس سے کہنا سُننا سب ہی بے سود اور بے بہبود ہے۔ زبردست قوت ارادی رکھتا ہوا انسان ہی اپنی خواہش کے غلبہ میں موت تک کے سامنا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے

دوسرے لوگ تو سفلی خواہشوں کے غلام ہیں۔ اس لئے یم نے نیہ سفلی زمینی اور نچلی مرغوب اشیا کی تحریص اور ترغیب دی ۔

دُوسری وَلّی

(۱) شریہ (افضل) اور پریہ (پیاری)

(۱-۲-۳-۴-۵) - ریم نے کہا "شریہ ایک چیز ہے۔ اور پریہ بالکل دوسری چیز ہے۔ یہ دونو مختلف مقاصد کو رکھتی ہوئی) آدمی کو باندھ دیتی ہیں۔ ان دونو میں سے جو شریہ کو اختیار کرتا ہے۔ بہتر ہے۔ جو پریہ کو پسند کرتا ہے۔ وہ اپنے مقصد میں ناکامیاب رہتا ہے۔ پریہ اور شریہ دونو انسان کو (نصیب) ہوتی ہیں دونو کے ارد گرد گھوم کر تمیز دار آدمی تمیز سے کام لیتا ہے۔ گیانی شریہ (افضل) کو پسند کرتا ہے۔ وہ پریہ (پیاری یا خوشی دینے والی چیزوں) کو نہیں پسند کرتا جاہل لوگ لیشیم (ظاہرا و پسند ہیں دیکھ کر) پریہ کو قبول کرتا ہے۔ اے نچیکیتا! تو نے سمجھ بوجھ کر خوشی دینے والی اور ظاہری خواہشوں کو چھوڑ دیا ہے۔ تو وہ شخص نہیں ہے۔

جس نے دولت کی مالا پہنی ہے۔ اس میں بہت آدمی ڈوب کر (پھانس پھنسا جاتے) ہیں۔ یہ دو نوبہت مختلف اور (بالکل) جدا ہیں۔ (ایک) ودیا ہے۔ اور دوسری اودیا سمجھی گئی ہے۔ اسے نچکیتا! میں سمجھ گیا۔ ودیا حاصل کرنے کے شوق میں یہ خواہش تجھے نہ بھٹکا سکے گی۔
وہ (جاہل) جہالت کے درمیان رہ اپنے آپ کو عقلمند اور عالم سمجھکر اُدھر اُدھر بھٹکتے ہوئے۔ ٹکریں مارتے اور دھوکا کھاتے ہیں۔ جیسے اندھے کسی اندھے کی رہنمائی میں (رستے ہیں)

سوال ۲۷- شریہ کیا ہے؟
جواب - جو افضل۔ سرشٹ۔ اچھی اور ٹھیک ہے۔
سوال ۲۸- پریہ کیا ہے؟
جواب - جو پیاری۔ لذائت نفس کی دینے والی جسمانی سنسناہٹ کی خوشی اور حواس کا لطف بخشنیوالی ہے
سوال ۲۹- یہ کیا ہیں؟
جواب - پریہ اودیا اور اگیان ہے۔ شریہ ودیا اور گیان ہے۔

سوال ۳۰- ان کے درمیان فرق کیا ہے؟
جواب - ان کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک زمینی حواسی اور جسمانی ہے۔ دوسری حقانی روحانی اور آسمانی ہے۔ ایک سے سفلی خوشی مل کر اسے

پھنسا لیتی ہے۔ دوسری تنانی دیگر اُسے آزاد رکھتی ہے۔
ایک ظاہری اور خارجی ہے۔ دوسری اندرونی اور باطنی ہے۔
ایک پچھاڑ کھاتی ہے۔ دوسری برقرار رکھتی ہے۔ ایک سے
دبے قراری جھنجلنا آتی ہے۔ دوسری سے (قرار) تسلی ملتی
ہے۔ یہ ان کے درمیان فرق ہے۔

سوال ۳۱۔ ان کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟

جواب۔ جیسے اندھے کا گورو اندھا ہو اور وہ بھٹکتا
پھرے۔ اسی طرح پریہ کا خواہشمند خواہشوں کے چکر میں
آکر بھٹکتا اور جنم مرتا رہتا ہے۔ جیسے سوجھاکے کا گورو سوجھا کا
ہو وہ سیدھا راستہ اختیار کر کے منزل مراد کو پہنچا دیتا
ہے۔ اُسی طرح شریہ کا خواہشمند چکر سے بچتا ہوا رد و بدل
کے عذاب سے چھوٹ کر مقصد کی جگہ آ جاتا ہے۔

سوال ۳۲۔ اس میں انسان کیا کرے؟

جواب۔ پریہ اور شریہ سب کے حصے میں آتے ہیں
یہ نہیں ہے کہ کسی ایک ہی کو نصیب ہو۔ اب رہا ان کے
قبول اور رد کا سوال؟ اس کی بابت ہر شخص آپ اپنے
لئے فیصلہ کر سکتا ہے۔"

(۲) پُنر جنم کا باعث غفلت ہے

(۶) "جو طفلانہ مزاج کا ہے۔ اس کے لئے موت کا
مضمون صاف نہیں ہے۔ وہ غافل اور بھرا ہوا بن کر
دولت کے فریب میں آ جاتا ہے۔ وہ سوچتا ہے یہی دنیا

ہے ۔ اس کے سوا دوسری نہیں ہے ۔ اور بار بار میرے (موت کے) پنجہ میں پھنستا رہتا ہے "۔

سوال ۳۳ - موت کا مضمون صاف کیوں نہیں ہے یہ تو ہر شخص جانتا ہے ۔ کہ مرنا ہوگا ۔ اور سب کو مرتے ہوئے دیکھتا ہے ؟

جواب - اُسے اس کی سمجھ نہیں ہے ۔ غفلت اور دھوکے میں پھنسا رہتا ہے ۔ اگر ذرا بھی سمجھ ہوتی تو سوچتا کہ سب مرتے دیکھتے چلے جا رہے ہیں ۔ آخر اس موت کے پنجہ سے بچنے کی کوئی تدبیر بھی ہے ۔ یا نہیں ہے !

سوال ۳۴ - غفلت کا باعث اور دھوکے کا سبب کیا ہے ؟

جواب - دنیا کی دولت - عزت اور حکومت ! وہ سوچتا ہے ۔ کہ یہی سب کچھ ہے ۔ یہی اصلی چیز ہے ۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے ۔ جب تک جیو ان کو خوب بھوگو ۔ پھر کیا ہوگا ! کچھ بھی نہیں !

(۳) قابل گوروکی ضرورت

(۷ - ۸ - ۹) - " وہ جو بہتوں کو سُننے سے بھی نہیں ملتا ۔ وہ جسے سنکر بھی بہت لوگ نہیں سمجھ سکتے ۔ اس کا اعلان کرنے والا گورو عجیب وعزیب لے ہے ۔ وہ اس کا قابل حاصل کرنے والا ہے ۔ (اسکا) جاننے والا ارشا گردبھی عجیب وعزیب ہے ۔ وہ قابلیت کے ساتھ سکھایا (سمجھایا)

گیا ہے۔ چھوٹی لیاقت کے آدمی (حقیر گورو) کے سمجھانے سے وہ (تبرہمہ) اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا (چاہے) کتنی طرح سے سوچا جائے۔ جب تک کہ یہ دوسرا (قابل گورو) نہ سمجھائے گا۔ اس سے بچاؤ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ (برہمہ) ناقابل غور لطیف ماپ سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ بزرگ (دیچار اور دلیل) سے یہ نہیں سوچا جاتا۔ جب یہ دوسرا (قابل گورو سمجھاتا ہے۔ تو اے پیارے دوست! وہ آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ یہ بات تجھے نصیب ہے تجھ میں سچا استقلال ہے۔ اے نچکیتا! تیرے لئے ہم کو سوال کرنے والا (شاگرد) ملے!

سوال ۳۵- کیوں؟ کیا کتابوں کے مطالعہ سے انسان اپنی ضرورتوں کو نہیں رفع کرسکتا۔ یہ بھی تو گورو کا کام دے سکتی ہیں!

جواب- کبھی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ قطعی نہیں۔ کتاب میں خیالات کے تمام پہلو نہیں ہو سکتے۔ وہ دلی جذبات محسوسات اور ہر طرح کی تناسبات کہاں سے لائے گی صرف زبان ہی سے تعلیم نہیں ہوتی۔ حرکات سکنات کی بھی ضرورت رہتی ہے۔ روحانی اور دلی اثرات کا فائدہ کتاب یا کتابوں سے کب پہنچیگا! ہاں دلیل بازی سے بے شک آجائے گی۔ یہ انسان کو مغرور اور متعصب بنا دے گی۔ اور سب کیا کرایا خاک میں مل جائے گا برہمہ گیان

کتابی گیان نہیں ہے۔ اس کے لیئے قابل گورو کی سخت ضرورت ہے جس کی زندگی مثالیہ ہو۔ اسی طرح شاگرد میں بھی اسی طرح کی قابلیت اور قبولیت مادہ کے ہونے کی ضرورت ہے۔ جب تک ایسا سنجوگ نہ ملے گا برہم گیان کا حاصل ہونا دشوار ہے۔ زبان عقل اور حواس اور دل تک کی جس میں رسائی نہ ہو۔ وہ لطیف مضمون کتاب کس طرح دلوں کے اندر حلول کر سکیگی۔ اسی طرح ناقابل گورو اور ناقابل شاگرد کی بابت بھی سوچ لو۔ اندھا گورو بہرا چیلا دونو نرک میں ڈھکیلم ڈھکیلا' یہاں روزگاری پیری مریدی کا ذکر نہیں ہے۔

(۴) زبردست تیاگ اور زبردست وچار کی ضرورت

(۱۰ – ۱۱ – ۱۲) نچکیتس نے کہا:۔ "میں سمجھ گیا کہ جسے دولت کہی جاتی ہے۔ وہ محض عارضی شئے ہے کیونکہ سچ مچ جو (دائمی اور) بالمستقل ہے۔ وہ معدوم الاستقلال شئے سے ہاتھ نہیں آسکتی۔ اسی لیئے میں نچکیتس اگنی کو بنا لیا۔ اور گو یہ عارضی ہی سہی! اس سے میں نے استقلال کو حاصل کر لیا۔"

یم نے کہا "خواہش کی تکمیل ہی جگت کی بنیاد ہے۔ قوت ارادی کا علے التواتر سلسلہ ہی بے خوفی کے انتہا تک پہنچانے کا محفوظ (ذریعہ ہے) اُستتی کی جما۔ وسیع وسعت (مشاہدہ کی) بنیاد کی وجہ سے اسے نچکیتس گیانی!

تو نے استقلال کے ساتھ (ان کو) ترک کر دیا جس کا دیکھنا دشوار ہے۔ جو پوشیدہ ہیں مخفی ہے۔ دہر دے کی گپھا میں قائم ہے۔ گہرائی میں رہتا ہے۔ دائمی ہے۔ اوسے لوگ سادھن سے دیوتا سمجھکر آتما کے متعلق سمجھ لیا ہے۔ وہی گیانی سکھ اور دُکھ کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے"۔

سوال ۳۶ - جو کرم کیا جاتا ہے۔ وہ عارضی ہے عارضی کرموں کا پھل بھی عارضی ہونا چاہیئے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ نچکیتس نامی عارضی اگنی کو روشن کر کے کوئی شخص دائمی برہمہ گیان کو حاصل کرے؟

جواب - "تم نے نچکیتس اور یم کے مکالمہ کے اصل الاصول کو یہاں نظر انداز کر دیا۔ عارضی کرم کی مدد سے مستقل نتیجہ کا ہاتھ آنا ہمیشہ دشوار ہے۔ نچکیتس اگنی کے روشن کر لینے سے بھرم کا اندھکار دور ہو گیا دل کی صفائی ہو گئی۔ اُس کا یہی پھل ہے۔ اس عارضی پھل کو پاکر اسی کی روشنی میں آتما کی بابت زبردست وچار کر لیا گیا۔ یہ سمجھ میں آ گیا کہ برہمہ اور آتما کیا ہیں۔ جوہر کی نظر سے دونوں ایک ہیں بلکہ وہ ایک ہی ہیں۔ اس لیئے اس سمجھ کو پاکر اب سمجھنے کو کیا باقی رہا اسی کا نام گیان ہے۔ اور یہ دائمی ہے"۔

سوال ۳۷ - لیکن یہ راز اس مکالمہ کے اندر کہاں ہے جس کا آپ اشارہ کر رہے ہیں؟

جواب۔ آگے چلکر خود بخود اس کی صراحت اور وضاحت ہو جائے گی۔ ابھی سے گھبراتے کیوں ہو!*

(۵) ناقابل بیان آتما کی مطلقیت

(۱۳-۱۴) جب فانی (انسان) نے اسے سُن لیا۔ اور بالکل سمجھ لیا۔ جو بات سچائی (دھرم) سے متعلق تھی۔ اُسے ترک کر دیا۔ اور جو لطیف تے تھی۔ اُسے قبول کرلیا۔ تب وہ خوش ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس سے خوشی مقصود تھی۔ وہ سنے اس نے پالی۔ میں سمجھتا ہوں نچکیتس اگنی دروازہ ہے (جو آتما کے لئے) کھلا ہے۔ وہ دھرم ادھرم دونوں سے جدا ہے۔ جو کیا جا چُکا۔ جو نہیں کیا جا چکا۔ وہ دونوں سے نیارا ہے۔ جو تھا جو نہیں تھا (وہ) دونوں ہی سے جدا ہے۔ تو وہ نے اُسے کیا دیکھا۔ وہ بتا!*

سوال ۳۸۔ آپ نے کہا ہے۔ دھرم یہ (سچائی) سے متعلق تھی۔ اُسے بھی چھوڑ دیا۔ اور وہ دھرم ادھرم دونوں سے جدا ہے۔ یہ خود خدا ہیں۔ پھر بات کیا رہی! یہ نہایت مذبذب گفتگو ہے۔ کیا ہم نے نچکیتس کو یہی سمجھایا اور پھر سوال کیوں کیا؟

جواب۔ تمہارے سمجھ میں یہ بات نہیں آئی ہے۔ اور حقیقت میں وہ مشکل ہے۔ جس کا نچکیتس نے بھی کچھ جواب نہیں دیا تھا۔ وہ خاموش رہا۔ میں اُسے ایک مثال سے سمجھاتا ہوں۔ جیسے کوئی کہے ایشور ہے۔ یہ دھرم یہ ہے

اور ایشور کی اپاسنا کرو۔ یہ دھرم ہے۔ جب تک یہ دو نو سمجھ موجود ہیں۔ تب تک ابھی اصلیت دور ہے اس کا صرف جزوی علم ہوا ہے۔ اور جب کلی علم ہو جائیگا تو جاننے والا اس علم میں مستغرق ہو جائے گا۔ اور وہی ہو جائے گا۔ اسوقت ان دونو کا تیاگ رہے گا۔ اور وہ جدا اپرنیت ہوگا۔ یم کے کہنے کا یہ مطلب تھا۔ اس نے نچکیتس سے سوال کیا کہ آیا کہاں تک اُسے سمجھ ہے۔

[جب نچکیتس اِسے نہ سمجھ سکا تب یم اسکی تشریح کرنے لگا]

(۶) اوم

(۱۵-۱۶-۱۷) (وہ شبد جسے تمام وید گاتے ہیں۔ جسے تمام تپ بتاتے ہیں۔ جس کی خواہش سے انسان برہمچریہ کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ میں اختصار کے ساتھ اس شبد کی صراحت کرتا ہوں۔ وہ **اوم** ہے۔ یہی شبد بیج بیج فی الحقیقت برہم ہے۔ یہی شبد دراصل اعلےٰ ہے۔ اس شبد کے جان لینے سے بیج بیج فی الحقیقت جو خواہشیں انسان کی ہوتی ہیں۔ پوری ہو جاتی ہیں۔ یہ بہترین سہارا ہے۔ یہ بہترین آدھار ہے۔ اس آدھار کے جان لینے سے برہم لوک میں آدمی خوش ہو رہتا ہے"

سوال ۳۹۔ اوم کیا ہے؟

جواب۔ اوم ا۔ ؤ۔ م ہے۔ مہرشٹی اسنتقی برلے ہے۔ ست تپ میں ہے۔ ست برہم تم ہے۔ تین تہ لوکی

ہے۔ وراٹ۔ استریامی اور ہرنیہ گربھ ہے۔ وشو۔ تیجس۔ پراگیہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی کی مہما کا گیت سب گاتے ہیں۔ اسی کے لئے تپ کیا جاتا ہے۔ اسی کے سہارے تمام خواہشیں پوری ہوتی ہیں۔ یہ شبد ہے اور شبد محض ہے۔ لیکن شبد کیسا؟ جو سب کا آدھار اور نر آدھار ہے۔ سنگ رنا ہوا اسنگ ہے۔ بولا جاتا ہوا نہیں بولا جاتا۔ جو لوگ اس آدھار سے واقف ہیں۔ اور اس سے کام لینے کا طریقہ جانتے ہیں۔ وہ برہمہ لوک کے سکھ کو پاتے ہیں +

(۷) نت آتما

(۱۸-۱۹) "گیان وان (آتما) نہ جنمتا ہے نہ مرتا ہے۔ یہ کسی جگہ سے نہیں آیا۔ اور نہ کچھ ہوا ہے۔ اجنما نت۔ اننت۔ سب سے پہلا۔ یہ جسم کے قتل ہونے سے قتل نہیں ہوتا۔ اگر قتل کرنے والا خیال کرے۔ کہ قتل کروں۔ اور اگر قتل ہونے والا خیال کرے کہ قتل ہونگا دونو ہی اُسے نہیں سمجھتے۔ یہ نہ تو کسی کو قتل کرتا ہے۔ نہ قتل ہوتا ہے"۔

سوال ۴۰۔ لیکن آدمی کو قتل کرتے اور قتل ہوتے تو دیکھا جاتا ہے؟

جواب۔ آدمی قتل ہو۔ اسکا جسم قتل ہو۔ آتما تو قتل نہیں ہوتا! نہ وہ کسی سے قتل ہوتا ہے۔ نہ کسی کو قتل کرتا ہے

سوال ۴۱ - لیکن جو لوگ خودکشی کرتے ہیں۔ وہ تو اپنے آپ کو معدوم کر دیتے ہیں۔ پھر یہ آتما دائمی کیسے ہوا؟

جواب - یہ بھی خیال وہم ہے۔ خودکشی کا آتما کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف دل کی ناخوشگوار حالت تبدیل کرنے کی بات ہے۔ جسم مرتا ہے۔ آتما نہیں مرتا۔ ذرا اپنی موت کا خود تو خیال کرو اُس خیال سے پس پشت تم ہمیشہ موجود رہو گے۔ تمام گذشتہ حال اور آئندہ اسی آتما میں پروئے ہوتے ہیں۔ آکاش کی طرح یہ سب کے سنگ رہتا ہوا اسنگ اور اسنگ ہوتا ہوا سنگ ہے۔"

(۸) آتما کا پرکاش ادھیکاری پر

(۲۰) "جو آتما پرانی کے ہردے میں قائم ہے۔ وہ لطیف سے لطیف اور بڑے سے بڑا ہے۔ جب دھاتو (ایشور) کے فضل سے (کوئی) اس آتما کی مہما کو دیکھ لیتا ہے۔ بغیر خواہش کے کرتب کا بن کر اُسے دیکھتا اور دکھ سے چھوٹ جاتا ہے۔"

سوال ۴۲ - جب اس آتما کے دیکھنے کی خواہش نہ رہی۔ تو کوئی اُسے کیا دیکھیگا؟

جواب - آتما کے دیکھنے کی خواہش کو خواہش نہیں کہتے۔ سنسار کے مال عزت کی چاہ کا نام خواہش ہے۔

جو اس خواہش سے آزاد ہوتا ہے۔ اُسے آتما کا درشن ملتا ہے ٭

سوال ۴۳۔ پھر بھی تو خواہش باقی رہی۔ اور خواہش کا ہونا بندھن ہے۔

جواب۔ منخواہشی کی خواہش نہ خواہش ہے۔ نہ خواہش کا بندھن ہے۔ بلکہ سچی بات یہ ہے۔ کہ بے خواہشی کا نام ہی آتما ہے۔ جو مکمل ہے۔ اُس میں خواہش نہیں رہتی۔ اور خواہش کی معدومیت آتما ہونے کی علامت ہے ٭

سوال ۴۴۔ کیا اس قسم کا بیخواہش انسان دنیا میں رہ سکتا ہے؟

جواب۔ یہ دنیا کیا ہے! یہ صرف آتما کے ظہور کا سامان ہے۔ یہ ظہور کیا کرے۔ ہستی اپنا اظہار کئے ہوئے بغیر کب رہ سکتی ہے۔ وہ تو قدرتی چیز ہے۔ وہ اپنا ظہور کیا کرے! وہ بندھن کا باعث نہیں ہے۔ ہاں جب اس اظہار کے خواہش کے دام میں انسان بندھ جاتا ہے۔ اس وقت وہ قید و بند میں آجاتا ہے۔ اور خواہش اُسے دام میں پھنسا لیتی ہے۔ جب اس نے اس بات کو سمجھ لیا۔ کہ اظہار خود بخود فطرت میں ہے۔ تو اس گیان سے پھر اظہار کی خواہش اُسے نہیں ستاتی۔ اور نہ پھنساتی ہے۔ وہ اپنے پرکاش میں آپ پرکاشوان رہتا ہے ٭

سوال ۴۵ - یہاں ایک بات اور ہے۔ ایشور یا دھاتر کا فضل اور اسکا پرشاد (برکت) اجب آتما ایشور کے تابع ہوا۔ تو مطابعت اور تابعداری کا نام ہی تو قید و بند ہے پھر وہ آزاد اور مکت کیسے ہوگا! اور اسکا دُکھ کیسے جائیگا!

جواب - یہ سچ ہے۔ کہ مطابعت اور تابعداری بندھن ہے۔ اس میں شک نہیں ہے۔ لیکن ایشور یا دھاتر کے سمجھنے میں غلطی ہے۔ دھاتر کہتے ہیں دھارن کرنے والے یا آدھار کو۔ ایشور میں دھارن کرنے کی بھی خواہش نہیں ہے۔ وہ صرف سہارا محض ہے۔ اور اسی کے آدھار پر یہ جگت قایم ہوکر ظہور کر رہا ہے۔ وہ اسی کے اظہار کی صورت ہے۔ اس قدر ایشور کی بابت سمجھ لو۔ پھر اپنے ہردے میں جیسے ہوسکے آتما کی طرف غور کرو۔ تم ہو اور تم اپنے شریر کے آدھار ہو۔ تمہاری آنکھ۔ کان ناک اور جسم سب ہی تمہارے آدھار پر ہیں۔ اور یہ سب مل ملاکر تمہارے آتما پنے ہی کا تو اظہار کر رہے ہیں۔ یہ اظہار ہو رہا ہے۔ اس سے تمہارا کس طرح کیا نقصان کیا ہے! وہ ہوا کرے! جیسے ایشور جگت میں اپنا اظہار کر رہا ہے۔ ویسے ہی تم بھی اس محدود جسم میں اپنا اظہار کر رہے ہو۔ جیسے یہ جگت اس کا ہے۔ ویسے ہی یہ جسم بھی تمہارا ہی ہے۔ جسمانی نہ ہو۔ نہ اس کی طرف دھیان دو۔ اور نہ اس کی خواہش کے دام میں پھنسو۔ پھر یہ دُکھدائی نہ ہوا۔ اسقدر محدودیت کی نظر سے اپنے آتما کی حیثیت کے دیکھنے

سے تم وسیع نظر ہو جاؤ گے۔ اور جب وسیع نظری آجائیگی
تو وہ محدودیت اپنے درجہ سے گذر کر غیر محدودیت کیطرف
خود بخود چلی جائے گی۔ اور تم کو یقین ہو جائے گا۔ کہ جو
آتما جگت کے وسیع طبقہ میں اپنا کھیل کر رہا ہے۔ وہی تو
ہے۔ جو ہر جسم اور ہر ذرہ ذرہ میں سمایا ہوا ہے۔ یہ ایشور
یا دھاتر کا فضل اور پرشاد کہلاتا ہے۔ جب یہ حاصل ہو
جائے گا۔ پھر وحدت کے سوا اور کوئی شئے پرتیت نہ ہوگی
اس کا نام آزادی ہے۔ اور جب یہ حاصل ہو گئی۔ تو پھر
دُکھ یا قید و بند کہاں رہا! صرف اس بات کی سمجھ آجانی
چاہیئے۔ کہ آتما ذات محض۔ حقیقت محض۔ مُطلقیت محض اور
ہستی محض ہے۔ ذاتیت میں۔ حقیقت میں۔ مطلقیت میں اور
ہستی میں فرق نہیں رہتا۔ وہ ایک ہے۔ ایک کے سوا وہ
اور کچھ نہیں ہے۔ اور ایک ہمیشہ غیر منقسم اور اکھنڈ اور بغیر
ٹکڑے کا ہے۔ اس خیال کے یقین سے اور پختگی سے جب
اصلیت سمجھ میں آگئی۔ پھر بھرم خود بخود جاتا رہے گا
محدودیت سے گذر کر پہلے غیر محدودیت آئے گی۔ اور
اس کے ذہن نشین ہوتے ہی محدودیت دونوں کافور اور
کالعدم ہو جائیں گے۔ اور آتما ہی آتما باقی رہ جائے گا
اس وقت دکھوں سے قطعی نجات ہو جائے گی۔

(۹) آتما کے متضاد اوصاف

(۲۱-۲-۲۲) بیٹھا ہوا وہ دور پہنچتا ہے۔ لیٹے ہوئے

وہ ہر جگہ جاتا ہے۔ میرے اہد = اہنکار = نسبتی تعلق = یقین کی خوشی کے) سوا کون اس دیو دپرکاش والے) کو جانتا ہے جو خوش ہے۔ اور جو خوش (ہدا) نہیں ہے جو جسموں کے درمیان بغیر جسم کا ہے۔ عارضیوں کے درمیان غیر عارضی (پائدار) ہے۔ بڑا محیط کل آتما! اُسے جان کر پھر گیانی کو دُکھ نہیں ہوتا۔"

سوال ۴۶ - بیٹھا ہوا وہ کیسے دور پہنچتا اور لیٹے ہوئے وہ کیسے سب جگہ جا سکتا ہے؟

جواب - اس کا اندازہ تم کسی قدر اپنے خواب کے واقعات پر غور کرنے سے لگا سکتے ہو۔ تم لیٹے ہوئے کیا کیا نہیں دیکھتے۔ کیا کیا نہیں کرتے۔ کہاں کہاں نہیں پہنچتے۔ بیٹھے ہوئے کیسے دور پہنچ جاتے ہو۔ جب یہ تمہارے آتما کی کیفیت ہے۔ تو پھر سرب آتما۔ جگت آتما اور سروویاپک تتو کی بابت کیسے شک ہوتا ہے"

سوال ۴۷ - یم یہ کیوں کہتا ہے کہ میرے (مد) کے سوا اُس خوش اور ناخوش دیو کو جان سکتا ہے!

جواب - یم (موت) کو اس کا مد (اہنکار) سے اس نے اس آتما کے ساتھ ناتہ۔ نسبت اور تعلق کا رشتہ جوڑ رکھا ہے جیسے فوج کا سپہ سالار اپنے راجہ کا ابھمانی ہو کر مار دھاڑ کرتا ہوا دکھی اور ادھرمی یا ظالم گنہگار اور پاپی نہیں کہلاتا۔ اُسی طرح یہ یم بھی مصلحتاً۔ فطرتاً اور

اصولاً اُسی آتما سے ملا ہوا اپنے فرائض انجام دینا رہتا ہے اور یہ فرائض نہ اس کے لئے دُکھ کے باعث ہوتے ہیں اور نہ وہ ہنسک (دلآزار جسم آزار اور روح آزار) کہلاتا ہے۔ یہ بدر ابھمان۔ ناز اور تعلق اس کی قربت کا باعث ہے۔ اور تم سمجھ سکتے ہو۔ جو قریب رہتا ہے۔ اُسی کو تو گیان ہوتا ہے۔ دوسرے کو یہ گیان کیسے ہونے لگا!

سوال ۴۸۔ آتما کو کیسے اور کیوں کہا گیا ہے۔ کہ وہ خوش ہے۔ اور ناخوش نہیں ہوتا؟

جواب۔ یہ معمولی سی بات ہے۔ تم اپنے محدود آتما کی حالت پر غور کرو۔ اور خود سمجھ جاؤ گے۔ خوشی اظہار کی حالت کا جذبہ ہے۔ اظہار ہونے پر خوشی ہے۔ اور بغیر نہ یہ خوشی ہے نہ ناخوشی ہے۔ کیونکہ اس سے قید و بند کا تعلق نہیں ہے۔

سوال ۴۹۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔

جواب۔ تو۔ اب سمجھو۔ تم میں زور اور طاقت ہے۔ اسے دیکھکر تم خوشی ہوتے ہو۔ لیکن زور ہے۔ تو ہوا کرے۔ وہ انگ سنگ پڑا رہے۔ یہ بے تعلقی ہے۔ اس بے تعلقی کی حالت میں ناخوشی کہاں ہے! یہ جگت بھی ایشور کی ہستی کا اظہار اور اس کی نکلتی ہے۔ اظہار کی حالت میں وہ خوش ہے۔ لیکن بے اظہاری کی کیفیت میں اُسے ناخوشی نہیں ہے۔ اسی ایک بات کے سمجھ لینے سے بہت کچھ سمجھ میں آجاتا ہے۔

سوال ۵۰- عارضی صورتوں کے درمیان پائدار اور جسموں کے درمیان غیر جسم کا کیسے ہے؟

جواب- تمہارا آتما تمہارے جسم کے اندر ہے- اور آنکھ، ناک کان کے درمیان پرویا ہوا ہے۔ جسم اور اعضا سب عارضی اور فانی ہیں۔ لیکن آتما دائمی اور لافانی ہے جسم رکھتے آتما کی نظر سے تم بغیر جسم کے ہو- اسی طرح وہ غیر محدود ایشور یا پرماتما اس برہمانڈ کے جسم کے اندر رہتا ہوا بغیر جسم کا ہے- برہمانڈ میں کے لوک سب بدلتے اور عارضی ہیں- لیکن وہ نہیں بدلتا ہے- اور پائدار ہے۔

سوال ۵۱- یہ مشابہت خوب ہے!

جواب- جیسے تم جسم میں بڑے اور محیط کل ہو ویسے ہی وہ برہمانڈ کے جسم میں محیط کل اور بڑا ہے- ذرا اس جسم کو چھوڑ کر دیکھو- تو وہی ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ میں سمایا ہوا نظر آنے لگیگا- پھر تمہاری ہستی اسی کی ہستی محسوس ہونے لگے گی- تم نہ رہوگے- وہی وہ رہ جائیگا جو دراصل تمہاری ہی ذات ہے- جب گیانی اس قسم کے مشابہتی گیان سے تعلق پیدا کرکے گیان والے ہو جاتے ہیں- تو پھر انہیں دکھوں سے قطعی نجات حاصل ہو جاتی ہے

گیان حاصل کرنے کی لازمی شرائط

(۳-۲۳-۲۴)- "یہ آتما نہ تعلیم سے ملتا ہے- نہ بدھی سے- اور نہ زیادہ پڑھنے سے- وہ صرف اُسے حاصل

ہوتا ہے۔ جسے وہ پسند کر لیتا ہے۔ ایسے شخص پر وہ آپ اپنی شخصیت کا اظہار کرتا ہے۔ جس شخص نے بد چلنی نہیں ترک کی جو باسکون و قرار نہیں ہے۔ جس میں تحمل (شانتی) نہیں ہے۔ جسکا من ٹھہرا ہوا نہیں ہے۔ وہ اُسے بدھی (دیر گیان) سے نہیں جان سکتا۔"

سوال ۵۲۔ کیا وہ پڑھنے پڑھانے۔ جاننے جنانے تعلیم و تربیت سے نہیں جانا جاتا!

جواب۔ نہیں۔ کیونکہ وہ نہ ان کے تابع ہے۔ نہ ان کا محتاج ہے۔ اور نہ ان کا مضمون ہے۔ بدھی اسے اپنے تابع کیسے کریگی۔ بدھی خود اس کے سہارے ہے۔ مطالعہ اور تربیت کے ماتحت وہ نہیں ہے۔ پھر ان کی مدد سے وہ کیسے جانا جاسکتا ہے۔ سایہ نے کب اصل کو جانا۔ دھوپ نے کب نور کو پہچانا!"

سوال ۵۳۔ پھر وہ کیسے ملتا ہے!

جواب۔ جو اس کا منظورِ نظر ہے۔ جسے وہ خود پسند کر لیتا ہے۔ اسی پر اس کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ اُسے اپنا لیتا ہے۔ پتھر بہت ہیں۔ لیکن وہ خاص پتھر ہوتا ہے جس پر سورج کی نظر پڑتی ہے۔ سورج کی نظر پڑتے ہی وہ پتھر لعل۔ زمرد۔ ہیرا وغیرہ بنجاتا ہے۔ چاہے وہ کیسے ہی پردہ یا کھان کے اندر رہے۔ اسے اسطرح سمجھو+

سوال ۵۴۔ اس کی علامت کیا ہے؟

جواب۔ اس میں آتما کے جاننے کی خواہش کے سوا اور کوئی خواہش نہ رہے گی۔ یہ ایسے ادھیکاری کی پہچان ہے۔ باقی اور لوگ عزت۔ دولت۔ ثروت حکومت۔ علمیت وغیرہ کے خواہشمند رہتے ہیں۔ انہیں یہ آتما کیسے ملنے لگا! ؟

سوال ۵۵۔ پھر یہ شرط کیوں لگائی جاتی ہے۔ کہ آدمی بد چلنی کو ترک کرے! جب آتما پسند کر لیگا۔ وہ وہ گیانی ہو جاے گا!

جواب۔ بد چلنی بری چال ہے۔ بری چال غلط راہ ہے۔ غلط راہ کی پیروی نفسانیت جسمانیت اور حیوانیت ہے۔ یہ تمام باتیں روحانیت۔ حقانیت اور یزدانیت کی مخالف ہیں۔ اس نے ادھکاری کو ایسی ہدایت کی جاتی ہے۔ تاکہ آتم بھاو کو جلد جذب کر لے۔

سوال ۵۶۔ مانا آدمی نے بد چلنی ترک کر دی۔ لیکن چت کی ایکاگرتا۔ من کی شانتی اور طبیعت کے سکون کی شرط کیوں لگائی جاتی ہے؟

جواب۔ جو پانی ہوا کے جھکولوں سے متحرک رہتا ہے اس پر جھیل کے کنارہ کے درختوں کا عکس نہیں پڑتا اس لئے جس کا من اشانت ہے۔ وہ اُسے نہ بجھ سکیگا۔

سوال ۵۷۔ آدمی چنچل ہے۔ لیکن اس میں پر گیا دہر۔ پہلے اور گیہ ۔ جاننا) بدھی ہے۔ ایسے عقلا۔ علما

اور حکما بہت نظر آتے ہیں۔ جو عالم متبحر ہیں۔ ان کو بھول نہ اس آتما کا گیان ہوگا!

جواب۔ یہ پرگیا کے غلام ہیں۔ عقل پرست ہیں۔ حق پرست نہیں ہیں۔ جو جسے چاہتا ہے۔ اسی کو وہ چیز ملتی ہے۔ دوسرے کو نہیں۔ انہوں نے بدھی کو سب کچھ یقین کر رکھا ہے۔ اور بدھی تفرقہ انداز ہوتی ہے آتما وحدت ہے۔ تفرقات کی تمیز اور وحدت کے گیان میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اس لئے عقل والے لاکھ عقلمند ہیں۔ آتم درشی کبھی نہیں ہو سکتے۔ اور نہ کبھی ہونگے۔

(۱۰) آتما نہ قابلِ فہم ہے

(۲۵) جس کے براہمن اور کشتری دونو ہی غذا ہیں اور جو موت تک کو چٹنی کر جاتا ہے۔ اس کے جاننے کے قابل کون ہے!

سوال ۵۸۔ کیا وہ براہمن اور کشتری دونو کو کھا جاتا ہے!

جواب۔ اظہار کی حالت میں یہ بیوہار کرتے ہیں غیر اظہار کی حالت میں وہ اسی میں سماتے۔ جذب ہوتے اور لئے ہو رہتے ہیں۔ یہ غذا سے مراد ہے۔ اظہار اپنے مظہر میں اور مناظر اپنے منظر میں سما جاتے ہیں۔ نظارہ یا اظہار تو صرف ظہور کے سامان ہیں۔ وہ کیا اسے جان سکتے ہیں۔

سوال ۵۹ - کیا موت بھی اِس میں جذب ہو جاتی ہے؟
جواب - اس کے سوا ر ۵ ہے کس میں!
سوال ۶۰ - اس سے پہلے یَم (موت) نے یہ دعوے کیا تھا - کہ میرے (مدگے) سوا اُسے کوئی نہیں جانتا - اور یہاں ناقابلیت تسلیم کرتا ہے - اس میں کیا بھید ہے!
جواب - وہاں مدینی ابھمان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے - جو اس سے وحدت کا رشتہ جوڑ کر اس کا ابھمانی ہو رہتا ہے - اُسی کو گیان ملتا ہے - اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر گیان امر محال ہے۔

تیسری وَلّی

(۱) غیر محدود - اور محدود

(۱) "دو ہیں - جو شبھ کرموں کے لوک میں رت پیتے ہیں - دونو (ہردے کی) گپھا میں داخل ہیں - اور اونچے بالائی طبقے میں ہیں - برہمہ گیانی انہیں دھوپ چھاؤں کہتے ہیں - اور گرہستی بھی جو پانچ قسم کی یگیہ اگنی کو قائم رکھتے ہیں - اور وہ لوک بھی جنہوں نے تین قسم ناچکیتس کی اگنی کو روشن کر لیا ہے!!

سوال ۶۱- یہ دو کون ہیں؟
جواب- جیو آتما (محدود) اور پرماتما (غیر محدود)
سوال ۶۲- رِت پینے سے کیا مراد ہے؟*
جواب- رت- سنسکرت لفظ رم (عیش کرنے یا کھیلنے) سے بنا ہے۔ رت کہتے ہیں محویت کو۔ یہ رت پینے سے غرض ہے۔
سوال ۶۳- تین قسم کے آدمی بیان کئے گئے ہیں۔ جو آتما اور پرماتما کو دھوپ چھاہنہ خواہ اصل اور نقل۔ خواہ نور اور عکس کہتے ہیں۔ ان سے کیا مراد ہے؟
جواب- گیانی وہ ہیں۔ جو وحدت الوجود کے قایل ہوکر اصلیت سے اپنے آپ کو جدا نہیں سمجھتے (حقیقت پسند موحد ادویت وادی)۔
یگیہ کرنے والے گرہستی وہ ہیں۔ جو مذہبی فرائض کو انجام دیتے ہیں۔ اور آتما پرماتما کے درمیان فرق مانتے ہیں۔ (مشرک- دویت وادی)۔
نچکیت یگیہ کے پورا کرنے والے گرہستی یا ورکنت جن کے دل کی صفائی اس اندرونی شغل کی وجہ سے ہوگئی ہے دلی امراض کا علاج ہو گیا۔ اور وحدت اور کثرت دونو ہی کی سمجھ رکھتے ہیں۔ دوتیا دویت وادی۔ مشرک الموحد اہل طریقت) یہ تین قسم کے سمجھ دار آدمی ہیں۔ اور ان تینوں کی یہی راے ہے۔ کہ پرماتما اصلیت کا نور ہے۔ اور آتما

* آتما و پرماتما دونوں ہی اپنے اپنے شبھ کرموں میں محو رہتے ہیں۔

دجیو) اس کا عکس ہے +

سوال ۶۴- واہ وا! کیا اچھی بات ہے! ایسا کبھی کسی ٹیکا کارنے نہیں بیان کیا ہے! یہ باتِ خوف صاف ہو گئی +

جواب- یہ بہت صراحت طلب تھی- اِدھر آج تک (شنکر آچاریہ جی کے زمانہ سے لے کر) کسی نے بھی نہیں سمجھائے کیونکہ عمل سے خالی تھے +

(۲) نچکیتس اگنی مددگار کی صورت میں

(۲) (پیرار تھنا) "ہم اس نا چکیت اگنی پر قادر ہوں- جو یگیہ کرنے والوں کے لئے پل ہے ، اس لافانی پر برہم کے گیان پر قادر ہوں) جو (سنسار سے) پار جانے والوں کے لئے (بیخوف) محفوظ کنارہ ہے!"

سوال ۶۵- "اس وقت اس دعا کے مانگنے کی کیوں ضرورت لاحق ہوئی؟"

جواب- اس لئے کہ یہ درمیان پل ہے، جو ورے سے پرے لے جاتا اور برہم گیان پر دسترس عطا کرتا ہے یہ کثرت اور وحدت کے بیچ میں درمیانی کڑی ہے- یہ اہل سلوک کا مسلک ہے- بغیر اس باطنی یگیہ کے پورا کئے ہوئے برہم تک رسائی محال ہے ** +

** جن کو اس کے عمل اور باطنی یگیہ کا شوق ہو- وہ مجھ سے بہ شوق مقام رادھا سوامی دھام میں آکر مل سکتے ہیں، میں یہ راز سینہ بتا دونگا + [شیوبرت لال]

(۳) رتھ کی مثال

(۳-۴-۵-۶) "یہ تو جان لے کہ آتما رتھ پر سوار ہے۔ یہ جسم رتھ ہے۔ تو یہ جان لے کہ بدھی کوچوان ہے اور من لگام ہے ——— اندریہ کو وہ گھوڑے کہتے ہیں۔ بھوگ وِشے کے سامان (ہٹرک ہیں) جن پر وہ چلتے ہیں۔ اندریہ اور من سے ملے ہوئے آتما کو گیانی بھوگتا کہتے ہیں ——— جس میں سمجھ نہیں ہے۔ جس کا من لگاتار قابو میں نہیں ہے۔ اس کی اندریاں ضبط میں نہیں رہتیں۔ رتھ کے شوخ (بدذات) زبردست گھوڑوں کی طرح (بے لگام ہیں) ——— جس میں سمجھ ہے۔ جس کا من لگاتار زبردست قابو میں ہے۔ رتھ بان کے اچھے گھوڑوں کی طرح اس کی اندریاں قابو میں رہتی ہیں۔"

(۴) رتھ کو قابو میں رکھنے سے بھوساگر سے پار

(۷-۸-۹) ۔ "لیکن جس کو سمجھ نہیں ہے۔ جو بے من کا (غافل) ہے۔ اور ہمیشہ ناپاک رہتا ہے۔ منزل مراد کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ جنم مرن (کے چکر) میں پڑا رہتا ہے لیکن جس کو سمجھ اور من والا (چست) ہے۔ اور ہمیشہ پاک رہتا ہے۔ وہ منزلِ (مراد) کو پہنچتا ہے۔ اور پھر اُس سے نہیں جنمتا۔ لیکن وہ جسے رتھ چلانے والے کی سمجھ (حاضر) ہے۔ جو اپنے من کو لگام میں رکھتا ہے۔ وہ اپنے سفر کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی وِشنو کا آخری مقام ہے۔"

(۵) پرماتما تک رسائی کے مدارج

(۱۰ - ۱۱) اندریوں سے اونچے اندری بھوگ ہیں۔ اندری بھوگ سے اونچا من ہے۔ من سے اونچی بدھی ہے بدھی سے اونچا مہا آتما ہے۔ مہا آتما سے اونچی اویکت ہے اویکت سے اونچا پرش ہے۔ پرش سے اونچا کوئی بھی نہیں ہے۔ یہی منزل (معراج) ہے۔ یہی اونچا انسٹ ہے۔

سوال ۶۶ - رتھ کی تمثال نہایت خوبصورت ہے۔ اس میں شک نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا آتما ہی بھوگتا ہے؟

جواب - تم سن چکے ہو۔ یم نے نچکیتا کو کہا کہ ہردے گپھا میں رہنے والے دو لوآتما اور پرماتما شبھ کرموں کے لوک میں رت پیتے ہیں۔ یہ رت بھوگ ہی تو ہے۔ بھوگ نہیں تو کیا ہے! (تیسری ولی پہلا منتر)

سوال ۶۷ - لیکن اب تک تو یہی سنتے آرہے تھے کہ آتما نرلیپ ہے۔ کرتا بھوگتا نہیں ہے۔ اب یہ نئی بات ہوئی؟

جواب - وہ بھی صحیح ہے۔ نقطہ نظر کا پھیر ہے۔ اس طرح کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ جسم اور جسمانی تعلقات سے بلا جلارہ کر بھی اس سے انگ اور بنے تعلق رہتا ہے۔ من بدھی سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ ان میں سے کسی کا محتاج یا کسی کے ماتحت نہیں ہے۔ ان سے

باتعلق رہ کر وہ بھوگتا پرتیت ہوتا ہے۔ اور بے تعلقی کی نظر سے اس کے برعکس نظر آتا ہے۔ محدودیت کی حالت میں اس تعلق پر نظر رکھنے سے اس کی حالت اور طرح کی ہے۔ لیکن غیر محدودیت کی کیفیت میں وہ بالکل آزاد۔ نرلیپ اور بے تعلق پرتیت ہوتا ہے۔ یہ کہنے سے مراد ہے ٭

سوال ۶۸۔ "آتما اور پرماتما دونو رتھ والے ہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ جس طرح آتما کو من بدھی کے قابو میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ کیا اسی طرح پرماتما کو بھی ان کے بس میں رکھنے کی ضرورت ہے؟"

جواب۔ یہ ضرورت صرف آتما اور محدود آتما کے لئے ہے۔ پرماتما کے لئے نہیں ہے۔ اور سبب ظاہر ہے۔ وہ غیر محدود اور مکمل ہے۔ غیر محدود اور مکمل میں کمی کا نقص نہیں رہتا ورنہ کبھی وہ مکمل نہ کہا جائے گا۔ تمال (یا پورنتا) کا وصف یہ ہے۔ کہ اس میں کثرت۔ قلت احتیاج اور ضرورت کا سوال ہی نہ اٹھے۔ یہ سوال ہمیشہ محدود میں ہوا کرتا ہے۔ محدودیت کے معنی ہی کمی بیشی کے ہیں۔ پرماتما میں سے نہ کچھ گھٹ سکتا ہے۔ نہ بڑھایا جا سکتا ہے۔ محدود شخصی آتما میں اس کی احتیاج رہتی۔ سبب وہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں غریب ہوں۔ کمزور ہوں۔ اور اس لئے اُسی میں یہ نقص رہتے ہیں ٭

سوال ۶۹- اس مرض کا علاج کیا ہے؟

جواب- نچکیتس اگنی کے بگیہ کی عملی تدبیر! اس کی حرارت کی وجہ سے اس میں پھیلاؤ ہو جاتا ہے۔ وسیع خیالی۔ وسیع دلی اور وسیع نظری آجاتی ہے۔ تب اس مرض کا خود بخود علاج ہو جاتا ہے۔ یہ آگ استھان بھید کی نظر سے تین قسم کی ہے۔ تینوں ہی کو روشن کرنا پڑتا ہے۔ تب کام چلتا ہے۔ جیسا کہ تم کو اس سے پہلے سمجھا چکا ہوں*

سوال ۷۰- اگر یہ نچکیتس اگنی نہ روشن کی جائے۔ تو کیا ہرج ہوگا!

جواب- (۱) کمی کا نقص بنا رہے گا (۲) کمی کے رفع کرنے کی ہر وقت پڑی رہیگی۔ اور (۳) کمی کے رفع کرنے کی تدابیر میں مختلف قسم کی کیفیتوں میں سے بدل بدل کر گذرنا ہوگا۔ استقلال اور شانتی نہ آئے گی (۴) جنم مرن جو خواہشات کی تکمیل کے سلسلہ کی تبدیلیاں ہیں۔ ان سے چھٹکارا نہ ملے گا۔ (۵) اسی کا نام سنسار ہے۔ سنسار نہ چھوٹیگا۔ (۶) سنسار میں دُکھ اور افسوس ہوتے ہیں۔ وہ جوں کے توں بنے رہینگے۔ (۷) اور انسان اگیانی رہیگا۔ جو سب سے زبردست نقص اور جو تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ (۸) وشنو کا آخری مقام جو منزلِ مقصود ہے۔ نہ حاصل ہوگا*

سوال ۷۱- یہ وشنو کیا وہی ہے۔ جو ویشنوؤں کا

اِشٹ ہے؟

جواب - وِشنو پرماتما کا نام ہے، جو وِشو (جگت) میں داخل ہو وہ وِشنو ہے۔

سوال ۲۷ - تین قسم کی چکیتس اگنی کی طرحت کیا ہے؟

جواب - یہ پہلے کہ دیا گیا - کہ استھان بھید کی وجہ سے یہ چکیتس اگنی تین قسم کی ہوتی ہے - اور وہ سرو یعنی مُنڈ میں روشن کی جاتی ہے - اس اگنی کا یگیہ سر میں اور سر کے اندر ہوتا ہے - اس مُنڈک یگیہ کی صراحت کے لئے تم کو منڈک اُپنشد کسی باخبر آدمی اور قابل گورو سے پڑھنے سننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے - مُنڈ کہتے ہیں سر کو - گ کہتے ہیں برہمہ کو - جاکر سنسکرت کے لغت دیکھو - گ کا ارتھ برہمہ ہے یا نہیں! اس لئے چکیتس اگنی برہمہ اگنی ہے - جو سر کے اندر روشن کی جاتی ہے - اور وہاں ہی متشک (دماغ) میں اس کا یگیہ کیا جاتا ہے - یہ اوم اگنی ہے جو آ - اُ - م تین قسم کی ہے - اور اسکا نام وراٹ اگنی (خارجی یا باہری عالم کثرت کی نظر سے) ہے - دوسرا نام انتریامی یا آدیاکرتیہ (باطنی یا اندرونی نظر سے) ہے تیسرا نام ہرنیہ گربھ اگنی (ظاہری اور باطنی دونو عالم کو چھوڑ کر دونوں سے پرے دونو کی چوٹی کے عالم کی نظر سے) ہے بغیر اس تثلیثی آگ کے روشن کئے ہوئے دل کی صفائی محال اور دشوار ہے - دلی امراض کی چکتسا (چکیتس یا معالجہ)

مشکل ہے۔ یہ نیں قسم کی اگنی ہے۔ اور اس کے روشن کرنے کے لیئے خاص تعداد کی اینٹوں کی مدد سے ہون کنڈ بنانے کی ضرورت ہے۔ تب اس کی روشنی کا انتظام ہوتا ہے۔ یہ راز باطن رہسیہ اور اپنشد ہے۔ جواب تک صرف سینہ بہ سینہ آیا ہے۔ کتابوں میں صرف اشارہ محض ہے

سوال ۴۳۔ یہ میرے لیئے کانوں کے لیے بالکل نیا مضمون ہے۔

جواب۔ نیا تو ہونا ہی چاہیئے۔ یہ علم سینہ ہے جب تک گورو خود کرکے نہ دکھائے۔ اور نہ بتائے۔ اور شاگرد کو اس پر عبور نہ ملے۔ تب تک کوئی اُسے سمجھ کیسے سکتا ہے!

سوال ۴۴۔ عام طور پر ٹیکا کار تو اُسے باہری خارجی اور رسمی یگیہ سمجھا کر چھوڑ گئے۔ اسپر روشنی نہیں ڈالی!

جواب۔ وہ عامل نہیں تھے۔ صرف پنڈت اور عالم تھے۔ انہیں یگم سے تعلیم نہ ملی تھی۔ جو تمام نقائص کے دور اور خارج کرنے کرانے کی شخصیت اور قابل گورو کی حیثیت ہے۔ یہ ظاہری باطنی اور بالائی نظر سے معالجہ (چکتسا) کرنے کرانے پر قادر نہیں ہوئے اس لئے اسپر تعجب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کو تو ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا۔ نہ وہ یگم کو سمجھتے تھے۔ نہ چکتسا کو۔ نہ ان کی ان سے صراحت ہو سکی۔ نہ اُسے واضح کرسکے

مکھی پر مکھی مار کر چلتے بنے۔ میں اسکا عامل ہوں۔ اس لئے مجھے واقفیت ہے۔ وہ تو منڈک کا ترجمہ سر پر چھُرا پھیرنا بتا کر چل کھڑے ہوئے۔ اب تک بھی تو کسی کو اس کی صراحت کی احتیاج محسوس نہیں ہوئی۔ پھر کیا کیا جاتا! یہ ادھکار کی بات ہے۔

سوال ۷۵۔ منڈک یعنی سر میں برہمہ اگنی دھارن کا راز سمجھائیے!

جواب۔ اس کے لئے تم کو منڈک اپنشد کی تفسیر کا انتظار کرنا پڑیگا۔ یہ جواب میں نے اس وقت کے لئے ملتوی کر رکھا ہے۔ لیکن بھائی یہ کرتب کی ودیا ہے۔ کہنے سننے کا مضمون نہیں ہے۔ جب کوئی مرنے کے لئے تیار ہو۔ ہم سے نچکیتس (چکتسا۔ علاج) کر لینے کا خواہشمند ہو۔ تب اسے پوچھے۔ میں ہون کی اگنی کنڈ نچکیتس آگ اور اس کے روشن کرنے کی تدبیر سمجھانے اور بتانے کو تیار ہوں۔ لیکن پہلے کوئی ادھکاری تو ہاتھ آئے۔

سوال ۷۶۔ کیا یہ کوئی یوگ کا مضمون ہے؟

جواب۔ اور تم نے رتھ کی مثال سے سمجھا کیا ہے؟ جب تک خاص یوگ کا اہتمام نہ ہوگا جسم۔ من اور بدھی قابو میں کیسے آئیں گے۔ یہ خالی دلیل بازی۔ تزک اور بحث مباحثہ سے تو ممکن نہیں ہے۔

سوال ۷۷۔ میں سمجھ گیا۔ اسی وجہ سے یم نے پرارتھنا کی ہے۔ کہ ہم نچکیتس اگنی پر قادر ہوں۔ جو برہمہ تک رسائی حاصل کرنے کا پل ہے ؛

سوال ۷۸۔ یمؔ کے اِن تین برَ کے اندر بھی کوئی نہ کوئی راز ہوگا!

جواب۔ راز تو ہے۔ لیکن راز جاننے کا کوئی خواہشمند بھی تو ہو۔ لوگ تو اُپنشد کو قصہ کہانی کی طرح پڑھتے ہیں سُنو۔ ادھکاری کی پہلی علامت شُبھ اچھیا (نیک خیالی) ہے جو بیوہار میں حُسنِ اخلاق کی دلیل ہے۔ نچکیتا نے اسی وجہ سے باپ سے سوال کیا۔ اور یم سے اس کے خوش ہونے کی درخواست کی۔ دوسرا ادھکاریت کے حاصل کرنے کی نسبت ہے۔ تاکہ پھر کوئی روگ یا جسمانی نقص نہ رہنے پائے۔ اور دُکھوں کا خاتمہ ہو جائے۔ تیسرا بر موت کے پیچھے کی حالت کے علم کی بابت ہے۔ جو گیان سے متعلق ہے۔ یہ اسوقت ممکن ہے۔ کہ دنیا کی کوئی آلائش یا کوئی نقص باقی نہ رہے۔ یہ راز ہے۔ اور جسے یمؔ نچکیتس کو سمجھا رہا ہے ؛

(۶) محیط کل آتما کا لطیف مشاہدہ

(۱۲) "گو تمام اشیا میں چھپا ہوا ہے۔ یہ آتما پرگٹ نہیں ہوتا۔ لیکن وہ لطیف گیانیوں سے مشاہدہ (دیکھنے میں) آتا ہے۔ جو افضل اور لطیف بُدھی رکھتے ہیں"

سوال ۷۹۔ یہ تو ذہن نشین ہوگیا۔ کہ وہ سب کے پس پشت ہے۔ لیکن دکھائی کیوں نہیں دیتا؟

جواب۔ لطیف شے پر کثیف نظر نہیں پڑتی۔ یہ غیر ممکن ہے۔ لطیف اوزار ہی سے لطیف چیز کی گرفت ممکن ہے اس کو ہم نے (۱۰۔۱۱ منتر میں) سمجھا دیا ہے:۔ اندریوں سے اونچی اندریہ بھوگ ہیں۔ اندری بھوگ سے من اونچا ہے۔ من سے اونچی بدھی ہے۔ جو معمولی عقل ہے۔ اور معمولی عقل سے بڑی مہا آتما ہے۔ جو عقل کبیر ہے۔ اور یہ غیر معمولی ہے۔ اس عقل سے زیادہ لطیف اویکت (غیر ظاہر شدہ پرکرتی) ہے۔ جس کو کوئی نہیں دیکھتا۔ یہ نہایت لطیف شے ہے۔ اور اس سے بھی اونچا پرش ہے۔ جو آتما ہے۔ پرش سے اونچا کوئی بھی نہیں ہے۔ اب تم غور کرو جس شخص میں پرشتو۔ یا۔ آتمتو ہوگا۔ جو پرش یا آتما کے اوصاف سے موصوف ہوگا۔ وہی تو اُسے دیکھ سکیگا! دوسرا کوئی کیسے دیکھ سکتا ہے؟ گیانی میں آتم درشٹی اور پرش درشٹی ہوتی ہے۔ اس لیئے وہ اس لطیف۔ باریک اور افضل نظر کو پاکر اس کا مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ باقی سب کے سب اس نظارہ سے محروم رہتے ہیں۔ یہ تمہارے سوال کا جواب ہے ÷

سوال ۸۰۔ یہ آپ کیا کہتے ہیں۔ کہ اویکت پرکرتی نظر نہیں آتی۔ آخر یہ مادی عالم جو ہم دیکھتے ہیں۔ کیا یہ

پرکرتی نہیں ہے؟"

جواب - نہیں۔ یہ صرف اس کی خارجی دھاردں کے ظہور کا سامان ہے۔ وہ اس قدر لطیف ہے کہ خارج بین۔ خارجی علم کے شایق تک لاکھ کوشش کرنے پر اب تک اُسے نہیں دیکھ سکے۔ یہ مادی جگت پرکرتی نہیں ہے۔ اسی طرح ہنے کے لیئے تم کہ سکتے ہو۔ کہ یہ تمام متحرک چیتن متعدد صورتوں میں ہمارے نظر کے سامنے ہے۔ یہی رُوح اور چیتن ہے۔ لیکن یہ وہ نہیں ہے۔ دونو ہی نگاہوں سے چھپے ہوئے ہیں۔ نہ خارج پسند مادہ پرستوں کو پرکرتی کا اصلی اور صحیح علم ہے۔ اور نہ باطن پسند روح پرستوں کو آتما کا گیان ہے۔ یہ نرے باتونی نگاودی۔ اور دلیل باز ہیں۔ دو ایک کتابوں کو پڑھ لیا اور گیانی بن بیٹھے۔ ان کے لیئے وِدّی ہزاروں کوس کے فاصلہ پر ہے۔ ان میں سے اکثروں میں تو تعصب اور مذہبی تنگدلی کا نقص تک دُور نہیں ہوا۔ جو زِدھانیت کی پہلی سیڑھی ہے۔ جو جگیتس کے معاملہ ہی میں نے شبھ اچھیا کا پہلا پر بنایا گیا ہے۔ ان مذہب وسودائیوں کے ہاتھ گیان کھوڑا ہی آتا ہے۔ یہ اپنے تعصب کے رنگ سے رنگے ہوئے اپنے کو اچھا اور دوسروں کو بُرا اور حقیر سمجھتے ہوئے غفلت کے نشہ میں چُور ہیں۔ جب تک سورج کی کرنیں اس کی صُورت سے سمٹ کر اپنی اصلی اصلیت

اور حقیقی حقیقت کا نظارہ نہ دکھائیں۔ تب تک ان کا کہنا سننا سب بے سود اور بے بہبود اور بڑ بڑاہٹ ہے
یہ مشاہدہ صرف گیانیوں ہی کے لئے مخصوص ہے۔

(۷) یوگ کا طریقہ۔ ضبط کا اصول

(۱۳) سمجھ دار آدمی اپنی بانی اور من کو ضبط میں کرے
(پچھلے دمن) کو وہ گیان آتما میں ضبط کرے (روکے) اور
سمجھ بوجھ کو مہان آتما (بدھی) میں روکے (یا ضبط کرے)
اور اس مہان آتما (بدھی) کو شانت آتما۔ (ساکن اور
غیر متحرک آتما) میں ضبط کرے (روکے)۔

سوال ۸۰۔ یہ تو صاف یوگ کی تعلیم ہے؟

جواب۔ اس میں شک ہی کیا ہے!

سوال ۸۱۔ اس ضبط یا روک تھام سے کیا مقصود ہے؟

جواب۔ چشمہ یا سوت کا پانی بہہ رہا ہے۔ جب تک
وہ جاری ہے۔ خواہ مخواہ دھار پر نظر رہے گی۔ مرکزی شے
آدھار۔ یا سہارے کا خیال تک نہ پیدا ہو گا۔ اور یہ دھار
روانی یا تموج بعد میں کا باعث ہو گی۔ جو حد درجہ کا نقص
ہے۔ اس روک تھام سے نظر خود بخود مرکز یا دھار کی
جانب مائل ہو گی۔ تب اس کا مشاہدہ ممکن ہو گا۔ اس کے
بغیر اس کا امکان محال ہے۔

(۸) صدا سے نجات

(۱۴-۱۵) "اُٹھو۔ جاگو۔ بڑے گوروؤں کے پاس

جاؤ۔ اور سمجھو۔ اُسترے کے تیز دھار پر چلنا مشکل ہے۔ عقلمند (گیانی) اس طرح اس راہ کو دشوار گذار بتاتے ہیں جو بغیر شبد۔ بغیر سپرش۔ بغیر روپ۔ بغیر گھٹاؤ۔ اور بغیر ذائقہ کے ہے۔ دائمی ہے۔ بغیر گندھ کے ہے۔ اناوی اور اننت ہے۔ اوپر سے اونچا۔ اٹل ہے۔ جس نے برہم کو ایسا سمجھ لیا ہے۔ وہ موت کے منہ سے چھوٹ جاتا ہے۔"

سوال ۸۲۔ کیا بغیر گوروؤں کے پاس گئے ہوئے گیان نہیں ملتا؟

جواب۔ ہاں۔ نہیں ملتا۔ یہ پہلے سمجھا دیا گیا۔

سوال ۸۳۔ اصل عبارت میں گورو کا لفظ یہاں اس موقع پر نہیں آیا۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے:

"اُتشٹھت جاگرت پراپیہ وران بنودھت" یعنی اُٹھو۔ جاگو۔ پراپت ہو بروں کو" وروں کا لفظ مستعمل ہوا ہے۔ جو ور یا برے مراد ہے۔ گوروؤں کا لفظ نہیں آیا ہے۔

جواب۔ ور سنسکرت میں مقصد کو بھی کہتے ہیں اور سریشٹ (افضل) کو بھی کہتے ہیں۔ دونو طرح سے گورو مراد ہے۔ وہی مقصد بھی ہے۔ وہی افضل بھی ہے۔

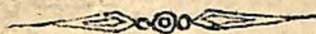
سوال ۸۴۔ گورو کیسے مقصد کہا جائیگا! مقصد تو برہم ہے؟

جواب۔ "جو برہمہ کو جان گیا جس کی عملی زندگی برہمہ کی زندگی ہے۔ وہ آپ برہمہ ہے۔ اس کی صحبت ہی سے برہمہ کی پراپتی ہوگی۔ اور خربُزہ خربُزہ کو دیکھ کر رنگ پکڑیگا۔

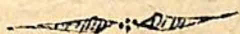
(۹)۔ یم اور نچکیتس کی داستان سے فائدہ

(۱۷-۱۸) نچکیتس کا اُپاکھیان (داستان) اور یم کی تعلیم قدیم ہے۔ اس کے کہنے سننے سے گیانی کو برہمہ لوک میں مہما (عظمت) ملے گی۔ جو اس پوشیدہ راز کو برہمہ کی سبھا میں سنائے۔ یا پاک ہو کر شرادھ (موت کے رسم) کے وقت سنتا ہے۔ وہ اننت پھل پانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

ختم ہوا پہلا اُدھیائے
کٹھ اُپنشد
کا



نوٹ:۔ آخری منتر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کٹھ اُپنشد یہیں تین دیتیہیں ختم ہو جاتی ہے۔ گمان ہوتا ہے۔ کہ اس کا دوسرا ادھیائے بعد کو اضافہ کیا گیا ہے۔ نتیجہ یہی نکلتا ہے۔



کٹھ اُپنشد

دوسرا اُدھیائے

چوتھی وَلّی

(۱) باہری اندریوں سے آتما کا مشاہدہ غیر مُمکن

(۱-۲) [یم نے کہا] "سوئمبھو (آپ ہو جانے والے خدا) نے اندریوں کے سوراخ کو باہر کی طرف چھیدا ہے۔ اس لیئے ہر شخص باہر کی طرف دیکھتا ہے۔ اور انتر آتما (اپنے اندر) کی طرف نہیں دیکھتا۔ گیانی نے آنکھوں کو بند کر کے امرت کی خواہش سے آتما کو دُو بدُو (پیچھے) دیکھ لیا۔ طفلانہ مزاج والے (اگیانی)

باہری خوشیوں کی طرف جاتے ہیں۔ وہ موت کے ہر جگہ پھیلے ہوئے جال میں پھنستے ہیں۔ اسلئے گیانی امرت کا گیان رکھتے ہوئے عارضی چیزوں میں پائدار شے کی تلاش نہیں کرتے،،

سوال ۱۔ برہمہ کا نام سوئمبھو کیوں ہوا؟

جواب۔ سویم (آپ) بھو (ہونے والا) ہے۔ وہ آپ ہوا۔ اور کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے اس کا نام سوئمبھو (خدا) رکھا گیا۔

سوال ۲۔ اندریوں کے سوراخوں کو باہر کی طرف چھیدنے سے کیا ہوا؟

جواب۔ آنکھ۔ ناک۔ کان سب کے سوراخ باہر کی جانب ہیں۔ ان کی دھار باہر کی طرف (بہر مکھی) ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ باہر مکھی جیو باہر ہی کی چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ انتر کی طرف نہیں دیکھتے۔ ان کی نظر باہر دھاروں کی جانب ہے۔ اصلیت سے جو اندر ہے۔ غافل رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بہر مکھ ہونے کی وجہ سے وہ انتر مکھ نہیں ہوتے۔ اور اصلیت کے علم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ان کے برعکس گیانی انتر مکھ ہو کر اصلیت کو روبرو دیکھتا ہے۔ اور امر ہو جاتا ہے۔

سوال ۳۔ جو اندر ہے۔ وہی تو باہر آیا ہوا ہے۔

گھڑے کے اندر کا پانی باہر کی جانب جا رہی ہے۔ اس سے نقصان کیا ہوتا ہے؟

جواب۔ باہر صرف دھار ہی دھار ہے۔ جیسے برف کے اوپر بھاپ رہتی ہے۔ اس بھاپ کے چکر میں پڑنے سے برف دکھائی نہیں دیتی۔ بھاپ کے ذرات ہی اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور یہ بھرم اگیان کے باعث ہوتے ہیں۔ جو بہت بڑا نقص ہے۔

سوال ۴۔ انتر مکھی ہونے سے کیا فائدہ ہوگا!

جواب۔ اصلیت کا علم۔ حقیقت کی شناسائی۔

(۲) جاگرت سپن اور اندریوں میں آتما

(۳-۴) وہ جس سے انسان روپ۔ رس۔ گندھ سپرش اور شبد کا علم رکھتا ہے۔ اور جس سے اُسے یہ بھی معلوم ہے۔ کہ ان سب کے پیچھے کون ہے۔ (باقی رہ جاتا ہے) یہ وہی (برہم) ہے۔ جس (کی مدد) سے سوپن اور جاگرت کا علم ہوتا ہے۔ گیانی اس محیط کُل آتما کو جان کر دُکھ سے پار ہو جاتا ہے۔

سوال ۵۔ کیا وہ علم ہے۔ پرماتما یا برہم ہے جس سے سب کچھ جانا جاتا ہے؟

جواب۔ جو سب کے پس پُشت۔ سب کا آدھار سب کا سہارا اور سب کے پیچھے باقی رہ جاتا ہے۔ وہی برہم یا آتما ہے۔ وہی برہم یا آتما ہے۔ جاننے بوجھنے کا بھی

وہی سہارا ہے۔

(۳) - آتما - پرماتما اور یہ سب جگت ہی برہم ہے

(۵-۶-۷-۸-۹) - وہ جو زندہ آتما تجربہ کرنے والا ہمیشہ نزدیک - گذشتہ اور آیندہ کا مالک جانتا ہے - وہ اس سے نہیں کترانا - فی الحقیقت وہ یہی (آتما) ہے - جو ابتدا میں تپ سے پہلے پرگھٹ ہوا - جو پانیوں سے پہلے پیدا ہوا - جو مہا بھوتوں کے وسِ ہردے کی گپھا میں داخل رہتا ہے - فی الحقیقت وہ یہی ہے - جو (۱) ادیتی (۲) دیوملی - (۳) پران سے پیدا شدہ کو جانتا ہے - جو ہردے کی گپھا میں داخل ہوکر اس میں رہتی ہے - جو مہا بھوتوں کے ساتھ مختلف شکلوں سے ہتی ہے - فی الحقیقت وہ یہی ہے - اگنی کو جو دو لکڑیوں کے اندر چھپا ہوا ہے - سب کا جاننے والا! جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ اچھی طرح چھپا رہتا ہے - اور روزانہ ان آدمیوں سے پوجا جاتا ہے - جو جاگتے ہیں - اور (۴) ہوی والے ہیں - فی الحقیقت وہ یہی ہے جس سے سورج طلوع ہوتا ہے - جس میں غروب ہوتا ہے - تمام دیوتا اس میں پروئے ہوئے ہیں - اس سے کوئی جدا نہیں

نوٹ (۱) ادیتی - پرکفوی تتو پرکرتی - (۲) دیوملی = دیہ شکتی والی (۳) پران سے پیدا شدہ = جیسے سانس سے مادہ پیدا ہوتا ہے - (۴) آہوتی جو یگیہ میں دی جاتی ہے۔

ہے۔ فی الحقیقت وہ یہی ہے۔"

سوال ۶- پانچویں منتر میں آتا ہے۔ کہ جو شخص آتما کو تجربہ کرنے والا (بھوگتا) نزدیک اور گزشتہ آیندہ کا مالک سمجھتا ہے۔ وہ اس سے نہیں کتراتا۔ کیا یہاں اس آتما کے جاننے والے ہی کو آتما کہا گیا ہے؟

جواب - عبارت تو ایسا ہی کہتی ہے۔

"برہمہ وِد برہمہ بھوتی"

(جو برہمہ کو جانتا ہے۔ وہ برہمہ ہو جاتا ہے) برہمہ تو اس کی ذات۔ اصلیت اور جوہر ہے۔ گیان ہو جانے پر وہ پھر اُسے اپنے سے علیحدہ نہیں سمجھتا۔ اور نہ اس سے کتراتا ہے۔ لیکن اگر تم ایسا مانو کہ جیسے گیانی بھوگتا نزدیک اور گذشتہ آیندہ کا مالک سمجھتا ہے۔ اور وہ برہمہ ہے۔ تب بھی کوئی فرق نہیں آتا۔ ابتدا میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے ؛

سوال ۷- جو تپ - پانیوں سے پیدا ہوا بھوتوں کے ساتھ ہردے میں رہتا ہے۔ وہ آتما یا پرماتما ہے؟

جواب - دونوں ہی ہے۔ یہاں صرف آتما ہی کا بیان ہے ؛

سوال ۸- تپ اور جل سے پیدائش کیسی؟

جواب - سرشٹی تپ ہی ہوتی ہے۔ اور اس تپ سے جو دھار پھوٹتی ہے۔ اُسے جل یا اپ کہا گیا۔ اس

سے پرانیوں۔ جیو دھاریوں کی پیدائش ہوتی ہے جیسا کہ پہلے کئی نقشے دیکر سمجھایا جا چکا ہے۔ سیتیم مقدم اور پہلا ہے۔ یہ آتما ہے۔ تپ اور جن بعد کی حالتیں ہیں۔ اسی جن کے ساتھ مہا بھوت (آکاش وایو۔ اگنی۔ جل۔ پرتھوی) وغیرہ گتھے رہتے ہیں۔ اور آتما پرانیوں کی ہردے گپھا میں قیام رکھتا ہے۔

سوال ۹۔ یہ ادتی کیا ہے۔ جسے دیومئی اور پران سے پیدا شدہ کہا گیا ہے؟

جواب۔ ادتی، پرکرتی کو کہتے ہیں۔ زمین کا نتیجہ بھی اس سے مراد لیا جاتا ہے۔ جتنی شکتیاں ہیں۔ اسی کے میل سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ پران سے پیدا ہوتی ہے۔

سوال ۱۰۔ کیا یہ ادتی بھی آتما ہے؟

جواب۔ آتما سے مختلف کوئی شے نہیں ہے۔ یہ ادتی یا پرکرتی اس کا گن یا شکتی ہے۔ اسی وجہ سے اُسے دیومئی یعنی دیو شکتی والی کہی گئی ہے۔ اور آتما سے اُسی طرح اس کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ جیسے تم سے تمہاری سانس نکلتی ہے۔ یہ سانس لطیف ہے۔ لیکن منجمد ہو جانے پر یہ مادی نظر آتی ہے۔ کہنے سننے کے لئے اُسے آتما سے مختلف مانتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ اس سے مختلف نہیں ہے۔

سوال ۱۱- کیا یہ بھی ہردے گپھا میں رہتی ہے؟
جواب- جب یہ آتما ہوئی تو اور کہاں رہے گی! تمہارے ہردے گپھا ہی سے تو پران نکلتا ہے۔ اُسی سے تو تم سانس لیتے ہو۔ اگر وہ وہاں نہ ہوتا۔ تو نکلتا کیسے! اس لیئے یہ ادِتی بھی آتما ہے۔ آتما کے آتم پنے کا نام ادِتی ہے۔ یہ اس کی صفت ہے۔ جیسے ذات کی صفت ذاتیت! ذاتیت تو جب رہے گی۔ ذات ہی میں رہے گی کہنے سننے کی نظر سے تم ذات اور ذاتیت دو مان لے لیکن اصلیت کیا ہے! بل کبھی بلوان سے جدا نہیں۔ زور کسی حالت میں زوردار سے مختلف نہیں ہے۔ اس لیئے یہ ادِتی بھی فی الحقیقت آتما ہی ہے۔

سوال ۱۲- اور یہ مہا بھوت (عناصر)؟
جواب- یہ ادِتی کے اظہار کی مختلف صورتیں ہیں- یہ اس سے صرف کہنے سننے کے لیئے جدا ہیں- ورنہ حقیقت وہ بھی وہی ہیں- یہ سب کا سب آتما ہی ہے- آتما کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

سوال ۱۳- اور اگنی؟
جواب- اگنی بھی آتما ہی ہے، جو دو لکڑیوں کے منتھنے سے پیدا ہوتا ہے- برہما اور پرکرتی کا میل اگنی ہے- یہ ان کے درمیان ماں کے پیٹ کے بچہ کی طرح مخفی رہتا ہے- یہ بھی آتما ہی ہے۔

سوال ۱۴۔ اسے جاننے والا کیوں کہا گیا؟
جواب۔ یہ وید جاتہ کہتے ہیں۔ تمام جاننے بوجھنے کا دارومدار اسی پر ہے۔ یہ حرارت ہے۔ اگر جسم میں حرارت نہ رہے۔ تو کوئی کیا جانیگا۔ اور کیا بوجھیگا! یہ سب کا آدھار ہے +

سوال ۱۵۔ جاگنے والے اس کی پوجا کرتے اور آہوتی دیتے ہیں۔ یہ بات کسی کسی ہندو کی بابت تم کہہ سکتے ہو۔ لیکن اور لوگ تو نہ آگ کو پوجتے ہیں۔ نہ اسے بھینٹ دیتے ہیں۔
جواب۔ سب پوجتے ہیں۔ اور سب بھینٹ دیتے رہتے ہیں۔ نابھی چکر میں اس اگنی کا ہون کرتے ہیں۔ جو کھایا پیا جاتا ہے۔ وہی آہوتی اور ہوی ہے۔ اور وہ صرف اس خیال سے ہے۔ کہ حرارت یا اگنی قائم رہے

سوال ۱۶۔ سورج اسی آتما سے نکلتا اور اسی سے غروب ہوتا ہے۔ اور تمام دیوتا اسی میں پروئے ہوئے ہیں۔ یہ کیسے ہوتا ہے؟
جواب۔ تم صرف اپنے آپ کو دیکھو۔ آنکھ کا کھلنا۔ سورج کا طلوع ہے۔ اور اس کا بند کرنا غروب ہے۔ یہ کس کے سہارے ہے؟ تمہارے آتما ہی کے سہارے ہیں۔ اور دیوتا (اندریاں) جو تمہارے شریر میں ہیں۔ آتما میں پروئے اور گنتھے ہوئے ہیں یا نہیں ہیں؟

بس اسی ایک بات سے سمجھ لو۔

(۴) وحدت کا نہ سمجھنا ہی جنم مرن کا باعث ہے

(۱۰-۱۱) "جو یہاں ہے۔ وہی وہاں ہے۔ جو وہاں ہے۔ وہی یہاں ہے۔ جو یہاں فرق دیکھتا ہے۔ وہ موت کے بعد موت پاتا ہے۔ من ہی سے نے الحقیقت اس کا ساکشا نکار (عین الیقین) ہوتا ہے۔ یہاں ذرا بھی فرق (بھید) نہیں ہے۔ جو یہاں فرق دیکھنے والا نظر آتا ہے۔ وہ موت سے موت میں گزرتا ہے"

سوال ۱۷- یہ تو جو آپ کہتے ہو صحیح ہے۔ یا صحیح ہوگا۔ لیکن اس کا کوئی اطمینان بخش ثبوت بھی تو ہونا چاہیئے؟

جواب - ثبوت تمہارا اپنا آتما - تمہاری اپنی ہستی اور تم اپنے آپ ہو۔ یہ تو تم مانتے ہوگے۔ کہ سمندر تمام بوندوں میں ہے۔ اسی طرح پرماتما بھی جیووں میں ہے۔ جیسے بوند اور سمندر کی ایکتا ہے۔ ویسے ہی جیو برہم کی بھی ایکتا ہے۔

سوال ۱۸- یہ تو ہم مانتے ہیں۔ کہ جیسے سمندر بوند بوند میں محیط کل ہے۔ ویسے ہی برہم جیو جیو میں بھی سمایا ہوا ہے۔ جو یہاں ہے۔ وہی وہاں ہے۔ اس کے یہاں وہاں ہونے میں تو کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن یہ کہنا کہ جیو ہی برہم ہے۔ اسمیں شک گزرتا ہے!

جواب - یہ بتاؤ کہ برہمہ اکھنڈ ہے - یا اس کے کھنڈ کھنڈ بھی ہیں؟ اگر اس کے ٹکڑے مانتے ہو - تو پھر وہ محیط کل نہ رہا - محاط ہو گیا - اور اگر یہ کہو کہ وہ سوکشم رہتی ہے سب میں محیط ہے - تو پھر آخر جیو کے لئے بھی تو کوئی جگہ مقرر کرو گے کہ نہیں - اگر کرتے ہو تو پھر اس کے ویاپک ہونے کے اصول میں فرق آ گیا - وہ ویاپک نہ رہا - یا تو یہ مانو یا وہ مانو +

سوال ۱۹ - یہ ماننا منوانا تو زبردستی کی بات ہوئی ہم صرف اسقدر مانتے ہیں - کہ وہ مالک ہے - اور ہم اس کے سیوک ہیں!

جواب - تو پھر اپنشد کا کہنا غلط ہو گیا - بھید ماننے والے کو ہمیشہ موت کے منہ میں گذرنا پڑیگا +

سوال ۲۰ - کیوں؟

جواب - اس لئے کہ اس طرح ماننے سے غیریت رہے گی - حاکم اور محکوم کے تعلقات دکھ اور عذاب کے باعث ہوتے ہیں - فرق رہیگا - شانتی کبھی نہ ہوگی +

سوال ۲۱ - یہ ہمارا دعوے نہیں ہے - کوئی حالت رہے - یا نہ رہے - ہم تو جیو کو برہمہ اور برہمہ کو جیو مانتے ہیں - صرف یہی ہمارا دعوے ہے -

جواب - تو مانو - تم کو اختیار ہے - اپنشد برابر سر ہلو سے یہی بجھاتی آ رہی ہے - کہ آتما پرماتما اور جگت ...

سب ایک ہی ہیں۔ ابھی تم اس کے سمجھنے کے قابل نہیں ہوئے۔ صبر کرو۔ جب بچکینس کی طرح ادھکار آجائے گا۔ تب سمجھ آئے گی۔

سوال ۲۲۔ پھر بھی معقولیت سے سمجھ آئیگی۔

جواب۔ (۱)۔ برہمہ ایک ہے۔ دو تین چار نہیں ہے۔ یہ تم مانتے ہو۔ اور جب ایسا مانتے ہو۔ تو دو تین ماننا تمہارے عقیدے کے برخلاف ہوا (۲)۔ تم کو برہمہ کو ویاپک۔ محیط کل۔ اور اکھنڈ کہتے ہو۔ اور جب پرکرتی۔ ایشور اور جیو کو بھی ساتھ ساتھ مانوگے تو اسے محیط کل نہ ماننا ہوگا۔ وہ محدود اور محاط ہو جائے گا۔ جہاں پرکرتی ہے ایشور نہیں ہوگا۔ جہاں ایشور ہوگا وہاں پرکرتی نہیں رہے گی۔ جہاں جیو ہوگا وہاں ایشور پرکرتی نہ ہوتی۔ آخر ان کی کچھ تو حیثیت قائم کروگے! اور جب حیثیت قائم ہوگی۔ تو یہ جدا جدا ہو گئے۔ اور سب کے سب محدود ثابت ہوئے (۳)۔ تم ناقص نہیں رہنا چاہتے۔ تم میں کمال اور پورن ہونے کی خواہش ہے۔ یہ فطرت اور تقاضائے فطرت ہے۔ اور برہمہ کے مکمل ہونے کا ثبوت ہے (۴)۔ جیسے برف بھاپ پانی ایک ہیں۔ جیسے زیور برتن وغیرہ میں سونا ایک ہے۔ ویسے ہی ایشور۔ جیو۔ اور پرکرتی میں برہمہ ایک ہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ +

(۵)۔ نت آتما ہمارے آپے ہیں رہتا ہے

(۱۲-۱۳) "پُرش انگوٹھے کے ماپ کا ہر شخص کے آپے (اہم یا آتما) کے درمیان قائم ہے۔ وہ گذشتہ اور آئندہ کا مالک ہے۔ فی الحقیقت یہ وہی ہے۔ انگوٹھے کے ماپ کا پُورش بغیر دھواں کی روشنی کے گذشتہ اور آئندہ کا مالک ہے۔ وہی آج ہے۔ اور وہی کل بھی رہے گا۔"

سوال ۲۳۔ آتما کو انگوٹھے کے ماپ کا کیوں کہا گیا ہے؟

جواب۔ کسی نہ کسی طرح کے الفاظ سے اس کے اظہار کرنے کی ضرورت تھی۔

سوال ۲۴۔ اگر وہ دائمی ہے۔ تو موت کیوں آتی ہے؟

جواب۔ موت آتما کی نہیں ہوتی۔ جسم کی ہوتی ہے وہ جوں کا تیوں رہتا ہے۔ ذرا اپنی موت کا خیال تو کرو۔ تم خود ہمیشہ اس خیال کے پس پشت اپنے آپ کو پاؤ گے۔

سوال ۲۵۔ جب سب کچھ آتما ہی ہے۔ تو یہ جسم بھی آتما ہی ہے۔ پھر یہ مرتا کیوں ہے؟

جواب۔ جسمانیت اظہار کی صُورت ہے۔ اظہار کی صورت کی تبدیلی ہی کا نام موت ہے۔ ورنہ موت اور کوئی شے نہیں ہے۔

(۶) کثرت اور وحدت

(۱۴-۱۵) "جیسے (پہاڑ کی چوٹی سے) برسا ہوا پانی پہاڑوں کی ہر طرف دوڑتا ہے۔ اسی طرح دھرموں کو الگ دیکھتا ہوا (آدمی) انہیں کے پیچھے دوڑتا ہے۔ جیسے صاف زمین پر صاف پانی ڈالا ہوا ہوتا ہے۔ (اور صاف کا صاف رہتا ہے) اے گوتم! ویسا ہی ایک مُنی کا آتما ہوتا ہے۔ (وہ مُنی) اِسے جانتا ہے۔"

سوال ۲۶ - اس برسے ہوئے پانی کی مثال سے میں کیا سمجھوں؟

جواب - تم یوں سمجھو- برہم میں وِدیا اور مَن دونو ہیں۔ اور دونو کی وحدت کا نام برہم ہے۔ یہ برہم ہمیشہ ہی وحدت ہے۔ اس کی وحدت میں مطلق فرق نہیں ہوتا۔ لیکن جب نظر وِدیا پر ہے۔ تب مَن پر نہیں ہے۔ اور جب مَن پر ہے۔ تب وِدیا پر نہیں ہے۔ اس وجہ سے کثرت یا دوپنے کا بھرم پیدا ہوتا ہے۔ پانی تو پانی ہی ہے۔ پانی بہا۔ بہ نکلا۔ پانی کے سوت نے بہتے ہوئے پانی کی دھار کو دیکھا۔ کثرت کا نظارہ اس کی نظر میں آنے لگا۔ حقیقت میں پانی تو پانی ہی ہے۔ جیسے یہ ویسے ہی وہ! تم مُنی بن کر اصلیت کے اس راز کو سمجھ لو۔ پھر کثرت کا بھرم

نہ رہے گا۔ وحدت ہی وحدت پرتیت ہو گی۔ تم کو اس
طرح وچار کرنے کی ضرورت ہے۔

سوال ۲۷۔ منی کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ منی من (قابل تعظیم) کو کہتے ہیں۔ جس نے
اگست (سورج) کی طرح اپنے نور اور نور کی کرنوں دونو
کو مکمل۔ پاک اور صاف کر رکھا ہے۔ وحدت کے مسئلہ پر
قادر ہے۔ اور اُسے کثرت کا بھرم نہیں ستاتا۔



پانچویں ولی

آتما۔ پرماتما (جگت آتما)

(۱۔۲۔۳۔۴۔۵) "جسم کے" گیارہ پھاٹک والے
شہر (کو) فانی سمجھتا ہوا اجنما آتما فکرمند نہیں ہوتا۔ اس شہر
کے چھوٹ جانے پر آزاد کا آزاد ہی رہتا ہے۔ بتحقیق
پردہی ہے "ہنس" (سورج) فضا میں۔ وشو آکاش میں
ہون کرنے والا ویدی پر۔ اتیتھی مکان کے اندر۔ انسان
میں۔ آکاش کی وسعت میں۔ دھرم میں۔ آسمان میں۔ پانی
میں پیدا شدہ۔ مویشی میں پیدا شدہ۔ سچائی (کی رتہ) میں
چٹان میں پیدا ہونے والا۔ وہ بڑی سچائی ہے۔ وہ

باد ناہے۔ جو وسط (دل) میں بیٹھا ہوا۔ پران کو اوپر اٹھاتا ہے۔ اپان کو نیچے پھینکتا ہے۔ تمام دیوتا (اندریاں) اس کی پوجا کرتے ہیں۔ جب یہ جسم میں رہنے والا آتما کوچ کر جاتا ہے۔ (اس سے چھوٹ جاتا ہے) تب کیا باقی رہتا ہے؟ (وہی وہ) فی التحقیقت یہ وہی ہے۔ سانس لینے سے (اور) سانس کھینچنے سے کوئی آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔ جس سے زندہ رہتے ہیں۔ وہ اور ہی کوئی چیز ہے۔ جس کا یہ دونو (پران اور اپان) سہارا لئے ہوئے ہیں"

سوال ۱۔ جسم کے گیارہ پھاٹک کیا ہیں؟

جواب۔ دو کان۔ دو ناک۔ دو آنکھ۔ ایک منہ ایک نابھی (ناف)، پاخانہ پیشاب (کے دو سوراخ) دماغ کا سوراخ +

سوال ۲۔ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے۔ کہ آتما سب میں ہے۔ اسی لئے سب میں اپنا اظہار کرتا ہے اس کے اظہار کرنے پر اظہار کی صورتیں بگڑ جاتی ہیں لیکن اس سے جیو آتما مراد ہو سکتی ہے۔ پر ماتما یا جگت آتما تو نہیں؟

جواب۔ باقی رہنے والی شے آتما ہی ہے۔ تم صرف ایک آتما کے لفظ پر جاؤ۔ اور پھر وحدت ہی وحدت سمجھ میں آنے لگے گی۔ مثلاً۔

(۱) تم آدمی ہو۔ تم کو کوئی رات کا آدمی کہے صبح کا آدمی کہے۔ شام کا آدمی کہے۔ جس نے جب جب دیکھا ہے۔ تم کو ویسا ویسا کہتا ہے۔ رات صبح اور شام کے التزامی اوصاف کو دور کردو۔ پھر باقی تم ہی تم رہ جاؤ گے اسی طرح آتما۔ پرماتما۔ جگت آتما۔ بسوآتما۔ یکشٹی آتما جیوآتما۔ سورج آتما۔ چندر آتما وغیرہ کہنے میں مختلف ہیں اوصافی اور امتیازی الفاظ دور کر دو۔ پھر باقی آتما ہی آتما رہ جائے گا۔ اسی کو وحدت کہتے ہیں +

(۲)۔ سمندر تو سمندر ہے۔ بوندبوندیں سمندر ہے۔ اور سمندر کیا ہے۔ پانی ہی تو ہے۔ تم کہتے ہو بوند کا پانی لہر کا پانی۔ بدبدے کا پانی۔ سمندر کا پانی وغیرہ وغیرہ ذرا ان تمام توصیفی اور تمیزی ہدات کو تو الگ کرو۔ پھر پانی ہی پانی ہے۔ یہی وحدت ہے۔ پرماتما۔ جگت آتما۔ جیوآتما کہتے ہیں۔ اوصاف یعنی اظہار کی کیفیتیں شامل کر کے دیکھتے ہو۔ اس لئے بھرم ہو رہا ہے۔ اوصاف کو دور کر دو۔ پھر باقی آتما ہی آتما اور برہمہ ہی برہمہ رہ جائے گا +

(۳) ۔ اسی طرح مٹی کے برتن کھلونے سونے کے زیور برتن کی مثالوں سے سمجھ لو۔ کہ اظہار کی صورتیں ہی ہیں کثرت کی اختلافات ہیں۔ ورنہ ہر جگہ وحدت ہی وحدت ہے +

سوال ۳۔ ہر موقع پر اپنشد یہ کیوں کہتی رہی ہے کہ فی الحقیقت یہ وہی ہے؟

جواب۔ آتما کی وحدت۔ یگانگت اور اصلیت دکھانے کی غرض سے تاکہ تم اس کی اس بار بار کی یاد دہانی سے وحدت کے راز کو ذہن نشین کر سکو۔ اس کے سوا اور کوئی غرض نہیں ہے۔

(۲)۔ جسم کا تناسب۔ قالب کی موزونیت

(۶۔۷) "آجاؤ۔ اے گوتم! میں تم پر اس مخفی اور دائمی برہمہ کا اظہار کر دوں۔ اور کس طرح مرنے کے بعد ہوتا ہے۔ کوئی ماں کے پیٹ میں مجسم ہونے کے لیے جاتا ہے۔ دوسرے اسخفا ورد درختوں) چیزوں میں جاتے ہیں۔ یہ ان کے کرم اور گیان کے موافق ہوتا ہے"۔

سوال ۴۔ کیا سب کے کرم اور گیان مختلف ہوتے ہیں؟

جواب۔ کیوں نہیں۔ یہ بات تو تم ہر جگہ ہر شئے اور ہر وقت کی نظر سے دیکھ سکتے ہو۔ سمندر کے کنارے کی بوندیں بیچ کی بوندوں سے مختلف نظر آتی ہیں۔ دیش کال نمت کی وجہ سے ایسے فرق کا نظر آنا کوئی تعجب اور حیرت کی تو بات نہیں ہے۔ ایسا تو ہونا ہی چاہیئے اس کی وجہ سے اصلیت تو جوں کی توں رہتی ہے۔

(۳)۔ اصلیت ایک ہے

(۸)۔ "وہ جو سونے والوں میں بیدار ہے۔ پورش جو

خواہش پر خواہش (کی زنجیر کی کڑیاں) گھڑتا رہتا ہے۔ وہ فی الحقیقت پاک کا پاک ہی ہے۔ وہی برہمہ ہے۔ فی الحقیقت وہی لافانی کہلاتا ہے۔ اسی پر جگتوں (دنیاؤں) کا سہارا ہے۔ اور کوئی شخص اس سے پرے نہیں جا سکتا۔ فی الحقیقت یہ وہی ہے"۔

سوال ۵۔ حقیقت میں اپنشد کا یہ کلام نہایت مؤثر اور زور دار ہے۔

جواب۔ کیوں نہ زور دار ہوتا۔ یہی تو اصلیت حقیقت اور سچائی ہے۔

(۴)۔ مشمولی کیفیت کی یکسانیت لطیف ہے

(۹۔۱۰۔۱۱) "جیسے ایک آگ دنیا میں داخل ہوئی۔ اور تمام شکلوں کی موافق ہر ایک شکل کی بن گئی۔ اسی طرح ہر شے کا انتر آتما ہر شکل میں اسی کی شکل کا ہے۔ اور پھر بھی اس کے باہر ہے۔ جیسے ہوا دنیا میں داخل ہوئی۔ اور ہر شکلوں کے موافق انہیں کی شکل کی ہے۔ اسی طرح ہر شے کا انتر آتما ہر شکل کے موافق اسی کی شکل کا ہے۔ اور پھر بھی باہر ہے۔ جیسے سورج۔ جگت کی آنکھ۔ آنکھوں کے باہری عیبوں سے (پاک ہے) اسی طرح ہر شے کا انتر آتما جگت کی برائیوں سے ناپاک نہیں ہوتا۔ اس کے باہر ہی رہتا ہے"۔

سوال ۶۔ اہا ہا ہا! اس کلام کو سنکر مستی آگئی۔ وہ

خوشی نصیب ہوئی۔ جس کا پہلے تجربہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ میرے
ستر برس رہتا ہوا آتما ناپاکیوں سے پاک ہے۔ یہی
نہ مجھے سمجھنا چاہیئے؟

جواب۔ بیشک ایسا ہی سمجھو۔

(۵)۔جیو برہمہ کی یکسانیت کے گیان کی خوشی

(۱۲-۱۳-۱۴) "سب کا انتر آتما۔ ایک حاکم۔ جو اپنے
ایک روپ کو بہت کر لیتا ہے۔ گیانی جو اُسے اپنے میں
ٹھہرا ہوا دیکھتے ہیں۔ صرف وہ دائمی خوشی پا گئے ہیں۔
دُوسرے نہیں۔ وہ جو ناپائداروں میں ناپائدار۔ عقلوں
میں عقل۔ بہتوں میں ایک۔ جو کاموں کو پوری کرتا ہے
اُسے جو گیانی اپنے میں ٹھہرا ہوا دیکھتے ہیں۔ ان کو دائمی
شانتی نصیب ہو گئی ہے۔ اوروں کو نہیں۔ وُہ یہ ہے
اس طرح وہ اُسے جانتے ہیں۔ سب سے اونچا ناقابل
بیان خوشی! میں اُسے آپ کیسے سمجھوں! وہ خود پرکاش
وان ہے! یا عکس میں پرکاشوان ہے"۔

سوال ۷۔ کیا ہے؟ خود پرکاشوان ہے۔ یا
دوسروں سے پرکاش والا بنا ہوا ہے!

جواب۔ وہ آپ پرکاشوان ہے۔

(۶)۔ جگت کا پرکاش

(۱۵) "نہ یہاں سورج چمکتا ہے۔ نہ چاند اور ستارے
چمکتے ہیں۔ یہ بجلیاں نہیں چمکتیں۔ اور زمینی آگ کیا

چمکے گی! اُسی کا نور پا کر ہر شے نورانی ہے۔ یہ تمام جگت اُسی کے نور سے منور ہے۔ *۱

چھٹی وَلّی

(۱)۔ جگت برکش کی جڑ برہمہ ہیں

۱۔ جڑ اوپر ہے۔ شاخیں نیچے ہیں۔ یہ دائمی پیپل کا درخت ہے۔ واقعی (اس کی جڑ) پاک ہے۔ یہ برہمہ ہے۔ واقعی یہ لافانی ہے۔ اسی پر تمام لوک۔ لوکانتر قائم ہیں۔ اور کوئی اُس کے پرے نہیں جا سکتا۔ فی الحقیقت یہ وہی ہے "
سوال ۱۔ یہ کیا جڑ اوپر اور شاخیں نیچے!
جواب۔ ہاں جی ہاں! یہ ایسا ہی ہے۔ تم صرف اپنے

---

*۱۔ اس کو لکھتے لکھتے موجودہ لکھنے والا اندرونی خوشی کے نشہ میں اس قدر چُور ہو گیا کہ اُسے سوال و جواب کرنے کا ہوش تک باقی نہ رہا۔ کیسے ممکن ہے۔ کہ اُپنشد کے مطالعہ سے انسان کی حالت میں اعلےٰ درجہ کی خوشگوار تبدیلی نہ آجائے ا یہ لافانی کلام حد درجہ کے فرحت بخش اور سرور افزا ہیں وہ شانتی نصیب ہوتی ہے۔ جو یوگیوں کو سادھی میں شاید ہی ملتی ہوگی
[شیو برت لال]

کو دیکھو۔ اور طرف کیوں دیکھتے ہو۔ تم آدمی ہو۔ آدمین کے درخت ہو۔ تمہارا سر تمہاری جڑ ہے۔ سر کے بال جڑ کے سوت ہیں۔ جو ہوا میں پھیلا رہے۔ تمہارے ہاتھ پاؤں شاخیں ہیں۔ جو نیچے کی جانب لٹکی ہوئی ہیں۔ یہ تمہارا سر ہی برہمہ ہے۔ یہ لافانی ہے۔ اسی سے ورہ (ترقی) اور نمن (سوزح عوز) کی خیالی دھاریں جسم کے حصوں میں جاری رہتی ہیں۔ اسی کے سہارے تمہارے جسم کے چودہ لوگ پانچ گیان اندریوں کے گرتے + پانچ کرم اندریوں کے گرتے + چار انتہ کرن اندرونی لوگوں کے گرتے۔ سب چودہ کی چودہ اسی کے سہارے ہیں۔ جو کچھ ہے اسی میں اور اسی کے اندر ہے۔ ذرا اس کے پرے تو جانے کی کوشش کرو! غیر ممکن اور محال ہے! یہی تمہارا ہی آتما برہمہ ہے۔ اور تم کہاں برہمہ کی تلاش کرو گے۔ جو یہاں ہے۔ وہی وہاں ہے۔ جو پنڈ میں ہے۔ وہی برہمانڈ میں ہے۔

(۲)۔ بڑا خوف

(۲-۳)۔ جو کچھ یہ جگت یہاں سے پیدا ہو کر پران میں حرکت کر رہا ہے۔ بڑا خوف! اونچا اٹھا ہوا بجر! وہ جو اُسے جانتے ہیں۔ امرت ہو جاتے ہیں۔ اُسی کے خوف سے آگ جلاتی ہے۔ اُسی کے خوف سے سورج گرمی دیتا ہے۔ اسی کے خوف میں اندر اور وایو رہتے

ہیں۔ اور پانچویں موت تیزی سے دوڑتی ہے"۔
سوال ۲- یہ بات ہمارے آتما پر کیسے صادق آئیگی!
جواب۔ "اجی ہمارا اور تمہارا آتما کیسا! جاہلوں کی طرح گھگو نہ کرو۔ دیکھو تمہارے اندر حرارت غریزی ہے۔ جو تمہارے حکم اور خوف سے جلایا کرتی ہے۔ جو کھاتے ہو۔ ہضم ہو جاتا ہے۔ تمہارے اندر آنکھ سورج ہے۔ جو تمہارے خوف سے جھپکی لیتی ہوئی گرمی دیا کرتی ہے۔ اندر (بجلی کی جسمانی قوت) اور ہوا۔ وایو حرکاتِ تنفس کس کے خوف سے دوڑتے اور کام کرتے ہیں تم روکو تو رُک جاتے ہیں۔ تم چلاؤ تو چلتے رہتے ہیں یہ کیا ہے! ذرا غور تو کرو! اور پانچویں موت! تمہارے ہی حکم سے تو تیزی کے ساتھ دوڑتی رہتی ہے۔ تم اپنی حالتوں کے بدلنے پر قادر ہو۔ یہ تبدیلی ہی تو موت ہے۔ موت اور کیا ہوتی! بھرم کی وجہ سے حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ یاد رکھو۔ جو یہ ہے۔ وہی وہ ہے۔ یہ تمہارا آتما ہی برہمہ ہے"۔

(۳)- آتم گیان کے نتائج

(۴-۵) "جس نے اُسے یہاں اسی زمین پر دیکھ لیا۔ جسم کے مرنے کے پہلے ہی اپنے گیان کے موافق جگت کی رچنا میں جسم قبول کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ جیسے شیشہ میں (عکس)، ویسے ہی جسم میں آتما نظر آتا ہے۔

جیسے خواب میں (سپن)، ویسے ہی پتر (پتری) لوک ہیں۔ جیسے پانی میں (عکس)، ویسے ہی گندھرب لوک ہیں۔ جیسے دھوپ چھاہنہ ہیں۔ ویسے ہی برہمہ لوک ہیں"۔

سوال ۳۔ یہ کیا ہوا؟

جواب۔ یہ آتما جیسا اپنے گیان کے موافق چاہتا ہے۔ ویسا ہی بن جاتا ہے۔ اس میں حیرت اور تعجب کیا ہے؟ اصل بنو۔ اصل ہوا! عکس بنو۔ عکس ہوا! طاقتور بنو۔ طاقتور! کمزور بننا چاہو۔ کمزور! حیوانیت کرنا چاہو حیوان! انسان بننا چاہو۔ انسان! لیٹنا چاہو۔ لیٹو! بیٹھنا چاہو۔ بیٹھو! یہ سب تمہارے خیال پر موقوف ہے۔ جیسا خیال۔ ویسا فالی! جیسا قال ویسا حال! جیسا حال ویسی چال! جیسی چال ویسا مال (نتیجہ)! محنت کرنا چاہو۔ محنتی! سست رہنا چاہو سست! چست رہنا چاہو چست! سب کچھ تمہارے گیان اور انومان سے ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہتا ہے!

برہمہ کا نام "سوئمبھو" (آپ بن جانے والا) ہے۔ وہی تو سب کچھ بنا ہے۔ اس میں سب طاقتیں ہیں۔ ذرہ ذرہ۔ قطرہ قطرہ۔ سمندر دریا وہی تو آپ سب کچھ ہے اور جو وہ ہے۔ وہی تم ہو۔ بڑائی کی سوجھی برہمہ! اور چھوٹے کی محدود ہوس آئی جیوا جیو اور برہمہ میں بھید ہی کیا ہے! جو جیو ہے۔ وہی برہمہ ہے۔ جو برہمہ ہے۔ وہی

جیو ہے۔

(۴)۔ غیر محدود پُورش تک رسائی کے مدارج

(۶۔۔۷۔۔۸۔۔۹)۔ "اندریوں کی مختلف فطرت (اور ان کے طلوع غروب ہی (کے خیال) سے اپنے آپ سے علیحدگی آتی ہے۔ گیانی اِسے جانتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کو دُکھ نہیں ہوتا ——— اندریوں سے اونچا من ہے۔ مَن سے اُونچا ستو (ستوگنی بُدھی) ہے۔ ستو سے اونچا مہا آتما (بڑی بُدھی) اس بڑی بُدھی سے اونچا اویکت (پرکرتی) ہے ——— لیکن اویکت (پرکرتی) سے اونچا پُرش ہے محیط کُل (بِرا کار) اس کے جان لینے سے پھر آدمی مُکت ہو جاتا ہے۔ اور امر بنجاتا ہے ——— اس کی شکل دیکھنے کے لیئے نہیں ہے۔ کوئی شخص بھی اُسے آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ اس کی سمجھ ہردے۔ خیال اور من سے آتی ہے۔ وہ جو اُسے جانتے ہیں۔ امر پد کو حاصل کر لیتے ہیں"

سوال ۴۔ اندریہ۔ من۔ ستو۔ مہا آتما۔ اویکت پُرش یہ چھ کی آپ نے گنتی گنائی ہے۔ کیا ان کا کھٹ چکروں سے کوئی تعلق ہے؟

جواب۔ یہ سب گیان کے مدارج ہیں۔ ان کا تعلق یوگ سے ہے۔

(۱۰ - ۱۱) - "جب پانچ کی روک تھام کر لی جاتی ہے گیان اندریوں اور من کی - اور بدھی چنچل نہیں رہتی - اسے یوگ اونچا طریقہ بتاتے ہیں - اسے وہ یوگ (میل - لے کرنا - جوڑنا) سمجھتے ہیں - اندریوں کی مضبوط روک تھام ہو - تب آدمی چنچل نہیں ہوتا - یوگ سے فی الحقیقت اول آخر (ابتدا اور انتہا) ہے"

سوال ۵ - یوگ کی اصلی مراد کیا ہے!

جواب - وحدت

سوال ۶ - یہ لفظ کافی نہیں ہے

جواب - چت کی ورتی کا نِرودھ (روک تھام) یوگ ہے - یہ گیان ہے - گیان کا ذریعہ ہے - گیان کا سب کچھ ہے

(۶) - ہے پنا(ہستی) آتا ہے۔

(۱۲ - ۱۳) - "نہ من سے نہ بانی سے نہ آنکھ سے وہ دیکھا جا سکتا ہے - پھر وہ کس طرح سمجھ میں آوے؟ 'وہ ہے' صرف اتنے ہی سے وہ سمجھ میں آتا ہے - 'وہ ہے' صرف اسی خیال سے وہ سمجھا جا سکتا ہے اور جب 'وہ ہے' ایسا اُسے انوبھو کر لیا گیا - تب اس کا تتو روپ صاف ہو جاتا ہے"

سوال ۷ - کیا سچ مچ اس 'ہے' بنے ہی کے سمجھ لینے سے وہ سمجھ میں آجاتا ہے؟"

جواب - بس اسی میں اور اسی کے انوبھو کے اندر اس کی سمجھ ہے - وہ ہے، یہ ست اور جس سے سمجھا گیا - وہ چت اور ست چت کا یوگ اور ملاپ آنند اور یہ آنند وحدت ہے - یہ تینوں ایک ہیں - ست میں چت ہے - چت میں ست ہے - ست چت میں آنند ہے - اور آنند ست چت ہے - یہی سب کچھ ہے اسی کا انوبھو ہوتا ہے ٭

(۷) - تیاگ ویراگ کی ضرورت ٭

(۱۴ - ۱۵) - "جب دل کے اندر رہنے والی خواہشیں دور ہو جاتی ہیں - تب فانی انسان امر ہو جاتا ہے اسی حالت میں وہ برہم کو پراپت ہو جاتا ہے - جب اسی زمین (اسی جنم) میں ہردے کی گرہیں کھل جاتی ہیں تب فانی انسان لافانی ہو جاتا ہے - تعلیم کی حد یہاں ہی تک ہے"

٭ - کبیر صاحب سے

(۱) - چاہ گئی چنتا گئی منوا بے پرواہ   جا کو کچھو نہ چاہئے سوئی شاہنشاہ

(۲) - چاہ گئی چنتا گئی - کھل گئے من کے بند   برہم جیو سنشے مٹا اب ہی کا نہیں مند

(۳) - اُلٹ سمانا آپ میں پر گٹی جوت اننت   سیوک صاحب انگ سنگ کھیلیں سدا بسنت

(۴) - الٹ سمانا آپ میں پرگٹی جوت اننت   جنم مرن سب مٹ گیا کبس کا آدا ور اننت

(۵) - کبیر چنتا سب گئی بے کھٹکے دن کاٹ   الٹ دیا سنسار کا متھیا جھوٹا ٹاٹ

(ساکھی)

سوال ۸ - "جب خواہش ہی نہ رہی تو موت ہوگی"
جواب - اور موت نے خواہش کی محدودیت میں اصلی زندگی کا سبق پڑھایا۔ یہی نچکیتا (صاف دل صوفی) کو یمؔ (موت) نے تعلیم دی۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہا گیا۔

(۸)۔ آتما کا سُوشمنا ناڑی سے گزرنا

(۱۶ - ۱۷) "ہردے میں ایک سو ایک ناڑیاں ہیں۔ ان میں سے ایک سر کی چوٹی کی طرف جاتی ہے اوپر اُس سے چل کر یہ امر لوک کو پہنچتی ہے۔ دوسری مختلف راہوں سے گزرتی ہیں۔

پُرش انگوٹھے کے ناپ کا انتر آتما ہے۔ یہ ہردے کی گپھا میں ہمیشہ ٹھہرا رہتا ہے۔ اسے انسان مستقل مزاج بنکر اپنے جسم سے سرکنڈے کی تیلی کی طرح کھینچ لے۔ اُسے انسان پاک اور لافانی سمجھے۔ ہاں اِسے انسان پاک اور لافانی سمجھے۔"

سوال ۹ - "اُس سُوشمنا ناڑی کی کچھ صراحت کیجیے۔"
جواب - جو کہنے کی بات تھی وہ (۱۶) منتر میں کہ دی گئی ہے۔ اس پر گفتگو کرنا طوالت ہوگی۔ ست سنگ میں آؤ۔ یوگ کی ترکیب سیکھ کر مشاقی میں لگو۔ ہیں بتانے کے لئے موجود ہوں۔

یہ تعلیم امر برہم کے حصول کا یقینی ذریعہ ہے

(۱۸)۔ یم سے یہ تعلیم پا کر اور یوگ کے تمام قاعدے جان کر نچکیتا نے برہم کو پراپت کر لیا۔ جذبات (نفس) اور موت (کے پنجہ) سے رہائی پائی۔ اور دوسرا آدمی بھی ایسا ہی کرے گا۔ جس نے آتما کی نسبت جان لیا ہے ٭

ختم ہوئی

کٹھ اُپنشد

مختصر سوال وجواب کی صورت میں

مترجم اور مُفسر کی آخری ہدایت

اس کٹھ اُپنشد کو بار بار سوچ سمجھ کر مطالعہ کرو۔ جو لطف مجھے اس کے لکھنے اور شرح کرنے میں ملا ہے۔ تم کو بھی ملیگا۔ نہ ملے۔ تو پھر میری دوسری کتاب کو کبھی ہاتھ نہ لگاؤ۔ جب میں نے سمجھ لیا تو پھر میرے پڑھنے والے کیسے اس سمجھ سے محروم رہ سکتے ہیں۔ یہ غیر ممکن ہے۔ ایسا کبھی ہو نہیں سکتا۔ اور نہ ہوگا۔ ذرا دل لگانے کی شرط ہے ٭

[شیوبرت لال]

کٹھ اُپنشد

کا

ضمیمہ

صرف معدودے چند ضروری اصطلاحات
کی لغوی تشریح کے سمجھ لینے کٹھ اپنشد کے
سمجھنے میں مدد ملے گی۔ اور جو اسکے سمجھنے
کی کنجی ہیں

شیوبرت لال
مقیم رادھا سوامی دھام براہ گوپی گنج
راج بنارس

کٹھ اُپنشد

کا

ضمیمہ نمبر ۱

صرف چند ضروری اصطلاحات کی علیحدہ تشریح

جو کتاب کے جسم میں آ بھی گئی ہے

(۱)- واج شروس = وج (چلنا - کرم کرنا) شرو (سُننا)- صرف سنکر سنی سنائی باتوں کے موافق کرم کرنیوالا +

(۲)- گوتم = گو (سورگ)- تم (اندھ کار - تھکاوٹ) اندھوں کی طرح سورگ کا خواہشمند - یا سورگ کی خواہش میں تھکا ہوا جیو +

(۳)- یگیہ = یج (پوجا)

ظاہری کرم کانڈ۔

(۴)۔ نچکیتا یا نچکیتس = ن (مسلسل) چکیت (معالجہ) مسلسل علاج کردہ۔ دلی عقلی اور جسمانی نظر سے باصحت انسان جس میں دل عقل اور جسم کا کوئی مرض نہیں ہے۔

(۵)۔ یم = یم (ضبط۔ روک تھام۔ نرودھ۔ قابو میں رکھنا) روحانی معلّم۔ یوگی۔ نقصوں کی خارج کرنیوالی طاقت

(۶)۔ ور = ور (خواہش)، وری (انتخاب) ور (بہتر۔ اچھا۔ سرشٹ)

(۷)۔ شریہ = افضل شے (یہاں روحانیت کی نظر سے)

(۸)۔ پریہ = پیاری۔ خوشی دینے والی شے۔ (یہاں نفسانیت روحانیت کی نظر سے)

(۹)۔ نچکیتس اگنی = دلی۔ روحانی۔ حرارت والی آگ صفائی قلب کے لئے جسکا اپنے دل کے اندر مشتعل کرنا

لازمی ہے۔ تاکہ تمام دل کے شک و شبہات۔ کثیف خس و خاشاک کی طرح بھسم ہو جائیں۔ اِسلئے وید جات یا جانت وید کہتے ہیں۔

(۱۰) چکتیتس یگیہ = دلی ہون۔ جو دلی امراض کے علاج کی نیت سے دل کے اندر کیا جائے۔ اور دل صحت کی حالت میں آجائے۔ روحانی تپ۔ روحانی شغل و عمل۔ دیگیہ کی رسمی رعایت کی نظر سے استعارہ اور شاعرانہ التکار کے طریقہ میں اُسے ایسا نام دیا گیا)

(۱۱)۔ وَلّی۔ (فصل) = ٹہنی۔ یہ اپنشد کٹھ شاکھا سے منسوب ہے۔ وید ایک درخت ہے۔ جس کی مختلف متعدد شاخیں ہیں۔ ان میں سے کٹھ ایک شاخ ہے۔ جس میں چھ ٹہنیاں ہیں۔ اور وہ اس اپنشد کی فصلیں قائم کی گئی ہیں۔ استعارتاً ایسا کہا گیا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ کھٹ چکر یا عمل و شغل کے چھ مدارج سے مُراد ہو۔

ضمیمہ نمبر۲

مضمون۔ کٹھ اپنشد میں مجموعی اور مجملی طریقہ میں ظاہرا پانچ قسم کے مضمون کہانی کی صورت میں بیان کئے گئے

گئے ہیں *

(۱)۔ سُو وِچار۔ غور سلیم۔ یہ ابتدائی مرحلہ اور تمہید ہے۔ نچکیتا سوچتا ہے۔ کہ ہمیں صرف اشیاء کے دان پُنیہ اور خیرات سے کوئی زیادہ مفید نتیجہ یا اچھا نہیں ملتا *

(۲)۔ سُو اِچھیا۔ خواہش سلیم۔ نچکیتا اپنے باپ کی خیر اندیشی کا خواہشمند ہو کر اس کی خوشی کا وَر مانگتا ہے *

(۳)۔ سُو سادھن۔ شغلِ سلیم۔ نچکیتا یم سے پچکیتس یگیہ کی ترکیب سیکھتا ہے۔ جو روحانی شُغل ہے *

(۴)۔ سُو گیان۔ عقلِ سلیم۔ جو اسرار نہانی سے واقفیت حاصل کرانے کا باعث ہو *

(۵)۔ سُو اَوستھا۔ حالتِ سلیم۔ جس کے حاصل کرنے سے لافانیت مل جائے۔ اور جنم مرن کا کھٹکا ہمیشہ کے لئے دُور ہو جائے

خاتمہ

مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج

کی نادر بےنظیر تصانیف

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
شدھار کا سلسلہ		مکھ وچار	۱۰ر
پریوگ سُدھار	۸ر	مفید وچار	۱۰ر
یوگ پریوگ سدھار	۸ر		
جیون سدھار	۸ر	سپتاہ وچار سہج وچار	۶ر
سکھ سدھار پرمارتھ سدھار رنج اُپکار سدھار	عہ۸ر	من نیچ کرم وچار بدھ سکتا وچار بھگتی گیان وچار	۶ر
یوگ سُدھار	عہ۸ر		
بردھی سدھار	۱۰ر	**یوگ وچار**	
نوجیون سُدھار	۱۰ر	سرت شبد یوگ کلپدرم	عہ۸ر
وچار سدھار	۱۰ر	پنتھ سندیش	عہ۲ر
وچار کا سلسلہ		رادھا سوامی یوگ	عہ۲ر
پنڈکل وچار	۱۰ر	نانک یوگ	عہ۱۰ر

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
سہج یوگ	عہ۸/	اپاسنا سندیش	۸/
وگیان رامائن	۲/سے	،، بویک	۸/
،، کرشنائن	عو/	،، یاترا	۸/
سنت سنجوگ کا سلسلہ		،، بچن	۸/
سنت سنجوگ حصہ اول	عہ۸/	،، سار	۸/
،، ،، دوم	عہ۱۳/	،، سہج	۸/
،، ،، سوم	عہ۱/	،، ادبھت	۸/
،، ،، چہارم	عہ۸/	،، اگم	۸/
،، ،، پنجم	عہ۸/	،، وچار	۸/
کلپدرم سلسلہ		،، ست	۸/
برہمہ وچار کلپدرم	۱۲/	،، مرم	۸/
آتم وچار کلپدرم	۶/	،، انبھو	۸/
ویدانت کلپدرم	۱۲/	،، وگیان	۸/
بویک کلپدرم	۱۰/	،، پریم	۸/
چرتر کلپدرم	۱۰/	،، درشٹانت	۸/
وچار کلپدرم	عہ۲/	**بچن کا سلسلہ**	
جین برتانت کلپدرم	۶/	بچن سار حصہ اول	عہ۲/
سندیش کا سلسلہ		،، ،، سوم	۱۲/
کرم سندیش	۸/	،، ،، چہارم	۱۰/
گیانی ،،	۸/	شبد سار (نظم)	عہ۸/

نام کتب	قیمت
شبدگنجار (نظم)	عہ
شبدیوگ انگریزی	عہ
مسیح کا سلسلہ	
خمکدہ سرشار	۱۰/
،، تخیلات	۱۰/
خمخانہ عرفان	۱۰/
،، خیالات	۱۰/
اودھوت گیتا	۱۰/
جام مستی	۱۰/
بھگتی کا سلسلہ	
بھگت مال	۸/
سنت مال	عہ/۸
شاہی بھگت	۶/
راج ،،	۶/
راج بھگتی	۶/
قصوں کا سلسلہ	
آبدار موتی	عہ
سندھ دیش کے قصے	۱۰/
ملتان ،، ،، ،،	۱۰/
عجیب و غریب قصے	۱۰/

نام کتب	قیمت
قصہ ابراہیم ادہم	۶/
متفرق سلسلہ	
صوفی رزم	عہ ۸/
کبیر اور کبیر پنتھ	عہ/۲
کبیر شبد اولی	۸/
سندو بھائی کی ساکھی	۱۲/
کبیر ساکھی	۱۰/
تحفہ درویش یا فقیر پرشاد	۸/
الحیات بعد الممات	۸/
برہمہ گیان پر لیکچر	۸/
معیار المکاشفہ	۱۰/
ویدانت کی پہلی کتاب	عہ/
پنچدشی	عہ
وشنو پوران حصہ اول	۱۰/
کلگی پوران	۸/
مسلمان در گور مسلمانی در کتاب	۱۲/
ظاہری و باطنی موسیقی	۶/
سچا سناتن آریہ دھرم	۶/
روحانی ترقی	۶/
بہار تصوف	۱۲/

نام کتب	قیمت	نام کتب	قیمت
محاصرہ چتوڑ	۸ر	سنت کبیر کی ساکھی	عہ/۸
رازِ خوبصورتی	۸ر	**سنت سلسلہ دوم**	
آئینہ کشمیر	۱۲ر	للت کتھا انجلی حصہ دوم	۸ر
مورتی پوجا } معجون ترکیب }	۱۲ر	" وچنا انجلی	۸ر
ہندی کے انمول رتن		" پرشنوتر "	۸ر
شبد سار گٹکا (نظم)	۵ر	سپتاہ وچار	۱۰ر
کبیر چرتر	۱۰ر	بھگت مال حصہ دوم	عہ/۸
گیان انجلی	۸ر	ہلا چرترا انجلی	۸ر
سنت سلسلہ اول		کبیر بیجک حصہ اول شرح باتصویر	عا
کبیر شبد اولی	عہ	**سنت سلسلہ سوم**	
نوجیون سدھار	۱۰ر	للت پشپا انجلی	۸ر
بھگت مال حصہ سوم	عہ/۸	بد یادکھ سدھار	۸ر
للت کتھا انجلی	۸ر	للت مرم انجلی	۸ر
" کتھا انجلی حصہ اول	۸ر	" سار "	۸ر
" اپدیش انجلی	۸ر	" درشنا انجلی	۸ر
" وچار "	۸ر	کبیر بیجک مشرح حصہ دوم تک	عہ/۸
" یوگ "	۸ر	للت گیان انجلی	۸ر
بھگت مال حصہ اول	عہ	للت کرم انجلی	۸ر

مینیجر رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج راج بنارس (یوپی)

سنت



حکیمانہ - طبیبانہ ۔ **مخزن آیوروید کی ترتیب و تدبیر کیسی رکھی گئی ہی؟**
چرک سشرت واگ بھٹ وغیرہ قدیم کتب کی مفصل ادویات کے صحیح نسخے دیکھے
ہوئے بسیط اور وسیع پیمانہ میں صدری تجربات - سینہ کے راز د چوٹی کے نسخے - سنیاسیوں
کے چٹکلے - سادھوؤں کے ٹوٹکے - قلمی بیاضوں کی نادر الوجود دوائیاں - جوشاندے
خیساندے - سفوف - لعوق - مفرد و مرکب ادویہ ہر قسم کے رس و کشتہ جات جوہر و
جواہر غرضیکہ ہر طرح کے معلومات سے مالا مال ہے ۔ **مخزن آیوروید کے
علاج کی خصوصیت کیا ہے؟** - اس کی بعض جادو اثر دواؤں سے
گھنٹوں اور منٹوں میں بخار اتر جاتا ہے - آنکھ میں سرمہ کی سلائی لگانے جلد کے
اندر بذریعہ انجکشن دوائی پہنچانے اور نہانے - دھلانے وغیرہ عملیات سے
بخار دور کرنے کے جادو نما نتائج نہایت فراخدلی سے ظاہر کر دیئے گئے ہیں ۔
کافی جگہ نہ ہونیسے صرف معدودے چند راؤں کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے

ہم صرف ہمقدر سفارش کر سکتے ہیں - کہ اس کتاب سے کسی حکیم کا مطب ویدکی چکتسالہ اور
گرہستی کا گھر خالی نہ رہنا چاہئے ہم اپنے طور پر بھی اس کی اشاعت کو کار ثواب تصور کرتے ہیں ۔
[مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج]

لاکھ راؤں کی ایک رائے - عالیجناب مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب
رئیس اعظم دہلی فرماتے ہیں - میرے بھائی پنڈت کرشن دیال صاحب وید نے آیوروید کے متعلق
اس کتاب کو زبان اردو میں لکھکر اسکے علم ادب میں ایک مفید اضافہ کیا ہی - ان کے مطالعہ سے یہ بھی
معلوم ہوتا ہے کہ اسکے مصنف اپنے فن سے اچھی طرح واقف ہیں اور یہ کتاب ایک آیوروید کے
عالم کی محنت کا نتیجہ ہی - مجھے امید ہی کہ برادران فن ہندوستان کے قدیم طب کے متعلق اس کتاب سے
صحیح معلومات حاصل کر سکینگے ۔

مینیجر ہندوستانی دواگھر امرتسر (پنجاب)

آیورویدِ علم طب اور حفظانِ صحت کی نشرو اشاعت کا حامی اپنی قسم کا نرالا واحد ماہوار طبی رسالہ

"گھر کا وئید"

جو کہ جنوری ۱۹۲۵ء سے زیر ایڈیٹری عالیجناب ویدراج کرشن دیال جی وئید شاستری صاحب بہت محنت و قابلیت سے نکل رہا ہے۔ یہ رسالہ حکیم و وئید صاحبان کے لئے تو فائدہ مند ہے ہی مگر ہر ایک لکھے پڑھے قبیلہ کے بڑے ہی کام کی چیز ہے۔ کیونکہ قابل ایڈیٹر صاحب نے اسکی ترتیب ایسی موزوں اور مناسب مقرر کر رکھی ہے۔ جو کہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے اسمیں ہر ماہ ایک مضمون بنام آیور طب آیوروید کی رُو سے کل امراض کی مکمل تشریح۔ اسباب علامات و علاج نہایت آسان و عام فہم عبارت میں مسلسل نکل رہا ہے جو کہ کسی روز ایک مکمل مخزن آیوروید کا کام دیگا۔ یعنی طب آیوروید کی مکمل کتاب ہوگا۔ علاوہ ازیں امراض مخصوصہ مرداں۔ زناں و بچگان اور گھروں میں ہونیوالی بیماریوں پر ایک ایک مضمون بمع آسان و نہایت مجرب المجرب علاج درج ہوتا ہے۔ ہر ماہ چار یا پانچ صفحے آیوروید کی بحوثت و دیگر مجربات کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ غرضیکہ یہ طبی رسالہ ایک اسم بامسمیٰ رسالہ ہے۔ مضامین نہایت مفید۔ عام فہم اور نہایت ضروری ہوتے ہیں۔ اور اسمیں جسقدر مجربات نکلتے ہیں۔ وہ محض کتابوں کی نقل یا یونہی من گھڑت نہیں ہوتے بلکہ جناب ایڈیٹر صاحب کے اپنے مجرب المجرب ہوتے ہیں۔ یا جن اصحاب کے مجرب ہوتے ہیں اُن کی حلفیہ تحریر آنے پر درج رسالہ کئے جاتے ہیں۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے کوئی بھی پڑھا لکھا طبیب اور شائقِ طب خالی نہ رہنا چاہئے مالک رسالہ نے محض اس غرض کے لئے کہ ملک میں آیوروید کے علم کی اشاعت ہو اور عوام میں طب جیسے ضروری مضمون کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو اس کی قیمت برائے نام مقرر کر رکھی ہے۔ یعنی صرف ایک روپیہ چار آنے (عـہ) سالانہ۔ جلدی کیجئے کم از کم ایک پرچہ بطور نمونہ مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔ اور اگر پسند ہو تو سال بھر کے لئے خریدار بن جائیے۔

نیاز مند مینیجر گھر کا وئید امرتسر (پنجاب)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۳

اُپنشد میگزین

[ماہواری سلسلہ]

٦

No: 6

ॐ तत्सत ॥

زاہل علم مجو اسرار معرفت مطلب
کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خوردہ

بابت ماہ جولائی و اگست ۱۹۲۷ء

[زیر ادارت]
شیوبرت لال

سوال

---:o:---

آپ نے اُپنشد میگزین کے کتنے خریدار بنائے؟ اگر اب تک اِدھر توجہ نہیں ہوئی۔ تو اب عنایت کیجئے۔ تاکہ یہ قیمتی سلسلہ مکمل صورت میں آپ کی نذر ہو سکے۔ ورنہ ہم اخلاقاً اور قانوناً صرف ۱۲ نمبر بھینٹ کرنے کے ذمہ وار ہیں۔ آمدنی کم خرچ زیادہ! ایسی حالت میں اِسے کب تک جاری رکھ سکتے ہیں۔ یہ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ ذرا مدد کیجئے۔ اور ۱۰۸ مکمل اُپنشد اُردو زبان میں آپ کی خدمت میں موجود ہو جائینگی +

مدد کا طالب

منیجر اُپنشد میگزین

۱

منڈک اُپنشد

(۱)

لفظی ترجمہ صفائی اور وضاحت
کے ساتھ
آسان۔ عام فہم اور واضح لفظوں میں

شیوبرت لال
مقیم رادھا سوامی دھام۔ ڈاکخانہ گوپی گنج ضلع بنارس

قیمت ۴ر پختہ بلا وضع ۱۲ نمبر کے مستقل اور مجموعی خریداروں
کمیشن بلا محصول ڈاک سے صرف ۳ر معہ محصول ڈاک

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام گوری شنکر لال پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

دیباچہ

مُنڈک اپنشد

(۱) وجہ تسمیہ

مُنڈک دو لفظوں منڈ (سر) اور ک (برہمہ) سے بنا ہے۔ سر میں برہمہ کو دھارن کرنا منڈک ہے۔ یہ میرا اپنا ذاتی خیال ہے۔ اور بہ مقابلہ اور رایوں کے اس میں زیادہ موزونیت اور تناسب معلوم ہوتی ہے۔

اور لوگ اسے سر مونڈنے کے معنی پہناتے ہیں۔ اور مُنڈ کو اور ک سے چھرا تعبیر کرتے ہیں۔ ان کی سمجھ میں گویا یہ اُپنشد حجامت کرنے کے راز کا کاشف ہے۔ یہ غلط اور مبہم تاویل آج کی نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے۔ اور اس کی تائید میں ایک اور اپنشد کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ جو چھریک اپنشد ہے۔ سوامی شنکر اچاریہ جیسے اعلیٰ

جید اور زبردست عالم نے بھی یہی غلطی کی ہے۔ اور قدیم خیال کی تقلید اور تائید سے اختلاف رائے کرنے کی جرأت نہیں کی۔ اپنشدوں کی تواریخ میں پہلا شخص ہوں۔ جو اس قدیم رائے کی مخالفت کرتا ہوں۔ اور وہ بھی بغیر دلیل اور تناسب کے نہیں۔

اس قدیم رائے کی تائید میں منڈک کی وجہ تسمیہ کی صراحت یوں کی جاتی ہے۔ "جیسے استرے کی حجامت سے سر کی صفائی ہوتی ہے۔ ویسے ہی یہ اپنشد بھی من کے تمام کانٹوں کو مونڈ کر خواہ نکال کر اس کو صاف بنا دیتی ہے"۔ واہ جی واہ! نہ یہاں کہیں من کا لفظ آتا ہے اور نہ اس کی رعایت ہی پائی جاتی ہے۔ خبر نہیں لوگوں نے کیوں ایسی غلطی کی۔ اور کسطرح غلط فہمی میں پڑے منڈک کے لغوی معنی "شہر میں برہمہ" ہیں۔ کہ سر برہمہ کا نام ہے۔ جیسے دوارکا برہمہ کا دوار وغیرہ اور اس میں حجامت کا مضمون کیسے سما گیا!

دوسرے ٹیکاکار کی رائے ہے۔ گھٹے ہوئے سر اگنی کنڈ کو دھارن کرنا منڈک کا ارتھ ہے۔ یہ کرم کانڈ کے متابعت کرنے والے کی رائے ہے۔ جسے اس سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

اب تیسرا ایک اور ٹیکاکار آتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ "منڈم ایو منڈکم" یعنی جو سر ہی ہو اس کا نام

منڈک ہے ۔

یہ سب بھرم ۔ بھولے بھٹکے اور بہکے ہیں ۔ پنڈت اور عالموں کا ہر جگہ یہی حال ہوتا ہے ۔ عمل اور شغل سے تو انہیں کوئی شغل عمل نہیں رہتا ۔ علمیت کے زعم کی جدّت میں جو سوجھی اسی کی طرف دوڑ پڑے ۔ صحیح سچی اور معمولی بات کی جانب توجہ نہیں جاتی ۔ منڈک میں منڈ = سر اور ک = برہم ہے ۔ یہ سچی اور صاف وجہ تسمیہ ہے ۔ جس کی اپنشد کے مضمون سے تائید ہوتی ہے ۔

منڈک ایک قسم کا ورت ہے ۔ یہ منڈ میں برہم کے دھارن کرنے کا ورت ہے ۔ اسے شرو ورت بھی کہتے ہیں ۔ کہاں کے چھرا چھری اور کہاں گھوم گھوٹ کا خیال ان کا سخت غلطی میں پڑے ۔ منڈک اپنشد کی تعلیم کسی سنیاسی یا منڈے سادھو کو نہیں دی گئی تھی ۔ یہ تعلیم شونک نامی ایک گرہستی کو دی گئی تھی ۔ جو منڈ منڈانہ تھا اور نہ گرہستی کے لیے اس شرط کی پابندی کی ضرورت ہے ۔ ہندوؤں کی مذہبی تواریخ میں سر گھٹانے کا رواج بدھ بھگوان کے زمانہ سے شروع ہوا ۔ اس دھرم کے بھکشوؤں کے لئے یہ لازمی شرط تھی ۔ اس سے پہلے رشی بھی کیس دھاری ہی ہوا کرتے تھے ۔ اور ان کے سر پر جٹا جوٹ کا تاج رہتا تھا ۔ بودھوں کی تقلید سوامی شنکر آچاریہ جی نے کی ۔ اور ان کے آئین کے سنیاسی منڈ

مونڈانے لگے۔ منڈک اپنشد سوامی شنکر آچاریہ جی سے پہلے کی کتاب ہے ٭

بعد کو اسی غلطی کے زیر اثر ایک چھُریک اُپنشد (کشوریک اپنشد) لکھی گئی۔ جو منڈک کے مشابہ سمجھی جاتی ہے۔ اور اس سے سر گھٹوانے کے خیال کی مزید تائید ہوتی ہے۔ یہ غلطی در غلطی ہے۔ لیکن چونکہ یہ کتاب نئی ہے۔ اس کی نسبت منڈک کے ساتھ قائم نہیں کی جاتی۔ اس کی اپنی رعایت صحیح ہوگی۔ جیسے ہیں اس اپنشد کی ٹیکا لکھتے وقت غور کرونگا

منڈ سر کو کہتے ہیں۔ اسمیں شک نہیں ہے

اور کٓ کے سنسکرت زبان میں متعدد معنی آتے ہیں مثلاً

(۱) برہما (۲) وشنو (۳) مہیش (۴) کام دیو۔
(۵) اگنی (۶) ہوا (۷) یم (۸) سورج (۹) آتما
(۱۰) راجہ (۱۱) راجمار (۱۲) گرہ (۱۳) دولت
(۱۴) جائیداد (۱۵) آواز یا شبد (۱۶) روشنی یا نور
(۱۷) چمک (۱۸) سر (۱۹) پانی (۲۰) خوشی
(۲۱) تفریح (۲۲) بال (۲۳) بال والا سر
(۲۴) مور ٭

اب اس معنی مراد کا منڈک لفظ سے نسبتی رشتہ جوڑئیے یہاں چھُرے یا چھُری کا کیا کام ہے۔ منڈک اپنشد کا تعلق آتما سے ہے۔ صحیح اور سچے معنی سر میں آتما کو قائم کرتا زیادہ موزون معلوم ہوتا ہے۔ اور اس خیال کی تردید

مشکل سے کوئی شخص کر سکیگا۔

وجہ در وجہ وجہ تسمیہ

حقیقت میں منڈک اپنشد کا تعلق دیو۔ یان پنتھ سے ہے کون جانے کب سے اس طریق سے لوگوں کو لاعلمی اور ناواقفیت ہونے لگی۔ اپنشدوں میں اُس کے اشارہ ہی اشارہ رہ گئے۔ یہ دراصل علم سینہ ہے۔ جو روایتی سلسلہ میں اب تک برابر چلا آرہا ہے۔ محدود دائرہ اور مخفی مجالس میں خفیہ راز۔ اور علمِ باطن کی حیثیت رکھنے کی وجہ سے یہ صرف تھوڑے آدمیوں تک محدود ہے معدوم اب بھی نہیں ہے۔ وہ بتا سکتے ہیں۔ اور بتا سکیں گے۔ کہ کسطرح چتا کے شعلوں سے مل کر دن کے نور سے ملاپ ہوتا ہے۔ کس طرح دن کا نور شوکل پکش اجلی شُشماہی اور سموتسر سے مل کر سورج لوک میں لے جاتا ہے۔ کس طرح سورج لوک میں نورانی انسان ایسے عامل کو برہمہ لوک پہنچاتا ہے۔ اس قسم کے بیانات ورہدآرنیک اور چھاندوگیہ اپنشدوں میں بطور رمز اور کنایہ کے موجود ہیں۔ لیکن سب کے سب صراحت طلب ہیں۔ اور اس زمانہ میں بھی جو لوگ اس طرز عمل کے عامل ہیں۔ پہلے وقتوں کی طرح بتانے میں اس قسم کی خست کرتے ہیں۔

کہ عام آدمیوں تک اس کا علم نہیں پہنچتا۔ تاہم میں اُسے یہاں کھول کر کسی حد تک کہ دیتا ہوں۔ کں آواز ہے اور شبد ہے۔ کں نور ہے اور جوتی ہے۔ کں آتما ہے اور برہم ہے۔ اور اسی رعایت سے کں گورو ہے جس کا اشارہ تیسرے منڈک کے دوسرے کھنڈ کے پہلے منتر میں موجود ہے۔ توجہ کرنے والے عامل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے نفس مراد کو بھی غبت ربود کر گئے۔ میں نے صاف طور پر ترجمہ کر دیا ہے۔ اُسے دیکھ لو۔ اور اپنی تسلی کر لو۔ خواہ کسی سنسکرت دان سے اس کی لفظی رعایت یا صرف و نحو کی نسبت دریافت کر کے سمجھ لو۔ خود بخود ذہن نشین ہو جائے گا۔

اس قدر مطالعہ کے بعد اب منڈک کی مادی مراد پر غور کر دو

منڈک سر میں آتما کا قائم کرنا ہے۔
منڈک سر میں شبد کا قائم کرنا ہے۔
منڈک سر میں نور اور نور الانوار کا قائم کرنا ہے۔
منڈک سر میں گورو کو قائم کرنا ہے۔
منڈک سر میں گورو کی تعلیم کو قائم کرنا ہے
منڈک سر میں سنسکار کی اگنی کو قائم کرنا ہے
منڈک سر میں سورج کو قائم کرنا ہے

وغیرہ وغیرہ وغیرہ

دیکھو۔ یان پنتھ کے عمل میں یہ سب رعائتیں آجاتی

ہیں جن کا اشارہ اس منڈک اپنشد میں موجود ہے۔ صرف غور سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اشارے تو کسی حد تک میرے اس بتانے سے سمجھ میں آجائیں گے۔ لیکن اصلی سمجھ اسوقت آئے گی جب اس کا عمل کیا جائیگا۔ اور وہ اب تک راز باطن۔ سر مخفی اور گپت مرم ہے۔ بینت روحا کے جن جن سلسلوں میں اب تک ان کا عمل کیا جاتا ہے وہ ان باتوں کو زیادہ سمجھ سکیں گے۔ کیونکہ وہ طریق اب تک کسی نہ کسی صورت میں مخفی طور پر موجود ہے۔ بالکل معدوم نہیں ہوا ہے۔

اور اشارہ مجھ سے لو:-

کلام ہے:-

(۱) گورو ماتھے سے اُترے شبد ہُو نا ہوئے
تا کو کال گھسیٹی ہی۔ روک نہ سکے کوئے

(۲) گورو کو سر پر راکھیئے۔ چلئے آگیا مانہہ
کہیں کبیر تا داس کو تین لوک بھے نانہہ

ایسے اشارے روحانی طریقوں والوں کے کلام میں بیشمار ہیں۔
منڈک کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔

ایسے کلام نایاب نہیں ہیں۔ یہ شرد ورت کا طریق

بیت ۱
در بشر روپوش کردست آفتاب فہم کن واللہ اعلم بالصواب
(مولانا روم)
(صوفی کا کلام)

ہے۔ یہ سر میں ورت دھارن کرنے کا اصول ہے یہ کسطرح کیا جاتا ہے۔ اس کے عام طور پر بتانے کا رواج نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے۔ اور جس کے مخفی رکھنے کی تاکید منڈک اپنشد کے تیسرے منڈک کے دوسرے کھنڈ کے دو آخری منتروں میں ملے گی۔ جو وہاں رچائیں کہی گئی ہیں:۔

"جو برہم نسٹھی۔ باعمل۔ عالم۔ معتقد۔ اور اپنے آپ کو ایک رشی اگنی میں ہوم کرتے ہیں۔ یہ برہم ودیا صرف انہیں کو بتانا چاہیئے۔ اور جنہوں نے منڈک ورت (شرو ورت) کو قاعدہ کے موافق پورا کیا ہے۔" (منڈک اپنشد ۳-۲-۱۰)

"یہ سچائی ہے۔ اِسے انگرس رشی نے قدیم زمانہ میں بتائی تھی۔ اس کو کوئی ایسا پورش نہیں پڑھ سکتا جس نے ورت کو پورا نہیں کیا ہے۔" (منڈک اپنشد ۳-۲-۱۱)

—:o:—

(۲) تقسیم و تفریق

منڈک اپنشد تین حصوں میں تقسیم ہے۔ اس کا ہر حصہ منڈک کہلاتا ہے۔ اور ہر منڈک میں دو دو کھنڈ فصلیں ہیں۔

پہلے منڈک میں برہم ودیا اور ویدوں کا معمولی

بیان ہے۔ دوسرے منڈک میں برہمہ ودیا کا خاکہ اور برہمہ اور جگت کے نسبتی تعلقات کا ذکر ہے۔ ساتھ ساتھ برہمہ کی پراپتی کے سادھن آتے ہیں۔ تیسرے منڈک میں اس سادھن کی زیادہ زوردار صورت میں صراحت ہے۔ اور گیان کے ذریعوں کے ساتھ اس کے نتیجے اور پھل کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو بیان پہلے آچکے ہیں۔ ان پر اور مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔

مضمونِ کتاب (۳)

پہلے منڈک کے بموجب علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سفلی یا نچلا۔ دوسرا عُلوی یا اونچا۔

سفلی علم میں چار وید۔ چھ وید انگ (سکشا۔ کلپ دیاکرن۔ نرکت۔ چھند اور جوتش) شامل ہیں۔

عُلوی علم کا تعلق صرف برہمہ گیان سے ہے۔ جو حواس۔ دل اور عقل کی رسائی سے اونچی چیز ہے۔ برہمہ محیط کل جوہر۔ اصل الاصول اور تمام خلقت کی بنیاد ہے۔ عناصر۔ مخلوقات۔ حواس وغیرہ سب اسی کے ظہور کے اظہار کے سلسلہ میں پیدا ہوئے۔ یہ اسی طرح برہمہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے مکڑی اپنے منہ سے تار نکالتی ہے۔ خواہ جیسے زمین سے نباتات اور جسم

سے بال پیدا ہوتے ہیں ÷

(۱) ۔ سفلی یا نچلا علم کرم کانڈ۔ یگیہ کانڈ اور باہری رواجی اور رسمی شریعت ہے۔ جس کا تعلق ویدوں کے منتروں سے ہے۔ یہ یگیہ دیوتاؤں کی بھینٹ ہیں جو شردھا (عقیدتمندی) کے ساتھ خاص خاص وقت اور خاص خاص موقع اور موسم پر کئے جاتے ہیں۔ جو انہیں انجام دیتا ہے۔ وہ برہمہ لوک کا نچلا حصہ حاصل کرتا ہے۔ جیسے چندر لوک یا پتری لوک کہتے ہیں۔ اور اس کے سکھوں کا وارث ہوتا ہے۔ اگر یہ نہیں کئے جاتے تو اس سکھ سے محرومیت رہتی ہے۔ اپنشد نے اس کی اہمیت پر زور بھی دیا ہے۔ اور اگنی ہوتر آہوتی اور آگ کے سات مشتعل شعلوں کا اختصار کے ساتھ تذکرہ بھی کر دیا ہے۔ لیکن یہ صرف بناوٹی اور تضیع کی بات ہے۔ کیونکہ آگے چل کر صاف لفظوں میں ان کی دبی ہوئی تردید بھی موجود ہے۔ ایسے یگیہ کرانے والوں کو بھولا۔ بھرما۔ اگیانی اور اندھوں کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس کے نتائج کے سلسلہ میں انہیں دکھی۔ مصیبت زدہ۔ موت کے شکار۔ سورگ کے اصلی سکھ سے محروم اور بار بار جنمنے مرنے والے بتایا ہے۔ یگیہ کرتے ہوئے یہ مرنے کے پیچھے چندر لوک کو جاتے ہیں۔ اور اپنے شبھ کرموں

کا پھل بھوگ کر پھر اسی پرتھوی پر ٹپکنے - گرائے اور اتارے جاتے ہیں۔ ممکن ہے وہ پرتھوی لوک میں پیدا ہوں اور ممکن ہے۔ وہ اس سے بھی نیچے لوکوں میں پیدا ہوں ایسی حالت میں پھر ان کے لئے سورگ میں جانے کا موقع بھی نہیں ملتا ◆

برعکس اس کے جس نے اپنے حواس ضبط کر رکھے ہیں جس کا دل یکسو اور شانت ہے - اور اس جگت اور اس کے کاروبار کو عارضی اور فانی سمجھتا ہے - اور ویراگ والا ہے - وہی برہمہ ودیا کے جاننے کا مستحق ہے ◆

اُپنشد میں اس اجتماع ضدین کا سبب کیا ہے؟

سبب یہ ہے کہ عوام ہمیشہ رسم و رواج کے پابند اور دلدادہ ہیں - اونچی باتیں ان کی سمجھ سے باہر ہیں اس تعلیم کے ادھیکاری بھی انہیں کے درمیان سے منتخب کرنا ہے - اس لئے شریعت کی چھیڑ چھاڑ سے بہت درجہ تک گریز کیا گیا - اور ان کے تالیف قلوب کا خیال بھی مدِ نظر رکھا گیا - تاکہ مجلسی شیرازہ نہ بکھرنے اوسے - اور کام بھی ہوتا چلے - جہاں جہاں روحانیت کی تعلیم کا خیال ہے - وہاں وہاں اُسے شریعت کا پیوند بنا کر رکھا گیا ہے - بدھ دھرم کی نظیر اس خیال کے تائید کی بہترین اور زبردست مثال ہے - اس نے مختلف ملکوں میں جا کر ان کے آبائی مذہب

کو دھکہ نہیں پہنچایا۔ بلکہ اس کا پیوند ہو کر رہا۔ یہی طرز عمل مسلمان صوفیوں کا بھی ہے۔ وہ اپنے خیال کی تائیدی تاویل تک قرآن کی آیتوں اور نبی کی حدیثوں سے کرتے ہیں*

اپنشدوں کے رشیوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ یہاں تک کہ پران کے سانس چلنے کو پران یگیہ غذا کھانے کے مضمون کو بھی یگیہ ہی بتایا ہے۔ وعلےٰ ہذ القیاس وربد آرنیک اپنشد میں بالخصوص اس کا تائیدی سامان بہت ملیگا۔ اور ساتھ ہی ساتھ یاگیہ ولکیہ نے وہاں ان یگیہ کرنے والوں کو ایسے بڑے بڑے ناموں سے یاد کئے ہیں۔ جو ایک مہذب انسان دوسرے انسان کے لیے بمشکل کر سکے گا*

دو تو باتیں ہیں۔ تعلیم چونکہ عام کبھی نہیں تھی۔ پوشیدہ طور پر دی جاتی تھی۔ یہ چھپ گئی۔ اور شریعت پسند آہستہ آہستہ محدود تعداد میں اس کی جانب رجوع بھی ہوتے گئے۔ لیکن یہ کبھی عام نہ ہو سکی۔ اور نہ ہو سکتی تھی۔ اس کا نام ہی اپنشد یا راز تھا۔ اور یہ ہمیشہ پردہ ہی میں رہی*

۴ — عُلوی علم یا پرا ودیا کا مقصد صرف برہم کا گیان ہے۔ اس کی صراحت میں پہلے منڈک سے کچھ ہی اختلاف ہے۔ برہم سے جاندار اُسی طرح پیدا ہوتے

ہیں۔ جیسے آگ سے چنگاریاں۔ برہمہ محیط کل جوہر۔ اعلےٰ اصول پرم تتو۔ بغیر کارن کا۔ غیر تبدیلی پذیر۔ محدود صورتوں میں سمجھنے سے اونچا۔ اسی سے پران۔ من اور تمام اندریاں اور عناصر خمسہ۔ آکاش۔ ہوا وغیرہ پیدا ہوئے۔ وہ سب کا انتر آتما اور اندرونی رُوح ہے۔ اس طرح برہمہ کی فضاحت کرنے کے بعد برہمہ کے رچنا کی صراحت آتی ہے۔ ظاہرا ترتیب کا خیال مدِنظر نہیں رکھا گیا۔ اور آخر میں زوردار طور پر سب کو برہمہ ہی برہمہ ہونے کا خیال دلایا گیا۔ اور تاکیدی ہدایت کی گئی۔ کہ صرف برہمہ گیان ہی سے مکتی ملتی ہے

۳ ۔ برہمہ پرگٹ نہیں ہے۔ نہ کسی ذریعہ سے پرگٹ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ سب کے سب اُسی سے پرگٹ ہوتے ہیں۔ وہ ہمارے اندر ہے۔ اور حقیقت میں وہی تمام موجودات ہے۔ اس کا دچار اوم ہے۔ یہ اوم برہمہ ہی ہے۔ اور پھر اوم کی تفصیلی وضاحت ہے۔ اسی پر دؤ۔ پرتھوی۔ انترکش یعنی۔ علوی سفلی اور درمیانی طبقات قائم ہیں۔ اسی پر تمام من اور اندریوں کا انحصار ہے۔ اور وہ پُرش ہے۔ جسم میں اس کی موجودگی اظہار کی صرف ایک صورت ہے۔ یہ سب کا جاننے والا۔ ہر جگہ حاضر اور ناظر ہے۔ وہ ہردے کی گپھا کے اندر من اور اندریوں کا حاکم ہے۔ سب کا اس سے ظہور ہے۔ اور وہی سب کچھ ہے۔ جسے برہمہ گیان مل گیا۔ وہ کرموں کے بندھن

سے چھوٹ گیا۔ اس کے تمام شکوک اور شبہات مٹ گئے۔ برہمہ کو لامحدود سمجھکر وہ برہمہ میں واصل ہو جاتا اور اس سے مل کر ایک ہو رہتا ہے۔ یہ برہمہ نہ اندریوں سے سمجھا جا سکتا ہے۔ نہ جپ تپ یا کرم سے ہاتھ آتا ہے کیونکہ وہ لطیف سے بھی لطیف تر ہے۔ اور ساتھ ہی لامحدود بھی ہے۔ من اُسے کیسے سمجھا! کیونکہ وہ ہمیشہ اندریوں کے زیر اثر رہتا ہے۔ لیکن اگر دل گیان اور وچار کی مدد سے پاک صاف کر لیا جائے۔ تو اس کے انوبھو کا امکان ہے۔ یہ علم یا گیان پڑھنے پڑھانے۔ سننے سنانے اور سمجھنے سمجھانے کے ماتحت نہیں ہے۔ بلکہ ویراگ اور یوگ کے سادھن سے متعلق ہے۔ ویراگ اور یوگ کے بغیر ویدانت کا سمجھنا دشوار اور مشکل ہے •

۴۔ اس گیان کا پھل یا نتیجہ مکمل نجات ہے۔ تب آتما کو جگت سے تعلق نہیں رہتا۔ اس کی تمام زندگی اپنے ہی اندر متحد ہو جاتی ہے۔ اور اسی وحدت یا اتحاد کا نام برہمہ ہے۔ وہ برہمہ سے متماثل واصل اور اسی میں داخل ہے۔ جیسے بہتی ہوئی ندیاں یکے بعد دیگرے خواہ اپنے سلسلہ میں رواں ہو کر سمندر کی جانب رجوع رہتی ہیں۔ اور اس میں داخل ہو کر اپنے نام روپ کو کھو دیتی ہیں۔ اُسی طرح برہمہ گیانی برہمہ سے مل کر تمیزی نام روپ کو کھو کر برہمہ ہو جاتا ہے ٭

کٹھ اُپنشد۔ پرشن اُپنشد اور منڈک اُپنشد کے طرز بیان نہ صرف باہمدگر متشابہ ہیں۔ بلکہ ان کے خیالات اور ان کی عبارتوں کی ذہنی مرادیں بھی یکساں ہیں۔ بالخصوص منڈک دونو کا عجیب و غریب ساتھی بنجاتی ہے۔ اگر منڈک اور پرشن۔ خواہ منڈک اور کٹھ ساتھ ساتھ زیر مطالعہ رہیں۔ تو پڑھنے میں یکسانیت کا لُطف ملے گا۔ ان میں سے کون اصلی ہے۔ خواہ ان سب کا عام بالمشترک ماخذ ہے۔ خواہ ایک کو دوسری سے کیا نسبت ہے اس کا پتہ لگانا مشکل اور غیر ممکن ہے۔ تاہم اسقدر کہا جاتا ہے کہ پرشن اپنشد کی بہ نسبت باقاعدگی ہے۔ یہ کیفیت منڈک اور کٹھ کی نہیں ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ کہ اس کی ترتیب کا اہتمام بعد کو ہوا ہے۔ منڈک کی ترتیب میں خوش ترتیبی کا وہ سلسلہ نہیں ہے جو پرشن میں موجود ہے۔ اور ساتھ ہی اس میں بلند خیالی بھی ہے۔ پرشن میں صرف تتول ہی کا ذکر نہیں آتا۔ بلکہ ان کی ماترا دُں شبد۔ سپرش۔ روپ۔ رس۔ گندھ کا بھی اشارہ موجود ہے۔ اسی طرح کٹھ کے دوسرے حصہ کی نسبت بھی سمجھنا چاہیئے۔ یہ بھی اصلی نہیں بلکہ ترتیبی کتاب ہے۔ لیکن کٹھ اپنشد کے پہلے حصہ کی بابت یہ رائے نہیں قائم کی جاسکتی ہے۔ وہاں خیالات اور اظہار کی صورت میں مطابقت ہے۔ اور ایک ہی

خیال شروع سے آخر تک محیط ہے۔ ممکن ہے۔ یہ کٹھ اپنشد منڈک سے پہلی ہو۔

برہمہ یا ذات مطلق کا سدھانت (اصول) اور جگت اور جگت کے جانداروں کے ساتھ اس کی نسبت اور پھر انسان کا اعلےٰ مقصد ان باتوں کیمراحت ہیں تینوں اپنشدوں نے کمال دکھایا ہے۔ تفصیلی مدات کے حسن و قبح پر جانے کی اسقدر ضرورت نہیں ہے۔ صرف ان کی بلند خیالی اور معراج تمنا پر خیال دوڑاتا ہے۔ جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ چوٹی کا مضمون ہے۔ اس سے بہتر دنیا کے کسی فلاسفر نے نہیں بیان کیا۔ بلکہ یہاں تک بمشکل کسی کی رسائی ہوئی ہوگی۔ تفصیلی مدارج کا مقصد صرف یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی طرح کسی طریقہ سے انسان بلند باطن۔ بلند نظر اور بلند خیال ہو جائے برہمہ کی اصلیت کو ذہن نشین کرلے۔ پھر یہ اس کے لئے غیر ضروری ہو جاتے ہیں۔ مطلب سے مطلب اور غرض سے ہے۔ پھل کھانے سے کام ہے۔ پیڑ گننے یا پتہ پتہ کے شمار کرنے میں دھرا کیا ہے۔ اور پھر طرز بیان کی سلاست اور سادگی بھی عجیب وغریب ہے۔ نہ کہیں کوئی ادق لفظ آتا ہے۔ اور نہ سمجھانے میں منطق کے طول طویل دائرہ بنانے کی ضرورت ہے۔ جو بات ہے آسان اور سہل ہے۔ صرف آدمی ذرا غور کرے۔

غور کرنے کی عادت ڈال لے۔ اور خود بخود سمجھ جائیگا۔
زیادہ علمیت کی مطلق احتیاج نہیں ہے۔ یہ کمال دنیا
میں صرف ان اپنشدوں کو ہے۔ مانا سلسلہ کی کڑیاں
کہیں کہیں کیا بلکہ ہر جگہ نہیں ملتیں۔ ان کے میل ملانے
کی طرف کمتر توجہ دی گئی ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ اس میں
کمی ہے۔ بالکل غلط اور جھوٹی بات ہے۔ ضروری
مدارج سب کے سب موجود بھی ہیں۔ مطالعہ کرنے والے
کا خیال تک تو اس کمی کی جانب نہیں جاتا۔ جب کا جی
چاہیے وہ آپ ان کڑیوں کا اضافہ کیا کرے اور کرتا
رہے۔ منع کس نے کیا ہے! اگر ان کی طرف توجہ دی
جاتی تو شاید یہ اپنشد۔ اپنشد نہ رہتیں۔ ان کا مطالعہ سخت
مشکل ہو جاتا۔ عطر عطر۔ جوہر جوہر۔ مکھن مکھن یہاں موجود
ہے۔ یہ باریک خیالی ان رشیوں کو کب سوجھی تھی۔ اس
کا پتہ کون دے! ویدوں کے اکثر منتروں میں یہ
خیالات پائے جاتے ہیں۔ گو وہاں صرف بیج کی شکل
میں ہیں۔ یہ وید کتنے پورانے ہیں؟ اس کا جواب بھی نہیں
دیا جا سکتا۔ خیالات موجود ہیں۔ اور اہل خیال کی باریک
بینی۔ موشگافی۔ لطیف بیانی اپنشدوں کی سادہ عبارت
میں ہے۔ اُسے دیکھو۔ اپنا کام بناؤ۔ اور یہ کافی ہے
اور ضرورت سے زیادہ کافی ہے۔

مذاہب کے نشو و نما میں خدا کا مبہم خیال ہر جگہ پایا

جاتا ہے۔ لیکن وہ بالکل غیر مکمل۔ ناکافی اور غیر اطمینان بخش ہے۔ سوال کرو۔ اُسی وقت کافر۔ بیدین اور غیر معتقد مُشرک کا فتویٰ دیا جائے گا۔ اور کیا عجب تعصب کی کند چھری سے پوچھنے والے کی گردن بھی رینی جائے یہاں برعکس کیفیت ہے۔ کم از کم ان تینوں چھوٹی چھوٹی اپنشدوں ہی سے مطالعہ کا تعلق پیدا کرو۔ وہ روحانی تشفی اور اطمینان قلب کا سامان مل جائے گا۔ کہ باید و شاید! بعض بعض دویت وادی ہندو مذاہب نے اِن اپنشدوں کے ساتھ بھی بدسلوکیوں کی جرأت کی۔ تعظیم تو سب کے دلوں میں ہے۔ لیکن انہوں نے اپنے اپنے موہوم اور مبہم عقیدوں کا اُسے رنگ دینا چاہا۔ یہ سخت بے انصافی اور ناقابلِ معافی جرم ہے۔ لیکن نتیجہ کیا ہوتا ہے! اپنشدوں کے طالب علم خود بخود سمجھ جاتے ہیں۔ کہ اصل مراد کیا ہے۔ اور متعصبوں کے تعصب کی دال نہیں گلتی*

برہمہ ہے۔ یہ اپنشدوں کا سہانا راگ ہے۔ یہ ان کے گیت کا ٹیک ہے۔ برہمہ کیا ہے؟ یہ پہلی کڑی اور انترہ ہے۔ برہمہ کی اس جگت کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ یہ دوسرا انترہ ہے۔ برہمہ سے کیسے جگت کی پیدائش ہوئی؟ یہ تیسرا انترہ ہے۔ جیو اور برہمہ کی باہمی نسبت کیا ہے۔ یہ چوتھا انترہ ہے۔ اور اس برہمہ کے

جان لینے کا پھل کیا ہے ؟ یہ پانچواں اور آخری انترہ ہے - زنجیر کی یہ مسلسل کڑیاں ان تینوں اپنشدوں کے اندر ہیں - بیان مکمل ہے - خوبصورت ہے - دل کو لگتا ہے - ان کی موجودگی میں اُپنشدوں کی تعلیم کو غیر مکمل اور غیر مسلسل کہنا اگر سخت غلطی - غلط فہمی اور غلط بیانی کے جُرم کا اِرتکاب نہیں ہے - تو اور کیا ہے !

یاد رہے - دنیا میں صرف یہی مختصر کتابیں ہیں جو آدمی کو بے خوف - با اطمینان اور روحانیت کی نظر سے افضل بنا دیتی ہیں - دنیا کے کتب خانے ڈھونڈو علمی دفاتر کھنگالو - سائینس اور فلسفہ کی جدت کیجانب توجہ کرو - اور پھر دیکھو تمہارے پلے بھی کچھ پڑتا ہے یا نہیں - اسوقت ان کی عظمت اور بزرگی کا سکہ خود بخود دل پر بیٹھ جائے گا - اور تمہاری زندگی کچھ کی کچھ ہو جائے گی +

ہم نے صرف تین ہی چھوٹی اپنشدوں کا نام لیا ہے - اوپر کے تمام بیانات اوران کے بالترتیب مدارج آ جاتے ہیں ؟

پر ہمہ مت ہے - جگت مضیا ہے - یہ خیال ہے - جو اُپنشد دیتی ہیں - اور اس کے صحیح ہونے میں شک کیا ہے ! کیا یہ دنیا عارضی نہیں ہے ؟ کیا یہ سنسار ناشمان نہیں ہے ؟ جرأت ہو تو اس کی تردید کرو - لیکن تردید

ہو کیسے سکتی ہے! یہاں قدم قدم پر لمحہ لمحہ تبدیلی کے نظارے زیر نگاہ آتے رہتے ہیں۔ اسے بچہ بچہ بھی سمجھ سکتا ہے؛

برہم ست ہے۔ نت ہے۔ اس کے صحیح ہونے میں بھی کیا شک ہے! کیا کوئی شخص بھول کر بھی کبھی خیال کر سکتا ہے کہ کیا کبھی کسی وقت یہ لامحدود ناقابل بیان ہستی نہ رہے گی؟ ایسا کوئی نہیں کہہ سکتا۔ مرنے والے مرتے ہیں۔ اور یہ جوں کی توں قائم ہے۔ یہ بھی ہر شخص آسانی سے سوچ سمجھ سکتا ہے۔ یہ روز روز کا تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ جرأت ہو۔ تو اس کی تردید کرو۔ لیکن یہ لامستردخیال ہے۔ جو انسان کے دل سے کبھی دور نہیں ہو سکتا؛

دوسرا اصول جیو اور برہم کی یکتائی ہے۔ یہ جیو کیا ہے؟ کیا یہ عارضی اور فانی ہے؟ کبھی نہیں۔ انسان چاہے۔ سب کو مرتا ہوا دیکھے۔ لیکن اپنی موت کا اُسے بھول کر خیال تک بھی نہیں آتا۔ اور نہ آسکتا۔ تم اپنی موت کو ذرا سوچو تو سہی۔ اس موت کے خیال کے پس پشت تم خود برابر موجود ہو گے اس لئے اس اصول کی بھی تردید محال اور غیر ممکن ہے۔ یہاں تک تو سب کے خیال متفق ہونگے۔ اختلاف برہم اور جیو کی یکتائی میں ہے۔ لوگوں نے برہم کو

ہوا مان رکھا ہے۔ اس لئے ڈرے اور سہمے ہوئے ہیں۔ یہ ان کا خوف بے بنیاد ہے۔ اس کی جڑیں مذاہب کے توہمات۔ تعلیمی وسوسات اور اردگرد سے تبدیل ہونے والے واقعات کے اثرات موجود ہیں۔ اس لئے اصلیت کے سمجھنے میں غلطی ہوتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو اس کا ذہن نشیں کرنا آسان اور ٹھیکی بچانے کا کرتب ہوتا۔

جیو ہی برہم ہے۔ حضرت! برہم کی وسعت کا خیال کہاں پیدا ہوتا ہے۔ تمہارے ہی دل میں تو پیدا ہوتا ہے۔ پھر تم محدود کیسے ہوئے؟ محدود شے کب غیر محدود خیال کو اپنے دل میں جگہ دے سکتی ہے۔ یہ غیر محدود ہی ہے۔ جو غیر محدودیت کے بھاؤ کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ جیو کسی حالت میں محدود نہیں ہے۔ محدود ہوتا تو اُسے برہم کی غیر محدودیت کے تصور کرنے کا موقع کب ہاتھ آتا۔ انسان کا دل عجیب و غریب ہے۔ یہ راز ہستی کا معمہ ہے۔ جس کے اندر خدا۔ خدا کی خدائی اور خدا کا رقیب شیطان تک سمٹا سمٹایا پڑا رہتا ہے۔ ان بیچاروں کو سوا انسان کے دل کے سہارا لینے کے اور جگہ کہاں ملتی ہے! سوچو یہ رہتے کہاں ہیں! یہ سب کے سب اس کے اندر ایک مختصر جگہ میں روپوش رہتے ہیں۔ اُسی کے منہ اور زبان سے پھدک پھدک کر نکلتے اور اسی میں جذب ہو جاتے ہیں۔

وسعت کا دل کے بیرے پتا پائے کیا کوئی
سب کچھ ہے باہر اِس سے کہاں جائے کیا کوئی

نادان اور اگیانی انسان اپنی ذات کو بھولا ہؤا ناحق خدا اور شیطان کے مخمصے میں پڑا ہؤا ہے۔ ان کی ہستی اس کی ہستی کے تابع ہے۔ جب یہ اقرار کرتا ہے تب خدا موجود اور جب انکار کرتا ہے تب خدا معدوم! افسوس لوگ اس قدر بھی نہیں سمجھ سکتے!

اس کی وسعت کا سبب یہ ہے۔ کہ لامحدود اس کے ہردے کی گپھا میں بیٹھا ہؤا محدود اور غیر محدود کی ماپ تول کر رہا ہے۔

(۱)۔ وسعت کا دل کے کوئی پتا کیسے پا سکے
یہ وہ ہے جس میں آکے خدا بھی سما سکے

(۲)۔ اے دل عجب طرح کی ہے تیری کائنات
جو چاہے آئے آکے وہ باہر بھی جا سکے

(۳)۔ باہر ہے دل تو دل ہی ہے بھیتر جناب من
ہے کون اس کے راگ کا نغمہ جو گا سکے

اگر کوئی اسی میرے خیال کو لے کر سوچنے سمجھنے لگے تو ابھی دم کے دم میں اپنشد کا راز سربستہ اس کی سمجھ میں آسکے۔ اپنشدوں کے اصول کے زیر ہدایت اندرونی اور بیرونی تعلقات کی شہادت اور اپنی ذاتی اصلیت کے ذہن میں رکھنے سے اپنشدوں کی ماہیت کا پتہ آسانی سے

لگ سکتا ہے۔ یہ برہمہ جیو ہے۔ اور جیو ہی برہمہ ہے۔ ایک ہی شے کے طبقاتِ ہستی کے خیال دو مختلف نام رکھ لئے گئے ہیں۔ جیو برہمیو ناپرہ، جیو اور برہمہ میں کوئی بھید نہیں ہے ॥

کوئی شخص غلطی میں پڑکر یہ کبھی نہ خیال کرے کہ اپنشدوں کی تعلیم فرضی اور وہمی ہے۔ وہ اصلی اور حقیقی ہے۔ آج کوئی نہ سمجھے۔ کل کہاں جائے گا! بغیر اس کے سمجھے ہوئے اطمینان اور بے خوفی کیسے آئے گی ॥

بھولو نہیں۔ میرے اس جملہ کو ہمیشہ یاد رکھو۔ جیسا خیال ویسا فال۔ جیسا فال ویسا حال جیسا حال ویسا مآل۔ جیسا مآل ویسا کمال۔ اس کا یاد رکھنا آسان ہے مشکل نہیں ہے۔ اور میں اپنی تحریر سے تم کو حقیقت سمجھا دونگا۔ اور سمجھا کر چھوڑ دونگا۔ یوں ہی میں اپنشدوں کی ٹیکا لکھنے نہیں بیٹھا ہوں۔ میں تعلیم دینے والے معلم کی حیثیت میں آیا ہوں۔ وہ تعلیم ہی کیا ہوئی جو ذہن کے اندر نہ اتری یا نہ اتر سکی! صرف صبر۔ استقلال اور دل کی یکسوئی کی ضرورت ہے۔ تم اتنا کرو۔ باقی کام میں خود کرونگا اور کر گزرونگا

۱ — تعدد کثرت اور انیک کا خیال خارجی نظارہ کے مشاہدہ کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح محدود اور غیر محدود کا بھی حال ہے۔ ان کی ہستی کا یقین غور سے پہلے ہی ہونا

ہے۔ لیکن جیسے جیسے تجربہ اور مشاہدہ میں وسعت ہوتی جاتی ہے۔ اُسی اُسی طرح ان کی ہستی کا وہم خود بخود زائل اور کمزور ہوتا جاتا ہے۔ اور سبب اور نتیجہ کا قانون بیچ بیچ میں حائل ہو ہو کر پیدا دیتا ہے۔ کہ یہ کثرت وہم محض ہے۔ یہ تبدیل ہونے والی عارضی حالت ہے۔ آخر میں نتیجہ اپنے سبب میں جاکر معدوم ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایک کا ایک رہ جاتا ہے۔ مٹی کے تمام کھلونے۔ برتن بھانڈے وغیرہ لوٹ پھوٹ کر مٹی رہ جاتے ہیں۔ پانی کے تمام بلبلے۔ بوندیں۔ لہریں دھار وغیرہ پانی سے مل کر ایک ہو رہتی ہیں۔ اس طرح تتوں پر سوچنے سے پانچ تتو پر آکر نظر ٹھہرتی ہے۔ مٹی۔ پانی۔ آگ۔ ہوا آکاش۔ مزید غور اور تجربہ سے یہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ چار عناصر کی پیدائش بتدریج آکاش سے ہوئی کھنی مٹی گھل کر پانی بنی۔ پانی آگ ہوا۔ آگ ہوا کی جزو بن گئی ہوا آکاش میں جاکر مل گئی۔ اب پانچ کے عوض ایک فقط آکاش رہ گیا۔ پانچ کا وہم کافور۔ آکاش کی ہستی مقدم و موخر! ایک پر آکر چت ٹھہر گیا۔ یہ وحدت ہے ✤

اسی طرح اب ان کی ماتراؤں پر غور کرو۔ مٹی گندھ میں بدلی۔ مٹی گندھ بدل کر جل میں ملے۔ جل اپنی ماترا رس میں تبدیل ہوا۔ جل اور رس مل کر آگ میں۔ آگ اپنی ماترا میں لے ہو کر ہوا میں۔ ہوا اپنی ماترا سپرش کو لے کر آکاش

میں جذب ہوا۔ آکاش اپنی ماترا شبد میں غائب ہو گیا اب یہ سب گزشتہ معدوم ہو کر صرف شبد محض رہ گیا یہ وحدت ہے *

یہی کیفیت کرم اندریوں اور گیان اندریوں کی بھی سمجھو۔ یہ اپنے اپنے دشئے میں جذب ہو ہو کر من میں لین ہوئیں۔ جن سے ان سب کی پیدائش ہے۔ اور اب صرف من ہی من رہ گیا۔ یہ وحدت ہے *

کارج ہمیشہ اپنے کارن کی طرف واپس جاتے ہیں۔ نتیجہ سبب ہی میں جا کر معدوم ہوتا ہے۔ اصل کی اولاد اصل کی جانب رجوع ہوتی ہے۔ یہ وحدت ہے *

ان سب من۔ بانی۔ تتو وغیرہ کا آدھار پران ہے یہ سب اسی کے سہارے رہتے ہوئے اپنا اپنا کھیل کرتے ہیں۔ اور پھر پران میں لئے ہو جاتے ہیں۔ یہ وحدت ہے *

یہ پران کس سے پیدا ہوا؟ یہ آتما سے پیدا ہوا۔ یہ آتما میں جا کر لے ہوا۔ یہ وحدت ہے *

اس آتما کا آدھار۔ سہارا۔ سبب یا کارن پرماتما ہے یہ پرماتما میں جا کر لے ہوا۔ اب آخر میں ایک پرماتما ہی پرماتما رہ گیا۔ جو سب کا اصل الاصول ہے۔ یہ آخری وحدت ہے *

منڈک وغیرہ اپنشدوں نے اسی طرح وحدت کے مسئلہ کو ذہن نشین کرایا ہے۔ کارج تو اندریوں کو دکھائی

دیتا ہے۔ کیونکہ تمیز و تفریق کا درجہ رکھتے ہوئے بھی ان کے درمیان مطابقت۔ مماثلت۔ ہم آہنگی اور موافقت ہے۔ لیکن اصلی اصل اور حقیقی کارن اس قدر لطیف۔ باریک اور اونچا ہے۔ کہ من اور اندریوں کی رسائی اس تک نہیں ہوتی۔ یہ اس کے ماتحت ہیں۔ وہ ان سے بالا دست ہے۔ اور ان پر فوق رکھتا ہے۔ اس لئے ان کو اس کا علم ہونا غیر ممکن ہے۔ یہ اصل الاصول اور سب کی بنیادی ابتدا برہمہ ہے۔ اپنشد اسی بات کو ذہن نشین کراتی ہیں۔ برہمہ کی تلاش ان عارضی صورتوں میں یا ان عارضی اوزاروں کی مدد سے غیر ممکن ہے۔ شردھا سے اُس کا انوبھو ہوتا ہے۔ تب وحدت کا مضمون خودبخود خاطرنشین ہونے لگتا ہے +

۲ — اب ذات مطلق یا برہمہ کی طرف رجُوع کرو۔ ہم کو خارجی اور اندرونی علم کا دعوےٰ ہے۔ یہ علم ابتدا میں حقیقی اور مضبوط معلوم ہوتا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اسی علم سے ہمارے کاروبار میں باقاعدگی رہتی ہے۔ اور اسی پر ہماری زندگی کا انحصار معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مابعد کا پختہ تجربہ اسے بھی عارضی اور ناپائدار ثابت کر دکھاتا ہے۔ یہ صرف عارضی معلومات کا عارضی علم ہے۔ ہم اس تجربہ سے بچ نہیں سکتے۔ یہ سب کا سب تبدیلی پذیر ہوتا جاتا ہے۔ آج تم علم کا ایک نیا مسئلہ

گھڑو۔ کل کی مزید واقفیت اُسے غلط قرار دے گی جو بات ہمارے بیرونی علم کی بابت صحیح ہے۔ وہی اندرونی علم کی بابت بھی لفظ بہ لفظ صحیح نکلتی ہے۔ ان کے درمیان زیادہ فرق نہیں ہے۔ سوچو۔ ہماری اندریاں ہیں۔ خود تو ان کو علم ہوتا نہیں۔ ان کو علم کے لئے من کی ماتحتی میں رہنا پڑتا ہے۔ یہ من دنیا میں علم یا گیان کا اوزار ہے۔ لیکن کیا یہ بطور خود سبب اول ہے؟ نہیں۔ یہ محدود ہے۔ اور یہ کسی اور ہستی۔ سبب اور اصل کے تابع ہے۔ اس کا پتہ سوشپتی کی گہری نیند کی حالت میں لگتا ہے۔ جب من کسی اور ہستی میں جاکر جذب ہو رہتا اور ہو جاتا ہے۔ یہاں آکر من کے علم کا خاتمہ ہو جاتا ہے یہ محدود من اور اس کا محدود علم کسی لامحدود من اور لامحدود گیان کے ماتحت ہے۔ جو خود لامحدود ہے اس نتیجہ پر پہنچ کر پھر ہم کو اپنی اصلیت کی جانب رجوع ہونا پڑتا ہے۔ اور اگر ہم بار بار غور کریں۔ تو ہم کو پتہ لگتا ہے۔ کہ ہمارے اندر کوئی ایسا مستقل۔ دائمی اور قائمی جوہر ہے۔ جس کے تابع یہ سب کے سب ہیں اور آخر میں ہم کہ اٹھتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا "آتما" اور ہماری اپنی "ذات" ہمارا اپنا "جوہر" اور ہماری اپنی "مطلقیت" ہے۔ جو کسی کے بھی تابع نہیں ہے۔ یہ آتما ہی ہے۔ جو اصل میں سنتا۔ دیکھتا سوچتا اور جانتا ہے

اس کے سوا اور کسی کو علم نہیں ہوتا۔ اور سب تو غائب ہوتے جاتے ہیں۔ یہ باقی رہ جاتا ہے۔ اور سب بدل جاتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں بدلتا۔ یہ نہ ہوتا۔ تو دوسرے دل کی ہستی کا امکان تک نہ رہتا۔ یہ آتما ہے۔ جو لامحدود لایتغیر۔ لایتبدل۔ لایزال ہے۔ اور تمام علوم و فنون سے بہت اونچی حیثیت رکھتا ہے +

۳۔۔۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ ضرورت ہی میں حرکت کا سوال ہے۔ انسان فطرتاً خوشی ہے۔ اور خوشی پسند ہے۔ اس لیے خوش رہنا اس کا مقصد ہے۔ لیکن دنیاوی خوشی ناپائدار ہے۔ حواس کی لذت عارضی ہے اور یہ حواس خود تھک تھکا کر بیکار بھی ہو جاتی ہیں اس کے سوا ان خوشیوں کے ساتھ پاپ بھی لگا رہتا ہے جو سکھ میں دکھ بھی کرتا رہتا ہے اگر یہ بھی نہ مانا جائے انسان ہمیشہ خوش رہے۔ خوب خوش رہے۔ خوب خوب خوشیوں کے گلچھرے اڑایا کرے۔ لیکن بڑھاپا کو کیا کریگا۔ وہ تو آئیگی اور آکر رہے گی۔ اور اپنے ساتھ موت کو لائے گی۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ مرنے کے بعد سورگ کا سکھ ملیگا۔ تو یہ سکھ بھی دنیاوی سکھ کی طرح عارضی ہے۔ یہ بھی خالص اور دیرپا نہیں ہے۔ اس کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ عارضی کرموں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس لئے ان کا پھل بھی عارضی ہی ہوگا۔ یہ

محدود ہیں۔ اس لیئے ان کے نتیجے بھی محدود ہونگے
کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ کبھی نہ کبھی یہ بھی ختم ہونگے
اور ان سے سیری اور دائمی راحت نہ نصیب ہوگی۔
انسان ایسا سکھ چاہتا ہے۔ جو کبھی ختم ہونے پر نہ آئے
اور تبدیل نہ ہو۔ اگر ایسا سکھ کہیں کسی سے مل سکتا
ہے۔ تو وہ صرف وہ شخصیت ہوگی۔ جسے یہ سکھ حاصل
ہے۔ اور اس کی قربت لازمی شرط ہوگی۔

دیوتاؤں سے سکھ ملتا ہے۔ وید ایسا کہتے ہیں۔
لیکن یہ دیوتا خود بھی غلبات اور جذبات کے زیر
اثر شکست و مغلوبیت کے شکار اور نفسانیت سے
پاک نہیں ہیں۔ ان میں دائمی سکھ کہاں! یہ تو اس سے
خالی ہی ہونگے۔ خالی نہ ہوتا تو پھر برباد اور پریشان
کیوں ہوا کرتے۔ لڑائی جھگڑے میں کیوں رہتے!
اس لیئے آتما کا دائمی سکھ آتما ہی میں ملیگا۔ اور ہم
کو مجبوراً ان نتیجوں پر آنا پڑتا ہے:۔

(۱)۔ خارجی سامان میں سکھ کی تلاش فریب اور دھوکا ہی
(۲) – خارجی اشیا ہمیشہ ہمارے اختیار میں نہیں رہتیں۔
(۳)۔ جسقدر ہم خارجی سامان سے جدا اور آزاد رہینگے
اسی قدر مصیبت سے نجات رہے گی۔
(۴) – دلی خوشی نسبتاً حواسی خوشی سے اعلیٰ ہے۔ اور
اس کا تعلق گیان سے ہے۔ بشرطیکہ دل معراجی ہے۔

اس لئے گیان کی خوشی سب سے اونچی ہے۔ اور
گیان چونکہ لامحدود ہے۔ اُس کی خوشی بھی لامحدود ہوگی
یہ لامحدود گیان کیا ہے؟ اور یہ کس کا گیان ہے؟
یہ برہمہ گیان ہے۔ محدود گیان اُسی طرح لامحدود
گیان کے تابع ہے۔ جیسے اندریوں کا گیان من کے
گیان کے تابع ہے۔ یا ندی دریا سمندر کے تابع ہیں +
یہی برہمہ کا خیال ہے۔ برہمہ ہی حقیقی خوشی ہے
اور برہمہ ہی میں حقیقی خوشی ہے +
جہاں خوشی ہے۔ وہاں ہستی کا بھی ہونا لازمی ہے
کیونکہ پھر وہ خوشی کیسے ہوگی! اور جہاں ہستی ہوگی۔
وہاں ہستی کے علم کا ہونا بھی مقدم ہے۔ اس لئے
خوشی ہستی اور علم تینوں ایک اور باہمدگر وابستہ ہیں۔
یہ تینوں حالتیں ہم میں ہیں۔ جب تک ہم میں محدودیت
کا خیال ہے۔ ہم محدود الخیال ہیں۔ اور جب ہم میں
وسیع الخیالی آ جاتی ہے۔ ہم وسیع الخیال ہو رہتے ہیں
یہ بات اس طرح آسانی سے سمجھ میں آتی جاتی ہے۔
اور ہو بہو ہو جانے پر یہ سمجھ پختہ ہو جاتی ہے +
آخری نتیجہ یہ ہے۔ کہ آتما مادی طبقہ سے اونچا ہوتا
ہُوا اس سے جدا نہیں ہے۔ جہاں مادہ ہے۔ وہاں روح
ہے۔ اور جہاں رُوح ہے۔ وہاں مادہ بھی رہتا ہے۔
اس طرح یہ تمیزی تفرقہ بھی رفتہ رفتہ ختم ہو جاتا ہے

اور اپنشدوں کا مضمون اس کی صراحت کر کے خوب دل نشین کر دیتا ہے۔ تب بھرم ہمیشہ کے لئے مٹ جاتا ہے۔ صرف اسقدر جان لینا ہے۔ کہ مادہ کی اپنی کوئی اصلی ہستی نہیں ہے۔ اس کی ہستی آتما کے تابع ہے یہ آتما ہی ہے۔ جو حقیقی سچدانند ہے ۔

ابتدا میں اس طرح سمجھنا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن جہاں غور اور بویک وچار نے ذرا قدم بڑھایا مطلقیت کا مضمون ہم سے اور ہماری ذات سے وابستہ معلوم ہونے لگتا ہے۔ اور اتنا ہی نہیں۔ بلکہ اس کا معمولی طور پر تجربہ بھی ہوتا جاتا ہے۔ اور تمام مسئلہ مسائل کے حل کی کنجی ہمارے ہی اندر نظر آنے لگ جاتی ہے ۔

برہمہ کے اس خاص خیال کو اپنے دماغ (منڈ) میں جگہ دے لو۔ تب منڈک کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوگا ۔

ویدوں سے تعلق

منڈک اپنشد کا تعلق اتھروید سے ہے۔ اور اس کی تعلیم کا سلسلہ خود برہما جی سے ملایا جاتا ہے۔ یہ منتر اپنشد بھی کہلاتی ہے۔ کیونکہ نظم میں بیان کی گئی ہے ۔

خاص خصوصیت

منڈک اپنشد کی تعلیم شونک نامی ایک خانہ دار گرہستی کو دیگئی تھی اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس سلسلہ کی تعلیم کا تعلق بھی زیادہ تر گرہستیوں ہی سے رہا ہوگا۔ جیسا کہ اب تک شرو برت سرمیں ورت دھارن کرنیکا رواج پنتھائیوں کے درمیان موجود ہے۔ اور اسمیں زیادہ تر گرہستیوں ہی کی تعداد شامل ہوتی ہے۔ شرو برت کسطرح دھارن کیا جاتا ہے۔ اس کی اشارہ میں وضاحت تو کردی گئی۔ رسمی طور پر اس کا طرزِ عمل روایتی ہے۔ جو خاص خاص پابندیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور مختلف پنتھائیوں میں مختلف طریقہ سے برتا جاتا ہے۔ اسلئے اس کی تفصیلی صراحت طول عمل سے خالی نہ ہوگی۔ یہاں صرف اسی قدر کہنے کی ضرورت ہے۔ کہ جس نے شرو برت (سرمیں ورت) یا منڈک (سرمیں برہم) کو دھارن کرلیا۔ اُسے اسکے پڑھنے اور وچارنے کا حق حاصل ہوگیا۔ اس کی ابتدائی شرط صرف اتنی ہی ہے۔ اور وہ صحبت یا مجلس خواہ ست سنگ میں رہنے اور گورو کے بچن سننے کا ادھکاری تسلیم کرلیا گیا۔ پھر اس سے کوئی بھید نہ چھپایا نہ جائے گا۔

یہ گرہستیونکا طریق ضرور ہے۔ لیکن یہ لازمی نہیں ہے۔ کہ اسمیں اور آشرم کے لوگ نہ شامل ہوں۔ اس کی بندش نہ پہلے تھی۔ اور نہ اب ہے۔

دھارے تو دو اُدبھلی گرہی اور ویراگ
گرہی داسا تن کرے۔۔ ویراگی انوراگ

طرز عمل کا اصول اس دوہے میں اختصار کے ساتھ موجود ہے۔ گرہستی میں داساتن ہو۔ اور ورکتی میں انوراگ رہے اور دونوحالیں طور پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اور تمیز کی تفرقہ کی گنجائش نہ رہے گی۔

یہاں اسقدر جتا دینے کی ضرورت ہے۔ کہ یہ گورو مت آئین ہے۔ اور گورو کے ست سنگ کا محتاج ہے۔ جو لوگ اسے گورو کی زبان سے نہیں سنتے اور ساتھ ساتھ عمل نہیں کرتے ان کے دلی شکوک وشبہات دور نہیں ہوتے۔ اور اصلی نفع کم ملتا ہے۔ بلکہ یہ علم اکثر عذاب جان بھی ہو جاتا ہے۔ علم کا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ وہ عملی ہو۔ اور زندگی کا جز بنجائے۔ محض سننے یا پڑھ لینے سے اس کا اصلی فائدہ کیا ہوتا ہوگا۔ یہ ہر سمجھ دار شخص اپنے لیے سمجھ سکتا ہے۔

فائدہ تو اس وقت ہے۔ کہ یہ برہمہ یا برہمہ اگنی کو عملاً سر میں دھارن کئے ہوئے دریائے انوار میں غواصی کرے۔ یہ کسطرح ہوتا ہے؟ وہ دیو۔ یان پنتھ کے پنتھائی کا راز ہے۔ جو صرف ادھکاری کو بتایا جاتا ہے۔ طریق آسان۔ سریع العمل اور سریع الاثر ہے۔ کرنا شرط ہے۔ پھر خود بخود اصلیت گھر کر جاتی ہے۔ اور اس کا ساکشات کار ہو جاتا ہے۔ منڈک اپنشد اس طرز عمل کی مختصر نوٹ بک ہے اور بس۔

شیوبرت لال
رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج راج بنارس

منڈک اپنشد

پہلا منڈک

پہلا کھنڈ

(۱) تعلیمی سلسلہ برہما سے چلتا ہے

(۱)— برہما دیوتاؤں میں سب سے پہلے پیدا ہوا وہ سب کا بنانے والا اور دنیا کا محافظ ہے۔ اس نے تمام وِدیاؤں کی بنیاد۔ برہمہ وِدّیا اتھروَن نامی اپنے بڑے لڑکے کو سکھلائی۔

(۲)— برہما نے جو کچھ اتھروَن کو سکھایا تھا۔ وہی برہمہ وِدّیا اتھروَن نے پورانے زمانہ میں انگر کو بتائی

اس نے بھردواجی ستیہ واہ کو بتائی +

بھردواجی ستیہ واہ نے علوی اور سفلی دو نوں ودیائیں انگرس کو بتائیں +

(۲)۔ شونک کو جگت کے کارن جاننے کا شوق ہوا

(۳)۔ شونک فی الحقیقت ایک بہت بڑا گرہستی دستور کے موافق انگرس کے پاس آیا۔ اور (اس سے) پوچھا۔ "بھگون! کس ایک (شئے) کے سمجھ لینے سے یہ سب جگت سمجھ میں آجاتا ہے"

(۳)۔ دو قسم کی ودیائیں

(۴)۔ اس نے کہا۔ دو ودیائیں جاننے کے قابل ہیں۔ ایک پرا (علوی) دوسری اپرا (سفلی) برہم کے جاننے والوں نے فی الحقیقت ایسا ہی کہا ہے +

(۵)۔ ان میں سے سفلی (علم) رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید۔ اتھر وید۔ سکشا۔ کلپ۔ دیاکرن۔ نرکت۔ چھند اور جوتش ہیں +

علوی (علم) وہ ہے۔ جس سے اکشر (لافانی برہم) جانا جاتا ہے +

(۴)۔ سب کی جڑھ لافانی اکشر ہے

(۶)۔ "جو نہ دیکھا جاتا ہے۔ نہ پکڑا جاتا ہے جس کا گوتر نہیں نہ ورن ہے۔ نہ جس کی آنکھ ہیں۔ نہ کان ہیں۔ نہ ہاتھ ہیں۔ نہ پاؤں ہیں۔ وہ ہمیشہ رہنے والا ہے

محیط کُل ہے سب کے اندر ہے۔ بہت لطیف ہے + جس کا ناش نہیں ہوتا۔ جیسے گیانی سب جانداروں کا کارن بتاتے ہیں +

(۷) — ''جیسے مکڑی تار چھوڑتی ہے اور سمیٹ لیتی ہے جیسے زمین پر پودے اُگتے ہیں۔ جیسے پرش کے سر اور جسم سے بال پیدا ہوتے ہیں۔ ویسے ہی اکشر (برہمہ) سے ہر چیز پیدا ہوتی ہے''

(۸) — تپ سے یہ برہمہ پھُولتا ہے۔
تب اُس سے ناج پیدا ہوتا ہے۔
ناج سے پران۔ من۔ ست
لوک اور کرموں میں امرت پیدا ہوتے ہیں''

(۹) — وہ جو سب کا جاننے والا اور سب کا سمجھنے والا ہے
جس کا تپ گیان روپ ہے۔
اس (برہمہ) سے برہما پیدا ہوتے ہیں۔
(یعنی نام روپ اور ناج +

دُوسرا کھنڈ

(۱)۔ مذہبی کرموں کی پابندی

(۱) — ''یہ سچائی ہے کہ:۔

رشیوں نے کرموں کو (ویدوں کے) منتروں میں دیکھا جو تریتا (تین ویدوں) میں مختلف قسم میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان کی لگاتار پابندی کرو۔ اے سچائی کے پیار کرنے والو! یہ پنیہ لوک کی طرف (لے جانے والا) تمہارا راستہ ہے ٭

(۲) - جب اگنی کے ملنے پر اس کے شعلے بلند ہوتے ہیں۔ تو پگھلے ہوئے گھی کی دو آہوتیاں دینی چاہئے یہ آہوتی شردھا کے ساتھ ہو ٭

(۳) - جس کا اگنی ہوتر بغیر دیکھے ہوئے پورنماشی چترماسی۔ اور آگریں کے ہے۔ جہاں اپنیتی نہیں جاتے برابر جاری نہیں رہتا۔ بغیر وشودیو کے ہے۔ باقاعدہ کے موافق نہیں کیا جاتا۔ ایسے شخص کے ساتوں لوک برباد ہو جاتے ہیں ٭

(۴) - کالی کرالی منوجوا
شولوہتا۔ شودھومردرنا پھولنگنی وشوروچی
یہ چاروں طرف جھجکتی ہوئی سات زبانیں کہلاتی ہیں

مختصر تشریح :-

کالی = سیاہ
کرالی = خوفناک
شولوہتا = بہت سُرخ
شودھومردرنا = بہت دھوئیں کی رنگ والی -

سچھو لنگنی = جنگاریاں جھاڑنے والی۔
وِشو روپی = چاروں طرف پھیلنے والی۔
منو جوا = من سے پیدا شدہ۔

(۲)۔ کرم کا پھل

(۵)۔ "جب یہ چمک رہی ہوں۔ تو مناسب وقت پر آہوتی دیتے ہوئے جو جِجمان کرم کو پورا کرتا ہے اس کو یہ سورج کی کرنیں وہاں لے جاتی ہیں۔ جہاں دیوتاؤں کا ایک مالک رہتا ہے" ٭

(۶)۔ "آؤ آؤ۔ اس طرح اُسے کہتی ہوئی وہ چمکتی ہوئی آہوتیاں جِجمان کو سورج کی کرنوں کی راہ سے اٹھا لے جاتی ہیں۔ پیاری پیاری باتیں کہتی ہوئیں اور اس کی تعریف کرتی ہوئیں کہ یہ تمہارا پونیہ برہملوک ہے۔ جسے تم نے اپنے کرموں سے حاصل کر لیا ہے ٭

(۳)۔ محض یگیہ سے جنم مرن دُور نہیں ہوتا

(۷)۔ "مگر یگیوں کی اٹھارہ کشتیاں جس میں نیچے درجہ کا کرم بتایا گیا ہے۔ جو نادان اسی کو بہتر جان کر تعریف کرتے ہیں۔ وہ بار بار بڑھاپا اور موت کو پراپت ہوتے ہیں" ٭

(۴)۔ اگیان کا پھل

(۸)۔ "احمق نادان اودیا کے اندر رہتے ہوئے اپنے آپ کو دانا سمجھتے ہوئے اور اپنے آپ کو پنڈت

جانتے ہوئے۔سخت زخم سہتے ہوئے۔ برابر چکر لگاتے رہتے ہیں: جیسے اندھوں کی رہبری میں اندھے کرتے ہیں +

(۹) - "یہ طفلانہ مزاج والے اَوِدیا کے رہتے ہوئے سمجھتے ہیں۔ ہم نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ کیونکہ کرم کرنیوالے لوگ راگ (کی وجہ) سے (تتو گیان کو) کو نہیں سمجھتے۔اس وجہ سے وہ دکھی ہو کر گرتے ہیں جب ان کا لوک چھین لیا جاتا ہے"+

(۱۰) - "یگیہ اور خیرات کو سب سے اعلےٰ سمجھتے ہوئے یہ ناداں ان سے بہتر اور بھلائی نہیں دیکھتے۔ وہ سورگ کی پیٹھ پر جسے انہوں نے اپنے نیک کرموں کی وجہ سے حاصل کر لیا ہے۔ بھوگ کر اس لوک یا اس سے بھی نیچے لوک میں داخل ہوتے ہیں"+

(۵) - گیانی بغیر یگیہ کے اکثر پرش کو پراپت ہوتے ہیں

(۱۱) - "جو جنگل میں تپ اور شردّھا کا شغل کرتے کرتے ہیں شانت۔ وِدّیاوان بھیکشا مانگ کر زندگی بسر کرتے ہوئے وہ سورج کے دروازہ سے وہاں جاتے ہیں۔جہاں وہ امرت پورش رہتا ہے (بلکہ) امرت پرش ہی کو (پراپت) ہوتے ہیں"

(۶) - برہم گیان قابل گورو سے ملتا ہے

(۱۲) - "جو لوک کرم سے حاصل کئے جاتے ہیں۔

ان کی خوب جانچ کر براہمن کو اُپرام ہو جائے۔کیونکہ جو (لوک) کسی سے نہیں بنا ہے۔ وہ بنے ہوئے سے نہیں ملتا۔ اس کے جاننے کے لئے اُسے ایک ایسے گورو کے پاس جانا چاہیئے۔جو ویدوں کا جاننے والا اور برہم میں نشٹھا رکھنے والا ہو۔

(۱۳) - وہ پرش جو اس طرح عزت اور تعظیم سے ایسے جاننے والے (گورو) کے پاس جاتا ہے۔جس کے من کی خواہشیں نہیں ستاتیں۔جو پوری شانتی والا ہے۔اُس (براہمن شاگرد) کو وہ واقف کار (گورو) برہم ودیا کی اصلیت کی تعلیم دیتا ہے۔جس (کی مدد) سے اس نے (خود) اپناشی ستیہ پورش کو جان لیا ہے۔"

دوسرا منڈک

برہم آتما کا تتو

پہلا کھنڈ

(۱) - اکشر پرش سب پرانیوں کا اشٹ اور جرطھ ہے

(۱) - "یہ سچائی ہے کہ:- جس طرح مشتعل آگ سے آگ کی

شکل کی سینکڑوں چنگاریاں نکلتی ہیں۔ اسی طرح اے بیٹے! طرح طرح کے تتو اس اکشر سے پیدا ہوتے اور اسی میں سماتے ہیں۔"

(۲)۔ پرم پُورش

(۲)۔ "وہ نورانی پرش بغیر جسم کا ہے۔ وہ باہر اور اندر دونو جگہ ہے۔ وہ جنم نہیں لیتا۔ بغیر پران اور بغیر من کے ہے۔ شدھ ہے۔ اکشر جو پرے ہے۔ وہ اس سے بھی پرے ہے۔

(۳)۔ انسان اور بھوتوں کی جڑھ

(۳)۔ "اس سے پران پیدا ہوتا ہے۔ من اور تمام اندریاں آکاش ہوا۔ روشنی (تیج)۔ پانی اور مٹی۔ جس نے سب کو دھارن کر رکھا ہے۔"

(۴)۔ برہمانڈی پُرش یا برہم انتر آتما

(۴)۔ "اگنی اس کا سر ہے۔ سُورج چاند اس کی آنکھیں ہیں۔ دِشائیں (اطراف) اس کے کان ہیں۔ ویدک الہام اس کی بانی ہے۔ ہوا اس کی پران ہے۔ اور تمام جگت اس کا دل ہے۔ پرتھوی اس کے پاؤں ہے۔ یہ فی الحقیقت سب کا انتر آتما ہے۔"

(۵)۔ جگت اور مفرد پرانیوں کی جڑھ

(۵)۔ "اسی سے وہ اگنی پیدا ہوئی۔ سُورج جس کی ایندھن ہیں۔ چندر سے پرجنیہ (بادل) اس سے زمین کی

بنسپتی (نباتات)۔ پرش ستری (کے گربھ) میں بیج ڈالتا ہے۔ (اسی طرح) بہت سے جیو اس پرش سے پیدا ہوتے ہیں“

(۶) - تمام مذہبی پابندیوں کی جڑھ

(۶) - ”اُس سے (نکلتے ہیں) رِک - سام کے گائن - اور یجر کے منتر - دِکشا - تمام یگیہ - کرت اور دکشنائیں - یگیہ کرنے والا - اور لوک جن پر چندر زور سے چمکتا اور جہاں سُورج (رہتا ہے)“

(۷)۔ تمام زندگیوں کی صورتوں کی جڑ

(۷) - ”اس سے بہت قسم کے دیوتا بھی پیدا ہوئے ہیں سادھیہ منشیہ - پشو - پکشی - پران - اپان - چاول - اور جو - تپ - شردھا - ستیہ - برہمچریہ اور ودھی -“

(۸) - اندریوں کی شکتی کی جڑ

(۸) - ”سات اندریاں بھی اس سے پیدا ہوتی ہیں - ساتوں شُعلے - سات سمدھائیں (یگیہ کی لکڑیاں) سات ہوم یہ سات لوک جن میں اندریاں وچرتی ہیں۔ یہ گپھا میں رہنے والی ہیں۔ اور سات سات استھاپن کیے گئے ہیں“

مختصر تشریح:-

سات اندریاں = دو آنکھ - دو ناک - دو کان اور ایک زبان

سات شعلے = دیکھنا - سونگھنا - سننا - چکھنا (سات اندریوں کی رعایت سے)

سات سمدھائیں = سات اندریوں کے سات وشیوں کا گیان -

سات لوک = سات اندریوں کے سات سوراخ -
گپھا = ہردے - دل
سات سات کی رعایت اندریوں ہی کی نظر سے ہے ۔

---

(۹) - جگت کی جڑھ انتر آتما ہیں

(۹) - ”اس سے سمندر اور تمام پہاڑ پیدا ہوئے ہیں - اسی سے ہر ایک قسم کی ندیاں بہی ہیں - اور اسی سے تمام بنسپتی (نباتات)، جوہر (رس) یہ انتر آتما بھوتوں کے ساتھ ٹھہرتا ہے ۔

(۱۰) - واحد پُرش ہردے گپھا ہیں

(۱۰) - ”پرش ہی یہ سب کچھ ہے - کرم - تپ اور برہمہ پرم امرت - وہ جو اس (ہردے کی) گپھا میں چھپے ہوئے کو جانتا ہے - وہ یہاں ہے - اسے سومیہ ! اودیا کی گرہ کو کھول ہے“

دوسرا کھنڈ

---

(۱) - واحد واجب الوجود برہمہ

(۱) - یہ برہمہ پرگٹ ہے - نزدیک ہے (ہردے کی) گپھا* میں

* - اس کا ترجمہ - پوشیدگی میں چلنے والا بھی کیا جا سکتا ہے ۔

میں رہنے والا پرسیدھ ہے۔ منزلِ مقصود ہے۔ جو چلتا ہے۔ سانس لیتا ہے۔ اور آنکھ جھپکاتا ہے۔ (یہ تینوں) اُسی میں گتھے ہوئے ہیں۔ اور جو کچھ تم ست اور اسَت جانتے ہو وہ چاہنے کے قابل ہے۔ بُدھی سے اونچا اور تمام پرانیوں میں افضل ہے؛؛

(۲) - جو روشن ہے۔ جو لطیف سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ جس پر لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ (جس پر) لوگوں کے رہنے والے (ٹھہرے ہوئے ہیں) وہ ابناسی برہمہ ہے۔ وہ پران ہے۔ وہ بانی ہے۔ وہ من ہے۔ وہ ستیہ ہے وہ امرت ہے۔ وہ نشانہ لگانے کے قابل ہے۔ اے دوست! اس کو اپنا نشانہ بنا! *

(۲) - اوم کا نشانہ

(۳) - "اپنشد کی کمان کو پکڑ کر جو ایک بہت بڑا اوندار ہے۔ اس میں اپاسنا سے تیز کئے ہوئے تیر کو جوڑنا چاہیئے۔ اور پھر اسی کی بھاؤنا میں محو ہوئے من کو اُس سے کھینچکر اس ابناشی نشان کو اے سومیہ! نشانہ لگا!"

(۴) - اوم کمان ہے۔ آتما تیر ہے۔ برہمہ اس کا لکش کہا جاتا ہے۔ ایکاگر چت والا پُرش (اُسے) نشانہ لگا سکتا ہے۔ اور تب وہ اس کی شکل کا ہو جائے گا۔ جیسے تیر نشانہ میں داخل ہو کر اسی کی شکل کا ہو جاتا ہے) *

(۳) - آتما ایک ہے

(۵)۔ جس میں دِو (عالم بالا) پرتھوی (عالمِ زیریں) اور انترکش (عالمِ درمیانی) اور من بھی اندریوں کے ساتھ گتھا ہوا ہے۔ اسی کو ایک آتما سمجھ۔ دوسری (فضول) باتوں کو چھوڑ دے۔ وہی امرت کا پُل ہے۔

(۴) - آتما ہردے گپھا میں ہے

(۶)۔ جہاں تمام رگیں رتھ کی ناف میں اروں کی طرح جُڑی ہوئی ہیں۔ وہاں ہی وہ مختلف شکلوں میں وچرتا رہتا ہے۔

اوم - آتما پر وچار کرو۔ تمہارے لئے پار پہنچنے کے لئے اندھیرے سے پرے (وہ) کلیان (سکھ کا باعث) ہو۔

(۷)۔ وہ جو سب کا جاننے والا سب کا سمجھنے والا ہے۔ جس کی مہما اس جگت میں ہے۔ وہ آتما نورانی برہم پور میں رہتا ہے۔ اور آکاش میں قائم ہے۔ وہ منو مے اندریوں اور شریر کا قاعدہ میں رکھنے والا بنتا ہے۔ وہ اَنّ (اناج) میں رہتا ہے۔ من کو قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے گیان سے دھیر پُورش اس امرت کو دیکھتے ہیں۔ جو آنند روپ ہو کر چمکتا ہے۔

(۵) - اس کے درشن سے نجات

(۸)۔ "تب ہردے کی گانٹھ کھل جاتی ہے۔ تمام شک دور بھاگ جاتے ہیں۔ انسان کے کرموں کا خاتمہ ہو جاتا

ہے۔ جب آدمی اس پر (علوی)، اور اپر (سفلی) کو دیکھ لیتا ہے +

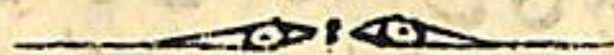
(۶)۔ سویم پرکاش جگت کا پرکاش

(۹)۔ سب سے اونچے طلائی غلاف میں جو بغیر گرد و غبار کے ہے۔ بغیر دھبہ کے ہے۔ اور بغیر ٹکڑوں کے ہے۔ (وہ) برہمہ (رہتا ہے)۔ وہ شدھ ہے۔ نور کا نور ہے۔ اُسے وہ جانتے ہیں۔ جنہوں نے آتما کو جان لیا ہے۔ وہ یہ ہے +

(۱۰)۔ نہ وہاں سورج چمکتا ہے۔ نہ چاند نہ تارے۔ نہیں یہاں بجلیاں ہی چمکتی ہیں۔ یہ (زمینی)، آگ (وہاں)، کہاں! اُسی ہی کے چمکنے پر یہ سب کچھ چمکتا ہے۔ تمام جگت اسی کی چمک سے چمکتا ہے ؛؛

(۷)۔ ہر وجود میں موجود واجب الوجود

(۱۱)۔ امرت روپ برہمہ ہی فی الحقیقت سامنے پیچھے۔ دائیں۔ بائیں۔ نیچے اوپر۔ پھیلا ہوا ہے۔ برہمہ ہی یہ سب کچھ جگت ہے۔ یہ سب سے وسیع وسعت ہے +



تیسرا منڈک

برہمہ پنتھ ۔ برہمہ مارگ

پہلا کھنڈ

---

(۱) ۔ بڑے ساتھی کا گیان پرم مکتی ہے

(۱) ۔ دو پرند جو ہمیشہ کے ساتھ رہنے والے ساتھی ہیں ۔ دونو ہی ایک درخت پر رہتے ہیں ۔ ان میں سے ایک پھل کی لذت بھوگنے والا ہے ۔ دوسرا نہ کھاتا ہوا (صرف) دیکھتا ہے ۔

(۲) ۔ اِسی درخت پر بھُولا ہوا پُرش کمزوری سے دھوکا کھا کر رنج میں پڑا ہے ۔ جب وہ اس دوسرے مالک (ایشور) کو خوش اور اس کی مہما کو دیکھتا ہے ۔ تب وہ رنج سے آزاد ہو جاتا ہے ۔

(۳) ۔ جب وہ دیکھنے والا چمکیلے مالک ۔ خالق ۔ پُرش اور برہمہ کے سرچشمہ کو دیکھ لیتا ہے ۔ تب وہ

جاننے والا ہو کر پاپ اور پنیہ کو چھوڑ دیتا ہے - اور اس (ایش) کے ساتھ اعلےٰ ایکسا ینت (سامیہ) کو حاصل کر کے بغیر دھبہ کا ہو جاتا ہے ٭

(۲) - آتما میں خوشی - پران میں خوشی

(۴) - سچ مچ یہ پران ہی ہے - جو سب پرانیوں میں چمک رہا ہے - وہ جو اسے سمجھتا ہے - وہ اصلی عالم ہوتا ہے اس سے بہتر خوش تقریر کوئی نہیں ہوتا٭ وہ آتما میں خوش ہو کر آتما میں پریم رکھ کر کرتب کرتا ہے - یہ برہمہ گیان میں افضل ہوتا ہے ٭

(۳) - شدھ آتما سچے سادھن سے ملتا ہے

(۵) - سچائی - تپ - ستیہ گیان اور لگاتار برہمچریہ سے یہ آتما ملتا ہے - جو جسم کے اندر شدھ اور نورانی ہے - جسے وہ جتی دیکھتے ہیں جن کے پاپ ناش ہو گئے ہیں ٭

(۶) - سچائی ہی کی فتح ہوتی ہے - جھوٹ نہیں (فتح پاتا) سچائی سے وہ راہ پھیلی ہے - جو دیو - یان ہے جس (کی مدد) سے وہ رشی وہاں پہنچتے ہیں - جو خواہشوں سے اوپر ہیں - جہاں وہ سچائی کا گھر ہے ٭

(۴) - محیط کل انتر آتما

(۷) - وسیع - آسمانی - ناقابل غور صورت کا - لطیف

٭ - اس جملہ کا ترجمہ اکثر لوگوں نے کیا ہے :- "بہت کم بات بنانیوالا"

سے زیادہ لطیف وہ (آتما) روشن ہے۔ وہ دور سے بھی دور اور پھر بھی بہت نزدیک ہے۔ دیکھنے والوں کے لئے وہ یہاں ہی (ہردے) گپھا میں چھپا ہوا ہے ۔

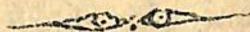
(۵) - آتما صرف گیان سے ملتا ہے

(۸) - نظر سے بانی (زبان) سے نہ کسی اندری سے نہ تپ سے نہ شدھ کرم سے انسان (دل کا) شدھ ہو جاتا ہے تب اس طرح وہ اُس اکھنڈ کا دھیان کرتا ہُوا اُسے دیکھ لیتا ہے ۔

(۹) - یہ سوکشم آتما وچار سے سمجھا جاتا ہے۔ جس میں پران پانچ صورتوں میں تقسیم ہو کر داخل ہو گئے ہیں۔ تمام آدمیوں کا من اندریوں سے گتھا ہوا رہتا ہے۔ جب یہ (من) شدھ ہو جاتا ہے۔ (تب) آتما کا پرکاش ہوتا ہے ۔

(۶) - وچار شکتی

(۱۰) - جس کا من شدھ ہے۔ وہ پُرش جس جس لوک کو من سے سنکلپ کرتا ہے۔ اور جن جن کامناؤں کو چاہتا ہے۔ اس اُس لوک کو جیت لیتا ہے۔ اور اُن اُن خواہشوں کو بھی (پا لیتا) اس لئے جو سکھ چاہتا ہے۔ اس آتما کے جاننے والے کی پوجا کرے ۔



* وہ کبھی بگڑ جاتا ہے۔ جب گیان کا پرشاد (فضل) سے

دوسرا کھنڈ

(۱) - خواہش ہی جنم کا باعث ہیں۔

(۱) - وہ (آتما کا جاننے والا) اُس اُونچے برہم دھام کو جانتا ہے۔ جس میں سارا برہمانڈ قائم ہے۔ اور جو اُس میں قائم ہو کر چمکتا ہے۔ جو دھیر پُرش نشکام ہو کر اُس پُرش (آتما کے جاننے والے) کی خدمت کرتے ہیں اور گیانی ہیں۔ وہ بیج (جنموں) کے پار چلے جاتے ہیں۔

(۲) - جو خواہشوں کو چاہتا ہے۔ وہ (خواہشوں کے زیراثر) خواہشوں سے (بار بار) یہاں وہاں جنم لیتا (پھرتا) ہے۔ لیکن جس کی خواہشیں پوری (ختم یا شانت) ہو گئی ہیں جو مکمل آتما (کرت مان) ہے۔ اُس کی تمام خواہشیں یہاں ہی (اسی زمین پر) معدوم ہو جاتی ہیں۔

(۲) - آتما خود اپنا لیا کرتا ہے یا اپناتا ہے

(۳) - یہ آتما نہ وید (پڑھنے پڑھانے) سے ملتا ہے۔ نہ عقل سے نہ زیادہ علمیت سے۔ ہاں جس کسی کو وہ آپ چن لیتا ہے (اپناتا ہے) اُسی پر یہ آتما اپنی شخصیت کا اظہار کرتا ہے (تنوُم سوام)

(۳) - گیان کے لازمی شرائط

(۴) - آتما اُسے نہیں ملتا۔ جو استقلال سے خالی ہے۔

اور نہ اُسے جو غافل (دُبدھا والا چنچل) ہے۔
نہ چھوٹے تپ سے۔ (یہ ہاتھ آتا ہے) بلکہ جو ان تدبیروں (استقلال۔ دل یکسوئی۔ سچے تپ) سے کام لیتا ہے بشرطیکہ اُسے گیان ہے۔ تب یہ آتما اُسے پرم دھام کو پہنچا دیتا ہے ✦

(۴) تخصی تمیز سے علیحدگی اور آتما کی وحدت میں نجات ہے

(۵) — جن رشیوں نے اس (آتما) کو پا لیا ہے۔ وہ گیان سے آسودہ ہو گئے ہیں۔ وہ مکمل آتمائیں (کرتا مان) ہیں۔ رغبت سے آزاد ہیں۔ شانت ہیں۔ وہ دھیر پورش (دیکھتا مان) اس سب جگہ پہنچے ہوئے کو پا کر اس سب (تمام و کمال) میں داخل ہو رہتے ہیں ✦

(۶) — ویدانت کے (گیان) کا مطلب جنہوں نے اچھی طرح ذہن نشین کر لیا ہے۔ جو جتی لوگ اور سنیاس کی بدھی شدھ اتھہ کرن والے (پاک ضمیر) بنگئے ہیں۔ وہ سب لوگ اور سب سے اُتم امرت کو بھوگتے ہوئے مرنے کے وقت برہمہ لوکوں کی لافانیت کو پہنچ گئے ہیں ✦

(۷) — اُن کی پندرہ کلائیں اپنے اپنے کارن (اصل) میں چلی گئی ہیں۔ ان کی تمام اندریاں اپنے اپنے دیوتاؤں میں داخل ہو گئی ہیں۔ ان کے کرم اور وگیان سب کے سب اس اعلےٰ اکشر (برہمہ) سے مل کر ایک ہو گئے ہیں ✦

(۸) — جس طرح بہتی ہوئی ندیاں نام روپ کھو کر سمندر

میں غائب ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح برہمہ کا جاننے والا نام اور روپ سے چھٹکارا پا کر اونچے سے اونچا جو نورانی پرش ہے۔ اس میں داخل ہو جاتا ہے +

(۵)۔ برہمہ گیان کا پھل

(۹)۔ فی الحقیقت وہ جو اس پر برہمہ کو جانتا ہے اس کے خاندان میں کوئی بھی برہمہ سے ناواقف نہیں پیدا ہوتا۔ وہ دکھ کے پار چلا جاتا ہے۔ وہ پاپوں سے پار چلا جاتا ہے۔ ہردے کی گانٹھوں سے چھوٹ کر وہ امرت (لافانی) ہو جاتا ہے +

(۶)۔ تعلیم کا مستحق

(۱۰)۔ یہ (اصول) رچا میں اعلان کیا گیا ہے:۔
جو اپنے کرموں کے پورا کرنیوالے ہیں۔ وید کو پڑھتے ہیں برہمہ نشٹھی ہیں۔ شردھا سے بھرے ہوئے ہیں۔ اپنے آپ کو ایک رشی اگنی میں ہوم کرتے ہیں۔ یہ برہمہ ودیا صرف انہیں کو بتانی چاہئے۔ اور جنہوں نے منڈک ورت (شر و ورت) کو قاعدہ کیموافق پورا کیا ہے ؎

(۷)۔ منڈک اپنشد کی ابتدا

(۱۱)۔ یہ سچائی ہے۔ اسے انگرس رشی نے قدیم زمانہ میں بتلائی تھی۔ اس کو کوئی ایسا پرش نہیں پڑھ سکتا جس نے ورت کو پورا نہیں کیا۔ پرم رشیوں کو نمسکار ہے۔ پرم رشیوں کو نمسکار ہے +

ختم ہوئی
منڈک اپنشد

نوٹ۔ ناظرین! اس کھنڈ کے ۱۰ و ۱۱ منتروں کو ذہن میں رکھیں۔ انہیں سے منڈک کا راز ہے۔ میں اسپر آگے چلکر کافی روشنی ڈالونگا۔ سوامی شنکر اچاریہ جی مہاراج نے اسے سر میں اگنی دھارن کرنا بتایا ہے۔ کسی کسی نے سر منڈانا کہا ہے۔ دونوں ہی غلط خیال ہیں +

ضروری اطلاع

—:o:—

مندرجہ ذیل اپنشد میگزین کے نمبر تیار اور دفتر میں موجود ہیں جن صاحبوں کو ضرورت ہو براہِ راست طلب فرمائیں اور آیندہ نمبروں کے مستقل خریدار بنجائیں۔

اپنشدوں کا دیباچہ — قیمت ۲؍ روپیہ
ایش اُپنشد
کین اُپنشد
کٹھ اُپنشد
پرشن اُپنشد
منڈک اپنشد

—:o:—

خادم

مینجر اپنشد میگزین امرتسر

منڈک اپنشد

(۲)

سوال وجواب کی صورت میں
نہایت خاطر نشین - مؤثر اور
آسان عام فہم عبارت میں

شیوبرت لال

مقیم رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج
راج بنارس

دیباچہ

نام رُوپ

یہ جگت کیا ہے؟ یہ صرف نام اور روپ ہے۔ نام اور روپ کے سوا اس میں اور کچھ نہیں ہے۔ اور یہ نام رُوپ اپنے آدھار کے سمجھانے میں سب سے زیادہ مددگار ہوتے ہیں۔ بلکہ سچائی یوں ہے۔ کہ جس شئے کے اندر سچائی رہتی ہے۔ وہ نام اور روپ ہی ہے ✦

یہ نام روپ دونو ہستی رکھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی نام اور روپ کی اپنی کوئی ہستی نہیں ہے۔ یہ اجتماع ضدین اور بھرم پیدا کرنے والی بات ہے۔ لیکن وہ غلط یا جھوٹی نہیں ہے۔ ذرا معمولی طور پر غور کرنے سے یہ سمجھ میں آجاتی ہے ✦

ہستی تو ہستی ہی ہے۔ جو ہو۔ اور جس کا ہونا برحق ہو وہ اصلی شئے ہے۔ اور یہ اصلی ستے جس برتن کے اندر رکھی گئی ہو۔ وہ، تن روپ کہلاتا ہے۔ اور اس برتن کی

خصوصیت سے اس کی جو مختصر لفظی تعریف کی جائے وہ نام ہے ۔

اسی ایک بات پر غور کرنے سے سمجھ میں آجائیگا کہ نام اور رُوپ کی ہستی کسی اور ستے کی ہستی کے ماتحت ہے ۔ اگر وہ ستے نہ ہوتی ۔ تو نام اور روپ کا امکان میں آنا محال اور دشوار تھا ۔ اس سے ثابت ہوا کہ نام روپ کی اپنی ہستی کوئی نہیں ہے ۔ ان کی اگر ہستی ہے ۔ تو وہ ہستی مستعار ہے ۔ لکھنی لی گئی ہے ۔ اور اس ستے کی رعایت ۔ نسبت اور بابت کی وجہ سے ہے ۔ جو ان کو سہارا دئے ہوئے ہے ۔ اور جس کے آدھار پر یہ قائم ہیں ۔

اس لئے اصلی ہستی تو وہ ہے ۔ جو نام رُوپ کے پردہ کے اندر ہے ۔ یا پردہ میں لپٹی پڑی ہوئی ۔ اگر وہ نہ ہو تی ۔ تو یہ بھی نہ ہوتے ۔ وہ ہے ۔ اس لئے یہ بھی ہیں ۔

بنام رُوپ ہیں ۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہے ۔ نام روپ نہیں ہیں ۔ کیونکہ وہ کسی دوسرے کے سہارے ہیں اس لئے ان کی ہستی ہے بھی ۔ اور نہیں بھی ہے ۔ رعایتی اور نسبتی نظر سے تو اس کے ہونے کا اطلاق ہے ۔ اور نسبت کی شرط ہٹا دینے سے پھر ان کا ہونا ممکن نہیں ہے یہ کہنے کی غرض ہے ۔

ویدانتی جو مایا کو اَن ہونی یا ہستی سے خالی بتاتے

ہیں۔ وہ صرف اسی نظر سے ہے۔ اس کی دراصل اپنی کوئی ہستی نہیں ہے۔ اس کی ہستی برہمہ کے آدھار پر ہے۔ اسے میں اور کھول کر سمجھا دیتا ہوں *

برہمہ ہے۔ یہ توضیح صاف اور واضح الفاظ ہیں۔ اس برہمہ میں برہمہ پنا ہے۔ برہمہ برہمہ پنے سے محروم نہیں رہ سکتا۔ جب برہمہ ہے تو پھر اس کا برہمہ پنا آخر ہوگا۔ یا نہ ہوگا! برہمہ پنا ہے۔ لیکن برہمہ پنا کوئی جداتتے نہیں ہے۔ جو اپنی جداہستی رکھتا۔ برہمہ پنے کی ہستی برہمہ کے سہارے رہتی ہے۔ یہ برہمہ پنا مایا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی ستے نہیں ہے۔ لوگ ناحق غلط فہمی میں پڑے ہوئے لفظی جھگڑے مچاتے رہتے ہیں۔ وہ صحیح اور سچی بات کو صحیح اور سچے دل سے کیوں نہیں مان لیتے۔ پھر بحث۔ قیل و قال۔ بحث مباحثہ اور فضول لفظی تراش وخراش کی ضرورت ہی باقی نہ رہے *

یہ مایا برہمہ پنا ہے۔ برہمہ پنا صفت ہے۔ صفت ہمیشہ موصوف کے سہارے رہتی ہے۔ اسی طرح یہ مایا بھی برہمہ کے آدھار پر رہتی ہے۔ وہ خود کوئی ستے نہیں ہے۔ اصلی تتے تو برہمہ ہی ہے۔ لیکن چونکہ برہمہ میں برہمہ پنا ہے۔ اس لئے برہمہ مایا سے خالی نہیں ہے۔ اگر یہ بات ذہن نشین ہوجائے۔ تو برہمہ اور مایا کا دوپنا دم کے دم میں مٹ جائے بات صاف صاف نہ کہی جاتی ہے۔ نہ سمجھائی جاتی ہے۔ اس وجہ سے بھرم پیدا ہوتا ہے۔ اور بھرم کا سلسلہ چل نکلتا

ہے اور آخر میں وہ اندھے کی گجبر کی طرح رسٹ بھسم ہو کر رہ جاتی ہے"۔

یہ مایا ہی نام روپ ہے۔ اور یہ نام روپ مایا ہے مایا جگت ہے۔ اور جگت صرف نام روپ ہے جو ہے اور نہیں بھی ہے۔ برہمہ کی ہستی کی نسبتی نظر قائم کرنے سے تو اس کا ہونا لازمی ہے۔ لیکن اس نسبت کی نظر میٹ دینے سے وہ نہیں ہے۔ اور اکیلا برہمہ ہی برہمہ ہے۔ اصل اور اصلیت کا ملاپ وحدت ہے۔ اور یہی وحدت برہمہ ہے۔ ذات اور ذاتیت کا ملاپ وحدت ہے۔ اور یہی وحدت برہمہ ہے۔ مطلق اور مطلقیت کا ملاپ وحدت ہے اور یہی وحدت برہمہ ہے۔ صفت اور موصوف کا اتحاد وحدت ہے۔ اور یہی وحدت برہمہ ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ اس طرح سوچنے اور سمجھنے سے دوئی کی جڑ خود بخود کٹ جاتی ہے

مُنڈک اُپنشد کا نام رُوپ

مُنڈک کی وجہ تسمیہ پہلے دیباچہ میں بتادی گئی۔ مُنڈ میں کی یہ مُنڈک ہے۔ سر میں ورت یہ ترو ورت ہے مُنڈک نام اور روپ محض ہے۔ بغیر نام اور رُوپ کی مدد کے حقیقت اور کسی طرح سے سمجھ میں نہیں

آتی - برہمہ جب سمجھا جائے گا۔ برہمہ پنے ہی کے سلسلہ میں سمجھا جائے گا۔ موصوف کی سمجھ جب آئے گی - اسکی صفت ہی پر غور کرنے سے آئے گی - اور یہ نام اور روپ ہے + جو نام ہے - وہی روپ ہے - اور جو روپ ہے - وہی نام ہے - فرق صرف لفظی لطافت اور کثافت کا ہے - نام نسبتاً لطیف ہے اور روپ نسبتاً کثیف ہے نام جوہر ہے - اور روپ اس جوہر کا قالب - کالبد اور جسم ہے - یہ دونو ہمیشہ لازم بالملزوم ہو کر جوڑے کی شکل میں رہتے ہیں - ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرنا یا علیحدہ کر دکھانا مشکل ہے - نام ہو گا تو نام کا روپ بھی ہو گا - روپ ہوگا - تو روپ کا نام بھی رہے گا - ورنہ ظہور یا اظہار کی مکمل حیثیت نہ قائم ہو سکیگی - بغیر روپ کے نام ہمیشہ مبہم رہیگا - اور بغیر نام کے روپ کی صراحت دشوار ہوگی - اس لئے نام اور روپ دونوں ہی کا ساتھ ساتھ رہنا ضروری ہے +

منڈک نام ہے - اور منڈک اپنشد کا غذی - لفظی - زبانی یا کتابی صورت میں اس کا روپ ہے - اور انہیں نام اور روپ کا آدھار وہ شے یا مضمون ہے - جو اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے - وہ اصلیت ہے - اور یہ اس اصلیت کا سہارا لئے ہوئے ہیں -

مضمون صاف ہو گیا - اب آیندہ اس کے سمجھنے میں دقت

نہ ہوگی۔

منڈک اُپنشد میں کیا ہے؟

منڈک اُپنشد نام اور روپ ہیں۔ اِن کے اندر جو ہے وہ ان کا بطون یا اصل مضمون ہے۔ منڈ سر ہے۔ اور گ برہمہ ہے۔ منڈک سر میں یا دماغ کے اندر برہمہ کے خیال کو جگہ دینا ہے۔ دماغ یا سر کے اندر کس طرح۔ کس تدبیر یا کس ترکیب سے برہمہ کے خیال کو داخل کرنا ہوتا ہے۔ وہ اس کے اندر زیر بحث آیا ہے۔ اس میں صرف اسی بات کا ذکر ہے۔ اس کے سوا اور کچھ بھی اس میں بیان نہیں کیا گیا ہے۔ اگر منڈک اُپنشد میں سوا برہمہ کے اور کوئی بات تلاش کی جائے گی۔ تو وہ غلط اور بے سود ثابت ہوگی۔ جو شے جس میں ہو۔ وہی اس کے اندر ڈھونڈی جائے۔ تب کوشش میں کامیابی ہوگی۔ اور اگر کوئی اور شے ڈھونڈی جاتی ہے۔ تو متلاشی کی محنت رائیگاں جائے گی۔ اور اُسے ناکامیابی کا ٹھوکر کھانا پڑیگا۔

جسم اور رُوح

جسطرح جسم کے اندر رُوح چھپی رہتی ہے۔ اور جسم اس کے سہارے اور اسی کے آدھار پر حرکت کرتا ہوا نظر آتا ہے

اُسی طرح کتاب کے جسم کے اندر نفس کتاب متحرک رہتا ہے جگت کتاب ہے۔ اور جسم ہے۔ اور اس کتاب یا جسم کا جوہر برہمہ ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو جگت کے اندر آ کر جگت میں برہمہ کے متلاشی رہتے ہیں۔ وہ انہیں ضرور مل کر رہیگا۔ اور یقینی طور پر ملیگا۔ لیکن جو لوگ جگت میں جگت کے پدارتھ کے متلاشی ہیں۔ ابھی تک وہ جسم پرستی کی جسمانی نظر رکھتے ہیں۔ انہیں دنیا میں ابھی تک مصیبت اٹھانا اور جنم مرن کے پھیر میں گھومنا پھرنا بدا ہوا ہے۔ یہ سچے معنی میں سچے بدنصیب لوگ ہیں

(۱) برہمہ رہے کایا کے اولے
بن کایا برہمہ کیا بولے

(۲) کایا رہے برہمہ کے اولے
بنا برہمہ کایا کیا ڈولے

(۳) کایا مایا چھایا ایک
ان میں دیکھو بھاؤ انیک

(۴) کایا مایا چھایا تیاگی
کوئی کوئی بنے برہمہ انوراگی

(۵) برہمہ کا برہمہ پنا ہے مایا
کسی کسی نے بھید یہ پایا

جو شے جس میں ہو۔ اُسی کی اُس کے اندر جستجو لازمی ہے جگت میں برہمہ ہے۔ اندھوں کو نظر نہیں آتا۔ کایا۔ یا جسم

کے اندر آتما ہے۔ آنکھوں کے اندھے اُسے نہیں دیکھتے
اس کا سبب کیا ہے؟ ان کے دماغ کے اندر برہمہ کا خیال
اب تک داخل نہیں ہوا ہے۔ برہمہ تو اس میں پہلے ہی سے
محیط ہے۔ خیال نہ ہونے کی وجہ سے یہ بھرم میں پڑے
ہوئے ہیں۔ ان کی زندگیاں ناکارہ ہیں۔

گھٹ میں ہے سوجھے نہیں لعنت ایسے زند
نانک اس سنسار کو ہوا موتیا بند

منڈک اُپنشد کی ہدایت

جسے اس برہمہ کی پراپتی کا خیال ہو۔ وہ شرو ورت یعنی سر کے اندر ورت کو دھارن کرے۔ تب گورو کی صحبت میں رہ کر منڈک اُپنشد کو پڑھے۔ اور اس پر غور کرے اس وقت اُسے اس پرم پد کی پراپتی ہوگی۔ اس سے پہلے نہیں۔ اس اُپنشد کی آخری منتروں کو دیکھو۔ کسطرح اس شرط کی لازمی پابندی کی تاکید کی گئی ہے۔ اور اس سے فایدہ اُٹھاؤ۔ بغیر گورو کی مدد کے کمائی کا بننا مشکل ہے۔

(۱) دستو کہیں ڈھونڈے کہیں کیس بدھی آوے ہاتھ
کہیں کبیر تب پایئے جب بھیدی لیجے ساتھ

(۲) بھیدی لیا ساکھ کر دینا وستو لکھائے
کوئی جنم کا پنتھ تھا پل میں پہنچا جائے
گھونگٹ کا پردہ کھول کر سنمکھ لے دیدار
بال سنیہی سائیاں - آد - انت کا یار

تعلیم کا خلاصہ

یہ برہمہ جس کی تلاش ہے - کہیں باہر نہیں ہے - تمہارے ہی ہردے گپھا میں بیٹھا ہوا ہے اور تمہارا ہی روپ ذات - صفت - اصلیت اور سب کچھ ہے - اسی کا ذہن نشین خاطر نشین اور یقین نشین کر لینا ہے - یہ انوبھو سے ہو گا - انوبھو کا پہلا زینہ شرد برت دوسرا زینہ منڈک اپنشد کا وچار اور تیسرا زینہ منزلِ مراد یا اپنی حقیقت کا ساکشاتکار ہے - یہ تعلیم کا عطر ہے ٭

شیو برت لال
مقیم رادھا سوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج
راج بنارس

منڈک اُپنشد



سوال و جواب کی صورت میں
تاکہ اصلی مضمون خوب سمجھ میں
آجائے

تمہید

منڈک کی صراحت

(۱) نام

سوال ۱۔ منڈک اپنشد اس کا نام کیوں رکھا گیا؟
جواب۔ کیونکہ یہ سر کے اندر برہمہ کے خیال کے داخل کرنے کی ہادی ہے۔

سوال ۲- اگر اس کا نام کایک اُپنشد رکہا جاتا - تو کیا ہرج تھا - کایا خواہ جسم کے اندر بھی تو برہمہ ہے؟

جواب (و) - پھر یہ کایکا پنشد ہوتی - منڈگ نہ کہلاتی +

(ب) - کایا میں خیال داخل نہیں کیا جاتا - سر یا دماغ ہی کے اندر داخل کیا جاتا ہے +

(ج) - جسم کے اندر سر ہی بہترین عُضو ہے +

(د) - سرداروں کے لیئے مُنڈگ اُپنشد کا شرو برت ہے - اور جسم داروں کے لئے جسمانی جپ تپ ہے +

(ہ) - سر سب کی جڑ ہے - سر ہی میں سب کی جڑ ہے +

(و) - تمام جسم سر کے آدھار پر رہتا ہے - اور اسی سے جسم کے اعضا کو حواس کو دل اور عقل کو تقویت ملتی ہے - سر سب کا شرومنی ہے +

(ز) - اصلی زندگی - بلکہ زندگی سر ہی میں ہے +

(۳) - سر یا مُنڈ کی اہمیت

سوال ۳- اسکے کیا معنی ہیں کہ اصلی زندگی سر ہی میں ہے؟

جواب - اس کے یہ معنی ہیں - کہ یہ اکشر برہمہ کی جسمانیت کا سب سے اونچا حصہ ہے - اور زندگی کی دھار اُسی سے نکلکر کل جسم میں پھیلتی ہے - سر کا نام دِوّ ہے - جس کے اندر تمام دیپہ اور روشن شکتیاں رہتی ہیں - درمیانی حصہ کا نام انترکش ہے - جو خلا یا وسعت ہے - پہلے اس سے دھار پھوٹ کر یہاں آتی ہے - اور نچلے حصہ کا نام پرتھوی ہے - یہ دھار کے ٹھہرنے

کی جگہ ہے۔ اوپر دماغ سے دھار چلی۔ نیچے درمیانی حصّہ میں آئی۔ اور پھر بیچ میں چکر کھاکر اوپر کو گئی۔ یہ دھاروں کا چکر سر سے پاؤں تک برابر ہر وقت چلا کرتا ہے۔ اور اس کی رفتار کی وجہ سے یہ تین طبقات سر، بچلا اور پاؤں بنجاتے ہیں۔ سر یا دِوّ جڑ ہے۔

سوال ۴۔ میرے لئے یہ مضمون بنا ہے۔ میں اِسے اچھی طرح ذہن نشین کرونگا!

جواب۔ کرو۔ تمہیں منع کس نے کیا ہے!

سوال ۵۔ پہلے یہ فرمائیے۔ کہ کیا یہ اکشر برہمہ اصلی برہمہ سے مختلف ہے؟

جواب۔ مختلف بھی ہے۔ اور نہیں بھی ہے۔ اُس کا برہمہ کے ساتھ ہمیشہ میل رہتا ہے۔ کہنے سُننے سمجھانے سُجھانے وچار کرنے کرانے کے لئے ابتدا میں اس کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ بغیر اس کے برہمہ کی ماہیت ہر کس و ناکس کی سمجھ میں نہیں آتی۔

(۳)۔ اکشر برہمہ اوم ہے

سوال ۶۔ اکشر برہمہ میں نے سُننے کو تو سُنا ہے۔ سمجھا نہیں ہے۔ اسکا اصلی اور حقیقی نام کیا ہے؟

جواب۔ 'اوم'

سوال ۷۔ اس کا رُوپ کیا ہے؟

جواب۔ 'اوم'

سوال ۸- اوم تو معمولی لفظ ہے- برابر سنتے اور بولتے رہتے ہیں- لیکن اس کی حقیقی ماہیت کی سمجھ نہیں آئی یہ اکشر کیوں کہلاتا ہے؟

جواب- [ا]- اکشر حرف کو کہتے ہیں- اور وہ صرف ایک اوم ہے- جس کے اندر آواز کی تینوں حالتیں اعلےٰ- درمیانی- ادنےٰ موجود ہیں- جتنے حروف اور آوازیں ہیں- ان کی ابتدا- وسط- اور انتہا صرف یہ اکیلا حرف ہے- باقی تمام حروف اسی سے نکلے اور نکلتے ہیں یہ سب کا مبدا ہے- اسی وجہ سے یہ برہمہ کا نام کہا جاتا ہے- جو وہ اصل میں ہے- منہ کھولو اور بند کرو- اوم نکلیگا ✤

(ب)- حرکت میں آواز ہے- بغیر آواز کے حرکت نہیں- اس لئے یہ آواز- کلام- پر نو- حرکت کی جان ہے- اسی کی حرکت سے اور اسی کی حرکت میں برہمہ خواہ اکشر برہمہ کا رُوپ خواہ (جسمانیت) ہے- اس کا اظہار تین صورتوں ابتدا- وسط- اور انتہا میں ہوتا ہے- اس کی خیالی صُورت یوں ہے-

ا
۲
۳

۱- وِدّیا ہے- ۲- انترکش- ۳- پرتھوی یا پاول

ہے۔ یہ اسُ کا رُوپ ہے۔
(ج)۔ اس رچنا میں اکشر کی بڑی حیثیت ہے۔ جو کچھ ہے یہی ہے۔
(د)۔ اکشر سنسکرت مادّہ اشُری (محیط ہونے یا پھیلنے سے بنا ہے۔
(ہ)۔ سنسکرت لغات میں اُس کے مختلف اور متعدد معنی ہیں۔ مثلاً

(۱) شو
(۲) وشنو
(۳) برہما
(۴) دائمی خوشی
(۵) جنم مرن سے آزاد
(۶) تپ
(۷) پنیہ (ثواب)
(۸) پنیہ کا پھل۔ ثواب کا نیتجہ
(۹) آکاش
(۱۰) لاینتبدل
(۱۱) لافانی
(۱۲) حروف تہجی کا کوئی حرف

اِن تمام معنی مُراد کا اطلاق ایک اکشر میں ہے۔ یہ اس کی مہما ہے۔

سوال ۹ - آج مجھے اس اکشر کی سمجھ آئی - اب اسی کے ذیل میں سِر کی رعایت سمجھائیے - جس کی نسبت منڈک اپنشد میں ہے +

(۴) - سِر یا منڈ ہی سب کی جڑ ہے

جواب - تم نے اکشر کو سمجھ لیا - اس کا نام اور رُوپ پہچان لیا - اوم آواز کی تین مدّات اس کا نام ہے - اور اوم آواز کی جسامت کے تین حصّے اُس کا رُوپ ہیں - اکشر برہم کے اس روپ میں اُس کا دِوّ حصہ اس کا سر ہے - اور یہ سر ہی روپ کی جڑ ہے +

سوال ۱۰ - یہ تو میں نے سمجھ لیا - دو مرتبہ آپ نے سمجھایا - لیکن اکشر برہم کے دِوّ یا سِر سے ہمارے سر یا منڈ کو کیا نسبت ہے ؟

جواب (الف) جیسا وہ برہمانڈ میں ہے - ویسے ہی تم اس پنڈ میں ہو -

(ب) - وہ برہمانڈ کا دھنی ہے تم پنڈ کے دھنی ہو -

(ج) - وہ برہمانڈ کا کرتا دھرتا ہے - تم پنڈ کے کرتا دھرتا ہو - یہ اس کے اور تمہارے درمیان نسبت یا نسبتی متشابہت ہے +

(الف) - جیسے اس کا پاؤں پرتھوی ہے - ویسے ہی تمہارا پاؤں یہ تمہارا پاؤں ہے -

(ب) - جیسے تمہاری درمیانی جسامت ہے - ویسے

ہی اس کی درمیانی جسامت انتر گش ہے۔

(ج) - جیسے اس کے روپ کی چوٹی دِوَ ہے۔ ویسے ہی تمہارے روپ کی چوٹی تمہارا سر ہے +

یہ دونو کے درمیان مشابہتی رعایت ہے۔ بیو پارک درشٹی سے صرف پیمانہ کا فرق ہے۔ وہ بڑا ہے۔ تم چھوٹے ہو۔ وہ لامحدود ہے۔ تم محدود ہو۔ وہ سروگیہ ہے۔ تم الپگیہ ہو +

جیسے 'دِوَ' اکشر کے روپ کی جڑ ہے۔ ویسے ہی تمہارا سر تمہارے رُوپ کی جڑ ہے۔ تم نے اپنے آپ کو محدود مان لیا ہے۔ یہ محدودیت تمہارے اندر خیال دلانے یا محدودیت کے خیال کے تمہارے سر کے اندر داخل ہونے سے آئی ہے۔ اگر خیال نہ ہوتا تو نہ کہیں محدودیت تھی۔ نہ غیر محدودیت تھی۔ یہ صرف خیالی نسبت کا گورکھ دھندا ہے۔ خیال نہ ہو تو نہ یہ ہے۔ نہ وہ وہ ہے +

جیسے جڑ میں پانی دینے سے وہ ہر جگہ پہنچ جاتا ہے۔ اور درخت کے پتے پتے کو نمی اور رطوبت دیتا ہے۔ اُسی طرح خیال۔ غیر محدودیت کے خیال۔ برہم کے خیال اور اصلیت کے خیال کا پانی تمہارے سر کی جڑ میں دیا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ ہر جگہ سرایت کر جائے۔ اور تم فرضی اور خیالی محدودیت کے چکر سے نجات پا جاؤ۔ یہ منڈک ہے۔ یہی اس کا مقصد ہے۔ سوا سر کے اور کس کو خیال

دیا جاتا - یہ تم سمجھ سکتے ہو +

(۵) - رچنا کے تین طبقات

سوال ا‌ا - یہ میں نے خوب سمجھ لیا - منڈک کی اصلیت میری سمجھ میں آ گئی - لیکن میں قبل اس کے کہ دوسرے سوال کروں - اکشر برہمہ کی برہمانڈی رچنا کے مدارج سمجھنا چاہتا ہوں - اور ساتھ ہی انسان کے پنڈ کے ساتھ اس کی نسبتی مشابہت جاننا چاہتا ہوں ؟

جواب - یہ مشابہت تو میں دکھا چکا - تم نے کسی حد تک اُسے سمجھ بھی لیا - تم اپنی واقفیت کو اور زیادہ وسعت دینا چاہتے ہو - یہ خیال اچھا ہے - بُرا نہیں ہے - اور میں تمہارے معلومات میں خوشی کے ساتھ اضافہ کرونگا +

یہ تمام باتیں جو تم نے پوچھی ہیں - ایک حرف اوم میں آگئیں - اوم بطورِ خود ساری حقیقت کا لُبِ لباب جوہر اور خلاصہ ہے -

[ا] - اوم اکشر برہمہ ہے

[ب] - (۱) اوم کا اُ اکشر برہمہ کا دِوّ (سر) ہے -

(۲) اوم کا دُ اکشر برہمہ کا انترکش (درمیانی حصہ) ہے

(۳) اوم کا مَ اکشر برہمہ کی پرتھوی (پاؤں) ہے

[ج] یہی اوم کی رعایت تمہارے اندر بھی موجود ہے -

(۱) اوم کا آ تمہارا سر

(۲) اوم کا دُ تمہارا درمیانی حصہ

(۳) ادم کا تم تمہارا پاؤں ہے +

دونوں ہی میں یکسانیت ہے۔ صرف پیمانہ کا فرق ہے۔ یہ تم نے ذہن نشین کر لیا۔ اب آگے بڑھو۔

جب رچنا ہونے لگتی ہے۔ دو گروہ پہلے بنجاتے ہیں۔ ایک اِن میں سے سَت ہے۔ اور دُوسرا اسَت ہے۔ یہ ست اور اسیت الفاظ میں صرف تمہارے سمجھانے بجھانے کے لیئے استعمال کر رہا ہوں۔ ست سر ہے۔ اور اسَت پاؤں ہے۔ سر میں ستا یا طاقت کوٹ کوٹ کر بھر جاتی ہے۔ اور پاؤں اس ستا سے خالی ہوتا ہے۔ سر کی ستا دھاروں کی صورت میں اُتر کر اُسے زندہ اسنا) اور متحرک کرتی ہے۔ سر سے اگر ستا کی دھار نہ آئے۔ تو پاؤں طاقت اور حرکت سے خالی رہیگا۔ یہ تم سمجھ سکتے ہو اور بہ آسانی سمجھ سکتے ہو۔ دھار آتی ہے۔ دھار جاتی بھی ہے۔ اسطرح سر اور پاؤں کا جوڑ ملا رہتا ہے +

یہ سرشٹی یا رچنا کے دو طبقات ہیں۔ جو دھاروں کی آمد و رفت کے نظارے ہیں۔ یہ الٹ پھیر برابر ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ دھار کہیں آکر ٹھہر تی بھی ہے۔ اس ٹھہرنے کی جگہ کا نام درمیانی حصّہ ہے۔ دھار اوپر سے نیچے آئی نیچے سے اوپر کی طرف روانہ ہوئی۔ اوپر سے دوسری دھار آرہی ہے۔ بیچ میں دونو کا ملاپ ہوا۔ اور اوپر نیچے کی دھاریں مل کر گرہ بند ہو گئیں اور درمیانی

حصہ بن گیا۔ جس کے اندر اوپر اور نیچے دونو کے اثرات ہیں۔ اس طرح رچنا میں ہمیشہ تین منڈل بنجایا کرتے ہیں یہ قانون ہے۔ یہ اصول ہے۔ اور یہ قانون اور اصول ہر سمے ہر ساعت اور ہر جگہ کام کرتا رہتا ہے۔ اسکا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ یہانتک کہ جیسے برہمانڈ میں اسکا کام ہو رہا ہے۔ ویسے ہی پنڈ اور اجسام کے اندر بھی ہو رہا ہے۔ جمادات۔ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ سورج۔ چاند۔ ستارے سیارے۔ ثوابت۔ ابدال۔ اوتاد کوئی بھی اس رعایت سے خالی نہیں ہے۔ یہ بات آج کم تر لوگ سمجھینگے۔ لیکن یہ سچائی ہے۔

سانس آتی ہے۔ سانس جاتی ہے۔ سانس ٹھہرتی ہے یہ ثلاثی حرکاتِ تنفس ہر جگہ ہر سمے اور ہر وقت میں کام کرتے رہتے اور ان کی رفتار، واپسی اور سکون کے اندر قدرت کی خلقت کا راز ہے۔ جو برہمانڈ میں ہوتا ہے۔ وہی پنڈ میں بھی ہوا کرتا ہے۔ اسے خوب ذہن نشین کر رکھنا۔ پھر منڈک اپنشد کے سمجھنے میں سہولیت ہو گی۔

[نقشہ صفحہ ۵۰ پر ملاحظہ فرمائیں]

اس کا خاکہ ذیل کے نقشہ میں دیکھو جو دراصل اوم ہی کی صورت ہے جو پہلے دکھائی جا چکی ہے۔



دِوّ (یا سر) نورانی (ستا والا) ہے۔ پرتھوی (یا پاؤں) تاریک (بغیر ستا کا) ہے۔ درمیانی حصہ یا انترکش میں نور اور تاریکی دونو ہیں۔ اور یہاں ہی سات قسم کی تمیزی مدات کھچتی ہیں۔ یہاں ہی جڑ چیتن کی گرنتھی ہے۔ اس مشابہت سے تم کو پنڈ اور برہمانڈ کے طبقات کا علم ہو گیا۔ اب اپنی طرف رجوع کرو۔

خیال جب تمہارے سر یا منڈ میں داخل کیا جائیگا۔ تو وہ دھاروں کی صورت میں سب کو متاثر کر دیگا۔ زندگی بدل جائیگی

اور یہ تبدیلی برہمہ ابستھا کے سمجھانے کا باعث اور مددگار بنے گی ۔ یہ منڈک اپنشد کا مقصد ہے ۔

پہلا منڈک

پہلا کھنڈ

(۱) ۔ جگت کا کارن اور ودیائیں

سوال ۱ ۔ کس شے کے جان لینے سے سب کا علم ہوتا ہے ؟
جواب ۔ اُس شے کے علم سے جس پر علموں کا دارو مدار ہے ۔
سوال ۲ ۔ یہ علوم کتنی قسموں کے ہیں ؟
جواب ۔ دو قسم کے پَرا (پرے کا) اپَرا (ورے کا) پرا عُلوی اور اصلی خواہ حقیقی اور معنوی ہے ۔ اپرا اسفلی تحتانی خواہ نچلا اور باہری ۔ یہ دو طرح کے علوم ہیں
سوال ۳ ۔ ان کے درمیان فرق کیا ہے ؟
جواب ۔ ظاہر باطن ۔ اصلی نقلی ۔ نورانی عکسی ۔ دھوپ چھاؤں ۔ زمین و آسمان کے درمیان جو فرق ہے ۔ وہی ان کے درمیان بھی ہے ۔

سوال ۴ - پرآ اور اپرآ کہنے کا مطلب کیا ہے؟

جواب - معلوم عام فہم اور آسانی سے سمجھ میں آنیوالا مطلب تو ہیں نے بتا دیا - پرے - درے - ظاہر باطن - اونچا نیچا - علوی سفلی - اب تم ان کی لفظی حقیقت اور لغوی مراد جاننا چاہتے ہو - اس لئے سنو - پرا سنسکرت مادہ پری (بھرنے) سے بنا ہے - جو سب میں بھرا ہو - وہ پرا ہے - اور جو اس رعایت سے خالی ہو - وہ اپرا ہے +

اس کے معنی متعدد ہیں - مثلاً غالب - بزرگ - آزادی - اُلٹی ترکیب - غرور - ناز - دو بدو - باہمی - حضور - بڑھی چڑھی فوقیت وغیرہ وغیرہ - پرا دریا میں قریب قریب یہ سب مراد موجود ہیں +

جو علم کہ ہر شئے کے مشترک اصول کی خبر دے - جو ہم میں تم میں سب میں بھرا ہوا ہے - وہ پرا ہے - اور وہ علم جو خاص طور پر کسی مضمون کی خبر دے جس میں مشترک اصول کا شمول نہیں ہے - وہ اپرا ہے +

پرا - کے علم میں ذات یا روپ بیج کی صورت میں ہر معلوم شئے کے ساتھ بنیاد بن کر رہتا ہے +

اپرا کے علم میں ذات یا روپ گو شامل تو ہیں - لیکن دبی صورت رہتی ہے +

پرا - باطن یعنی - اصلیت والی - اور روحانی ہے -

اپرا خارج یعنی - نقل والی اور جسمانی ہے +

ان کے درمیان یہ فرق ہے ؛

سوال ۵- ذات کی شمولیت کیا ہوتی ہے ؟ اور اس کی برعکس صورت کیا ہے ؟

جواب- علم کی بنیاد ہم ہیں- تمام علوم کا انحصار ہم پر ہے- یہ ذات کی شمولیت ہے- اور اس کے برعکس علم اہنکم ہے- علم اچھا یا بُرا ہے- علم حاصل کرنا چاہیئے- ان خیالوں کے اندر ذات یا رِنجر- دپ کی اہمیت پر زور نہیں ہے- بلکہ انسان اپنے آپ کو چھوڑ کر عکسی نقلی اور خارجی باتوں میں بھول جاتا ہے- اس لئے اس علم کا ظاہر ذات کی شمولیت سے خالی کہا گیا ہے ؛

سوال ۶ - پرا- اپرا بطور خود سہل الفاظ تھے تم نے اپنے بیان سے انہیں ادق کر دیا- سہل سہل سی بات کیوں نہیں کرتے ؟

جواب- سہل سی بات سنو:-

پرا علم ذات ہے- اپرا علم صفات ہے ؛

سوال ۷- علمِ ذات کیا ہے اور علمِ صفات کیا ہے ؟

جواب- ہم خود کیا ہیں- اس کا علم علم ذات ہے اور دوسری چیزیں کیا ہیں- ان کا علم علمِ صفات ہے یہ ان کے درمیان فرق ہے- اور سہل صراحت یہ ہے خود دانی- اپنے آپے کو جاننا یہ پرا ودیا ہے- خدا دانی شیطان دانی- جہاں دانی اور جن جن خیالوں کے اندر غیر دانی

کی مُراد شامل ہے۔ وہ اپرا ودیا ہے +

سوال ۸۔ خوب خدادانی تک کا علم سفلی اور نچلا ہو گیا

جواب۔ کیوں نہیں۔ جب خدا کو اپنے سے جُدا سمجھا گیا۔ تو وہ غیر ہو گیا۔ اس لیے اس علم کو نچلا تو ہونا ہی چاہیئے

سوال ۹۔ میں سمجھ گیا۔ اس علم کا فایدہ کیا ہے؟

جواب۔ اپنے آپ کو جان لیا۔ سب کچھ جان لیا۔ اب باقی کیا رہ گیا۔ اپنے آپ کو نہیں جانا۔ کسی کو بھی نہیں جانا۔ لاکھ کوشش کرنے پر بھی کوئی شے اصلی معنی میں سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لیے اس نچلے ودیا کو اگیان اور اودیا بھی کہا جا سکتا ہے +

—:o:—

سوال ۱۰۔ اس نچلی وِدّیا میں کون کون علوم شامل ہیں؟

جواب۔ چاروں وید رگ یجر۔ سام اور اتھروو سکشا۔ کلپ۔ ویاکرن۔ نرکت۔ چھندیہ۔ جوتش اور تمام نچلے۔ سفلی۔ زمینی۔ خارجی اور تحتانی ہیں۔ خارجی علوم وغیرہ

سوال ۱۱۔ تم وید کی مذمت کرتے ہو۔

جواب۔ ہوش کے ناخن لو۔ مذمت سے کیا غرض ہے۔ یہ سچی بات ہے۔ اگر یہ سفلی اور نچلی نہیں ہیں۔ تو پھر ہیں کیا؟ کوئی بتائے! یہ میں نہیں کہتا۔ اُپنشد ایسا کہتی ہیں۔

سوال ۱۲۔ اپنی ذات کیا ہے؟

جواب۔ جو دیکھنے میں نہ آوے۔ پکڑی نہ جا سکے۔ گوتر

کُل - ورن جس کا نہیں ہے - نہ آنکھ والی نہ کان والی نہ ہاتھ پاؤں والی ہے - دائم - قائم - محیط کُل - سب کے اندر سب سے زیادہ لطیف - لافانی - سب کا اصل الاصول یہ اپنی ذات ہے ۔

سوال ۱۳ - یہ تو اکشر برہمہ کی تعریف ہے -

جواب - یہی اپنی ذات ہے - ذات ہی کا دوسرا نام اکشر برہمہ ہے - جو بات لوگ اُلٹ پھیر کر کے کہتے ہیں - وہ میں سیدھے طور پر کہتا ہوں - ہاتھ گھُما کر ناک پکڑو یا سیدھے پکڑو بات ایک ہی ہے - لوگ وہمی ہو گئے - توہمات اور بھرم میں پڑ گئے - اس لئے چکر دے کر سمجھایا گیا - میں منڈک کے فضل سے صاف صاف طور پر یہ خیال تمہارے دماغ میں داخل کر رہا ہوں ۔

سوال ۱۴ - کیا اِسی ذات سے سب کی پیدائش ہوئی ہے؟

جواب - ہاں! اور کس سے ہوتی!

سوال ۱۵ - ذات سے کیسے سب کچھ پیدا ہو جاتا ہے

جواب - جیسے مکڑی کے منہ سے تار - جیسے تمہارے جسم سے بال اور رونگٹے - جیسے زمین سے ناج - ناج سے پران - من - ست - لوگ اور کرموں سے امرت وغیرہ ۔

سوال ۱۶ - کیا ذات کو سب کا علم ہے ؟

جواب - وہ علموں کا علم - عقلوں کا عقل - سمجھوں کی سمجھ ہے - اس کا تپ گیان ہے - اُسی برہمہ سے برہما اُسی

طرح پیدا ہوئے۔ جیسے زمین سے اناج +
سوال ۱۷۔ تو پھر ہم ہی سب کے پیدا کرنیوالے ٹھہرے!
جواب۔ ہم اور غیر ہم کو جانے دو۔ ذات سے سب کچھ پیدا ہوئے۔ یہی ذات برہمہ ہے۔ اصل ہے۔ حق ہے۔ اور ذات کی ذاتیت۔ حق کی حقیقت۔ اصل کی اصلیت کا نام پیدائش ہے۔ یہ برہمہ کا برہمہ پنا ہے۔ مظہر کا اظہار۔ مصدر کا اصدار اور منظر کا انظار ہے۔ اُسے، چاہے برہمہ کہو۔ آتما کہو۔ یا ذات کہو۔ ایک ہی بات ہے +

دُوسرا کھنڈ

مذہبی کرموں کی پابندی

سوال ۱۔ جب یہ کیفیت ہے۔ تو مذہب و ذہب کی توجہ کٹ گئی۔ کون کس کو مانے! اور کیوں مانے! دھرم کرم سب خاک میں مل گیا۔
جواب۔ یہ خیال غلط۔ یہ کہنا بے جا اور ایسا سمجھنا نادانی ہے۔
سوال ۲۔ کیوں؟
جواب۔ اس لئے کہ ذات میں ذاتیت ہے۔ برہمہ میں برہمہ پنا ہے۔ حق میں حقیقت میں ہے۔ رشیوں نے وید کے منتروں میں ذاتیت۔ حقیقت اور اصلیت کو محیط ہوتے ہوئے

دیکھا۔ ان کی پابندی کو لازمی قرار دی۔ تم ان کا لحاظ رکھو یہ پنیہ کی طرف لے جانے والی راہیں ہیں۔ اس پر اودیا سے مذہب کی جڑ کیسے کٹے! نہیں کٹی ٭

سوال ۳۔ تو پھر ہم یگیہ کریں؟

جواب۔ بیشک کرو۔ یہ کرنا ہوگا۔ یہ قدرتی اصول ہے یہ ہو رہا ہے۔ یہ ہوا کرتا ہے ٭

سوال ۴۔ یہ یگیہ کیسے ہو؟

جواب۔ برہمہ اگنی پر چنڈ ہے۔ اُس میں ورہ ادرمن کی دو آہوتیاں ہر وقت دی جا رہی ہیں۔ پران کا سلسلہ حرکات تنفس کی صورت میں جسمانی ہون کنڈ میں آگ کی طرح مشتعل ہے۔ (ریچک پورک کی) دو آہوتیاں (سانسوں کے آنے جانے کی شکل میں) پڑ رہی ہیں۔ تم خیالات کے پگھلے ہوئے گھی کی آہوتیاں دیتے چلو۔ یہ شردھا (عقیدہ) کے ساتھ دیجائیں اور تمہارا فائدہ ہوگا ٭

سوال ۵۔ یگیہ تو وقت۔ موسم۔ دن وغیرہ کے لحاظ سے کئے جاتے ہیں!

جواب۔ قدرتی یگیہ کے لئے اس کے لحاظ کی ضرورت ہے جو ہو وقت۔ مہینہ۔ موسم۔ پورنماشی چترماسی۔ اور اگرہن (فصل) کی تناسب اور موزونیت کی نظر سے ہو۔ ایشتی آئین۔ برابر جاری رہے۔ دشو دیو (تمام دیوتاؤں) کے خوش رکھنے کے خیال

سے ہو۔ باقاعدہ ہوتا رہے۔ تب ساتوں لوک کی بھلائی اُسے نصیب ہو گی۔ اور جو ایسا نہ کریگا۔ اس کے ساتوں لوک برباد ہو جائینگے۔ اور وہ کہیں کا نہ رہے گا۔ اُزیں سُو راندہ ازاں سو درماندہ ہو جائیگا"

سوال ۶۔ یہ سات لوک کیا ہیں!

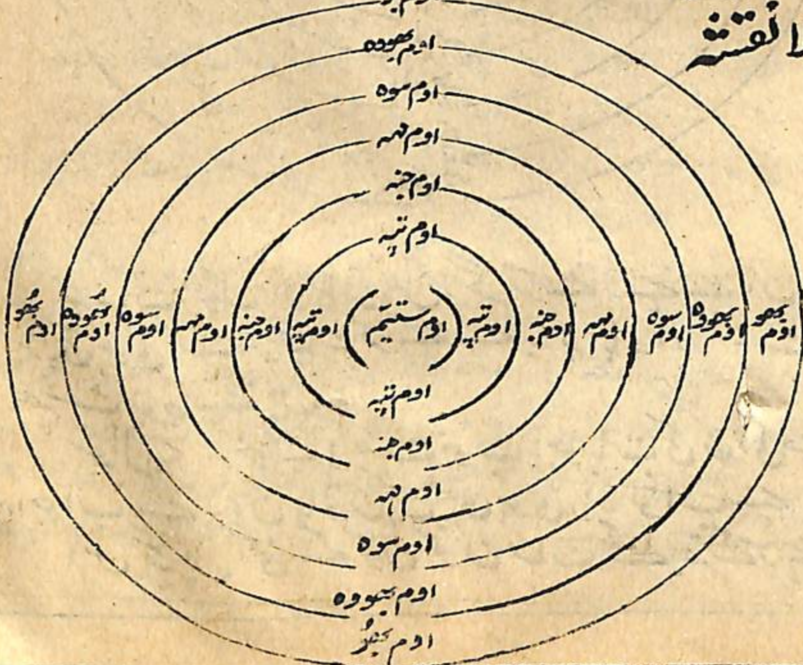
جواب:۔

(۱) اوم بھُو (۲) اوم بھُووہ (۳) اوم سوہ
(۴) اوم مہہ (۵) اوم جنہ (۶) اوم تپہ
اوم ستیم

بھُو۔ بھُووہ۔ سوہ۔ مہہ۔ جن۔ تپ۔ اور ست یہ سات لوک ہیں

سوال ۷۔ ان کا نقشہ؟ جواب ۔ دیکھو

پہلا نقشہ



خواہ

دوسرا نقشہ

اوم ستیم
اوم تپہ
اوم جنہ
اوم مہہ
اوم سوہ
اوم بھووہ
اوم بھو
اوم بھووہ
اوم سوہ
اوم مہہ
اوم جنہ
اوم تپہ
اوم ستیم

یہ سات لوک لوکانتر ہیں۔ یگیہ کرتے رہنے سے ان کی برنتی ہوتی ہے۔ یگیہ نہ کرنے سے یہ برباد اور نشٹ بھرشٹ ہو جاتے ہیں۔

سوال:- خوب! بہت خوب! جو بات کی خدا کی قسم لاجواب ہے۔ ان باتوں میں چھپی ہوئی راہ ثواب ہے۔ اس یگیہ میں اگنی کے کون کون سات شعلے بھڑکتے رہتے ہیں؟

جواب۔ سنو۔ جس یگیہ کی میں ترکیب بتا رہا ہوں۔ وہ سات لوگوں کی نظر سے ہے۔ ایسا تمہارا یگیہ ہو۔ کہ زندگی یا پران کے شعلے ساتوں لوگوں کے درمیان تمہاری آہوتی دی ہوئی سامگری کے اجزا کو پہنچا دیں۔ یہ شعلے:۔

(۱) ۔ کالی۔ سیاہ۔ زینی۔ بھو لوکی ہو۔
(۲) ۔ بکرالی سخت ہیبتناک۔ ذرا اونچا بھوور لوکی ہو۔
(۳) ۔ منوجوا۔ دلی۔ ضمیری۔ خیالی۔ من سے پیدا منوجوا سوہ لوکی ہو۔
(۴) ۔ سُولوہتا۔ سُرخ۔ لال رنگ والا۔ خونی مہرلوکی ہو
(۵) ۔ سُودھوم درنا۔ اچھے دھوئیں کے سیاہ سفید رنگ والا جن لوکی ہو۔
(۶) ۔ سپھولنگنی۔ پھُرتا ہوا۔ چنگاریاں جھاڑتا ہوا۔ تپتا ہوا۔ تپ لوکی ہو۔
(۷) ۔ وشورُدپی۔ عالمگیر۔ محیط کُل۔ سب میں پھیلا ہوا۔ ست لوکی ہو۔

حضرت سلامت! اس یگیہ کو کرو۔ پھر دیکھو کیا اچھا پھل پراپت ہوتا ہے۔ اور تم تو مذہب مذہب کے پیچھے ڈنڈا لیے ہوئے پھرنے لگے۔ واہ جی واہ! نہ سمجھ نہ بوجھ اور بن گئے لال بجھکڑ! دوستو! اپنشد پڑھتے ہو۔ تو ذرا میری صحبت میں بھی آ بیٹھو۔ میں تم کو یگیہ کرنے کا راز دم کے دم میں سمجھا دوں۔ میرے ساتھ رہ کر اس کے کرنے

لگ جاؤ۔ اور اپنی آنکھوں اسی جنم میں اس کا پھل دیکھو۔ اور اگر یہ نہیں ہوتا۔ تو آج کل اپنشدوں کے ٹیکا بازبہت ہو گئے ہیں۔ ان کی ٹیکائیں پڑھو۔ اور اپنا راستہ لو۔ میں بھی خوش تم بھی خوش!

سوال ۸ - یہ شعلے کس رعایت سے ہیں؟

جواب - سات شعلوں کی رعایت سے۔ اور سنو:-

[الف] تندرست بنو یہ کالا شعلہ ہے۔ (ادم بھُو)

[ب] جدوجہد کرو۔ بیکار نہ رہو۔ یہ بکرالا شعلہ ہے۔ (ادم بھُووہ)

[ج] دل کو حرکت دو۔ خوشی کے خیال سے متاثر رہو۔ یہ منوجوا شعلہ ہے۔ (ادم سوہ)

[د] بڑائی کے خیال کو دل دو۔ برزخی حالت ہنسوں کی۔ دلی کشمکش ہو یہ سُولوہتا شعلہ ہے۔ (ادم مہہ)

[ہ] دین دُنیا کو ساتھ رکھتے ہوئے منزا ذلت اور مساوات سے نتیجے پیدا کرتے چلو۔ یہ سُودھومرورنا شعلہ ہے۔ (ادم جنہ)

[و] تپ سے تپو۔ دُکھ سکھ میں یکساں رہو۔ محنت مشقت سے نہ گھبراؤ یہ سپھو لہنگنی شعلہ ہے۔ (ادم تپہ)

[ز] سب تمہارا رُوپ ہو۔ تم سب کے رُوپ ہو جاؤ۔ عالمگیر اور محیط کُل بنو۔ یہ وشو روپی شعلہ ہے۔ (ادم ستیم)

یہ اس یگیہ کی اگنی کے سات شعلے ہیں۔ جو بھڑک اٹھیں۔ یہ یگیہ کرو۔ یہی اصلی یگیہ ہے۔ اور باقی جو یگیہ ہوتے ہیں۔ اُن کے پھیر میں نہ پڑو۔ اپنا کام بناؤ ۔

سوال ۹۔ بہت خوب! نہایت اچھی تشریح ہے۔ اس یگیہ کا پھل کیا ہوگا؟

جواب۔ یگیہ کے یہ شعلے بھڑکیں۔ آسمان کی طرف اٹھیں۔ سورج کی کرنیں ان سے ملی ہوئی۔ اس یگیہ کرنے والے کو دیوتاؤں کے لوک میں پہنچائے گی۔ جہاں ایک اصلی اور حقیقی مالک رہتا ہے ۔

سوال ۱۰۔ یہ مالک کون ہے؟

جواب۔ تمہاری ذات۔ تمہارا حق۔ تمہارا اصل تمہاری بنیاد ۔

---:o:---

سوال ۱۱۔ کیا اس کی پیروی میں تکلیف ہوگی؟

جواب۔ رام رام! وشو رام!! یہ کیا بیہودہ خیال ہے۔ اجی یہاں تکلیف و کلیف کوئی نہیں ہوتی۔ چمکتی ہوئی آہوتیاں۔ نورانی وِمان پر جمان کو چڑھائے سورج کی کرنوں کی راہ سے اٹھائے ہوئے لئے چلیں گے۔ اور راہ میں خوش آنند نغمے۔ خوشی کے گیت اور خوشی کے راگ چھیڑے رہینگے۔ تم اُمنگ سے پھولے ہوئے ہوگے۔ اور اس مستانہ سرود میں تمہاری تعریف کی دھن گوش زد ہوتی

رہے گی۔ کہ "یہ تمہارا پاک اور مقدس برہمہ لوک ہے جسے ہم نے اپنے کرموں سے حاصل اور فتح کیا ہے!

سوال ۱۲۔ کیا تم نے اِسے کیا ہے؟ اور تمہیں اس کا تجربہ ہے!

جواب۔ اس کے سِوا میں اور کرتا کیا ہوں! یہی تو میری زندگی کا عمل و شغل ہے۔ اسکا مجھے تجربہ ہے۔ آؤ میری صحبت اختیار کرو۔ میرے طرزِ عمل کا بغور مشاہدہ کرو میں روزانہ برہمہ لوک میں جاتا رہتا اور اسی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ تجربہ نہ ہوتا تو تم سے کہتا کیسے! آؤ اور مجھ سے اس دیو۔ یان۔ پنتھ کی اندرونی چڑھائی کا راز حاصل کرو۔ اور جیتے جی برہمہ لوک کو حاصل کرو۔

---:o:---

سوال ۱۳۔ کیا اور یگیوں سے یہ پھل نہیں پراپت ہوتا اس دیو یگیہ اور برہمہ یگیہ کے سوا اٹھارہ قسم کے اور یگیوں کا اشارہ منڈک اپنشد میں آیا ہے!

جواب۔ یہ سِفلی نچلی تدبیر ہے۔ جو بالکل زمینی ہے۔ آسمانی نہیں ہے۔ جسمانی ہے۔ روحانی نہیں ہے۔ اسکا پھل سوالات کی قسم کا غرور ہے۔ اس کے کرنیوالوں کی زبان پر رہتا

[نوٹ۔ یہ تمام الفاظ منڈک اپنشد کے ہیں۔ اگر میں اپنی عبارت لکھتا تو اسطرح کبھی سخت گیری نہ کرتا۔ اور نہ سخت الفاظ سے کام لیتا۔ مترجم مُفسر]

ہے۔ "میں پنڈت ہوں۔ میں دانا ہوں۔ میں گیانی ہوں"
یہ بار بار جنم مرن پاتے ہیں۔ بڑھاپا اور موت کے شکار
ہوتے ہیں۔ نادانی میں پڑے ہوئے ان نادانوں میں
دانائی کہاں ہے۔ یہ صرف کہنے کے پنڈت ہیں۔ چوٹ پر
چوٹ سہتے۔ چکر لگاتے اور اندھوں کی رہبری میں اندھوں
کی چال چلتے ہیں۔ طفلانہ مزاج! دوُل ہمت! ان کو زعم
ہے۔ کہ سِفلی یگیوں سے مقصد حاصل کر لیا۔ یہ کرم کانڈی
کرم کا راگ گاتے ہوئے حقیقت کے راز سے بالکل ناآشنا
اور گیان سے بالکل خالی اور تتو کی سمجھ سے کورے کے
کورے رہتے ہیں۔ اور دکھوں سے دُکھی ہو کر گرتے اور
اپنے لوک کو بھی چھنواتے رہتے ہیں۔ یہ احمق سمجھتے ہیں
کہ یگیہ اور دان ہی سب کچھ ہے۔ ان کی مدد سے یہ ذرا اوپر
کے لوک (سورگ) میں چڑھتے ہیں۔ اور اُسے بھوگ
کر زمین پر گر تے اور لمبا اوقات نیچے کی جونیوں میں
پڑتے ہیں ۔

—:o:—

سوال ۱۴۔ کیا بغیر یگیہ کے برہمہ (ذات) کی پراپتی ہو
سکتی ہے؟

جواب۔ تپ اور شردھا کی زندگی بسر کرنے والے
شانت و دیاوان سورج کی راہ سے امر لوک کو جاتے
امرت پُرش کو پراپت ہوتے اور خود امرت پُرش ہو جاتے ہیں۔

سوال ۱۵ - اس شمشی طریق - اس دیو - یان پنتھ - اس نورانی راستہ - اور اس روحانی - یزدانی - اور مارگ کا پتہ کیسے ملے اور کس سے پلے ؟

جواب - جب برہم کے طالب (اصلی) براہمن کو کرم اور کرموں سے ملنے والے لوگوں کا علم ہو جائے اور ان کی جانچ پڑتال کر کے اُن سے اِسے نفرت (اُپرام) ہونے لگے - اور یہ سمجھ میں آ جائے - کہ کرم کی حقیر اور عارضی مزدوری سے دائمی حالت نہیں ملسکتی تب وہ برہم نشٹھ ویدوں کے جاننے والے گورو کی خدمت میں حاضر ہو - اس کے ساتھ تعظیم اور ادب سے پیش آئے - اُس بچو اہش اور شانت شاگرد کو وہ واقفکار گورُد برہم ودّیا کی اصلیت بتا دیگا - کیونکہ وہ خود لافانی اور دائمی ستیہ پُرش کو جان گیا ہے۔ یہی پتہ پانے اور کھوج لگانے کا طریقہ ہے - اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہے +



دُوشر امنڈک

---o:o---

برہمہ تتو

پہلا کھنڈ

سوال ۱- بھگون! یہ پیدائش کس سے ہوتی ہے؟
جواب- اکشر پُرش سے سب کی پیدائش ہوتی ہے۔ جیسے مشتعل آگ سے آگ ہی کی شکل کی بے شمار چنگاریاں نکلتی رہتی ہیں۔ اُسی طرح قسم قسم کے تتو اس اکشر برہمہ سے پیدا ہوکر اُسی میں رہتے کھیلتے اور سماتے ہیں +
سوال ۲- کیا یہ اکشر برہمہ اصلی برہمہ سے مختلف ہے؟
جواب- اصلی اور نقلی دو نسبتی الفاظ ہیں- اور نسبتی نقطۂ نظر سے میں جواب دیتا ہوں- کہ وہ اُس سے مختلف ہے +
سوال ۳- یہاں بھرم پیدا ہوتا ہے- برہمہ ایک ہے

دو نہیں ہے۔ اس طرح آپ کے کہنے سے دو برہمہ ہو جاتے ہیں۔

جواب۔ بیشک ہونا بھی ایسا چاہیئے۔ اسمیں تعجب کرنے کی کیا بات ہے۔ کہنے کے لیے، انہیں دو مانا جاتا ہے۔ اور ذات۔ تتو اور اصلیت کی نظر سے دو پنا نہیں ہے۔ تم اپنے آپ کو سوچو۔ تم آتما ہو۔ آنند کی نظر سے آنند مے آتما۔ پران کی نظر سے پران مے آتما۔ من کی نظر سے منو مے آتما وگیان کی نظر سے وگیان مے آتما۔ ان کی نظر سے ان مے آتما۔ اور پھر ایک کے ایک آتما ہو۔ لافانیت اور پیدائش کی نظر سے اکشر برہمہ کہا جاتا ہے۔ نورانی پرم پورش صرف آدھار محض ہے۔ وہ نہ جسم کا ہے۔ نہ من کا نہ پران کا۔ نہ جنما نہ بدلا۔ پاک کا پاک۔ بے لوث! اکشر پرے کا برہمہ ہے۔ اونچا ہے۔ وہ پرم پرش اکشر برہمہ سے بھی پرے اور اونچا ہے۔

سوال ۴۔ کیا اسی سے یہ سب پیدا ہوتے ہیں؟

جواب۔ ہاں اسی سے پران پیدا ہوتا ہے۔ من تمام اندریاں۔ آکاش۔ ہوا۔ تیج۔ پانی۔ مٹی سب کو اسی نے دھارن کر رکھا ہے۔ اور سب اسی کے آدھار پر رہتے ہیں۔ وہی ان سب کی بنیاد اور جڑ ہے۔

سوال ۵۔ برہمانڈ کی نظر سے اس اکشر برہمہ کی صورت کیسی ہو گی؟

جواب - اگنی اس کا سر (حرارت کا مخزن) ہے - سورج چاند اس کی آنکھیں ہیں - دشائیں اس کے کان ہیں - ویدک الہام اس کا کلام (بانی) ہے - تمام جگت اس کا دل ہے - پرتھوی اس کا پاؤں ہے - یہ فی الواقعی سب کا انتریامی ہے*

سوال ۶ - اس سے یہ جگت اور پرانی کیسے پیدا ہوئے؟

جواب - باقاعدہ اور سلسلہ کے ساتھ اپنشد اُسے اسطرح بیان کرتی ہے - یوں سمجھ لو - وہ عالم گیر اگنی ہے وہ مشتعل رہتی ہے - سورج اُس اگنی کی ایندھن ہے - اس سورج سے اُس کے بعد انترکش پیدا ہوا - انترکش کے بعد پرتھوی - پرتھوی میں پرش اور پرش کے بعد ستری - یہ جگت کی سرشٹی کے پانچ مرحلے ہیں - ان کی بناوٹ اسطرح سے ہوئی - پھر پرش نے ستری کے گربھ میں بیج ڈالا - اس بیج سے تمام مخلوق پیدا ہوئی"

سوال ۷ - نہایت مہذب اور سہل طرز بیان سے یہ پانچ مرحلے پھر سنائیے -

جواب - [الف] سورج

[ب] انترکش - وسعت - پھیلاؤ

[ج] پرتھوی

[د] پُرش

(۵) سنتری

سوال ۸ - اب صراحت کیجئے۔

جواب - [الف] اکشتر پرش خود ایک قسم کی اگنی ہے جو مشتعل رہتی ہے۔ سورج اُس کی ایندھن ہے۔ جسے تم نورانی دیکھتے ہو۔ یہ پران اگنی ہے۔ جو شعلوں کی طرح نمایاں ہے۔

[ب] سورج تپا۔ اس کے تپنے کا پھیلاؤ ہوا۔ اس پھیلاؤ کے اندر چندرما چندرما سے بادل پیدا ہو گئے۔

[ج] انترکش کے پھیلاؤ کی حد پر پرتھوی ہوئی۔ اس پرتھوی میں بنسپتی (عالم نباتات) اناج وغیرہ پیدا ہوئے۔

[د] پرتھوی میں پرش پیدا ہوا۔

[ہ] پرش میں سنتری ہوئی۔

پرش نے اپنا بیج سنتری میں ڈالا۔ اس سے مخلوقات جاندار پرانی ہو گئے۔

اسطرح یہ جگت اور پرانی بنے۔ یہ اور کچھ نہیں ہیں۔ وہ اکشتر پرش ہی ہے۔ اور وہی سب کا انتر آتما ہے۔

سوال ۹ - کیا بھونڈا اور غیر واضح طرز بیان ہے۔ جسے ہر کس و ناکس نہ سمجھ سکتا ہے۔ اور نہ یہ اس کی سمجھ میں آتا ہے۔ اس طرز بیان کا نام کیا ہے!

جواب - اِسے بیج اگنی ودیا کہتے ہیں۔ اور اسی کے اندر تمام کائنات مخلوقات اور موجودات ہے۔

سوال ۱۰ - آپ نے منڈک اپنشد کی شرح کرنے کا دعویٰ

کیا ہے۔ پھر اسے صاف کیوں نہیں کر دیتے؟
جواب ۔ مجھے تو جو کہنا اور سمجھانا تھا ۔ کہ دیا ۔ اور سمجھا دیا اپنشدوں کی حد نسبت کے باہر جانے کی نہ نیت ہے ۔ نہ جرأت ہے ۔ اشارہ کو اشارہ کی نظر سے سمجھئے ۔ تب سمجھ میں آئے ۔ خلقت کا یہ ابتدائی بیان سیدھا سادہ اور بغیر علمی تصنع کے ہے ۔ میں پھر بھی سمجھاتا ہوں ۔ سمجھو ۔

[الف] ایک نور ہے .. .. (اوم ستیم)

[ب] جو منور ہے .. .. (اوم تپم)

[ج] اس نور کا شعلہ سورج ہے ۔ جو اپنی باری پر منور ہے .. .. (اوم جنہ)

[د] اُس نور کے اندر تین صورتیں ہیں ۔ اول وہ خود (۱) دِوّ (۲) انتر کش ۔ (۳) پرتھوی .. .. (اوم مہہ)

[ہ] یہ نور ثلاثی صورت میں اچھا ۔ خوشنما اور خوشگوار ہے ۔ .. .. (اوم سوہ)

[د] یہ نور پرُش ہُوا .. .. (اوم بھووہ)

[ز] یہ نور نیچے کے طبقہ میں ٹھہرا اور اس میں اپنی نورانی کرنوں کو چھوڑ کا .. .. (اوم بھُوہ)

یہ سات اگنی سرشٹی کے مدارج ہیں ۔ جن کے اندر تمام خلقت ہے

سوال ۱۱ ۔ آپ کے طرز کلام اور طرز بیان میں سچائی کی جھلک تو ضرور ہے ۔ لیکن میری عقلی نگاہ اسے گرفت

نہیں کرتی ہے۔ یہ بہت دقیق اور وضاحت طلب ہے۔

جواب۔ یہ ایسا ہی ہے۔ اور صراحت میں میں بھی شاید قصور کر رہا ہوں۔ اس کی وضاحت تمام و کمال جیسی چاہیئے۔ نہیں ہو رہی ہے۔

سوال ۱۲۔ واقعی معلوم ایسا ہوتا ہے۔ آپ نے اسے پہلے پنچ اگنی ودّیا کا نام دیا۔ اور پھر سات مدارج قائم کر دکھائے۔ یہ طرز بیان میں ابہام کا نقص ہے۔

جواب۔ مشکل مضمون کا ادا کرنا مشکل ہی ہوتا ہے اگر اس میں "ادم ستیم اور ادم بھوہ" کا خیال چھوڑ دو۔ تو پانچ ہی مدات رہ جاتی ہیں۔ جیسے

[ا] اصلی اگنی کنڈ (ادم تپہ)
[ب] سورج (ادم جنہ)
[ج] انترکش (ادم مہہ)
[د] مرد (ادم سوہ)
[ہ] ستری (ادم بھووہ)

مخلوقات کی پیدائش انہیں سے ہوتی ہے۔

سوال ۱۳۔ مضمون اور مذہب ہو گیا۔ پرتھوی کی رعایت جاتی رہی۔ یہ نقص آ گیا۔

جواب۔ بے شک ایسا ہی ہوا۔ لیکن پرش اور ستری پرتھوی ہی میں رہتے ہیں۔ اس لئے نقص تو نہیں ہے۔ ہاں اسے مصلحتاً نظر انداز کر دیا گیا۔

سوال ۱۴- مختصر طریقہ میں سمجھائیے۔
جواب- [ا] اوم - اوم کی چوٹی دِو - اوم
کا وسط انترکش اوم کا نچلا حصہ پرتھوی - رچنا ان
کے اندر ہوتی ہے ۔
[ب] اوم اوم کا آسر اوم کا پاؤں تم -
سر اور پاؤں کی درمیانی بندش و - انہیں کے درمیان
رچنا ہوتی ہے ۔
[ج] اوم کا اُچیتن اوم کا اُم جڑ - اوم
کا درمیان 'و' جڑ چیتن ہے رچنا ہوتی ہے ۔
یہ مختصر طرز بیان ہے۔ اس سے اور مختصر کرنا مشکل ہے۔
سوال ۱۵- یہ کچھ ٹھور ٹھکانے کی بات ہے۔ اس
سے میں کیا سمجھوں؟
جواب- یہ اکشر برش نہ صرف سب رچنا کی جڑ آدھار
بنیاد ہے - بلکہ وہ خود ہی رچنا ہے - وہ سب کا اسی
وجہ سے انتر آتما کہا گیا ہے - اور اپنشد اسی ایک بات
کو ذہن نشین کرانا چاہتی ہے - یہ سمجھ میں آگیا - تو سب سمجھ
میں آگیا - یہ نہ سمجھ میں آیا تو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا - سمجھا
ان سمجھا سب مٹی میں مل رہا ۔

سوال ۱۶- یہ تو میں نے سمجھ لیا - کیا اس ویدک
دھرم - یا دنیا کے مذاہب کی جڑ اسی اکشر برہم میں ہے؟

جواب۔ اس کے سوا اور کس میں جڑ بتی۔ یہ رگ۔ یجر اور سام اس زندگی کے مخزن کے سانس ہیں۔ اور جو کچھ رسم رواج۔ آداب و ضوابط۔ یگیہ (پوجا پاٹ) کِرت اور دکشنائیں ججمان۔ لوک اور لوگوں کے سورج اور چندر ماں ہیں۔ اسی کے آدھار اور اسی میں گتھے ہوئے ہیں۔

سوال ۱۷۔ اِن سب مدارج کا شمار مجموعی طور پر کس قدر ہے۔ جو اس اکشر برہمہ میں گتھے ہوئے ہیں۔

جواب۔ صرف سات۔ اُپنشد سے سات ہی سات کی رعایت کو مدنظر رکھا ہے۔

سوال ۱۸۔ مثلاً

جواب۔ یوں سمجھو کہ تمہارا پنڈ اگنی کنڈ ہے۔ جو دراصل ہے۔ جیسے برہمانڈی اگنی کنڈ ہے۔ ویسے ہی یہ پنڈی اگنی کنڈ ہے۔ اس میں سات اندریاں جو اگنی کنڈ میں سات سات طرح کی لکڑیاں (سمدھا) ڈالتی رہتی ہیں۔ سات ہی طرح کے ہوم ہوتے رہتے ہیں۔ سات لوکوں کا پھل انہیں ملا کرتا ہے۔ یہ انہیں سات لوکوں میں وچرتی ہیں۔ ان سے سات شعلے بھڑکتے رہتے ہیں۔ یہ گپھا میں دھر دیے گئے) رہتی ہیں۔ یہ صرف سات نہ سات ہیں

سوال ۱۹۔ ان سات سات کی ذرا صراحت تو کیجئے۔

جواب۔ [الف] سات اندریاں۔ ۲ آنکھ + ۲ ناک + ۲ کان + ایک زبان ۔ ۔ ۔ = ۷
[ب] ۔ سات شعلے ۔ دیکھنا ۔ سونگھنا ۔ سننا ۔ ان کی دوگونہ رعایت سے + چکھنا ۔ ۔ ۔ ۔ = ۷
[ج] سات سمدھا ۔ نظارہ ۔ شامہ ۔ سامعہ ۔ دوگونہ رعایت سے ۔ ذائقہ ۔ ۔ ۔ ۔ = ۷
[د] سات ہوم ۔ بھُو کا ۔ بھُووہ کا ۔ سوہ کا ۔ مہہ کا جنہ کا ۔ تپہ کا ۔ ستیم کا ۔ ۔ ۔ ۔ = ۷
[و] سات لوک ۔ بھُو ۔ بھُووہ ۔ سوہ ۔ مہہ ۔ جنہ تپہ ۔ ستیم ۔ ۔ ۔ ۔ = ۷
یہ تم یاد رکھو ۔ یہ سات لوک تمہارے اندر ہیں ۔ اور تمہارے ہردے گپھا میں گپتے ہوئے ہیں +

سوال ۲۰۔ پنڈ اور برہمانڈ کی مشابہتی رعایت سے میں سات لوکوں کی ہستی کا اس انسانی جسم میں قایل ہوگیا ۔ لیکن یہ فرمایئے ۔ کیا سمندر اور پہاڑ وغیرہ بھی اسی میں پیدا ہوئے ہیں؟

جواب ۔ اکشر برہمہ سب کا انتر آتما ۔ تمام بھوتوں کا آدھار ندی ۔ نالے ۔ بنسپتی اور ان کے اس کا ٹھہراؤ کی جڑ ہے ۔ اور جیسے وہ برہمانڈ میں ہے ۔ ویسے ہی پنڈ میں بھی ہے ۔ اس میں نام کے لئے بھی شک نہیں ہے

سوال ۲۱- وہ پرش کہاں ہے؟
جواب - یہ تو تو نے سمجھ لیا۔ کہ جو کچھ ہے۔ وہ پرش ہی ہے۔ اس کے سوا دوسرے کی ہستی کا امکان نہیں ہے ایکم۔ اَدّوتیم۔ اکھنڈم کیولم۔ کرم۔ تپ۔ برہمہ۔ پرم امرت وہ اکشر پُرش ہی ہے۔ وہ تیرے ہی ہردے گپھا میں چھپ رہا ہے۔ جسے تو جاننا چاہتا ہے۔ وہ ہردے گپھا ہی میں ہے۔ جاننے والے اُسے ایسا ہی جانتے ہیں۔ ذرا اوِدیا کی گرہ کو کھول دے۔ اور وہ نظر آنے لگے۔

دُوسرا کھنڈ

واحد واجب الوجود

سوال ۱- اُسے کیسے جانوں؟
جواب- وچار اور بویک سے۔ یہ جو عیاں ہے۔ قریب ہے۔ وہی ہردے گپھا میں بیٹھا ہوا پرسدھ نزل مقصود ہے۔ جو چلتا ہے۔ سانس لیتا ہے۔ آنکھ جھپکاتا ہے۔ سب اُسی میں گتھے ہوئے ہیں۔ یہ ست اسن سب کا سب جسے تم جانتے ہو۔ وہی ہے۔ وہی چاہنے کے

قابل۔ بدھی سے اونچا تمام جانداروں کی روح ہے۔ روشن لطیف سے بھی لطیف لوکوں کا آدھار۔ لوکوں کے رہنے والوں کا سہارا۔ ابناشی برہمہ۔ پران۔ بانی من۔ سن امرت وہی ہے۔ اسی کو لکش بناؤ اور اسی لکش کو نشانہ بناؤ۔

سوال ۲۔ کیسے اس لکش کا نشانہ بنایا جائے؟

جواب۔ [الف] - اپنشد کی کمان۔ اپاسنا کا تیز تیر۔ دونو کے جوڑنے میں دلی یکسوئی اور ابناشی پرش کا نشانہ!

[ب] اوم کی کمان۔ آتما کا تیر۔ برہمہ کا لکش؛ دل نشانہ میں لگانے میں ایسا محو ہو۔ کہ اپنے آپ کو بھول جائے۔

سوال ۳۔ آتما کیا ہے؟

جواب۔ جسمیں علوی سفلی اور درمیانی طبقات مع من اور اندریوں کے گنتھے ہوئے ہیں۔ وہ آتما ہے۔ یہ سچی بات ہے دوسری فضول ہے۔ وہ ایک اکیلا ہے۔ دوسرا نہیں ہے یہ پل ہے۔ اسی پر سے گزر کر امرت حاصل کرو۔

سوال ۴۔ آتما کی اصلی جگہ کہاں ہے؟

جواب۔ آتما ہردے گپھا میں ہے جسمیں تمام جسمانی رگ و ریشے رتھ کی نابھی کی شکل میں اروں کی طرح پروئے ہوئے ہیں۔ اسی جگہ اوم کا وچار ہو۔ یہ اندھیرے سے پرے پار پہنچانے کا ذریعہ اور کلیان کا باعث ہے۔ یہی آتما سب کا جاننے والا سمجھنے والا۔ جگت میں رہا والا۔ نورانی برہمہ پور میں ساکن۔ آکاش میں قائم۔ منومے اندری اور شریر کا قاعدہ میں رکھنے والا ہے۔ گیانی اسی کے گیان سے امرت کو دیکھتے اور آنند روپ سے چمکنے والے کا درشن پاتے ہیں۔

سوال ۵۔ اس درشن کا فائدہ؟

جواب۔ ہردے کی گرہ کھل جاتی ہے۔ شک و شبہ بھاگ جاتے

ہیں۔ کرم کا ناش ہو جاتا ہے۔ اس پَر اور اپَر کے درشن کا یہ لابھ ہے ؞

سوال ۶ - آتما جان لیا گیا اور برہم؟

جواب - جنہوں نے اس آتما کو جان لیا۔ برہم کو بھی جان لیا۔ وہ بغیر گرد و غبار کا۔ بغیر دھبہ کا شُدھ۔ نور کا نور اکھنڈ ہے۔ نہ وہاں سورج چمکتا ہے نہ چاند نہ ستارے نہ بجلی۔ ارضی آگ کی کیا حقیقت ہے۔ اسی آتما کے چمکنے پر سب چمکتے۔ تمام جگت اس کی چمک سے چمکیلا۔ وہ امرت روپ برہم۔ آگے پیچھے دائیں بائیں۔ نیچے اوپر۔ محیط کل ہے۔ برہم ہی یہ جگت ہے۔ اور وہی یہ وسیع وسعت ہے ؞

نوٹ - جو آتما کو نہیں جانتا۔ وہ برہم کو کیا جانیگا۔ یا جان سکیگا! پہلے ہماری آنکھ تب سورج اور سورج کا نور! پہلے ہم اور پیچھے خدا! جب ہم ہی نہیں۔ تو پھر خدا کیسا! اور وہ ہم سے جدا کب ہے۔ وہ وہی ہے جو کچھ اس جگت میں ہے۔ یہ برہم آتما سے جدا نہیں ہے۔ اسی ایک بات کو اپنشد زیادہ زور دے کر سمجھانا چاہتی ہے ؞

تیسرا منڈک

[برہم پنتھ - برہم مارگ]

پہلا کھنڈ

سوال ۱ - برہم کی آتما کے ساتھ کیا نسبت ہے؟
جواب - یہ دونو ساکشی ہیں - ساتھ کی نسبت رکھتے ہیں
سوال ۲ - مثلاً ؟
جواب - یہ جگت درخت سے مشابہ ہے - اس پر دو پرندے رہتے ہیں ایک میٹھے پھل کھانے کا خواہشمند ہے - دوسرا صرف ساکشی (دیکھنے والا) ہے *
سوال ۳ - ابھی تو تم برہم اور آتما کو ایک کہتے چلے آرہے ہو اب وہ دو کیسے ہو گئے؟
جواب - کرم کی نظر سے ہم نے انہیں دو مانا - جیسے ہمارے جسم میں آتما تو ہر وقت ایک ہی ہے - جو ساکشی روپ میں آزاد اور قیود سے اونچا ہے - لیکن من کی نظر سے اُسے منومے آتما - بدھی کی نظر سے وگیان مے آتما - پران کی نظر سے پران مے آتما - آنند کی نظر سے آنند مے آتما - اور ان کی نظر سے ان مے آتما کہتے ہیں اسی طرح سمجھانے سمجھانے کی غرض سے دو کہے گئے *

تم ایک ہو - یہ آدھار آتما ہے - تمہارا من دو ہو کر سوال و جواب سنکلپ وکلپ اٹھانے لگتا ہے - یہ منومے کہلاتا ہے

سورج ایک ہے - وہ ساکشی ہے - پانی - شیشے - صاف - شفاف جگہوں

کے عکس ہیں متعدد سورج بنجاتے ہیں۔ اصلی سورج تو ایک ہی ہے۔
اسی طرح آتما تو ہر وقت ایک ہی ہے۔ اور وہ صرف ساکشی روپ ہے۔ دوسرے عکسی آتمائیں بہت سے ہوجاتے ہیں۔

سوال ۴۔ ان دو نو کا میل ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں پھر ایک بات ہوئی!

جواب۔ پھل کھانیوالا بھرم میں پڑکر دکھی رہتا ہے۔ لیکن جب اس کی نظر ساکشی روپ آتما پر پڑگئی۔ اُسے اصلیت کا علم ہوگیا۔ بھرم کی گانٹھ کھل گئی۔ اب وہ خوش ہوگیا۔ اس کے ساتھ اس کی یکسانیت آگئی اور پاپ پُنیہ کے خیال جو محدودیت اور محدود نظری کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے دور ہوگئے۔

—:o:—

سوال ۵۔ یہ چمک یا نور کس کا ہے!

جواب۔ یہ پران کا ہے۔ یہی سب میں چمکتا رہتا ہے۔ جو اسے سمجھ گیا۔ وہ عالم اور خوش تقریر ہوجاتا ہے۔ اُسے آتما کے ساتھ پریم ہوتا ہے۔ اور گیانیوں میں افضل بن جاتا ہے۔

سوال ۶۔ یہ پران کیسے ظہور میں آتا ہے!

جواب۔ یہ آتما سے ظہور میں آتا ہے۔ یہ پہلے ہی سے رہتا ہے۔ پران پیچھے پیچھے اور ان سانس ہے۔ ذات کی ذاتیت ذات سے جدا نہیں ہوتی جب تک اُسے علم نہیں ہے۔ تب تک سا مانیہ ہے۔ اور جب یہ علم ہوگیا۔ کہ ذاتیت ذات کا خاصہ ہے۔ تب اسمیں وشیشتا آجاتی ہے اور وہ انسان افضل ہوجاتا ہے۔

—:o:—

سوال ۷۔ اس آتما کو کیسے کوئی پاتا ہے؟

جواب - یہ بغیر سادھن کے نہیں ملتا - حالانکہ وہ اپنی ذات اور ہر وقت پراپت ہے ٭

سوال ۸ - سادھن کیا ہیں؟

جواب - سچائی - تپ - ستیہ گیان - لگاتار برہمچریہ۔ ان سے اپنے اندر کا شدھ اور نورانی آتما دیکھا جاتا ہے - جو اندریوں کے جیتنے والے جتی اُسے دیکھ لیتے ہیں - ان کے پاپ کا ناش ہو جاتا ہے ٭

سوال ۹ - اس مارگ کا نام کیا ہے؟

جواب - اسے دیو - یان - پنتھ کہتے ہیں - یہ سچائی کی راہ پر چلنا ہے - اس راہ پر وہ رشی جاتے ہیں - جو خواہشوں پر غالب ہیں - کیونکہ وہ سچائی کا گھر ہے - فتح سچائی کی ہوتی ہے - جھوٹ کی نہیں ٭

سوال ۱۰ - یہ راہ کہاں ہے؟

جواب - اپنے گھٹ کے اندر ہے - باہر نہیں ہے - جب کوئی اس راہ پر چلا - وسیع - آسمانی - ناقابل غور - لطیف سے لطیف - روشن - نزدیک سے نزدیک - دور سے زیادہ دور آتما اُسے اپنے اندر ہی مل گیا - باہر نہیں - کیونکہ وہ یہاں اسی ہردے گپھا میں چھپا ہوا ہے ٭

سوال ۱۱ - اس کی اصلی مراد کیا ہے؟

جواب - گیان اصلی مراد ہے - آتما گیان ہی سے سمجھا جا سکتا ہے - نہ وہ نظر سے دیکھا جاتا - نہ بانی سے بولا جاتا - نہ

تب باشدھ کرم سے ملتا۔ اور نہ کوئی شخص کسی اندری کی مدد سے اُسے پا سکتا ہے۔ جب دل پاک صاف ہو جاتا ہے۔ تب سادھن کرنے والا اُس اکھنڈ (غیر منقسم) کا دھیان کرنے لگتا ہے۔ اور گیان کی برکت سے اُسے حاصل کر لیتا ہے تم کو ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ کہ سوکشم آتما صرف وچار سے سمجھا جاتا ہے۔ اسی میں پران پانچ صورتوں کا ہو کر داخل ہے۔ اسی میں من اندریوں کے ساتھ گتھا رہتا ہے۔ اس من کو شدھ کرو۔ آتما کا پرکاش دیکھ سکو گے۔

سوال ۱۲۔ اور اگر سادھن کر کے من کو شُدھ کر لیا جائے تو کیا ہو گا!

جواب۔ شُدھ من کی قوتِ ارادی مضبوط ہو جائیگی وہ جو سُنے یا جس لوک کی کامنا کریگا۔ جو اس کا سنکلپ ہو گا وہ ہمیشہ پورا ہو کر رہیگا۔ خواہش بھی برآئے گی۔ یہ سادھن کا نتیجہ ہو گا۔

سوال ۱۳۔ مجھے صرف سکھ کی خواہش ہے۔ میں کیا کروں؟

جواب۔ جس نے آتما کو جان لیا ہے۔ اس کی پوجا کرو اس کی خدمت صحبت اختیار کرو۔ خود تم کو اس دیو۔ یان پنتھ کی حقیقت کھُل جائے گی۔ اور اس آتم درشی کے [illegible]شاد (فضل اور برکت) سے سکھ کو حاصل کر لو گے۔

دوسرا کھنڈ

(۱) - خواہش کا انجام جنم مرن

سوال ۱ - آتم گیانی کی پوجا سیوا کا پھل کیا ہوگا!

جواب - چونکہ وہ ادہیچے برہم دھام کو لے جائے گا۔ اسی میں برہمانڈ قائم ہے - جو بے غرض ہوکر ایسے شخص کی خدمت کرینگے وہ اس کے سنسکار اور گیان کا فائدہ اٹھاکر جنم کے سمندر سے پار چلے جائیں گے - لیکن یہ خدمت بے غرضانہ ہو ۔

سوال ۲ - اور اگر خواہش دل میں باقی رہی - تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟

جواب - خواہشوں کے موافق بار بار جنم لینا پڑے گا - خواہشیں یہاں ہی ختم ہو جائیں - تب کام نکلے ۔

—:o:—

سوال ۳ - کیا اس آتم گیان کا ادھکار ہر شخص کو ہو سکتا ہے؟

جواب - نہیں - وید پڑھنے - عالم بنے یا عقل ہونے سے یہ ادھکار نہیں ملتا - اور نہ ہر وید پاٹھی - پنڈت - یا سیانا آتم انبھوی ہو سکتا ہے - سچی اور صحیح بات یہ ہے - کہ جسے آتما خود پسند کرتا - اپناتا اور چاہتا ہے - اسی پر اپنا اظہار کرتا ہے - (اس کے لئے وید - علم اور عقل کی خصوصیت نہیں ہے)

سوال ۴ - گیانی کے یا گیان کے ادھکاری کے اوصاف کیا ہیں؟
جواب - استقلال - دلی یکسوئی - بشرطیکہ جھوٹا تپ نہ ہو بلکہ سچا ہو یکستی نہ رہے جیتی رہے - تب یہ استقلال - دلی یکسوئی اور تپ اُسے پرم دھام کو پہنچا دیں گے +

—— ٥ ——

سوال ۵ - گورو کا ملنا مقدم ہے؟
جواب - بے شک - یہ لازمی شرط ہے -

جو رشی آتم پراپت - گیان والے - مکمل آتما - خواہش سے آزاد اور شانت ہیں - وہ اس سب جگہ پہنچے ہوئے آتما کو پاکر تمام و کمال ہیں داخل ہو رہتے ہیں +

ویدانت کے وگیان کو سمجھو - جتی بنو - سنیاس (تیاگ) کی مدد سے شدھ انتہ کرن والے بنو - لوک اور اُتم امرت کو بھوگو - مرنے کے بعد لافانی حالت کو بھوگو گے +

سوال ۶ - پھر یہ ہستی رہے گی یا نہ رہے گی؟
جواب - مکمل ہستی - دائمی ہستی - خوشی دینے والی ہستی کی وراثت نصیب ہوگی - پندرہ کلائیں اپنے اپنے کارن ہیں اور اندریاں اپنے اپنے دیوتاؤں ہیں لے ہونگی - اور سب اکشر برہم ہیں ملیں گی - جیسے سمندر کی ندیاں سمندر میں مل کر نام روپ کھو دیتی ہیں - پرہم گیانی برہم ہیں داخل ہوگا +

سوال ۷ - اس سے کوئی یہاں لوک کا بھی پھل ہوگا یا کیا؟
جواب - اس کے کل ہیں کوئی اگیانی نہ رہے گا +

سوال ۸ - اس منڈک کی اہمیت کے متعلق کوئی تائیدی اور سندی کلام بھی ہے؟

جواب - رچا سنو:-
"کرم کے پورے - ویدپاٹھی - برہمہ نشٹھی - شردھا والے - انگنی رشی ہیں اپنے آپ کا ہوم کرنیوالے کو یہ برہمہ ودیا بتانی چاہیئے - اور انہیں - جنہوں نے شرو ورت (سر کے باقاعدہ ورت) کو پورا کیا ہے"

—————۰:۵:۰—————

سوال ۹ - اس تعلیم کا سلسلہ کہاں سے چلا ہے؟

جواب - انگرس رشی سے چلا ہے - قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے - جس نے شرو ورت کو پورا نہیں کیا - وہ اسے نہ پڑھتا ہے - نہ پڑھ سکتا ہے - اور نہ پڑھنا چاہیئے ۔

ختم ہوئی

منڈک اُپنشد

عام فہم سوال و جواب کی صورت میں

فہرست منشی شیوبرت لال جی مہاراج کی بے نظیر تصانیف

نام کتب	قیمت
سدھار کا سلسلہ	
پریوک سدھار	۸/
یوگ پریوک سدھار	۸/
جیون ”	۸/
سکھ ”	
پرمارتھ ”	عہ/ ۸
ریج اوپکار ”	/
یوگ سدھار	عہ/ ۸
بردھی ”	۱۰/
نوجیون ”	۱۰/
وچار ”	۱۰/
وچار کا سلسلہ	
بھٹکل وچار	۱۰/
نکھ ”	۱۰/
بھید ”	
ہر مجیریہ ”	۱۰/
سپتاہ ”	۱۰/
سہج ”	۶/
من پنچ کرم دچار	
بدھ سگنتا ”	۶/
بھوگنی گمیان ”	

نام کتب	قیمت
یوگ کا سلسلہ	
سُرت شبد یوگ کلپدرم	عہ ۸/
پنتھ سندیش	عہ/
ادھیاتمی یوگ	عہ ۲/
ناٹک یوگ	عہ/
سہج یوگ	۱/ عہ ۲/
وگیان رامائن	۲/
کرشنائن	عہ ۶/
سنت سنجوگ کا سلسلہ	
سنت سنجوگ حصہ اول	عہ ۸/
” ” ” دوم	عہ ۱۲/
” ” ” سوم	عہ ۱/
” ” ” چہارم	عہ ۸/
” ” ” پنجم	عہ ۸/
کلپدرم سلسلہ	
برہمہ وچار کلپدرم	۱۲/
آتمہ ” ”	۶/
دیدانت کلپدرم	۱۲/
بوبک ”	۱۰/
چترتر ”	۱۰/
وچار ”	عہ ۲/

نام کتب	قیمت
جین برتانت کلپدرم	۶/
سندیش کا سلسلہ	
کرم سندیش	۸/
گیان "	۶/
اپاسنا "	۸/
بویک "	۸/
یاترا "	۸/
بچن "	۸/
سار "	۸/
سہج "	۸/
ادبھت "	۸/
اگم "	۸/
وچار "	۸/
ست "	۸/
مرم "	۸/
انبھو "	۸/
وگیان "	۸/
پریم "	۸/
درشٹانت "	۸/
بچن کا سلسلہ	
بچن سار حصہ اول	ع۲/
" " " سویم	۱۲/
" " " چہارم	۱۰/
شبد سار (نظم)	ع۸/
شبد گنجار (نظم)	عگ
شبد یوگ انگریزی	عا
منشی کا سلسلہ	

نام کتب	قیمت
خمکدہ سرشار	۱۰/
خمکدہ تخیلات	۱۰/
خمخانہ عرفان	۱۰/
" خیالات	۱۰/
اودھوت گیتا	۱۰/
جام مستی	۱۰/
بھگتی کا سلسلہ	
بھگت مال	۳/
سنت "	ع۸/
شاہی بھگت "	۶/
مہاراج "	۶/
راج بھگتی	۶/
قصوں کا سلسلہ	
آپبار سوئی	ع۸/
سندھ دیش کے قصے	۱۰/
ملتان	۱۰/
عجیب و غریب	۱۰/
قصہ ابراہیم ادہم	۶/
متفرق سلسلہ	
صوفی ازم	ع۸/
کبیر اور کبیر پنتھ	ع۲/
کبیر شبد اولی	۸/
تندو بابا کی ساکھی	۱۲/
تحفہ درویش یا فقیر پرشاد	۸/
الحیات بعد الممات	۸/
برہمہ گیان پر لیکچر	۸/
معیار المکاشفہ	۱۰/
ویدانت کی پہلی کتاب	عہ/
پنچدشی	عگ/
وشنو اوتران حصہ اول	۸/

نام کتب	قیمت
کلکی پُوران	۸/
مسلمانٔن در گور مسلمانی در کتاب	۱۲/
ظاہری و باطنی موسیقی	۶/
سچا سناتن آریہ دھرم	۶/
روحانی ترقی	۶/
بہارِ تصوف	۱۲/
محاصرہ چتوڑ	۸/
رازِ خوبصورتی	۸/
آئینہ کشمیر	۱۲/
مورتی پوجا } معجون مرکب	۱۲/
کبیر ساکھی	۱۰/
ہندی کے انمول رتن	
شبد سار گرنتھ (نظم)	۵/
کبیر چرتر	۱۰/
دکھیان انجلی	۸/
سنت سلسلہ اوّل	
کبیر شبداولی	عہ
نو جیون سدھار	۱۰/
للت کتھا انجلی حصہ اوّل	۸/
" " اپدیش انجلی	۸/
" " وچار "	۸/
" " بودھک "	۸/

نام کتب	قیمت
بھگت مال حصہ اوّل	عہ/
سنت کبیر کی ساکھی	عہ
سنت سلسلہ دوم	
للت کتھا انجلی حصہ دوم	۸/
" " وچنا انجلی	۸/
" " کرم انجلی	۸/
" " شتوتر "	۸/
ستیاہ وچار	۱۰/
بھگت مال حصہ دوم	عہ
مہلا چرتر انجلی	۸/
کبیر بیجک حصہ اوّل مشرح باتصویر	[illegible]
سنت سلسلہ سوم	
للت پشپا انجلی	۸/
پرمارتھ سدھار	۸/
بھگت مال حصہ سوم	عہ
للت کتھا انجلی	۸/
" درشٹانت انجلی	۸/
کبیر بیجک مشرح حصہ دوم تک	عہ/
للت مرم انجلی	۸/
" ستسار "	۸/
" گیان "	۸/

ملنے کا پتہ:-

رادھاسوامی دھام ڈاکخانہ گوپی گنج راج بنارس سٹیٹ یو-پی

دستور العمل

۱ — عہ؍ سالانہ پیشگی چندہ۔
۲ — بعد کو سالانہ مجموعہ کی قیمت عہ ۲/۸؍ یا زیادہ۔
۳ — نمونہ طلبی کا قاعدہ انقطہ۔
۴ — خریداروں کو تاریخ اجرا سے عدم وصولی کی شکایت پر ایک ہفتہ کے اندر دوسرا پرچہ زیادہ دیر ہو جانے کے بعد قیمت طلب۔
۵ — جملہ خط و کتابت بنام مینیجر اپنشد میگزین معرفت ہندوستانی دواگھر چیل منڈی امرتسر
۶ — جواب کے لئے ٹکٹ ضروری ورنہ عدم جواب کی معذرت۔
۷ — ایڈیٹر کے ساتھ خط و کتابت رادھا سوامی دھام کے پتہ سے۔

مقاصد

۱ — ویدانت کے اصول پر بالعموم اور اپنشدوں کے مطالب پر بالخصوص مؤثر خاطر نشین اور طمانیت بخش روشنی ڈالنا۔
۲ — اپنشدوں کے گہرے راز کی عقدہ کشائی ایسے عام فہم طریقہ میں کرنا کہ مطالعہ کرتے ہی وقت زندگی کم از کم خیالی طور پر عملی نقشہ چلے۔ اور دل پر انکی سچائی پتھر کی لکیر بن جائے۔
۳ — جو باتیں شاعرانہ انداز اور استعارہ کی زبان میں بیان ہوئی ہیں۔ ان کو معمولی عبارت میں عام فہم کے طبقہ میں منتقل کر دینا۔
۴ — جو بات ابھی ذہن نشین نہ ہو سکے اور خط و کتابت کے ذریعہ انکو صاف کر دینا۔
۵ — بھومکا کے بعد مکمل اپنشدوں کو بہ احتیاط مع شرح تفسیر کے پیش کرتے رہنا۔

نوٹ :- اپنشد میگزین صرف مستقل خریداروں ہی کو عہ؍ پر ملے گا۔ بعد کو قیمت واجبی لی جائے گی۔ ممکن ہے سال بھر کی کتابوں کی قیمت عہ یا للعہ وصول کیجائے قیمت ہر کتاب کی اس کے ٹائیٹل پیج کے اندراج کے موافق لی جائے گی۔

آیوروید علم طب اور حفظان صحت کی نشر و اشاعت کا حامی اپنی قسم کا نرالا اور اعلیٰ طبی رسالہ

گھر کا وید

جو کہ جنوری ۱۹۲۳ء سے زیر ایڈیٹری عالیجناب ویدراج کرشن دیال جی وید شاستری صاحب
بہت محنت و قابلیت سے نکل رہا ہے۔ یہ رسالہ حکیم ڈاکٹر و وید صاحبان کیلئے تو فائدہ مند ہے
ہی مگر ہر ایک پڑھے لکھے قبیلدار کے بڑے ہی کام کی چیز ہے۔ کیونکہ قابل ایڈیٹر صاحب نے اسکی ترتیب
ایسی موزوں اور مناسب مقرر کر رکھی ہے۔ جو کہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ اسمیں ہر ماہ ایک مضمون
بنام آیور طب آیوروید کی رُو سے کل امراض کی مکمل تشریح۔ اسباب۔ علامات و علاج نہایت
آسان و عام فہم عبارت میں مسلسل نکل رہا ہے۔ جو کہ کسی روز ایک مکمل مخزن آیوروید کا کام
دیگا یعنی طب آیوروید کی مکمل کتاب ہوگا۔ علاوہ ازیں امراض مخصوصہ مرد و زنان اطفال بچگاں
اور گھروں میں عام ہونیوالی بیماریوں پر ایک ایک مضمون بمعہ آسان نہایت مجرب المجرب علاج درج
ہوتا ہے۔ ہر ماہ چار پانچ صفحے آیورویدک مجربات و دیگر مجربات کے لیے مخصوص ہوتے
ہیں۔ غرضیکہ یہ طبی رسالہ ایک اسم بامسمّٰی رسالہ ہے۔ مضامین نہایت مفید۔ عام فہم۔ اور
نہایت ضروری ہوتے ہیں۔ اور اس میں جسقدر مجربات نکلتے ہیں۔ وہ محض کتابوں کی نقل یا یوں
ہی من گھڑت نہیں ہوتے۔ بلکہ جناب ایڈیٹر صاحب کے اپنے مجرب المجرب ہوتے ہیں۔
یا جن اصحاب کے مجرب ہوتے ہیں۔ ان کی حلفیہ تحریر آنے پر درج رسالہ کئے جاتے ہیں
اس رسالہ کے مطالعہ سے کوئی بھی پڑھا لکھا طبیب اور شائق طب خالی نہ رہنا چاہیئے۔
مالک رسالہ نے محض اس غرض کے لیے کہ ملک میں آیورویدک علم طب کی اشاعت
ہو۔ اور عوام میں طب جیسے ضروری مضمون کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو۔ اسکی قیمت برائے
نام مقرر کر رکھی ہے یعنی صرف ایک روپیہ چار آنہ (عہ/) سالانہ
جلدی کیجئے۔ کم از کم ایک پرچہ بطور نمونہ مفت منگا کر ملاحظہ فرمایئے۔ اور
اگر پسند ہو۔ تو سال بھر کے خریدار بن جایئے۔

نیازمند مینجر گھر کا وید امرتسر (پنجاب)

